جدید تصحیح شدہ اور اضافہ شدہ ایڈیشن

معارف النحو

شرح

ہدایۃ النحو

تالیف

مولانا عبدالحی استوری

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

معارِف النحو

شرح اُردو

هِدایة النحو

جدید ایڈیشن

مؤلف

مولانا عبدالحی استوری

اُستاذ الحدیث، جامعہ انوار العلوم، شادباغ ملیر کراچی
مدیر جامعہ قاسمیہ، غازی ٹاؤن ملیر کراچی
0312-8733503 / 0300-8950451

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نام کتاب

معارف النحو شرح اردو ہدایۃ النحو

مؤلف

مولانا عبدالحی استوری

اُستاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، شادباغ ملیر کراچی
مدیر جامعہ قاسمیہ، غازی ٹاؤن، ملیر کراچی
0312-8733503 / 0300-8950451

اشاعت دوم

فروری 2026ء

ناشر

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel:021-34604566
Cell:0334-3432345

ملنے کے پتے

مکتبہ معارف القرآن
احاطہ دارالعلوم کورنگی کراچی 021-35031565

دارالاشاعت، ایم اے جناح رو
اُردو بازار کراچی 021-32631834

سعدی اسلامی کتب خانہ
گلشن اقبال نمبر۲ کراچی 0333-2305791

اسلامی کتب خانہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34927159

مکتبہ لدھیانوی
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34130020

قدیمی کتب خانہ
آرام باغ کراچی 021-32212220

مکتبہ رشیدیہ،
سرکی روڈ کوئٹہ 081-2662263

کتب خانہ رشیدیہ،
راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2631204

مکتبہ رحمانیہ،
اُردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ سید احمد شہید،
اُردو بازار لاہور

مکتبہ علمیہ،
جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ 092-3630564

مکتبہ عمر فاروق
محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

دارالاخلاص محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ

خصوصیات

- عبارت پر مکمل اعراب
- عام فہم اور سلیس ترجمہ
- ہر بحث کا خلاصہ اور ہر سبق کی تقطیع
- ہر بحث کے بعد سوالات اور تمارین کا اضافہ
- ہر درس چند باتوں پر مشتمل
- سہ ماہی ششماہی اور سالانہ امتحان کا نصاب درس کی صورت میں
- بعض ابحاث کی نقشہ کے ساتھ وضاحت
- بعض اہم باتوں کا بطور تمہید ذکر
- نفس کتاب حل کرنے کا اہتمام
- بعض ضروری باتوں کا فوائد میں ذکر
- اشعار کی مکمل وضاحت بمع ترکیب
- آسان اصطلاحات نحو

الحمد لله رب العالمين

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

ہدایۃ النحو علم نحو کی بنیادی اور اہم کتاب ہے اس کتاب کو اگر صحیح طرح سمجھ کر پڑھ لیا جائے تو علم نحو سے کافی حد تک آگاہی ہو جاتی ہے یہ کتاب چونکہ عربی زبان میں ہے اور یہ درجہ ثانیہ کے طلباء کو پڑھائی جاتی ہے جن کی اکثریت عربی سے ناواقف ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس فن کو سمجھنے میں اکثر مشکل پیش آتی ہے۔

شرح وہی مفید ہے جو نہ زیادہ لمبی ہو اور نہ بہت مختصر بلکہ نفس کتاب کو حل کرنے میں معاون ثابت ہو۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے بندہ ناچیز نے اس شرح کو نہ بہت طویل کیا اور نہ ہی بہت مختصر! خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا

چند سالوں سے بندہ ناچیز کو جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر میں اس کتاب کی تدریس کا موقع ملا تدریس کے دوران بندہ نے اس کتاب کی شرح لکھنی شروع کی جو کہ دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے ذریعہ نجات بنادے۔ آمین

اس کتاب کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- عبارت پر مکمل اعراب
- عام فہم اور سلیس ترجمہ
- ہر بحث کا خلاصہ اور ہر سبق کی تقطیع
- ہر بحث کے بعد سوالات اور تمارین کا اضافہ
- ہر درس چند باتوں پر مشتمل
- بعض ابحاث کی نقشہ کے ساتھ وضاحت
- بعض اہم باتوں کا بطور تمہید ذکر
- نفس کتاب حل کرنے کا اہتمام
- بعض ضروری باتوں کا فوائد میں ذکر
- اشعار کی مکمل وضاحت مع ترکیب
- آسان اصطلاحات نحو
- سہ ماہی ششماہی اور سالانہ امتحان کا نصاب درس کی صورت میں

اس کتاب کے قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ مطالعہ کے دوران اگر کسی قسم کی غلطی پر نظر پڑے تو بندہ کو مطلع فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تلافی کی جائے بندہ آپ کا ممنون و مشکور ہوگا۔

مولانا عبدالحی استوری

اُستاذ الحدیث، جامعہ انوار العلوم، شاد باغ ملیر کراچی
مدیر جامعہ قاسمیہ، غازی ٹاؤن ملیر کراچی
0312-8733503 / 0300-8950451

کلمات تشکّر

بندہ مشکور ہے:

- حضرت مولانا شفیق الرحمن گلگتی حفظہ اللہ مہتمم جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کا، جن کی حوصلہ افزائی سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور
- مولانا جہان یعقوب حفظہ اللہ استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ کا بھی دل کی گہرائیوں سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح فرمائی اور
- مولوی عثمان صفدر کا، جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ کے فرائض انجام دیے اور بعض مقامات پر اہم مشورے بھی دیے اور
- درجہ ثانیہ کی کلاس کے ان طلبا کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے پڑھانے کے دوران اس کتاب کی شرح لکھنے پر مجبور کیا۔

انتساب

بندہ اپنی اس ادنی کاوش کا انتساب کرتا ہے:

اپنے والدین کے نام، جن کی اَن تھک محنتوں اور دعاؤں کی برکت سے بندہ علوم دینیہ سے وابستہ رہا اور **اپنے مشفق اور مربّی اساتذہ کے نام**، جن کی شب و روز محنت کی برکت سے بندہ نے درس نظامی کی تکمیل کی اور **استاذ محترم حضرت مولانا محمد یوسف کشمیری** حفظہ اللہ مہتمم جامعہ ابو حنیفہ آدم جی نگر کراچی جنہوں نے باپ سے زیادہ محبت اور شفقت سے پڑھایا اور بندہ نے اکثر کتب ان ہی سے پڑھی ہیں اللہ تعالیٰ ان دونوں ہستیوں کو اپنی شایان شان جزا عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ ہم پر تادیر قائم فرمائے۔آمین

مصنف کتاب کا تعارف

نام: محمد   کنیت: ابوحیان والد کا نام: ابویوسف

ولادت: اندلس کے شہر غرناطہ میں شوال ۶۵۴ھ میں ہوئی ابتدائی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا، پھر حفظ قرآن کے بعد علم قراءت و تجوید و حدیث میں مہارت کاملہ حاصل کی، علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے نحو میں جمع الجوامع لکھی، وہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے وہ میں نے ابوحیان رحمہ اللہ کی تصانیف سے حاصل کیا۔ کتاب سیبویہ موصوف کو ازبر یاد تھی، ابو حیان رحمہ اللہ کے ہم زمان صلاح الدین صفوی رحمہ اللہ ابو حیان کے بارے میں فرماتے ہیں: كَانَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النَّحْوِ مصر، عراق، شام، حجاز، یمن وغیرہ کی طرف علمی سفر کیے، مزاج میں تیزی، تفاخر تھا اپنے اساتذہ سے مسائل نحو میں خوب مخالفت کرتے تھے، اپنی بیٹی نضار سے بہت محبت کرتے تھے، ۷۳۰ھ میں جب اس کی وفات ہوئی تو ایک سال تک گوشہ نشین ہو گئے۔

اساتذہ: ابو محمد عبدالحق رحمہ اللہ سے فن تجوید میں سیکھا، ابوجعفر غرناطی رحمہ اللہ اور حافظ ابو علی حسین بن سبع العزیز رحمہ اللہ سے قراءت کی مشق کی، بقول عبدالحلیم رحمہ اللہ ابو حیان کے علم حدیث میں (۱۴۵۰) اساتذہ کرام ہیں علم فقہ علم الدین عراقی رحمہ اللہ سے حاصل کیا، علم منطق و علم کلام ابوجعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے، علم نحو ابوالحسن ابوجعفر بن زبیر ابوجعفر لیلٰی رحمہ اللہ اور ابن صائغ رحمہ اللہ سے حاصل کیا۔

تلامذہ: ابن عقیل رحمہ اللہ اور ابن ہشام رحمہ اللہ جیسے ممتاز علما کو ان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

تصانیف: تقریباً پینسٹھ کتب عربی و فارسی زبان میں تالیف فرمائی جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

(۱) اَلْبَحْرُ الْمُحِيْطُ قرآن مجید کی مبسوط تفسیر ہے

(۲) شرح تسہیل

(۳) مَنْهَجُ السَّالِكِ شَرْحُ الْفِيْهِ ابْنُ مَالِك

(۴) هِدَايَةُ النَّحْوِ

وفات: تاریخ وفات میں اختلاف ہے ایک قول ۷۴۳ھ، دوسرا قول ۷۴۵ھ کا ہے۔

الدرس الأول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ،اَمَّابَعْدُ ھٰذَا مُخْتَصَرٌ مَضْبُوْطٌ فِی النَّحْوِ جَمَعْتُ فِیْہِ مُھِمَّاتِ النَّحْوِ عَلٰی تَرْتِیْبِ الْکَافِیَۃِ مُبَوَّبًا وَمُفَصَّلًا بِعِبَارَۃٍ وَاضِحَۃٍ مَعَ اِیْرَادِ الْاَمْثِلَۃِ فِیْ جَمِیْعِ مَسَائِلِھَا مِنْ غَیْرِ تَعَرُّضٍ لِلْاَدِلَّۃِ وَالْعِلَلِ لِئَلَّا یُشَوِّشُ ذِھْنُ الْمُبْتَدِیْ عَنْ یُشَوِّشُ ذِھْنُ الْمُبْتَدِیْ عَنْ فَھْمِ الْمَسَائِلِ وَسَمَّیْتُہٗ بِھِدَایَۃِ النَّحْوِ رَجَاءَ اَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہِ الطَّالِبِیْنَ وَرَتَّبْتُہٗ عَلٰی مُقَدَّمَۃٍ وَثَلَاثَۃِ اَقْسَامٍ بِتَوْفِیْقِ الْمَلِکِ الْعَزِیْزِ الْعَلَّامِ

ترجمہ:

تعریفیں خاص ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے اور رحمت نازل ہو اس کے رسول یعنی محمد ﷺ پر اور اس کے اٰل اور اس کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ ایک مختصر کتاب ہے جو کہ نحو میں لکھی گئی ہے جس میں میں نے نحو کے اہم مسائل کو کافیہ کی ترتیب پر باب وار اور فصل وار صاف ستھری اور آسان عبارت کے ساتھ جمع کیا ہے اور ساتھ تمام مسائل میں ان کی مثالیں بھی ذکر کی ہیں ان کے دلائل اور علتوں کو ذکر نہیں کیا تاکہ مبتدی آسان عبارت کے ساتھ جمع کیا ہے اور ساتھ تمام مسائل میں ان کی مثالیں بھی ذکر کی ہیں ان کے دلائل اور علتوں کو ذکر نہیں کیا تاکہ مبتدی کا ذہن مسائل کے سمجھنے میں تشویش و پریشانی میں مبتلا نہ ہو اور میں نے اس کا نام ہدایۃ النحو رکھا ہے اس امید سے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ طلبا کو ہدایت دیں اور اس کو میں نے ایک مقدمہ، تین اقسام اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے اس بادشاہ کی توفیق سے جو غالب اور بہت زیادہ علم والا ہے۔

پہلا درس

وضاحت: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اصل میں جملہ فعلیہ تھا یعنی حَمِدتُّ اللّٰہَ حَمْدًا تھا اب یہاں فعل کو بمع فاعل حذف کر دیا اور حمد کو اس کے قائم مقام کر کے جملہ اسمیہ بنا دیا پس حمد پر الف لام داخل کیا اور لفظ اللہ پر لام جارہ داخل کیا جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف پھیرنے کی وجہ یہ ہے کہ جملہ اسملیہ دوام ثبوت پر دلالت کرتا ہے جو کہ مقام حمد میں مقصود ہے جب کہ جملہ فعلیہ تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے۔

اَلْحَمْدُ: میں الف لام استغراقی ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔

رَبّ: یہ اصل میں مصدر ہے اور معنی ہے پرورش کرنا یعنی کسی چیز کو تدریجاً حد کمال تک پہنچانا۔

رَبِّ الْعَالَمِيْنَ: کے معنی ہوں گے وہ تمام جہانوں کا مالک ہے اس کی ملکیت اور ربوبیت سے کوئی چیز باہر نہیں۔

الْعَالَمِيْنَ : یہ عالم کی جمع ہے بمعنی مَا يُعْلَمُ بِهِ الشَّيْءُ (وہ چیز جس سے دوسری چیز جانی جائے)

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ: اَيْ خَيْرُ الْعَاقِبَةِ ثَابِتَةٌ لِلْمُتَّقِيْنَ (اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے نہ کہ گناہ گاروں کے لیے)

اَلْمُتَّقِيْنَ: یہ جمع ہے مُتّقی کی جو کہ باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے لغت میں مُتّقی بمعنی پرہیز گار ہے اور اصطلاح شرع میں متقی وہ شخص کہلاتا ہے جو اپنے نفس کو ان کاموں سے بچائے رکھے جن کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ

الصَّلٰوةُ: کے لغوی معنی دعا ہے اور اصطلاحی معنی میں کچھ تفصیل ہے صلوۃ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد رحمت ہے راس کی نسبت جب ملائکہ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد استغفار ہے رجب اس کی نسبت انسانوں کی طر کی جائے تو اس سے مراد دعاء ہے اور صلوہ بمعنی عبادت مخصوصہ بھی آتاہ یعنی نماز

رَسُوْلِهِ: رسول بروزن فعول ہے لغت میں بمعنی مرسَل ہے یعنی بھیجا ہوا اور فعول بمعنی مفعول ہے۔

اصطلاح شرع: میں اس کی تعریف یہ ہے کہ رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لیے بھیجا ہو اور ان کے ساتھ کتاب ہو جو ان پر نازل ہوئی ہو۔

مُحَمَّدٍ: یہ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی بہت تعریف کیا ہوا مصدر تَحْمِيْدٌ ہے یہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے۔

وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ: اٰل کے باعتبار معنی و مراد کے بارے میں پانچ اقوال ہیں: (۱) بمعنی اتباع (۲) بنی ھاشم اور بنی مطلب مراد ہیں (۳) صرف بنی ھاشم مراد ہیں (۴) ازواج اور بنات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد اور ان کی اولاد مراد ہیں (۵) اھل بیت مراد ہیں۔

اٰل کا لفظ باعتبار معنی جمع اور باعتبار لفظ مفرد ہے جیسے اٰلُ مُوسَى وَاٰلُ هَارُوْنَ

وَاَصْحَابِهِ: اَصْحَاب جمع صَحْب کی ہے یا جمع صَاحِب کی ہے صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور ایمان پر وفات پائی۔

اَجْمَعِيْنَ: یہ اٰل اور اَصْحَاب کی تاکید لفظی ہے۔

أَمَّابَعْدُ: أَمَّا کی دو قسمیں ہیں (۱) استینافیہ (۲) تفصیلیہ

أَمَّا استینافیہ: سے مراد یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی اجمال نہیں ہوتا ہے جیسا کہ کتابوں کے شروع میں آتا ہے جیسے أَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ یہ استینافیہ ہوگا اس لیے کہ اس سے قبل کوئی اجمال موجود نہیں۔

أمّا تفصیلیہ: سے مراد یہ ہے کہ اس سے پہلے کلام نے کسی چیز کو اجمالاً ذکر کیا ہو اور اما سے اس کی تفصیل کر رہا ہو جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ اَمَّا زَيْدٌ فَاَكْرَمْتُهُ وَاَمَّا لَهَبٌ فَأَهَنْتُهُ (میرے پاس قوم آئی پس اگر زید آیا تو میں اس کا اکرام کروں گا اور بہر حال لہب آیا تو میں اس کی توہین کروں گا) یہ أمّا تفصیلیہ ہے ان دونوں صورتوں میں اما کے جواب میں فاء کا آنا ضروری ہے اور یہاں متن میں اما استینافیہ ہے۔

أمّا کی اصل سے متعلق نحویوں کے چند اقوال:

۱)... خلیل نحوی کے نزدیک امّا اصل میں مَهْمَا تھا ھاء کو تخفیف کے لیے ہمزہ سے تبدیل کر دیا پس یہ مَأْمَا ہوا پھر ہمزہ صدر کلام چاہتا ہے اس لیے کلام کے ابتداء میں لے آئے تو اب اَمْ مَا ہوا پھر میم کو میم ادغام کر دیا تو أمّا ہوا۔

۲)... سیبویہ نحوی کے نزدیک أمّا اپنے اصل پر ہے کیونکہ یہ حرف ہے حرف میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔

۳)... بعض نحویوں کے نزدیک امّا اصل میں اِنْ مَا تھا اور اس کے بعد مازائدہ ہے تو نون کو میم میں ادغام کر دیا تو ہو گیا اِمَّا پھر ہمزہ کے کسرے کو فتحہ سے تبدیل کر دیا تو أمّا بن گیا کیونکہ أمّا تب ہوتا جب اس کے بعد دوسرا اِمَّا یا اَوْ ہوتا ہے۔

أمَّا بَعْدُ کی اصل یہ ہے: مَهْمَا يَكُنْ مِّنْ شَيْءٍ بَعْدَ الْبَسْمَلَةِ وَالْحَمْدَلَةِ وَالصَّلٰوةِ پس أمّا کو مَهْمَا کے قائم مقام کیا اور پھر فعل شرط" يَكُن مِّنْ شَيْءٍ" کو حذف کر دیا کیونکہ أمّا حرف شرط پر دلالت کرتا ہے۔

بَعْدُ کی باعتبار ترکیب تین حالتیں

بعد کی تین حالتیں ہیں دو حالتوں میں معرف ہو گا اور ایک حالت میں مبنی ہو گا۔

پہلی حالت:

بَعْدُ مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ قَبْلَ عَمْرٍو وَبَعْدَ بَكْرٍ

دوسری حالت: بَعْدُ مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ نسیا منسیا ہو (بالکل دل و دماغ میں نہ ہو) جیسے رُبَّ بَعْدٍ كَانَ خَيْرًا مِنْ قَبْلٍ ان دونوں حالتوں بَعْدُ معرب ہو گا۔

تیسری حالت: بَعْدُ مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی نیت اور ارادہ میں ہو۔ جیسے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اس حالت میں بَعْدُ مبنی ہو گا۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے اپنی کتاب کی کچھ خصوصیات ذکر فرما رہے ہیں۔

خصوصیات کتاب:

۱)... یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو نحو میں تحریر کیا گیا ہے یہ اتنا لمبا نہیں کہ پڑھنے والوں کو تھکا دے۔
۲)... اس کتاب میں نحو کی اہم باتیں ذکر کی گئی ہیں۔
۳)... اس کتاب میں کافیہ کی ترتیب پر ابحاث کو ابواب اور فصل وار ذکر کیا گیا ہے۔
۴)... اس کتاب کی عبارت بالکل آسان اور واضح ہے۔
۵)... تمام مسائل کے ساتھ ان کی مثالیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔
۶)... دلائل اور علل کو ذکر نہیں کیا گیا ہے تاکہ مبتدی طالب علم کا ذہن تشویش اور پریشانی میں مبتلا نہ ہو۔

وَ سَمَّيْتُهُ بِهِدَايَةِ النَّحْوِ...اِلخ : مصنف رحمہ اللہ یہاں سے کتاب کی وجہ تسمیہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔
اس کتاب کا نام میں نے ہِدَایۃُ النَّحْوِ رکھا اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے طلبا کی رہنمائی فرمائیں۔

وَرَتَّبْتُهُ: اس عبارت سے مصنف رحمہ اللہ کتاب کی ترتیب کو ذکر فر رہے ہیں۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو مرتب کیا ہے ایک مقدمہ تین اقسام اور ایک خاتمہ پر یہی اس کتاب کا خلاصہ ہے۔

بِتَوْفِيْقِ الْمَلِكِ الْعَزِيْزِ الْعَلَّامِ: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے اس عظیم کارنامے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر رہے ہیں تاکہ اس کام میں اخلاص پیدا ہو۔

الدرس الثاني

اَلْمُقَدِّمَةُ

اَلْمُقَدِّمَةُ: فِي الْمَبَادِئ الَّتِيْ يَجِبُ تَقْدِيْمُهَا لِتَوَقُّفِ الْمَسَائِلِ عَلَيْها وَفِيْهَا ثَلَاثَةُ فُصُوْلٍ فَصْلٌ:اَلنَّحْوُ عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ تُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَكَيْفِيَةُ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ وَالْغَرَضُ مِنْهُ: صِيَانَةُ الذهن عَنِ الْخَطَأِ اللَّفْظِيِّ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ وَمَوْضُوْعُهُ: اَلْكَلِمَةُ وَالْكَلَامُ.

ترجمہ:

بہر حال مقدمہ تو پس وہ ان ابتدائی مسائل کے بیان پر مشتمل ہے جن کو پہلے بیان کرنا ضروری ہوتا ہے اس لیے کہ بہت سے مسائل ان پر موقوف ہیں اور اس مقدمہ میں تین فصلیں ہیں ۔ پہلی فصل یہ ہے کہ نحو چند اصول و قواعد جاننے کا نام ہے جن کے ذریعہ تینوں کلموں کے آخری حروف کے حالات معلوم کیے جاتے ہیں کہ وہ معرب ہیں یا مبنی اور ان کلمات

کی ایک دوسرے کے ساتھ ترکیب کی کیفیت کیا ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ ذہن کو کلام عرب میں لفظی خطا سے بچایا جاسکے اور اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

دوسرا درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: نحو کی تعریف

دوسری بات: غرض وغایت

تیسری بات: موضوع کا بیان

پہلی بات: نحو کی تعریف

علم نحو کا لغوی معنی: نحو کے لغوی معنی قصد وارادہ کرنا۔

اصطلاحی تعریف: نحو ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلموں کے آخر کے احوال معلوم کیے جائیں معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے اور ان میں سے بعض کلموں کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

دوسری بات: غرض وغایت

غرض وغایت: کلام عرب میں ذہن کو لفظی غلطی سے بچانا ہے۔

تیسری بات: موضوع کا بیان

موضوع: اس علم کا کلمہ اور کلام ہے۔

الدرس الثالث

اَلْکَلِمَةُ

فَصْلٌ: اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ وَهِيَ مُنْحَصِرَةٌ فِيْ ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: اِسْمٍ وَفِعْلٍ وَحَرْفٍ؛ لِأَنَّهَا إِمَّا أَنْ لَا تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا وَهُوَ الْحَرْفُ أَوْ تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا وَاَقْتَرَنَ مَعْنَاهَا بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الْفِعْلُ أَوْ تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا وَلَمْ يقترن مَعْنَاهَا بِه وَهُوَ الْاِسْمُ.

ترجمہ:

فصل: کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو اور وہ تین قسموں پر منحصر ہے اسم، فعل اور حرف اس لیے کہ

وہ (کلمہ) یا تو دلالت نہیں کرے گا ایسے معنی پر جو اس کے ذات میں پائے جاتے ہوں اور وہ حرف ہے یا تو وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا اور اس کے معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک ساتھ ملے ہوئے ہوں گے اور وہ فعل ہے یا تو وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا اور اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو وہ اسم ہے۔

تیسرا درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: کلمہ کی تعریف

دوسری بات: الکلمۃ سے متعلق ابحاث

تیسری بات: کلمہ کی اقسام ثلاثہ اور ان کی وجہ حصر

پہلی بات: کلمہ کی تعریف اور کلمہ کی ابحاث

کلمہ: وہ لفظ ہے جس کو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

فوائد و قیود: ہر تعریف میں ایک جنس اور چند فصلیں ہوا کرتی ہیں پس کلمہ کی تعریف اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ میں لَفْظ جنس ہے اور اس میں تمام الفاظ داخل ہو گئے مہملات، اور غیر مہملات، مرکبات اور غیر مرکبات، وُضِعَ لِمَعْنَی: یہ پہلی فصل ہے اس سے الفاظ مہملات سب خارج ہو گئے، مُفْرَد: یہ دوسری فصل ہے اس سے مرکبات خارج ہو گئے۔

دوسری بات: اَلْکَلِمَۃُ سے متعلق ابحاث

پہلی بحث: اَلْکَلِمَۃُ کے الف لام سے متعلق

دوسری بحث: اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ میں دو اشکالات اور ان کے جوابات

تیسری بحث: مُفْرَد میں ترکیبی احتمالات سے متعلق

پہلی بحث: اَلْکَلِمَۃُ میں الف لام کی کون سی قسم ہے اس بات کو سمجھنے سے پہلے الف لام کی اقسام کا جاننا ضروری ہے لہٰذا پہلے الف لام کی اقسام کو ذکر کیا جاتا ہے۔

الف لام کی اقسام: الف کی اوّلاً دو قسمیں ہیں اسمی اور حرفی:

الف لام اسمی وہ ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے اور یہ اَلَّذِیْ اسم موصول کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے اَلضَّارِبُ اَوِ الْمَضْرُوْبُ.

الف لام حرفی: وہ ہوتا ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے علاوہ کسی اور اسم پر داخل ہو۔

پھر الف لام حرفی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) الف لام زائدہ (۲) الف لام غیر زائدہ۔

الف لام زائدہ: وہ ہوتا ہے جس کو گرانے سے معنی میں فرق نہیں آتا ہے۔

الف لام غیر زائدہ: وہ ہوتا ہے جو کلام میں زائد نہ ہو بلکہ اس کے نہ ہونے سے معنی میں تبدیلی واقع ہو۔

الف لام غیر زائدہ کی چار اقسام ہیں: (۱) الف لام جنسی (۲) الف لام استغراقی

(۳) الف لام عہد خارجی (۴) الف لام عہد ذہنی۔

ان چاروں میں وجہ حصر: الف لام کے مدخول سے ماہیت مراد ہو گی یا افراد، اگر ماہیت مراد ہو تو یہ الف لام جنسی ہو گا۔ جیسے اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِنَ الْمَرْأَةِ (جنس مرد عورت سے بہتر ہے) اور اگر افراد مراد ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو تمام افراد مراد ہوں گے یا بعض افراد، اگر تمام افراد ہوں تو الف لام استغراقی کہلائے گا جیسے إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (بے شک سارے انسان خسارے میں ہیں) اگر الف لام کے مدخول سے بعض افراد ہوں تو دو حال سے خالی نہ ہو گا یا تو یہ بعض افراد خارج میں متعین ہوں گے یا نہیں، اگر خارج میں متعین ہوں تو یہ الف لام عہد خارجی کہلائے گا جیسے فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ (پس فرعون نے رسول کی نافرمانی کی) اس میں الرسول میں الف عہد خارجی ہے اور اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام ہیں اور اگر بعض افراد میں متعین نہ ہوں اسے الف لام عہد ذہنی کہتے ہیں جیسے وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ (اور مجھے ڈر ہے کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے گا) یہاں الذِّئْبُ میں الف لام عہد ذہنی ہے کیونکہ خارج میں کوئی بھیڑیا متعین نہیں ہے۔

اَلْكَلِمَةُ میں الف لام کی کون سی قسم ہے: اَلْكَلِمَةُ میں الف لام جنسی ہے یا عہد خارجی ہے اور معہود نحوی کلمہ ہے۔

دوسری بحث: اس بحث میں اَلْكَلِمَةُ لفظ سے متعلق دو اشکالات اور ان کے جوابات ذکر کئے جاتے ہیں۔

پہلا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ اَلْكَلِمَةُ لفظ میں اَلْكَلِمَةُ مبتداء ہے اور لفظ اس کی خبر ہے اب یہاں مبتدا اور خبر کے درمیان تذکیر و تانیث میں مطابقت نہیں ہے اَلْكَلِمَةُ مؤنث ہے اور لفظ مذکر ہے؟

جواب: مبتداء اور خبر کے درمیان مطابت کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ خبر مشتق ہو جب کہ یہاں لفظ مشتق نہیں ہے اس لیے مطابقت ضروری نہیں ہے۔

دوسرا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ اَلْكَلِمَةُ میں جو "تاء" ہے وہ وحدت کی ہے اور الف لام جنس کا ہے جب کہ وحدت اور جنس میں تضاد ہوتا ہے یہاں اجتماع کیسے ممکن ہوا؟

جواب: وحدت کی تین اقسام ہیں (۱) وحدت شخصی (۲) وحدت نوعی (۳) وحدت جنسی۔ تینوں اقسام میں صرف وحدت شخصی اور الف لام جنسی جمع نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ ان میں تضاد ہے یہاں وحدت نوعی یا وحدت جنسی مراد ہے لہٰذا یہ اشکال وارد نہیں ہوتا ہے۔

تیسری بحث مفرد میں ترکیبی احتمالات

مُفْرَد میں ترکیب کے اعتبار سے تین احتمال موجود ہیں: (۱) مرفوع (۲) مجرور (۳) منصوب

(۱) مُفْرَدٌ مرفوع والی صورت: اس وقت یہ لفظ کی صفت ثانیہ ہو گی اور معنی یہ ہو گا کہ کلمہ ایسا لفظ مفرد ہے جسے معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

(۲) مُفْرَد مجرور والی صورت: پس مُفْرَد مجرور اس بنا پر ہو گا کہ اسے معنیً کی صفت قرار دیا جائے معنیً چونکہ لام جارہ کی وجہ سے مجرور اور موصوف ہے جو اعراب موصوف کا ہوتا ہے وہی اعراب صفت کا بھی ہوتا ہے لہٰذا مُفْرَد بھی مجرور ہو گا اس صورت میں معنی یہ ہو گا کلمہ ایسا لفظ ہے جسے وضع کیا گیا ہو ایسے معنی کے لیے جو مفرد ہو۔

(۳) مُفْرَدًا منصوب والی صورت: اس وقت یہ وُضِعَ کی ضمیر سے حال واقع ہو گا اور معنی ہو گا کلمہ وہ لفظ ہے جسے وضع کیا گیا ہو معنی کے لیے اس حال میں کہ وہ لفظ مفرد ہے۔

تیسری بات: کلمہ کی اقسام ثلاثہ اور ان کی وجہ حصر

وجہ حصر: کلمہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا یا نہیں، اگر وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہ کرے بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہو تو وہ حرف ہو گا اور اگر وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا ہو گا یا نہیں اگر ملا ہوا ہو تو وہ فعل ہے اور اگر ملا ہوا نہ ہو تو وہ اسم ہے۔

الدرس الرابع

فَحَدُّ الْاِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرُ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ أَعْنِيْ اَلْمَاضِيَ وَالْحَالَ فَحَدُّ الْاِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرُ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ أَعْنِيْ اَلْمَاضِيَ وَالْحَالَ وَدُخُوْلُ لَامِ التَّعْرِيْفِ عَلَيْهِ كَالرَّجُلِ وَالْجَرِّ وَالتَّنْوِيْنِ بِزَيْدٍ وَالتَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ وَالنَّعْتِ وَالتَّصْغِيْرِ وَالنِّدَاءِ فَإِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ خَوَاصُّ الْاِسْمِ وَمَعْنَى الْإِخْبَارِ عَنْهُ أَنْ يَكُوْنَ مَحْكُوْمًا عَلَيْهِ فَاعِلًا أَوْ مَفْعُوْلًا أَوْ مُبْتَدَأً وَيُسَمّٰى فَإِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ خَوَاصُّ الْاِسْمِ وَمَعْنَى الْإِخْبَارِ عَنْهُ أَنْ يَكُوْنَ مَحْكُوْمًا عَلَيْهِ فَاعِلًا أَوْ مَفْعُوْلًا أَوْ مُبْتَدَأً وَيُسَمّٰى اِسْمًا لِسُمُوِّهٖ عَلٰى قَسِيْمَيْهِ لَا لِكَوْنِهٖ وِسْمًا عَلَى الْمَعْنٰى

ترجمہ:

چنانچہ اسم کی تعریف یہ ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور وہ معنی تین زمانوں میں سے

کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہو میری مراد اس سے ماضی حال اور استقبال ہے جیسے رجل اور علم اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بارے میں خبر دینا صحیح ہو جیسے زَیْد قائِم اور مضاف ہونا جیسے غُلامُ زَیْدٍ اور لام تعریف کا داخل ہونا جیسے الرَّجُلِ اور جر اور تنوین کا داخل ہونا جیسے بِزَیْدٍ اور تثنیہ ہونا اور جمع ہونا اور صفت ہونا اور تصغیر ہونا اور ندا ہونا پس یہ سارے اسم کے خواص میں ہیں اور اخبار عنہ کے معنی ہیں کہ وہ محکوم علیہ ہو کیونکہ وہ فاعل ہو گا یا مفعول یا مبتدا اور اس کا نام اسم اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنے دونوں قسموں سے بلند ہوتا ہے اسم نام اس لیے نہیں رکھا گیا کہ وہ معنی کے لیے علامت ہوتا ہے۔

چوتھا درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی

پہلی بات: اسم کی تعریف — دوسری بات: اسم کی علامات

تیسری بات: اخبار عنہ کا مطلب — چوتھی بات: اسم کی وجہ تسمیہ

پہلی بات: اسم کی تعریف

اسم: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ اس کے معنی ملا ہوا نہ ہو (یعنی ماضی، حال اور استقبال) جیسے رَجُل اور عِلْم

دوسری بات: اسم کی علامات

پہلی علامت: یہ ہے کہ اس کے بارے میں خبر دینا صحیح ہو (یعنی وہ مخبر عنہ بن سکے) جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اس میں زید کے بارے میں قیام کی خبر دی گئی ہے اس لیے زید مخبر عنہ ہے۔

دوسری علامت: اضافت کا ہونا جیسے: غُلامُ زَیْدٍ

تیسری علامت: لام تعریف کا داخل ہونا۔ جیسے اَلرَّجُلُ اس میں الف لام تعریف کا ہے۔

چوتھی علامت: جر اور تنوین کا داخل ہونا۔ جیسے بِزَیْدٍ

پانچویں علامت: تثنیہ ہونا۔ جیسے رَجُلَانِ

چھٹی علامت: جمع ہونا۔ جیسے رِجَالٌ

ساتویں علامت: صفت ہونا۔ جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ اس میں رجل موصوف اور عالم صفت ہے۔

آٹھویں علامت: مصغر ہونا۔ جیسے رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ

نویں علامت: منادیٰ ہونا۔ جیسے یَا زَیْدُ۔ یہ سارے اسم کے خواص ہیں۔

تیسری بات: اخبار عنہ کا مطلب

اخبار عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بارے میں خبر دینا۔ پس جس کے بارے میں خبر دی جاتی ہے وہ مبتدا ہوتا ہے نہ کہ فاعل۔ پس اس اعتبار سے اخبار عنہ کا معنی فاعل اور نائب فاعل کو شامل نہیں ہوتا تھا کیونکہ فاعل اور نائب فاعل کے بارے میں خبر نہیں دی جاتی ہے؛ لہٰذا مصنف رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کر دی کہ اخبار عنہ سے مراد محکوم علیہ ہونا ہے یعنی اس پر حکم لگایا گیا ہو پس اس اعتبار سے اخبار عنہ فاعل اور نائب فاعل دونوں کو شامل ہوگا کیونکہ فاعل پر بھی حکم لگایا جاتا ہے اور نائب فاعل پر بھی۔

چوتھی بات: اس کی وجہ تسمیہ

اسم کی وجہ تسمیہ (یعنی اسم کو اسم کیوں کہتے ہیں) کے بارے میں نحویوں کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ بصریین کے نزدیک اسم اصل میں سِمْوٌ تھا (سین کے کسرہ کے ساتھ) بمعنی بلند ہونا ہے اسم چونکہ اپنے دونوں قسیموں سے بلند ہوتا ہے اور فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہوتا ہے اس لیے اس کو اسم کہتے ہیں پس واو کو حذف کر دیا اور سین کو ساکن کر دیا اور ابتدا میں ہمزہ وصلی مکسورہ لے آئے تو اسم ہو گیا۔

کوفیین کے نزدیک اسم اصل میں وِسْمٌ تھا بمعنی علامت چونکہ اسم بھی اپنے معنی پر علامت ہوتا ہے اس لیے اس کو اسم کہتے ہیں پس واو مکسورہ کو ہمزہ سے بدلا تو اسم ہو گیا۔

مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک بصریین کا مذہب پسندیدہ ہے اس لیے اس کو ترجیح دی اور اس کو پہلے ذکر کر دیا۔

الدرس الخامس

وَحَدُّ الْفِعْلِ: كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا دَلَالَةً مُقْتَرِنَةً بِزَمَانٍ ذٰلِك الْمَعْنٰى كَضَرَبَ يَضْرِبُ اِضْرِبْ وَعَلَامَتُهُ أَنْ يَصِحَّ الْإِخْبَارُ بِهِ لَا عَنْهُ وَدُخُولُ قَدْ وَالسِّيْنِ وَسَوْفَ وَالْجَزْمُ عَلَيْهِ وَالتَّصْرِيْفُ اِلَى الْمَاضِيْ وَالْمُضَارِعِ وَكَوْنُهُ اَمْرًا وَنَهْيًا وَاتِّصَالُ الضَّمَائِرِ الْبَارِزَةِ الْمَرْفُوْعَةِ بِهِ نَحْوُضَرَبْتُ وَتَاءِ التَّأْنِيْثِ السَّاكِنَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ وَنُونِ التَّاكِيْدِ فَإِنَّ كُلَّ هٰذِهِ مِنْ خَوَاصِّ الْفِعْلِ وَمَعْنَى الْاِخْبَارِ بِهِ اَن يَّكُوْنَ مَحْكُوْمًا بِهِ وَيُسَمّٰى فِعْلًا بِاِسْمِ اَصْلِهِ وَهُوَ الْمَصْدَرِ لِأَنَّ الْمَصْدَرَ هُوَ فِعْلُ الْفَاعِلِ حَقِيْقَةً.

ترجمہ:

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے ایسی دلالت جو اس معنی کے زمانے کے ساتھ ملی ہوئی ہو جیسے

ضَرَبَ يَضْرِبُ اِضْرِبْ اور فعل کی علامت یہ ہے کہ اس کا اخبار بہ ہونا صحیح ہو نہ کہ اخبار عنہ ہونا اور قد و سین، سوف، جزم کا داخل ہونا اور ماضی، مضارع کی طرف اس کی گردان کا ہونا اور امر اور نہی کا ہونا اور ضمیر بارز مرفوع متصل کا اس کے ساتھ متصل ہونا جیسے ضَرَبْتُ اور تاء تانیث ساکنہ اس کے آخر میں ہونا جیسے ضَرَبَتْ اور تاکید کے دونوں نون (یعنی ثقیلہ و خفیفہ) کا داخل ہونا اور اخبار عنہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ محکوم بہ ہو اور اس کا نام فعل رکھا گیا ہے اس کے اصل کے نام سے اور وہ مصدر ہے اس لیے کہ مصدر حقیقت میں فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

پانچواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: فعل کی تعریف

دوسری بات: فعل کی علامات

تیسری بات: اخبار بہ کا مطلب

چوتھی بات: فعل کی وجہ تسمیہ

پہلی بات: فعل کی تعریف

فعل: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے ایسی دلالت جو اس معنی کے زمانے کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ جیسے ضَرَبَ میں زمانہ ماضی اور يَضْرِبُ میں زمانہ استقبال اور اِضْرِبْ میں زمانہ حال پایا جاتا ہے۔

دوسری بات: فعل کی علامات

پہلی علامت: فعل کا مخبر عنہ ہونا صحیح ہو (یعنی مسند اور محکوم بہ ہونا صحیح ہو) اور اس کا مخبر عنہ ہونا صحیح نہ ہو (یعنی مسند الیہ اور محکوم علیہ ہونا درست نہ ہو) اس کے ذریعے خبر دینا صحیح ہو نہ کہ اس کے بارے میں خبر دینا۔

دوسری علامت: حرف قَدْ کا داخل ہونا۔ جیسے قَدْ ضَرَبَ

تیسری علامت: حرف سین کا داخل ہونا۔ جیسے سَيَضْرِبُ

چوتھی علامت: حرف سَوْفَ کا داخل ہونا۔ جیسے سَوْفَ يَضْرِبُ

پانچویں علامت: حرف جزم کا داخل ہونا۔ جیسے لَمْ يَضْرِبْ

چھٹی علامت: فعل ماضی اور مضارع کی گردان کا ہونا۔ جیسے ضَرَبَ ماضی اور يَضْرِبُ مضارع

ساتویں علامت: امر ہونا۔ جیسے اِضْرِبْ

آٹھویں علامت: نہی ہونا۔ جیسے لَاتَضْرِبْ
نویں علامت: ضمیر بارز مرفوع کا ملا ہوا ہونا۔ جیسے ضَرَبْتُ
دسویں علامت: تاء تانیث ساکنہ کا ملا ہوا ہونا۔ جیسے ضَرَبَتْ
گیارہویں علامت: نون تاکید کا ہونا خواہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ ہو۔ جیسے اُكْتُبَنَّ، اُكْتُبَنْ

یہ ساری علامات فعل کے خواص میں سے ہیں مصنف رحمہ اللہ کی مراد علامات سے خواص ہیں کیونکہ علامت وہ ہوتی ہے جو کبھی جدا نہ ہو جب کہ نون تاکید فعل ماضی میں نہیں آتا ہے اسی طرح تاء تانیث ساکنہ مضارع میں نہیں آتی ہے اسی لیے مصنف رحمہ اللہ نے علامات سے مراد خواص لیا ہے اب کوئی اشکال وارد نہ ہوگا۔

تیسری بات: اخبار بہ کا مطلب

اخبار بہ کا مطلب ہے اس کے ذریعہ سے خبر دینا، یہ معنی فعل پر تو صادق آتا ہے لیکن امر و نہی جو کہ انشاء کے قبیل سے ہیں ان پر صادق نہیں آتا کیونکہ ان کے ذریعہ سے خبر نہیں دی جاتی پس مصنف نے وضاحت فرمادی کہ اخبار بہ سے مراد محکوم بہ ہے یعنی اس کے ذریعہ سے حکم لگایا گیا ہو پس اس اعتبار سے اخبار بہ کا معنی امر اور نہی پر بھی صادق آئے گا کیونکہ امر اور نہی کے ذریعہ سے بھی حکم لگایا جاتا ہے۔

چوتھی بات: فعل کی وجہ تسمیہ

اس کو سمجھنے سے پہلے تمہید کے طور پر دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔
پہلی بات: یہ ہے کہ فعل مصدر سے نکلتا ہے اس لیے مصدر اصل ہوا۔
دوسری بات: یہ ہے کہ عربی میں مصدر مثلاً ضرب کو فعل یعنی کام کہتے ہیں کیونکہ مصدر فاعل کا فعل یعنی کام ہے۔

جب یہ بات سمجھ آگئی تو اس بات کو سمجھیں کہ نحویوں نے فعل کو اپنے اصل یعنی مصدر کا نام (فعل) دیا، اس کو کہتے ہیں: تَسْمِيَةُ الشَّيْءِ بِاِسْمِ اَصْلِهِ.

الدرس السادس

وَحَدُّ الْحَرْفِ كَلِمَةٌ لَا تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا بَلْ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى غَيْرِهَا نَحْوُ مِنْ فَإِنَّ مَعْنَاهَا اَلْاِبْتِدَاءُوَهِيَ لَا تَدُلُّ عَلَيْهِ إِلَّابَعْدَ ذِكْرِ مَا مِنْهُ الْاِبْتِدَاءُ كَالْبَصْرَةِ وَالْكُوْفَةِ مَثَلًا تَقُوْلُ: سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ وَعَلَامَتُهُ أَنْ لَّا يَصِحَّ الْإِخْبَارُ عَنْهُ وَلَا بِهِ وَأَنْ لَا يَقْبَلَ عَلَامَاتِ الْأَسْمَاءِ وَلَا عَلَامَاتِ الْأَفْعَالِ وَلِلْحَرْفِ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ فَوَائِدُ كَالرَّبْطِ بَيْنَ اسْمَيْنِ نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ أَوِ الْفِعْلَيْنِ نَحْوُ أُرِيْدُ اَنْ تَضْرِبَ اَوِاسْمٍ وَفِعْلٍ كَضَرَبْتُ بِالْخَشَبَةِ أَوْ جُمْلَتَيْنِ نَحْوُ إِنْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ فَأَكْرِمْهُ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْفَوَائِدِ الَّتِيْ تَعْرِفُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُسَمّٰى حَرْفًا لِوُقُوْعِهِ فِى الْكَلَامِ حَرْفًا اَىْ طَرْفًا اِذْ لَيْسَ مَقْصُوْدٌبِالذَّاتِ مِثْلُ الْمُسْنَدِ وَالْمُسْنَدِ اِلَيْهِ

ترجمہ:

حرف وہ کلمہ ہے جو بذات خود اپنے معنی پر دلالت نہ کرتا ہو بلکہ ایسے معنی پر دلالت کرتا ہو جو اس کے غیر میں پایا جاتا ہے جیسے مِنْ اس لیے کہ اس کے معنی ابتداء کے ہے اور وہ ابتداء کے معنی پر دلالت نہیں کرتا ہے جب اس بات کا ذکر نہ کیا جائے جس سے ابتداء کی جاتی ہے جیسے بصرہ اور کوفہ جیسے تو کہے گا میں نے بصرہ سے کوفہ تک سیر کی اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کا مخبر عنہ اور مخبر بہ دونوں ہونا صحیح نہ ہو اور یہ کہ وہ اسماء اور افعال میں سے کسی کی علامت قبول نہ کرے اور حرف کے کلام عرب میں بہت سارے فائدے ہیں جیسے دو اسموں کے درمیان ربط دینا جیسے زَيْدٌ الدَّارِ یا دو فعلوں کے درمیان ربط دینا جیسے أُرِيْدُ اَنْ تَضْرِبَ یا ایک اسم اور ایک فعل کو ربط فِي دینا جیسے ضَرَبْتُ بِالْخَشَبَةِ یا دو جملوں کے درمیان ربط دینا جیسے إِنْ جَاءَنِي زَيْد فَأَكْرِمْهُ ان کے علاوہ بہت سارے فائدے ہیں جنہیں آپ قسم ثالث میں پہچانیں گے انشاءاللہ تعالیٰ اور حرف کو حرف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کلام کے ایک طرف میں واقع ہوتا ہے اس لیے کہ وہ مقصود بالذات نہیں ہوتا ہے جیسے مسند اور مسند الیہ مقصود ہوتے ہیں۔

چھٹا درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: حرف کی تعریف

دوسری بات: حرف کی علامات

تیسری بات: حرف کے فوائد وقیود

چوتھی بات: حرف کی وجہ تسمیہ

پہلی بات: حرف کی تعریف

حرف: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہیں کرتا ہے بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی دوسے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے۔

مثال: مِنْ کا معنی ابتداء ہے اور یہ مِنْ ابتداء کے معنی پر دلالت نہیں کرتا ہے جب تک اس کے ساتھ اس چیز کا ذکر نہ کیا جائے جس سے ابتداء کی جاتی ہے جیسے البَصْرَة، الكُوفَةِ مثلاً آپ کہو گے سِرْتُ مِنَ البَصْرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ (میں نے بصرہ سے کوفہ تک کی سیر کی) اب یہاں جب تک بصرہ کا ذکر نہ کیا جاتا مِنْ ابتداء کے معنی نہ دیتا۔

دوسری بات: حرف کی علامات

حرف کی علامت یہ ہے کہ اس کا مخبر عنہ اور مخبر بہ ہونا صحیح نہ ہو یعنی اس کے متعلق خبر دینا بھی صحیح نہ ہو اور اس کے ذریعے سے خبر دینا بھی صحیح نہ ہو یہ نہ مسند بن سکتا ہے نہ مسند الیہ۔

اور حرف کی علامت یہ ہے کہ وہ اسم اور فعل کی علامت میں سے کسی علامت کو قبول نہیں کرتا ہو۔

تیسری بات: حرف کے فوائد وقیود

وَلِلْحَرْفِ فِي كَلَامِ العَرَبِ فَوَائِدُ: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے ایک شبہ کا ازالہ کر کے حرف کے فوائد وقیود ذکر فرمارہے ہیں شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب حرف نہ مسند الیہ ہوتا ہے اور نہ مسند اور نہ وہ علامات اسم اور فعل کو قبول کرتا ہے تو پھر کلام میں اس کا لانا بیکار ہوا، مصنف رحمہ اللہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ حرف کے کلام عرب میں بہت سے فوائد ہیں۔

حرف کے چند فوائد

۱)...دو اسموں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ

۲)...اسی طرح دو فعلوں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے أُرِيْدُ اَنْ تَضْرِبَ یہاں حرف اَنْ نے دونوں فعلوں کو جوڑا۔

۳)...ایک اسم اور فعل کو بھی جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ بالْخَشَبَةِ (میں نے لکڑی سے مارا) یہاں ضَرَبْتُ فعل اور الْخَشَبَةَ اسم کو حرف باء نے جوڑا ہے۔

۴)...دو جملوں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے إِنْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ فأكْرِمْهُ اس میں جَاءَنِيْ زَيْدٌ ایک جملہ ہے اور أَكْرِمْهُ دوسرا جملہ ہے اس کو ربط حرف إِنْ نے دیا ہے۔

فائدہ: حروف کے مزید فوائد آپ قسم ثالث بحث حروف میں انشاء اللہ تعالیٰ جانیں گے۔

چوتھی بات: حرف کی وجہ تسمیہ

حرف کا نام حرف اس لیے رکھا گیا کہ وہ کلام میں ایک طرف ہو کر واقع ہوتا ہے طرف کلام میں واقع ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وسط کلام میں واقع نہیں ہوتا ہے بلکہ ابتداء اور انتہاء میں واقع ہوتا ہے طرف کلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقصود بالذات نہیں ہوتا ہے جس طرح اسم مسند الیہ اور فعل مسند ہوتا ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ حرف اسم اور فعل کے مقابلے میں مقصود سے ایک طرف ہوتا ہے یعنی اسم اور فعل ایک طرف ہو گئے اور حرف ایک طرف ہو گیا۔

الدرس السابع

اَلْكَلَامُ

فَصْلٌ: اَلْكَلَامُ لَفْظٌ تَضَمَّنَ كَلِمَتَيْنِ بِالْإِسْنَادِ وَالْإِسْنَادُ نِسْبَةُ اِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ إِلَى الْأُخْرٰى بِحَيْثُ تُفِيْدُ الْمُخَاطَبَ فَائِدَةً تَامَّةً يَصِحُّ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَقَامَ زَيْدٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً فَعُلِمَ اِنَّ الْكَلَامَ فِعلِيَّةً؛إِذْ لَا يُوْجَدُ الْمُسْنَدُ وَالْمُسْنَدُ إِلَيْهِ مَعًا فِيْ غَيْرِهِمَا فَلَا بُدَّ لِلْكَلَامِ مِنْهُمَا فَإِنْ قِيلَ قَدْ نُوْقِضَ بِالنِّدَاءِ نَحْوُ يَا زَيْدُ قُلْنَا: حَرْفُ النِّداءِ قَائِمٌ مَقَامَ أَدْعُوْ وَأَطْلُبُ وَهُوَ الْفِعْلُ فَلَا نَقْضَ عَلَيْهِ وَاِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمُقَدَّمَةِ فَلْنَشْرَعْ فِى الْاَقْسَامِ الثَّلَاثَةِ وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُبِيْنُ.

ترجمہ:

کلام وہ لفظ ہے جو (کم از کم) دو کلمات سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ اور اسناد دو کلموں میں سے ایک کلمہ کی نسبت دوسرے کلمہ کی طرف کرنا ہے اس طور پر کہ وہ فائدہ دے مخاطب کو پورا پورا فائدہ اور اس پر خاموشی صحیح ہو جیسے زَیْد قَائِم اور قَامَ زَیْد اور اس کو جملہ بھی کہا جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ کلام حاصل نہیں ہوتا ہے مگر دو اسموں سے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور اس کا نام جملہ اسمیہ رکھا جاتا ہے یا ایک فعل اور اسم سے حاصل ہوتا ہے جیسے قَامَ زَیْدٌ اور اس کا نام جملہ فعلیہ رکھا جاتا ہے اس لیے کہ مسند اور مسند الیہ ان دونوں (یعنی جملہ اسمیہ وفعلیہ) کے علاوہ کہیں اور ایک ساتھ نہیں پائے جاتے اور کلام کے لیے ان دونوں (مسند اور مسند الیہ) کا پایا جانا ضروری ہے پس اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حرف نداء کے ساتھ یہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے جیسے یَا زَیْدُ تو ہم کہیں گے کہ حرف نداء قائم مقام أَدْعُوْ یا أَطْلُبُ فعل کے ہے اب کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا اور جب ہم مقدمہ کے بیان سے فارغ ہوئے تو پس ہم تینوں اقسام کو بیان کرنا شروع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر توفیق دینے والا ہے اور مدد کرنے والا ہے۔۔

ساتواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: کلام کی تعریف

دوسری بات: اسناد کی تعریف

تیسری بات: کلام کیسے حاصل ہوگا

چوتھی بات: ایک اعتراض اور اس کا جواب

پہلی بات: کلام کی تعریف

کلام: وہ لفظ ہے جو کم از کم دو کلموں سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ یعنی ایک کلمے کی نسبت دوسرے کلمے کی طرف ہو۔

دوسری بات: اسناد کی تعریف

اسناد کہتے دو کلموں میں سے ایک کلمہ کی نسبت کرنا دوسرے کی طرف اس طور پر کہ مخاطب کو اس سے فائدہ تامہ حاصل ہو اور اس پر خاموشی صحیح ہو۔

مثال: زَیْدٌ قَائِمٌ اور قَامَ زَیْدٌ ان میں سے پہلے جملہ میں ایک کلمہ قَائِمٌ کی نسبت دوسرے کلمہ زَیْدٌ کی طرف ہو رہی ہے اور دوسرے جملہ میں پہلے کلمہ قَامَ کی نسبت دوسرے کلمہ زَیْدٌ کی طرف ہو رہی ہے اور مخاطب کو فائدہ تامہ بھی حاصل ہو رہا ہے اور کلام کو جملہ بھی کہتے ہیں۔

تیسری بات: کلام کیسے حاصل ہوگا

کلام دو کلموں کو یا دو سے زیادہ کلموں کو ملانے سے حاصل ہوتا ہے بعض اوقات دو اسموں سے کلام حاصل ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور اس کو جملہ اسمیہ کا نام دیا جاتا ہے یا ایک فعل اور ایک اسم کو ملانے سے حاصل ہوگا۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ اور اس کو جملہ فعلیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ مسند اور مسند الیہ ان دونوں صورتوں کے علاوہ کہیں بھی اکٹھے نہیں پائے جاتے یعنی مسند اور مسند الیہ اکٹھے پائے جانے کی دو ہی صورتیں ہیں یا جملہ اسمیہ میں یا جملہ فعلیہ میں۔ اور کلام کے لیے مسند اور مسند الیہ کو ہونا ضروری ہے۔

چوتھی بات: ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: یہ وارد ہوتا ہے کہ ماقبل میں یہ بات فرمائی گئی تھی کہ کلام صرف دو اسموں یا ایک اسم اور فعل سے بنتا ہے اس کے علاوہ کلام نہیں بنتا پس یَا زَیْدُ یہ کلام ہے جب کہ اس میں یَا حرف نداء ہے اور زَیْد اسم ہے تو معلوم ہوا کہ کلام ایک

القسم الأول في الاسم

الباب الأول في الاسم المعرب

حرف اور ایک اسم سے بھی بنتا ہے۔

جواب: یہ ہے کہ یَا زَیْدُ جیسی ترکیب سے اعتراض کرنا کہ کلام ایک حرف اور اسم سے بھی بنتا ہے درست نہیں ہے اس لیے کہ یَا زَیْدُ میں یَا حرف نداء بمعنی أَدْعُوْ یا أَطْلُبُ فعل کے ہے، پس کلام ایک فعل اور اسم سے حاصل ہوا نہ کہ ایک حرف اور اسم سے۔ لہٰذا اب کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔

الدرس الثامن

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلِ فِی الْاِسْمِ

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِي الْاِسْمِ وَقَدْ مَرَّ تَعْرِيْفُهُ وَهُوَ يَنْقَسِمُ إِلٰى مُعْرَبٍ وَمَبْنِيٍّ، فَنَذْكُرُ أَحْكَامَهُ فِي بَابَيْنِ وَخَاتِمَةٍ اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِي الْاِسْمُ الْمُعْرَبُ، وَفِيْهِ مُقَدِّمَةٌ وَثَلَاثَةُ مَقَاصِدَ وَخَاتِمَةٌ، اَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فَفِيْهَا فُصُوْلٌ فَصْلٌ :فِيْ تَعْرِيْفِ الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهِ وَلَا يَشْبَهُ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ أَعْنِيْ اَلْحَرْفَ وَالْأَمْرَ الْحَاضِرَ وَ الْمَاضِي نَحْوُ زَيْدٌ فِيْ قَامَ زَيْدٌ لَا زَيْدٌ وَحْدَهُ لِعَدَمِ التَّرْكِيبِ وَلَا هٰؤُلَاءِ فِيْ قَامَ هٰؤُلَاءِ لِوُجُوْدِ الشَّبَهِ (اَىْ بالحَرْفِ)ويُسَمّٰى مُتَمَكِّنًا

ترجمہ:

مصنف رحمہ اللہ یہاں سے کلمہ کی اقسام ثلاثہ میں سے پہلی قسم اسم کو بیان فرمارہے ہیں اسم کی تعریف پہلے گذر چکی ہے اسم کی دو قسمیں ہیں معرب اور مبنی جن کو ہم دو بابوں اور ایک خاتمہ میں بیان کریں گے۔ باب اول اسم معرب کے بیان میں ہے اور اس میں ایک مقدمہ اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے بہر حال مقدمہ تو اس میں چند فصلیں ہیں پہلی فصل اسم معرب کی تعریف میں ہے اور اسم معرب ہر وہ اسم ہے جسے اپنے غیر کے ساتھ مرکب کیا گیا ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو میری مراد حرف، امر حاضر اور ماضی ہے جیسے زَیْد، قَامَ زَیْد میں، نہ کہ صرف زَیْد اکیلا کیونکہ وہ ترکیب میں واقع نہیں ہے اور نہ هٰؤُلَاءِ، قَامَ هٰؤُلَاءِ میں حرف کے سات مشابہت پائے جانے کی وجہ سے اور اس کا نام متمکن رکھا جاتا ہے۔

آٹھواں درس

آج کے درس میں تین باتین ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: اسم معرب کی تعریف

دوسری بات: مبنی الاصل کی تعداد

تیسری بات: اسم معرب کی شرائط

پہلی بات: اسم معرب کی تعریف

اسم معرب: ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔

دوسری بات: مبنی الاصل کی تعداد

مبنی الاصل تین ہیں: (۱) امر حاضر معلوم (۲) فعل ماضی (۳) جملہ حروف

تیسری بات: اسم معرب کی شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم معرب وہ اسم کہلائے گا جو ترکیب میں واقع ہو پس جو اسم ترکیب میں واقع نہ ہو بلکہ اکیلا ہو تو وہ معرب نہیں ہوگا جیسے زَيْدٌ یہ جب تک ترکیب میں واقع نہ ہو مبنی ہوگا جب کہ قَامَ زَيْدٌ میں زَيْدٌ معرب ہوگا اس لیے کہ ترکیب میں واقع ہے۔

دوسری شرط: اسم معرب کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو پس قَامَ هٰؤُلَاءِ باوجود ترکیب میں واقع ہونے کے معرب نہیں ہوگا اس لیے کہ هٰؤُلَاءِ مبنی اصل میں سے حروف کے ساتھ مشابت رکھتا ہے جس طرح حروف دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح یہ بھی دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔

ويُسَمّٰى مُتَمَكِّنًا: اور اسم معرب کو اسم متمکن بھی کہتے متمکن اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی جگہ دینے والا چونکہ یہ بھی تینوں اعراب کو قبول کرتا ہے اور جگہ دیتا ہے اس لیے اس کو اسم متمکن کہتے ہیں۔

الدرس التاسع

فَصْلٌ: حُكْمُهُ أَنْ يَخْتَلِفَ آخِرُهُ بِاخْتِلَافِ الْعَوامِلِ اِخْتِلَافًا لَفْظًا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ جَاءَنَىْ مُوْسٰى وَرَأَيْتُ مُوْسٰى ومَرَرْتُ بِمُوْسٰى. اَلْإِعْرَابُ: مَا بِهِ يَخْتَلِفُ آخِرُ الْمُعْرَبِ كَالضَّمَّةِ وَالْفَتْحَةِ وَالْكَسْرَةِ وَالْوَاوِ وَالْيَاءِ وَالْأَلِفِ وَإِعْرابُ الْاِسْمِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ رَفْعٌ، نَصْبٌ، جَرٌّ وَالْعَامِلُ مَا بِهِ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَرٌّ وَمَحَلُّ الْإِعْرَابِ مِنَ الْاِسْمِ هُوَ الْحَرْفُ الْاٰخِرُ نَحْوُقَامَ زَيْدٌ فَقَامَ عَامِلٌ وَزَيْدٌ مَعْرَبٌ وَالضَّمَّةُ إِعْرَابٌ وَالدَّالُ مَحَلُّ الْإِعْرَابِ وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا يُعْرَبُ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ إِلَّا الْاِسْمُ الْمُتَمَكِّنُ وَالْفِعْلُ الْمُضَارِعُ وَسَيَجِيْءُ حُكْمُهُ فِي الْقِسْمِ الثَّانِيْ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى.

ترجمہ:

اور معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عاملوں کے مختلف ہونے سے بدلتا ہے یہ بدلنا لفظوں میں ہوگا جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌوَرَأَيْتُ

زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ یا یہ بدلنا تقدیری ہوگا جیسے جَاءَنِیْ مُوْسٰی وَرَأَیْتُ مُوْسٰی وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی. اعراب وہ ہے جس کے ساتھ معرب کا آخری حرف بدل جائے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، الف اور یا اور واو۔ اور اسم کے اعراب تین قسم پر ہیں: رفع، نصب، جر اور عامل وہ ہے جس کی وجہ سے رفع اور نصب اور جر آئیں محل اعراب اسم میں آخری حرف ہے ان سب کی مثال قَامَ زَیْدٌ ہے پس قَامَ عامل اور زَیْدٌ معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے اور جان لو کہ کلام عرب میں کوئی معرب نہیں ہے سوائے اسم متمکن کے اور فعل مضارع کے، اور اس کا حکم قسم ثانی میں انشاء اللہ آئے گا۔

نواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: اسم معرب کا حکم

دوسری بات: اعراب کی تعریف

تیسری بات: اسم کے اعراب

چوتھی بات: اسم کے عامل کی تعریف

پانچویں بات: محل اعراب کی تعیین

پہلی بات: معرب کا حکم

اسم معرب کا حکم: یہ ہے کہ اس کا آخر بدلتا ہے عاملوں کے بدلنے سے۔ آخر کا یہ بدلنا خواہ لفظاً ہو۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زَیْداً وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ، خواہ تقدیراً ہو جیسے جَاءَنَی مُوْسٰی وَ رَأَیْتُ مُوْسٰی وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی

دوسری بات: اعراب کی تعریف

اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلتا ہے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ انہیں اعراب بالحرکت کہا جاتا ہے اور واو، الف اور یا انہیں اِعْرَاب بِالْحَرْفِ کہا جاتا ہے۔

تیسری بات: اسم معرب کے اعراب

اسم معرب کے اعراب تین ہیں رفع، نصب اور جر۔ رفع فاعل کے لیے، نصب مفعول کے لیے اور جر مضاف الیہ کے لیے۔

چوتھی بات: عامل کی تعریف

یہاں عامل سے مراد صرف اسم کا عامل ہے پس عامل وہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ رفع یا نصب یا جر آئے۔

پانچویں بات: محل اعراب کی تعیین

محل اعراب اسم کا آخری حرف ہوتا ہے۔

مثال: قَامَ زَيْدٌ. پس اس میں قَامَ عامل ہے اور زَيْدٌ معرب ہے اور اس پر ضمہ یہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

وَاعْلَمْ: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ معرب کی قسمیں بیان فرمارہے ہیں کلام عرب میں صرف دو چیزیں معرب ہیں: اسماء میں سے اسم متمکن اور افعال میں سے فعل مضارع جب کہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالي ہو اور فعل مضارع کا حکم قسم ثانی کی بحث میں انشاء اللہ آئے گا۔

الدرس العاشر

فَصْلٌ: فِيْ أَصْنَافِ إِعْرَابِ الْاِسْمِ وَهِيَ تِسْعَةُ أَصْنَافٍ: اَلْأَوَّلُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِالْكَسْرَةِ وَيَخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الْمُنْصَرِفِ الصَّحِيْحِ وَهُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَا لَا يَكُوْنُ اٰخِرُهُ حَرْفَ عِلَّةٍ كَزَيْدٍ وَبِالْجَارِيْ مَجْرَى الصَّحِيْحِ وَهُوَ مَا يَكُونُ فِيْ آخِرِهِ وِاوٌ أَوْ يَاءٌ مَا قَبْلَهَا سَاكِنٌ كَدَلْوٍ وَظَبْيٍ وَبِالْجَمْعِ الْمُكَسَّرِ الْمُنْصَرِفِ كَرِجَالٍ تَقُولُ: جَاءَنِي زَيْد وَدَلْو وظَبْي ورِجَال ورأيْتُ زَيْدًا وَدَلْوًا وظَبْياً وَرِجَالاً وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَدَلْوٍ وظَبْيٍ ورِجَالٍ. اَلثَّاني أنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ والنَّصْبُ وَالجَرُّ بِالكَسْرَةِ وَيُخْتَصُّ بِالجَمعِ المُؤَنَّثِ السَّالِمِ، تَقُولُ: هُنَّ مُسلِمَات وَرأيتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ. اَلثَّالِثُ أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصبُ والجَرُّ بالفَتْحَةِ ويَخْتَصُّ بِغَيْرِ المُنْصَرِفِ كَعُمَرَ تَقُولُ: جَاءَنِي عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ.

ترجمہ:

تیسری فصل اسم کے اعراب کی قسموں کے بیان میں ہے اور وہ نو اقسام ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ کے اور جر کسرہ کے ساتھ اور یہ خاص ہے مفرد منصرف صحیح کے ساتھ اور وہ نحویوں کے نزدیک وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے زَيْد اور یہ خاص ہے جاری مجری صحیح (یعنی قائم مقام صحیح کے ساتھ) اور وہ ایسا اسم ہے کہ جس کے آخر میں واو یا یاء ماقبل ساکن ہو۔ جیسے دَلْو اور ظَبْي اور جمع مکسر منصرف کے ساتھ خاص ہے جیسے رِجَال، تو کہے جَاءَنِي زَيْد وَدَلْو وظَبْي ورِجَال ورأيْتُ زَيْدًا وَدَلْوًا وظَبْياً وَرِجَالاً وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَدَلْوٍ وظَبْيٍ ورِجَالٍ دوسری قسم اعراب کی یہ ہے کہ رفع ضمہ کے اور نصب و جر کسرہ کے ساتھ ہو اور یہ اعراب جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے جیسے

تو کہے هُنَّ مُسْلِمَات وَرأيتُ مُسْلِمَاتٍ ومَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ اور تیسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ ہو اور یہ اعراب خاص ہے غیر منصرف کے ساتھ جیسے تو کہے گا جَاءَنِي عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ ومَرَرْتُ بِعُمَرَ.

دسواں درس

آج کے درس میں اسم متمکن کی باعتبار اعراب کے نو اقسام میں پہلی اور دوسری اور تیسری قسم کا ذکر

پہلی قسم: حالت رفع ضمہ کے ساتھ، حالت نصب فتحہ کے ساتھ اور حالت جر کسرہ کے ساتھ اور یہ اعراب تین طرح کے اسموں پر آتے ہیں۔

مفرد منصرف صحیح: یعنی یہ اعراب اس اسم پر آئے گا جو مفرد ہو تثنیہ جمع نہ ہو منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو اور وہ اسم صحیح بھی ہو۔ نحویوں کے ہاں صحیح وہ اسم کہلاتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے زَیْد۔

مثالیں: جَاءَنِي زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ

جاری مجری صحیح: یعنی مذکورہ اعراب اس اسم پر بھی آتا ہے جو صحیح کے قائم مقام ہو اور صحیح کے قائم مقام وہ اسم کہلاتا ہے جس کے آخر میں واو یا یاء ما قبل ساکن ہو۔ جیسے دَلْو وَظَبْي

مثالیں: جَاءَنِيْ دَلْوٌ وَ ظَبْيٌ وَرَأَيْتُ دَلْوًا وَظَبْيًا وَمَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَظَبْيٍ

جمع مکسر منصرف: یہ اعرا جمع مکسر منصرف پر بھی آتا ہے یعنی وہ اسم جو جمع مکسر ہو سالم نہ ہو جمع مکسر وہ اسم کہلاتا ہے جس کی واحد کی بنا سالم نہ رہے اور وہ منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو۔ جیسے رِجَالٌ

مثالیں: جَاءَنِيْ رِجَالٌ وَرَأَيْتُ رِجَالًا وَمَرَرْتُ بِرِجَالٍ

دوسری قسم: حالت رفعی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب و جر کسرہ کے ساتھ ہو اعراب کی یہ قسم صرف جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے مُسْلِمَاتٌ

مثالیں: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

تیسری قسم: حالت رفع ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب و جر فتحہ کے ساتھ اعراب کی یہ قسم خاص ہے غیر منصرف کے ساتھ۔ جیسے عُمَرُ

مثالیں: جَاءَنِي عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ

الدرس الحادی عشر

اَلرَّابِعُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالنَّصْبُ بِالْأَلِفِ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ وَيُخْتَصُّ بِالْأَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُكَبَّرَةً مُوَحَّدَةً مُضَافَةً إِلٰى غَيْرِ يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ وَهِيَ أَخُوْكَ وَأَبُوْكَ وَحَمُوْكِ وَفُوْكَ وَهَنُوْكَ وَذُوْ مَالٍ تَقُولُ جَاءَنِيْ أَخُوْكَ وَرَأَيْتُ أَخَاكَ وَمَرَرْتُ بِأَخِيْكَ وَكَذَا الْبَوَاقِي. اَلْخَامِسُ: أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْأَلِفِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ الْمَفْتُوحِ مَا قَبْلَهَا وَيُخْتَصُّ بِالْمُثَنّٰى وَكِلاَ مُضَافًا إِلٰى مُضْمَرٍ وَ اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ تَقُولُ: جَاءَنِيْ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَاِثْنَانِ وَرَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ۔

ترجمہ:

اور چوتھی قسم یہ ہے رفع واو کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ اور یہ قسم خاص ہے اسماء ستہ مکبرہ کے ساتھ درانحالیکہ وہ واحد کے صیغے ہوں اور مضاف ہوں یائے متکلم کے علاوہ دوسری ضمیر کی طرف اور وہ یہ ہیں أَخُوْكَ أَبُوْكَ حَمُوْكَ فُوْكَ هَنُوْكَ ذُوْ مَالٍ جیسے تو کہے جَاءَنِي أَخُوْكَ وَرَأَيْتُ أَخَاكَ وَمَرَرْتُ بِأَخِيْكَ اس پر باقی قیاس کر لیجیے۔ اور پانچویں قسم یہ ہے کہ رفع الف کے ساتھ، نصب و جر یاما قبل مفتوح کے ساتھ اور یہ قسم خاص ہے مثنّٰی کے ساتھ اور کِلاَ کے ساتھ جب کہ وہ ضمیر کی طرف مضاف ہو اور اثْنَانِ اور اثْنَتَانِ کے ساتھ جیسے تو کہے جَاءَنِيْ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَاثْنَانِ وَرَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ

گیارہواں درس

آج کے درس میں اسم متمکن کی باعتبار اعراب کے نو اقسام میں سے چوتھی اور پانچویں کا ذکر

چوتھی قسم: اعراب کی چوتھی قسم یہ ہے کہ حالت رفع واو کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ ان کو اعراب بالحرف کہا جاتا ہے اعراب کی یہ قسم خاص ہے اسماء ستہ مکبرہ کے ساتھ۔

اسماء ستہ مکبرہ چھ ہیں: أَخُوْكَ، أَبُوْكَ، حَمُوْكَ، فُوْكَ، هَنُوْكَ، ذُوْ مَالٍ

یہ اعراب اسماء ستہ مکبر کے لیے اس وقت ہوں گے جب ان میں چار شرائط پائی جائیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ اسماء مکبر ہوں مصغرہ نہ ہوں۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسماء مضاف ہوں۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسماء مفرد ہوں۔

چوتھی شرط: یہ ہے کہ وہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں۔

مثالیں: جَاءَنِيْ أَخُوْكَ وَرَأَيْتُ أَخَاكَ وَمَرَرْتُ بِأَخِيْكَ. باقی پانچ اسماء کو اسی پر قیاس کر لیں۔

پانچویں قسم: حالت رفع الف کے ساتھ اور حالت نصب و جر یاءِ ما قبل مفتوح کے ساتھ اعراب کی یہ قسم خاص ہے مثنّیٰ کے ساتھ اور کِلا کے ساتھ جب کہ اس کی اضافت ضمیر کی طرف ہو اور اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ کے ساتھ۔

مثالیں: جَاءَنِيْ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَاثْنَانِ، وَرَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ

فائدہ: جاننا چاہیے کہ مثنّیٰ کی تین قسمیں ہیں: (۱) حقیقی (۲) صوری (۳) معنوی۔

مثنّیٰ حقیقی: یعنی وہ جو لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے مثنّیٰ ہو۔ جیسے رَجُلَانِ

مثنّیٰ صوری: یعنی وہ مثنّیٰ کی صورت پر ہو اور اس کا مفرد اس کے لفظ سے نہ ہو۔ جیسے اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ یہ الفاظ مفرد ہیں اس لیے کہ مثنّیٰ وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف اور نون آئے اور ان کا مفرد اِثْنٌ اور اِثْنَةٌ نہیں آتا ہے ان کی ظاہری صورت چونکہ تثنیہ جیسی ہے اور اس کے معنی تثنیہ جیسے ہیں لہٰذا ان کو مثنّیٰ صوری کہتے ہیں۔

مثنّیٰ معنوی: جو باعتبار معنی کے مثنّیٰ ہوں۔ جیسے کِلَا اور کِلْتَا یہ باعتبار لفظ مفرد ہیں کیونکہ لفظ کل، کا ان کے واسطے مفرد ہونا ثابت نہیں ہے لیکن باعتبار معنی یہ مثنّیٰ ہیں لہٰذا ان کو مثنّیٰ معنوی کہتے ہیں۔

الدرس الثانی عشر

اَلسَّادِسُ: أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ الْمَضْمُومِ مَا قَبْلَهَا وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ الْمَكْسُورِ مَا قَبْلَهَا وَيُخْتَصُّ بِالْجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَأُوْلُوْ وَعِشْرِيْنَ مَعَ أَخَوَاتِهَا تَقُولُ: جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَأُوْلُوْ مَالٍ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ وَاعْلَمْ أَنَّ نُوْنَ التَّثْنِيَةِ مَكْسُوْرَةٌ أَبَدًا وَنُوْنَ الْجَمْعِ السَّلَامَةِ مَفْتُوْحَةٌ أَبَدًا وَكِلَاهُما تَسْقُطَانِ عِنْدَ الْإِضَافَةِ تَقُوْلُ: جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرَ اَلسَّابِعُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِتَقْدِيرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِتَقْدِيرِ الْكَسْرَةِ وَيُخْتَصُّ بِالْمَقْصُوْرِ وَهُوَ: مَا فِيْ اٰخِرِهِ أَلِفٌ مَقْصُوْرَةٌ كَعَصَا وَبِالْمُضَافِ إِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ غَيْرِ الْجَمْعِ الْمُذَكَّرِالسَّالِمِ كَغُلَامِيْ تَقُوْلُ: جَاءَنِيْ عَصَا وَغُلَامِيْ وَرَأَيْتُ عَصَا وَغُلَامِيْ وَمَرَرْتُ بِعَصَا وَغُلَامِيْ

ترجمہ:

اور چھٹی قسم یہ ہے کہ رفع واو ما قبل مضموم کے ساتھ ہو اور نصب اور جر یا ما قبل مکسور کے ساتھ ہو اور یہ اعراب جمع مذکر سالم جیسے مُسْلِمُوْنَ، اُولُوْ، عِشْرُوْنَ اور اس کے اخوات کے ساتھ خاص ہے، جیسے تو کہے جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَ

أُوْلُوْ مَالٍ وَرَأَيتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ اور جان لو کہ تثنیہ کا نون ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور جمع کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہ دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں جیسے تو کہے گا جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرَ اور ساتویں قسم اعراب کی حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ یہ اعراب اسم مقصور کے ساتھ خاص ہے اور (اسم مقصور) وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصور ہو۔ جیسے عَصَا اور یہ خاص ہے اس اسم کے ساتھ جو غیر جمع مذکر سالم یاء متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے غُلَامِيْ تو کہے جَاءَنِيْ عَصَا وَغُلَامِيْ وَرَأَيْتُ عَصَا وَغُلَامِيْ وَمَرَرْتُ بِعَصَا وَغُلَامِيْ

بارھواں درس

آج کے درس میں اسم متمکن کے اعراب کی چھٹی اور ساتویں قسم بیان کی جائے گی

چھٹی قسم: اعراب اسم کی چھٹی قسم یہ ہے کہ حالت رفع میں واو ما قبل مضموم کے ساتھ اور حالت نصب و جر میں یاء ما قبل مکسور کے ساتھ اور آخر میں نون مفتوحہ کے ساتھ یہ اعراب خاص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ اور أُوْلُوْ کے ساتھ اور عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ کی دہائیوں کے ساتھ۔

مثالیں: حالت رفع کی مثال: جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَ أُوْلُوْ مَالٍ

حالت نصب کی مثال: رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ

حالت جر کی مثال: مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ

فائدہ: جمع کی تین قسمیں ہیں اس لیے مثالیں بھی جمع کی تینوں قسموں کی دی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) جمع حقیقی (۲) جمع معنوی (۳) جمع صوری

جمع حقیقی: وہ ہے جس کے مفرد میں کچھ تصرف کر کے اس کو جمع بنالیا ہو جیسے رِجَالٌ اور مُسْلِمُوْنَ

جمع معنوی: وہ ہے جو حقیقت کے اعتبار سے جمع نہ ہو بلکہ معنی کے اعتبار سے جمع ہو۔ جیسے أُوْلُوْ یہ ذُوْ کی جمع مِنْ غَيْرِ لَفْظِهِ ہے۔

جمع صوری: وہ ہے کہ جو نہ حقیقتاً جمع ہو نہ معنیً جمع ہو بلکہ جمع ہو جیسے عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ یہ حقیقتاً بھی جمع نہیں ہے اس لیے کہ جمع حقیقی وہ ہے جس کے مفرد میں کچھ تصرف کر کے جمع بنایا گیا ہو جب کہ عِشْرُوْنَ وغیرہ کا مفرد ہی نہیں ہے اور یہ جمع معنوی بھی نہیں ہے اس لیے کہ جمع معنوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ افراد غیر معینہ پر دلالت کرے اور عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک یہ افراد معین پر دلالت کرتے ہیں۔

فائدہ: نون تثنیہ ہمیشہ یعنی تینوں حالتوں میں رفع، نصب، جر میں مکسور ہوتا ہے اور نون جمع تینوں حالتوں میں مفتوح ہوتا ہے۔ اور نون تثنیہ اور جمع دونوں اضافت کے وقت گرجاتے ہیں۔ جیسے آپ کہیں: جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرَ.

ساتویں قسم: حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ اعراب کی یہ قسم خاص ہے اسم مقصورہ کے ساتھ اور اسم مقصورہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے عَصَا اور یہ اعراب خاص ہے اس اس کے ساتھ جب کہ غیر جمع مذکر سالم ہو اور مضاف ہو یاء متکلم کی طرف۔ جیسے غُلَامِيْ

مثالیں: حالت رفع میں: جَاءَنِيْ عَصَا وَغُلَامِيْ

حالت نصب میں: رَأَيْتُ عَصَا وَغُلَامِيْ

حالت جر میں: مَرَرْتُ بِعَصَا وَغُلَامِيْ

الدرس الثالث عشر

اَلثَّامِنُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِتَقْدِيْرِ الْكَسْرَةِ وَيُخْتَصُ بِالْمَنْقُوْصِ وَهُوَ مَافِيْ آخِرِهِ يَاءٌ مَا قَبْلَهَامَكْسُوْرٌ كَالْقَاضِيْ تَقُوْلُ: جَاءَنِي الْقَاضِيْ وَرَأَيْتُ الْقَاضِيَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ اَلتَّاسِعُ:نْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الْوَاوِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ لَفْظًا وَيُخْتَصُّ بِالْجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ مُضَافًا إِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ تَقْدِيْرُهُ مُسْلِمُوْيَ اِجْتَمَعَتِ الْوَاوُ وَالْيَاءُ وَالْأُوْلٰى مِنْهُمَا سَاكِنَةٌ فَقُلِبَتِ الْوَاوُ يَاءً وَأُدْغِمَتْ فِي الْيَاءِ، وَاُبْدِلَتِ الضَّمَّةُ بِالْكَسْرَةِ مُنَاسَبَةً لِلْيَاءِ فَصَارَ مُسْلِمِيَّ، تَقُوْلُ: جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ -

ترجمہ:

آٹھویں قسم یہ ہے کہ رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور جر تقدیری کسرہ کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور یہ اعراب خاص ہے اسم منقوص کے ساتھ اور (اسم منقوص) وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ما قبل مکسورہ ہو۔ جیسے اَلْقَاضِيْ تو کہے جَاءَنِي الْقَاضِيْ وَرَأَيْتُ الْقَاضِيَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ اور نویں قسم یہ ہے کہ رفع واو تقدیری کے ساتھ اور نصب و جر یاء تقدیری کے لفظی کے ساتھ اور یہ اعراب جمع مذکر سالم کے ساتھ خاص ہے جب کہ وہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے تو کہے جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ کہ مُسْلِمِيَّ کی اصل مُسْلِمُوْيَ تھی واو اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے ان دونوں میں سے پہلا ساکن ہے پس واو کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیا گیا اور میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا یاء کی مناسبت کی وجہ سے پس مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔ تو کہے جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ۔

تیرہواں درس

آج کے درس میں اسم متمکن کے اعراب کی آٹھویں اور نویں قسم بیان کی جائے گی

آٹھویں قسم: حالت رفع ضمہ کے تقدیری ساتھ اور حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور حالت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ اور یہ اعراب خاص ہے اسم منقوص کے ساتھ اسم منقوص وہ ہے جس کے آخر میں یاء ہو اس کا ما قبل مکسور ہو۔ جیسے القَاضِيْ

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِيْ الْقَاضِيْ، حالت نصب میں رَأَيْتُ الْقَاضِيَ، حالت جر میں مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ

نویں قسم: حالت رفع تقدیری واو کے ساتھ اور حالت نصب و جر یاء لفظی کے ساتھ اور یہ اعراب خاص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ جب کہ وہ مضاف ہو یا متکلم کی طرف۔ جیسے جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ

مُسْلِمِيَّ کی تقدیری عبارت اور اس کی تعلیل: مُسْلِمِيَّ کی تقدیری عبارت مُسْلِمُوْنَ يَ تھی اضافت کی وجہ سے نون گر گیا مُسْلِمُوْيَ رہ گیا پھر واو اور یاء اکٹھے جمع ہوئے ان دونوں میں سے پہلا ساکن ہے پس ہم نے واو کو یاء سے بدل دیا اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیا تو مُسْلِمُيَّ ہوا اب یا کی مناسبت میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ، حالت نصب میں رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ، حالت جر میں مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

الدرس الرابع عشر

اَلْاِسْمُ الْمُعْرَبُ

فَصْلٌ: اَلْاِسْمُ الْمُعْرَبُ عَلٰى نَوْعَيْنِ: مُنْصَرِفٌ، وَهُوَ مَا لَيْسَ فِيْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا مِنَ الْاَسْبَابِ التِّسْعَةِ الْاٰتِيَةِ كَزَيْدٍ وَيُسَمَّى الْاِسْمَ الْمُتَمَكِّنَ وَحُكْمُهُ أَنْ يَدْخُلَهُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ مَعَ التَّنْوِيْنِ تَقُوْلُ:جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍغَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَهُوَ مَا فِيْهِ سَبَبَانِ أَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا وَالْأَسْبَابُ التِّسْعَةُ هِىَ :اَلْعَدْلُ وَالْوَصْفُ وَالتَّأْنِيْثُ وَالْمَعْرِفَةُ وَالْعُجْمَةُ وَالْجَمْعُ وَالتَّرْكِيبُ وَالْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ وَوَزْنُ الْفِعْلِ وَحُكْمُهُ أَنْ لَا يَدْخُلَهُ الْكَسْرَةُ وَالتَّنْوِيْنُ وَيَكُوْنَ فِيْ مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوْحًا اَبَدًا تَقُوْلُ : جَاءَنِيْ أَحْمَدُ وَرَأَيْتُ أَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِأَحْمَدَ

ترجمہ:

اسم معرب دو قسم پر ہے ان میں سے ایک منصرف ہے اور منصرف وہ ہے کہ جس میں نو اسباب میں سے دو سبب نہ ہوں یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو نہ پایا جائے جیسے زید اور اسے اسم متمکن کا نام دیا جاتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین

سمیت تینوں حرکات داخل ہوتی ہیں تو کہے گا جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ اور دوسری قسم غیر منصرف ہے اور (غیر منصرف) وہ ہے جس میں نو اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک سبب جو قائم مقام ہو دو اسباب کے اور نو اسباب یہ ہیں: عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، الف ونون زائدتان، وزن فعل اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے اور جر کی حالت میں ہمیشہ فتحہ آتا ہے جیسے تو کہے گا جَاءَنِیْ أَحْمَدُ وَرَأَیْتُ أَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِأَحْمَدَ

چودھواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: اسم معرب کی اقسام

دوسری بات: منصرف اور غیر منصرف کی تعریفات

تیسری بات: ان میں سے ہر ایک کا حکم بمعہ مثال کے۔

چوتھی بات: اسباب منع صرف کو اجمالاً ذکر کرنے کے بعد آگے ان کی تفصیل ذکر کی ہے۔

پہلی بات اسم معرب کی اقسام

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) منصرف (۲) غیر منصرف۔ منصرف کا دوسرا نام اسم متمکن بھی ہے۔

دوسری اور تیسری بات منصرف اور غیر منصرف میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور مثال

منصرف کی تعریف: منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے ہو نہ پایا جائے۔

اسم منصرف کا حکم: یہ ہے کہ تنوین سمیت تینوں حرکتیں اس پر آسکتی ہوں۔

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِیْ زَیْدٌ حالت نصب میں رَأَیْتُ زَیْدًا، حالت جر میں مَرَرْتُ بِزَیْدٍ

اسم غیر منصرف کی تعریف: غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو اسباب یا ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے ہو پایا جائے۔

اسم غیر منصرف کا حکم: اسم غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین اور کسرہ داخل نہیں ہو سکتے ہیں اور حالت نصب و جر میں فتحہ آئے گا۔

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِیْ أَحْمَدُ، حالت نصب میں رَأَیْتُ أَحْمَدَ، حالت جر میں مَرَرْتُ بِأَحْمَدَ

چوتھی بات   اسباب منع صرف

اسباب منع صرف کی کل تعداد نو ہے اور وہ یہ ہیں

(۱) عدل   (۲) وصف   (۳) تانیث   (۴) معرفہ   (۵) عجمہ
(۶) جمع   (۷) ترکیب   (۸) الف ونون زائدتان   (۹) وزن فعل

الدرس الخامس عشر

اَلعَدلُ

اَلعَدلُ وَهُوَ تَغْيِيْرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ إِلٰى صِيْغَةٍ أُخْرٰى تَحْقِيْقًا اَوْتَقْدِيْرًا وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الْفِعْلِ أَصْلًا وَيَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ كَعُمَرَ وَزُفَرَ، وَمَعَ الْوَصْفِ كَثُلَاثَ وَ مَثْلَثَ وَأُخَرَ وَجُمَعَ

ترجمہ:

عدل وہ ہے کہ لفظ کا اپنے اصل صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف تبدیل ہونا ہے خواہ تحقیقاً ہو یا تقدیراً اور عدل وزن فعل کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوتا ہے اور علمیت کے ساتھ جمع ہوتا ہے جیسے عُمَرُ اور زُفَرُ اور وصف کے ساتھ جمع ہوتا ہے جیسے ثُلاثُ، مَثْلَثُ، اُخَرُ، جُمَعُ

پندرہواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی، لیکن اس سے پہلے چند تمہیدی باتیں ملاحظہ فرمائیں

چند تمہیدی باتیں:

اشکال: عدل کو دیگر اسباب منع صرف پر مقدم کیوں کیا ہے؟

جواب: اس لیے کہ یہ بغیر شرط کے منع صرف میں مؤثر ہے۔

اشکال: مصنف نے صرف عدل کی تعریف بیان کی ہے دیگر اسباب منع صرف کی تعریف ذکر نہیں کی ہے؟

جواب: چونکہ عدل کی تعریف غیر معروف ہے اور دیگر اسباب منع صرف کی تعریف عام طور پر معروف ہے اس لیے صرف عدل کی تعریف ذکر کی ہے یا مصنف نے عدل کی تعریف اس لیے ذکر کی ہے کہ چونکہ مصنف نے عدل کی جو تعریف کی ہے وہ متقدمین کی تعریف کے خلاف ہے۔

عدل کا لغوی معنی: لغت میں عدل کئی معنوں کے لیے آتا ہے

۱) عدل کے ایک معنی مائل ہونا ہے جب کہ اس کا صلہ اِلیٰ ہو۔ جیسے فُلَانٌ عَدَلَ اِلَیْهِ اَیْ مَالَ اِلَیْهِ (فلاں اس کی طرف مائل ہوا)۔ اور

۲) اعراض کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ عَنْ ہو۔ جیسے فُلَانٌ عَدَلَ عَنْهُ اَیْ اَعْرَضَ عَنْهُ (فلاں نے اس سے اعراض کیا)۔

۳) بمعنی صرف کے بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ فِیْ ہو۔ جیسے فُلَانٌ عَدَلَ فِیْهِ اَیْ صَرَفَ فِیْهِ۔ اور یہ بَعُدَ کے معنی میں بھی آتا ہے جب کہ اس صلہ مِن ہو۔ جیسے عَدَلَ الْجَمَالُ مِنَ الْبَعِیْرِ اَیْ بَعُدَ الْجَمَالُ مِنَ الْبَعِیْرِ (خوبصورتی اونٹ سے دور ہوئی)۔

۴) برابری کے معنی بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ بَیْنَ ہو۔ جیسے عَدَلَ الْاَمِیْرُ بَیْنَ فلان وَفلان (امیر نے اس کے اور اس کے درمیان برابری کی)۔

چند تمہیدی باتیں ملاحظہ فرمانے کے بعد اب درس کی باتیں سمجھیں:

پہلی بات: عدل کی تعریف

دوسری بات: عدل کی اقسام

تیسری بات: عدل کا وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ

چوتھی بات: عدل کا علمیت کے ساتھ جمع ہونے کی دو مثالیں

پانچویں بات: عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چار مثالیں

پہلی بات عدل کی اصطلاحی تعریف

اسم کا اپنے اصلی صیغہ سے دوسرے کی طرف تبدیل ہونا خواہ تبدیلی تحقیقی ہو یا تقدیری۔

فائدہ: عدل کا معنی نکلنا ہے جس سے نکلا ہے وہ معدول عنہ ہے اور جو نکلنے والا وہ معدول ہے اور نکلنا یہ عدل ہے۔

دوسری بات عدل کی اقسام

عدل کی دو قسمیں ہیں: (۱) عدل تحقیقی (۲) عدل تقدیری

عدل تحقیقی کی تعریف: عدل تحقیقی وہ ہے کہ جس کے اصل سے معدول ہونے پر لفظ کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ بھی کوئی دلیل موجود ہو، یعنی اگر عرب اس کو غیر منصرف نہ بھی پڑھتے، پھر بھی اس میں عدل تسلیم کرنا پڑتا۔

مثال: ثُلَاث اور مَثْلَثُ ان میں سے ہر ایک کے معنی تین تین کے ہیں قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ ان کے معنی صرف تین

ہوتے اس لیے کہ الفاظ میں تکرار نہیں ہے لیکن چونکہ قاعدہ ہے کہ معنی کا تکرار الفاظ کے تکرار دلالت کرتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ اصل میں ثَلَاثَۃ ثَلَاثَۃ تھے اور اس سے ثُلاث اور مَثْلَث بنائے گئے ہیں خواہ ہم ان کو منصرف پڑھیں یا غیر منصرف۔

عدل تقدیری کی تعریف: عدل تقدیری وہ ہے کہ جس کے معدول ہونے پر کوئی دلیل موجود نہ ہو سوائے اس کے کہ اس کو کلام عرب میں غیر منصرف پڑھا گیا ہے۔

مثال: عُمَر اور زُفَر کہ یہ عرب میں غیر منصرف مستعمل ہیں اور ان کے سوائے علمیت کے دوسرا سبب منع صرف کا نہ ہونا تھا اور قاعدہ یہ ہے کہ اسم ایک سبب سے غیر منصرف نہیں بنتا پس چونکہ عرب میں عمُر اور زُفَر غیر منصرف مستعمل ہوئے ہیں تو ہم نے ان میں ایک سبب عدل کو فرض کر لیا اور عُمَر کو عَامِر سے اور زُفَر کا زَافِر سے معدول قرار دیا۔

تیسری بات: عدل کا وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ

اور عدل وزن فعل کے ساتھ جمع ہو کر غیر منصرف کا سبب نہیں بنتا اس لیے کہ عدل کے چھ اوزان ہیں اور ان اوزان میں سے کوئی بھی وزن وزن فعل پر نہیں آیا کرتا لہٰذا معلوم ہوا کہ عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔

اوزان عدل: عدل کے چھ اوزان یہ ہیں:

(۱) فُعَالُ جیسے ثُلاث   (۲) مَفْعَلُ جیسے مَثْلَث   (۳) فُعَلُ جیسے عُمَر اور اُخَرُ

(۴) فَعْلِ جیسے اَمْسِ   (۵) فَعَلُ جیسے سَحَرُ   (۶) فَعَالِ جیسے قَطَامِ

چوتھی بات: عدل کا علمیت کے ساتھ جمع ہونے کی دو مثالیں

اور عدل منع صرف کے سبب ہونے کے وقت علمیت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

مثال: عُمَر اور زُفَر یہ دونوں عدل تقدیری اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

پانچویں بات: عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چار مثالیں

پہلی اور دوسری مثال: جیسے ثُلاث اور مَثْلَث اس میں سے اسباب منع صرف میں دو سبب پائے جا رہے ہیں ایک عدل اور دوسرا وصف۔

یہ عدل تحقیقی کی مثال ہے اس لیے کہ عربی میں ثُلاث کے معنی تین تین ہیں، اسی طرح مَثْلَث کے معنی بھی تین تین ہیں اب یہاں معنی میں تکرار ہے اور قاعدہ ہے معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل میں یہ ثَلَاثَۃ ثَلَاثَۃ تھے اس سے معدول کر کے ثُلاث اور مَثْلَث بنائے گئے ہیں، یہ عدل تحقیقی کی مثال ہے۔

تیسری مثال: اُخرہے اس میں ایک سبب عدل تحقیقی ہے اور دوسرا سبب عدل وصف ہے۔

اُخَرُ عدل تحقیقی اس طرح ہے کہ اُخَرُ جمع ہے اُخْرٰی کی اور اُخْرٰی مؤنث ہے آخَرُ کی اور آخَرُ یہ اَفْعَلُ اسم تفضیل کے وزن پر ہے اور اسم تفضیل کا استعمال تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتا ہے (۱) الف لام کے ساتھ (۲) مِنْ کے ساتھ (۳)اضافت کے ساتھ۔ یہاں اس کا استعمال ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نہیں تھا تو ہم نے فرض کرلیا کہ یہ اَلْاُخَرُیااُخَرُ مِنْ سے معدول ہو کر آیا ہے، لہٰذا یہ عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی مثال ہے۔

چوتھی مثال: عدل تحقیقی وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چوتھی مثال جُمَعُ ہے اس میں دو سبب پائے جارہے ہیں عدل اور وصف۔

عدل اس طرح کہ جُمَعُ جمع ہے جَمْعَاءُ کی اور جَمْعَاءُ مؤنث ہے اس کا مذکر اَجْمَعُ اسم تفضیل ہے جو کہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہے اور فَعْلَاءُ کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ یہ یا توصفتی ہوگی یا اسمی ہوگی، اگر فَعْلَاءُ صفتی ہو تو اس کی جمع فُعْلُ آتی ہے جیسے حَمْرَاءُ کی جمع احمرُ آتی ہے، اور اگر فَعْلَاءُ اسمی ہو تو اس کی جمع فَعَالٰی اور فعلَاوَات آتی ہے جیسے صَحْرَا کی جمع صَحَارٰی اور صَحرَاوَات آتی ہے۔ پس اس قاعدہ کے تحت جَمْعَاءُ کی جمع یا توجُمْعُ آنی چاہیے تھی بروزن فُعْلُ یا جَمَاعٰی اور جَمَعَاوَات آنی چاہیے تھی حالانکہ اس کی جمع ان اوزان میں سے کسی وزن پر نہیں ہے؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ جمع اگر صفتی ہے تو یہ جُمع بروزن فُعْلُ سے معدول ہے اور اگر اسم ذات ہے تو جَمَاعٰی یا جَمَعَاوَات سے معدول ہے پس جُمَعُ میں وصف اور عدل تحقیقی کے پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوا۔

تَحْقِيْقًا اَوْ تَقْدِيْرًا کے ترکیبی احتمالات

یہ دونوں یا تو فعل محذوف کے لیے مفعول مطلق ہیں اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی حُقِّقَ تَحْقِيْقًا اَوْ قُدِّرَ تَقْدِيْرًا. یا یہ مضاف الیہ ہیں اور مضاف محذوف ہے اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی تَغْيِيْرَ تَحْقِيْقٍ اَوْ تَغْيِيْرَ تَقْدِيْرٍ. مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کردیا اور مضاف کا اعراب مضاف الیہ کو دے دیا۔ یا یہ صفت ہیں موصوف محذوف کی اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی مُحَقَّقًا تَحْقِيْقًا اَوْ مُقَدَّرًا تَقْدِيْرًا اس صورت میں مصدر بمعنی اسم مفعول ہوگا اس لیے کہ مصدر بغیر تاویل کے صفت نہیں ہوسکتا کیونکہ ان دونوں کی اصل وضع وصفیت کے لیے ہے۔

الدرس السادس عشر
الْوَصْفُ

اَمَّا الْوَصْفُ فَلَا يَجْتَمِعُ الْوَصْفُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ أَصْلًا وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ وَصْفًا فِيْ أَصْلِ الْوَضْعِ فَأَسْوَدُ وَأَرْقَمُ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَإِنْ صَارَا اِسْمَيْنِ لِلْحَيَّةِ لِاِصَالَتِهِمَا فِي الْوَصْفِيَةِ وَأَرْبَعُ فِيْ مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ مَعَ أَنَّهُ صِفَةٌ وَوَزْنُ الْفِعْلِ لِعَدَمِ الْأَصْلِيَّةِ فِي الْوَصْفِيَّةِ

ترجمہ:

پس وصف علمیت کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوتا ہے۔اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو پس أَسْوَد اور أَرْقَم غیر منصرف ہیں اگرچہ دو سانپوں کے نام ہو چکے ہیں۔اور أَرْبَع جو مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ میں واقع ہے منصرف ہے باوجودیکہ یہ وصف اور وزن فعل ہے بوجہ وصفیت میں اصل نہ ہونے کے۔

سولھواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: وصف کی لغوی واصلاحی تعریف

دوسری بات: وصف کا علمیت کے ساتھ جمع نہ ہونے کا ذکر

تیسری بات: وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط

چوتھی بات: وصف اصلی کی دو مثالیں اور وصف عارضی کی ایک مثال

پہلی بات: وصف کی لغوی واصلاحی تعریف

وصف کے لغوی معنی: تعریف کرنا۔

وصف کی اصطلاحی تعریف: كَوْنُ الْاِسْمِ دَالًّا عَلٰى ذَاتٍ مُبْهَمَةٍ مَأْخُوْذَةٍ مَعَ بَعْضِ صِفَاتِهَا. (اسم کا کسی ایسی ذات مبہمہ پر دلالت کرنا کہ جس میں کسی صفت کا لحاظ رکھا گیا ہو)۔

مثال: جیسے اَحْمَرُ اسم وذات مبہم پر دلالت کر رہا ہے اور اس میں صفت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے جیسے سرخی والا۔

دوسری بات: وصف کا علمیت کے ساتھ جمع نہ ہونے کا ذکر

وصف علمیت کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوتا خواہ وصف وضعی ہو یا عارضی ہو اس لیے کہ عَلَم میں تعین ہوتا ہے اور وصف میں ابہام ہوتا ہے پس تعین اور ابہام میں منافات ہونے کی وجہ سے یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔

تیسری بات: وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط

وصف کا منع صرف کے سبب بننے کی شرط یہ ہے کہ اصل وضع میں وہ وصف ہو یعنی واضع نے اس کو معنی وصفی کے لیے وضع کیا ہوا گرچہ بعد میں وہ کسی چیز کے نام مقرر ہوئے ہوں اور اگر اصل وضع میں وصفیت کا معنی نہ ہو تو عارضی طور پر اس میں وصفیت کے معنی پائے جانے سے وہ وصفت غیر منصرف کا سبب نہیں بنے گا کیونکہ وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اصل میں وضع میں وصف ہو۔

چوتھی بات: وصف اصلی کی دو مثالیں اور وصف عارضی کی ایک مثال

أَسْوَد اور أَرْقَم یہ شرط وجودی پر تفریع ہے أَسْوَد (سیاہ رنگ کا سانپ) اور أَرْقَم (چت کبرا سانپ) یہ دونوں اسم غیر منصرف ہیں ان میں دو سبب پائے جارہے ہیں ایک وزن فعل اور دوسرا وصف، ان دونوں میں وصف اصلی ہے عارضی نہیں۔ اس لیے کہ یہ دونوں اصل وضع میں معنی وصفیت پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اصل وضع میں أَسْوَد ہر کالی چیز اور أَرْقَم ہر چت کبری چیز کے لیے وضع کیے گئے ہیں بعد میں یہ دونوں سانپوں کے نام رکھ دیے گئے، پس جب یہ اصل وضع میں وصف ہیں تو اس کی رعایت کرتے ہوئے منع صرف کا سبب قرار دیا۔

وصف عارضی کی مثال: أَرْبَع یہ شرط عدمی پر تفریع ہے یہ جب ترکیب میں واقع ہو۔ جیسے مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ پس أَرْبَع میں دو سبب یعنی وصف اور وزن فعل کے پائے جانے کے باوجود یہ منصرف ہے اس لیے کہ اربع میں معنی وصفیت عارضی طور پر ترکیب میں واقع ہونے کی وجہ سے پایا گیا، وگرنہ اصل وضع میں أَرْبَع کا لفظ ایک عدد معین کے لیے وضع کیا گیا ہے جو کہ پانچ اور تین کے درمیان کا عدد ہے اس میں وصفیت کا معنی نہیں کیونکہ وہ ذات معینہ کے لیے وضع کیا گیا ہے لہٰذا أَرْبَع میں باوجود دو سبب پائے جانے کے اسے منصرف پڑھا جائے گا کیونکہ وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ تھی کہ وہ وصف اصلی ہو عارضی نہ ہو پس یہ شرط یہاں فوت ہو رہی ہے۔

یہ شرط عدمی پر تفریع ہے مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ اس مثال میں أَرْبَع میں اسباب منع صرف میں سے ایک سبب وصف کا پایا جارہا ہے دوسرا سبب وزن فعل کا اس لیے کہ وہ أَكْرَم کے وزن پر ہے جو اوزان فعل میں سے ہے چاہیے تو یہ تھا کہ دو سبب پائے جانے کی وجہ سے یہ غیر منصرف ہوتا لیکن چونکہ اس میں وصف اصلی نہیں ہے بلکہ عارضی ہے لہٰذا منصرف ہے۔

لِعَدَمِ الأَصلِيَّةِ فِي الوَصْفِيَّةِ: اس عبارت سے مصنف رحمہ اللہ اربع کے منصرف ہونے کی دلیل دے رہے ہیں دلیل یہ ہے کہ أَرْبَع میں وصفیت کا معنی عارضی طور پر ترکیب میں وصف واقع ہونے کی وجہ سے آگیا وگرنہ اس کی اصل وضع ایک عدد معین کے لیے ہے جو پانچ اور تین کے درمیان کا ہے وراس میں معنی وصفی نہیں ہے کیونکہ وہ ذات معینہ کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن استعمال میں اس کو وصفیت عارض ہو گئی ہے اس لیے کہ أَرْبَع میں وصف ترکیب میں واقع ہونے کی وجہ سے آگیا ہے ورنہ اگر أَرْبَع کو ترکیب مذکورہ سے علیحدہ کر دیا جائے تو اس میں معنی وصفی نہیں رہے گا۔

الدرس السابع عشر
اَلتَّأْنِيْثُ

اَمَّا اَلتَّأْنِيْثُ بِالتَّاءِ فَشَرْطُهُ أنْ يَكُوْنَ عَلَمًا كَطَلْحَةَ وَكَذَالِكَ الْمَعْنَوِيُّ إنْ كَانَ ثُلَاثِيًّا سَاكِنَ الْوَسَطِ غَيْرَ أَعْجَمِيٍّ يَجُوْزُ صَرْفُهُ وَتَرْكُهُ لِأَجْلِ الخِفَّةِ مَعَ وُجُوْدِ السَّبَبَيْنِ كَهِنْدَ وَإِلَّا يَجِبَ مَنْعُهُ كَزَيْنَبَ وَسَقَرَ وَمَاهَ وَجُوْرَ وَالتَّأْنِيْثُ بِالْأَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ كَحُبْلٰى وَالْمَمْدُوْدَةِ كَحَمْرَاءَ مُمْتَنِعٌ صَرْفُهُمَا أَلْبَتَّةَ لِأَنَّ الْأَلِفَ قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ: اَلتَّأْنِيْثِ وَلُزُوْمِهِ

ترجمہ:

تانیث بالتاء پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے طَلْحَۃ اور اسی طرح معنوی ہے پھر معنوی اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی ہے تو اس کا منصرف پڑھنا اور غیر منصرف پڑھنا دونوں جائز ہے بوجہ خفت پائے جانے کے اور بوجہ دو سبب پائے جانے کے۔ جیسے ہِنْد اور اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی نہیں ہے تو اس کا منصرف پڑھنا واجب ہے جیسے زَیْنَب وَسَقَر وَمَاہَ وَجُوْرَ اور تانیث الف مقصورہ کے ساتھ جیسے حُبْلٰی (حاملہ عورت) اور الف ممدودہ کے ساتھ جیسے حَمْرَاء (سرخ عورت) اس لیے کہ ان دونوں کا منصرف ہونا بالکل ممتنع ہے اس لیے کہ الف قائم مقام ہے دو سببوں کے ایک تانیث اور دوسرا لزوم تانیث۔

سترہواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں لیکن اس سے پہلے چند تمہیدی باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

تمہیدی باتیں

تانیث کی اقسام: تانیث کی اولاً دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث بالالف (۲) تانیث بالتاء

تانیث بالالف کی دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث بِالْأَلِفِ الْمَقْصُوْرَۃِ جیسے حُبْلٰی

(۲) تانیث بِالْأَلِفِ الْمَمْدُوْدَۃِ جیسے حَمْرَاءُ

تانیث بالتاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث لفظی (۲) تانیث معنوی

تانیث لفظی: سے مراد وہ تاء تانیث ہے جو اسموں کے آخر میں ہوتی ہے اور وقف کی حالت میں ہ بن جاتی ہے۔ جیسے طَلْحَۃُ اور فَاطِمَۃُ۔

تانیث معنوی: سے مراد وہ تاء ہے جو مقدرہ ہو یعنی لفظوں میں موجود نہ ہو۔ جیسے زَیْنَبُ وغیرہ

تمہیدی باتیں ملاحظہ فرمانے کے بعد آج کے درس چار باتیں۔

پہلی بات: تانیث بالتاء لفظی اور تانیث معنوی کا منع صرف بننے کے لیے شرط

دوسری بات: تانیث معنوی کا منع صرف کے لیے وجوبی طور پر سبب بننے کی تین شرائط

تیسری بات: تانیث معنوی میں مذکورہ شرائط ثلاثہ نہ پائی جائیں تو اس کا منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھنا جائز ہے

چوتھی بات: تانیث بِالاَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ اور تانیث بِالاَلِفِ الْمَمدوْدَةِ کو غیر منصرف پڑھنے کی وجہ

پہلی بات: تانیث بالتاء لفظی اور تانیث معنوی کا منع صرف بننے کے لیے شرط

تاء تانیث لفظی اور تانیث معنوی کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے علمیت شرط ہے۔

تانیث بالتاء لفظی کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: تانیث بالتاء لفظی کے لیے علمیت کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ تاء تانیث محل زوال میں ہوتی ہے اور یہ مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق کرنے کے لیے لائی جاتی ہے لہٰذا ہم نے اس میں علمیت کی شرط لگادی تاکہ یہ تغیر و تبدل سے محفوظ ہو جائے کیونکہ علمیت کلمہ کو تغیر و تبدل سے محفوظ بنادیتی ہے۔

تانیث معنوی کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: علمیت جس طرح تانیث لفظی کے لیے شرط ہے اسی طرح تانیث معنوی کے لیے بھی شرط ہے فرق اتنا ہے ہ تانیث لفظی میں علمیت پائے جانے کی وجہ سے وہ منع صرف کا وجوبی سبب بنے گا جب کہ تانیث معنوی میں علمیت پائے جانے کی وجہ سے وہ منع صرف کا جوازاً سبب بنے گا۔

دوسری بات: تانیث معنوی کا منع صرف کے لیے وجوبی طور پر سبب بننے کی تین شرائط

تانیث معنوی کو غیر منصرف کا وجوب سبب بننے علمیت کے علاوہ تین شرائط اور بھی ہیں اور وہ یہ ہیں

پہلی شرط: وہ ثلاثی نہ ہو۔ جیسے زَيْنَبُ

دوسری شرط: اگر ثلاثی ہو تو ساکن الاوسط نہ ہو بلکہ متحرک الاوسط ہو۔ جیسے سَقَرُ

تیسری شرط: اگر متحرک الاوسط نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ عجمی ہو۔ جیسے مَاهُ وَجُوْرَ یہ دو شہروں کے نام ہیں۔

تیسری بات: تانیث معنوی میں مذکورہ شرائط ثلاثہ نہ پائی جائیں تو اس کا منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھنا جائز ہے

تانیث معنوی میں اگر مذکورہ تین شرائط نہ پائی جائیں اس طور پر کہ وہ ثلاثی ہو، ساکن الاوسط ہو اور غیر عجمی ہو تو اسے منصرف پڑھنا بھی جائز ہے اور غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔

يَجُوزُ صَرْفُهُ وَتَرْكُهُ لأَجْلِ الخِفَّةِ منصرف پڑھنے کی وجہ: تانیث معنوی جب ثلاثی ہو، ثلاثی ساکن الاوسط ہو اور

غیر عجمی ہو یعنی عربی ہو تو وہ کلمہ اس کلمہ کے مقابلے میں خفیف اور ہلکا ہو جاتا ہے جو رباعی ہو یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو یا عجمی ہو پس یہ خفت غیر منصرف کے دو سببوں میں جن میں ثقل ہائے جانے کی وجہ سے کسرہ اور تنوین نہیں آسکتے ہیں ایک سبب کے معارج و مقابل ہونے کی وجہ سے اس سبب کا ثقل ختم ہو گیا تو وہ سبب کالمعدوم ہو گیا اب صرف ایک سبب باقی رہ گیا اور ایک سبب سے کلمہ غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا اسے منصرف پڑھنا جائز ہو گا۔

وُجُودِ السَّبَبَيْنِ غیر منصرف پڑھنے کی وجہ: تانث معنوی اگر ثلاثی ہو یا ثلاثی ساکن الاوسط ہو اور عربی ہو تو اسے غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے مصنف رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بتارہے ہیں کہ اس میں دو سبب علمیت اور تانیث معنوی پائے جارہے ہیں اس لیے اسے غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔

چوتھی بات: تانیث بِالْأَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ اور تانیث بِالْأَلِفِ الْمَمْدُوْدَةِ کو غیر منصرف پڑھنے کی وجہ

تانیث بِالْألف الْمَقْصُوْرَةِ اور تانیث بِالْألف الْمَمْدُوْدَةِ کو لازمی طور پر غیر منصرف پڑھا جائے گا کیونکہ اس میں ایک سبب قائم مقام دو سبب کے ہے اس میں ایک سبب تانیث اور دوسرا سبب لزوم تانیث ہے یعنی تانیث ان سے جدا نہیں ہو سکتی لہٰذا یہ ایک سبب دو اسباب کے قائم مقام ہے۔

الدرس الثامن عشر

المَعْرِفَةُ

المَعْرِفَةُ: وَلا يُعْتَبَرُ فِي مَنْعِ الصَّرْفِ منها إلاّ العَلَمِيَّةُ وتَجْتَمِعُ مَعَ غَيْرِ الوَصْفِ اَمَّا الْعُجْمَةُ وَشَرْطُهَا أَنْ تَكُوْنَ عَلَمًا فِي الْعَجَمِيَّةِ وَزَائِدَةً عَلٰى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ كَإِبْرَاهِيْمَ أَوْ ثُلَاثِيًّا مُتَحَرِّكُ الْوَسْطِ كَشَتَر فَلِجَامٌ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِيَّةِ وَنُوْحٌ مُنْصَرِفٌ لِسُكُوْنِ الْأَوْسَطِ

ترجمہ:

اور بہر حال معرفہ پس نہیں معتبر ہے منع صرف میں اس سے مگر علمیت اور معرفہ وصف کے علاوہ کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے بہر حال عجمہ تو پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عجمیت میں علم ہو اور تین حرفوں سے زائد ہو جیسے إبْرَاهِيم یا ثلاثی متحر الاوسط ہو جیسے شَتَر پس لِجَام منصرف ہے علمیت نہ ہونے کی وجہ سے اور نُوْح بھی ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے منصرف ہے۔

اٹھارہواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: اسباب منع صرف کے لیے سبب بننے کے لیے سات اقسام میں سے صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے ؟
دوسری بات: معرفہ اسباب منع صرف میں سے وصف کے علاوہ باقی تمام اسباب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے
تیسری بات: عجمہ کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں
چوتھی بات: دو احترازی مثالیں

پہلی بات: اسباب منع صرف کے لیے سبب بننے کے لیے سات اقسام میں سے صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے

معرفہ منع صرف کا سبب بننے کے لیے معرفہ کی سات اقسام میں صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے باقی چھ اقسام کا اعتبار کیوں نہیں کیا گیا ہے ؟

وجہ: یہ ہے کہ ان میں سے مضمرات، اشارات اور موصولات یہ مبنی ہیں لہٰذا یہ معرفہ غیر مصنف کا سبب نہیں بن سکتے ہیں اور معرف باللام اور اضافت یہ غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتے ہیں تو یہ غیر منصرف کا سبب کیسے بن سکتے ہیں اور منادی کو نحویوں نے معرف باللام میں شامل کیا ہے لہٰذا مصنف نے معرفہ کے لیے علمیت کا اعتبار کیا ہے۔

دوسری بات: معرفہ اسباب منع صرف میں سے وصف کے علاوہ باقی تمام اسباب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے

معرفہ کا وصف کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ: معرفہ وصف کے ساتھ اس لیے جمع نہیں ہو سکتا ہے کہ معرفہ معین دلالت کرتا ہے جب کہ وصف ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور ان دونوں میں تضاد ہے لہٰذا یہ دونوں جمع نہیں سکتے۔

فائدہ عجمہ کا لغوی معنی: گونگا ہونا، اٹکنا اصطلاحی معنی: غیر عربی کیا ہوا لفظ یا اسم۔

تیسری بات: عجمہ کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں

پہلی شرط: یہ ہے کہ عجمہ علم ہو خواہ حقیقتاً علم ہو یا حکماً علم ہو۔

عجمہ کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: عجمہ کے لیے علمیت کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ یہ زوال سے محفوظ ہو جائے کیونکہ عرب والے جب کسی کلمے کو غیر علم پاتے ہیں تو وہ اس کے ثقل کو ختم کرنے کے لیے اس میں ردوبدل کر دیتے ہیں پس جب علمیت کی شرط لگا دی تو وہ اسم زوال سے محفوظ ہو جائے گا۔

علم حقیقتاً کی مثال: إِبْرَاهِيمَ یہ علم حقیقی کی مثال ہے۔

علم حکماً کی مثال: قَالُون یہ عجمی زبان میں اسم جنس تھا ہر عمدہ چیز پر اس کا اطلاق ہوتا تھا پس عربی میں زبان میں اسم جنس میں تصرف سے پہلے یہ عَلَم بن گیا یعنی ایک قاری کا نام رکھا گیا لہٰذا اس کو عَلَم حکماً کہا جاتا ہے کیونکہ اسم جنس تصرف سے پہلے عَلَم بن گیا۔

دوسری شرط: اس شرط کی دو شقیں ہیں:

(۱) وہ تین حرفی سے زائد ہو۔ جیسے إبْرَاهِيم یہ تین حرفی سے زائد ہے۔

(۲) ثلاثی ہو لیکن متحرک الاوسط ہو جیسے شَتَرِ یہ تین حرفی ہے لیکن درمیان والا حرف متحرک ہے پس ابراہیم اور شتر شرائط پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوں گے۔

چوتھی بات: دو احترازی مثالیں

پہلی مثال: لِجَام یہ پہلی شرط فوت ہونے کی وجہ سے منصرف ہے کیونکہ یہ علم نہیں ہے۔

دوسری مثال: نُوْح یہ بھی منصرف ہے اس لیے کہ اس میں دوسری شرط فوت ہو رہی ہے کیونکہ یہ ثلاثی ساکن الاوسط ہے۔

فائدہ: ملائکہ کے تمام نام غیر منصرف ہیں اور انبیاء کرام کے بھی تمام نام غیر منصرف ہیں سوائے سات ناموں کے وہ نام یہ ہیں: (۱) محمد ﷺ (۲) شعیب علیہ السلام (۳) نوح علیہ السلام (۴) ھود علیہ السلام (۵) صالح علیہ السلام (۶) لوط علیہ السلام (۷) شیث علیہ السلام

ان میں سے تین نام عربی ہیں محمد، صالح، شعیب۔

باقی چار نام عجمی ہیں: نوح، ہود، لوط، شیث۔

گرہمی خواہی کہ دانی نام ہر پیغمبرے — تاکدام ست اے برادر نزد کوے منصرف

صالح وہود ومحمد با شعیب ونوح ولوط — منصرف داں و گر باقی ہمہ لا ینصرف

الدرس التاسع عشر

الْجَمْعُ

اَمَّا الْجَمْعُ فَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ عَلٰى صِيْغَةِ مُنْتَهِى الْجُمُوْعِ وَهُوَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ أَلِفِ الْجَمْعِ حَرْفَانِ كَمَسَاجِدَ اَوْ حَرْفٌ مُشَدَّدٌ مِثْلُ دَوَابَّ أَوْ ثَلَاثَةُ أَحْرُفٍ أَوْسَطُهَا سَاكِنٌ غَيْرُ قَابِلٍ لِلْهَاءِ كَمَصَابِيْحَ فَصَيَاقِلَةٌ وَفَرَازِنَةٌ مُنْصَرِفٌ لِقَبُوْلِهِمَا الْهَاءَ وَهُوَ أَيْضًا قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ الْجَمْعِ وَامْتِنَاعَ أَنْ يُجْمَعَ مَرَّةً أُخْرٰى جَمْعَ التَّكْسِيْرِ فَكَأَنَّهُ جُمِعَ مَرَّتَيْنِ

ترجمہ:

بہر حال جمع کی شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور جمع یہ ہے کہ الف جمع منتہی الجموع کے بعد دو حرف ہوں جیسے مَسَاجِد یا الف جمع کے بعد حرف مشدد ہو جیسے دَوَابّ یا ایسے تین حرف ہوں کہ ان میں درمیان والا حرف ساکن ہو

اس حال میں کہ وہ ہاء کو قبول کرنے والا نہ ہو جیسے مَصَابِيْح، پس صَيَاقِلَة اور فَرَازِنَة منصرف ہیں ہاء کو قبول کرنے کی وجہ سے اور وہ بھی قائم مقام ہے دو سببوں کے ایک ان میں سے جمعیت ہے اور دوسرا الزوم جمعیت ہے اور دوسری مرتبہ جمع تکسیر لانا ممتنع ہے پس گویا کہ یہ جمع دو مرتبہ لائی گئی ہے۔

انیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: جمع کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

دوسری بات: جمع کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے دو شرائط

تیسری بات: جمع کا دو سببوں کے قائم مقام ہونے کی وجہ

پہلی بات: جمع کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

جمع کا لغوی معنی: اکٹھا کرنا اصطلاحی معنی: کسی اسم کا تین یازائد افراد پر دلالت کرنا۔

دوسری بات: جمع کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے دو شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور منتہی الجموع کے اوازن یہ ہیں۔

۱)... الف جمع کے بعد دو حرف ہوں ۔ جیسے مَسَاجِدَ بروزن مَفَاعِل

۲)... الف جمع کے بعد ایک حرف مشدد ہو۔ جیسے دَوَابّ بروزن فَعَالّ

۳)... الف جمع کے بعد تین حرف ہو اور درمیان والا حرف ساکن ہو۔ جیسے مَصَابِيْح بروزن مَفَاعِيْل

دوسری شرط: یہ ہے کہ جمع ایسی تاء کو قبول نہ کرتا ہو جو حالت وقف میں ہ بن جائے اس کی شرط اس لیے لگائی تاکہ جمع کی بعض مفردات کے ساتھ مشابہت پیدا نہ ہو جائے۔

مثالیں: صَيَاقِلَة اور فَرَازِنَة منصرف ہوں گے کیونکہ یہ اس تاء کو قبول کرتے ہیں جو حالت وقف میں ہاء بن جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کی مشابہت طَوَاغِيَة اور كَرَاهِيَة کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ان میں جمعیت ضعیف ہو جاتی ہے اور وہ دونوں مفرد ہیں لہٰذا ان کی مشابہت مفرد کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ منصرف ہوں گے۔

تیسری بات: جمع کا دو سببوں کے قائم مقام ہونے کی وجہ

جمع منتہی الجموع اکیلا دو سببوں کے قائم مقام ہے: اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک سبب جمعیت پایا جارہا ہے اور

دوسرا سبب لزوم جمعیت کہ اس کے بعد دوسری جمع مکسر نہیں بنائی جاسکتی ہے گویا اس میں دو سبب پائے گئے ایک جمع ہونا اور دوسرا لزوم کا ہونا پس یہ ایک سبب قائم مقام دو سبب کے ہونے کی وجہ سے غیر منصرف کا سبب بنے گا۔

فائدہ(۱): جمع منتہی الجموع کی وجہ تسمیہ: اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مُنْتَهى الجُمُوع کا معنی ہے جمعوں کے انتہاء کو پہنچنے کی جگہ اس جمع کے بعد چونکہ جمع تکسیر نہیں بنائی جاسکتی ہے پس یہ جمعوں کی آخری جمع ہے اور اس کو جمع اقصیٰ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ(۲): دوسری شرط جو شرط لگائی ہے کہ اس جمع کے آخر میں ایسی تاء نہ ہو جو حالت وقف میں ھاء بن جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ جمع کا التباس بعض مفردات کے ساتھ نہ ہو جائے جن کے آخر میں ھاء ہوتی ہے جس کی وجہ سے جمع کی جمعیت میں خلل واقع ہو جائے گا اور غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکے گا جیسے صَيَاقِلَة اور فَرَازِنَة کا التباس طَوَاغِيَة (بمعنی سرکشی) اور كَرَاهِيَة (بمعنی کراہت) کے ساتھ اور یہ دونوں مفرد ہیں۔

الدرس العشرون

اَلْتَّرْكِيْبُ

اَمَّا الْتَّرْكِيْبُ فَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ عَلَمًا بِلَا إِضَافَةٍ وَلَا إِسْنَادٍ كَبَعْلَبَكَ فَعَبْدُ اللهِ مُنْصَرِفٌ وَمَعْدِيْكَرَبَ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَشَابَ قَرْنَاهَا مَبْنِيٌّ. اَمَّاالْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ إِنْ كَانَتَا فِيْ اِسْمٍ فَشَرْطُهُ كَعِمْرَانَ وَعُثْمَانَ، فَسَعْدَانٌ اِسْمُ نَبْتٍ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِيَّةِ وَإِنْ كَانَتَا فِيْ صِفَةٍ فشرطه أَنْ لَّا يَكُوْنَ مُؤَنَّثُهُ عَلٰى فَعْلَانَةٍ كَسَكْرَانَ فَنَدْمَانٌ مُنْصَرِفٌ لِوُجُوْدِ نَدْمَانَةٍ

ترجمہ:

بہر حال ترکیب پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو بغیر اضافت کے اور بغیر اسناد کے جیسے بَعْلَبَكَّ پس عَبْدُاللهِ منصرف ہے اور مَعْدِيْكَرَبَ غیر منصرف ہے اور شَابَ قَرْنَاهَا مبنی ہے۔ بہر حال الف ونون زائدتان اگر یہ اسم میں ہوں تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اسم علم ہو جیسے عِمْرَانَ اور عُثْمَانَ پس سَعْدَان جو کہ ایک بوٹی کا نام ہے منصرف ہے علمیت نہ ہونے کے سبب۔ اور اگر یہ صفت میں ہوں تو اس کی شرط یہ ہے اس صفت کی مؤنث فَعْلَانَة کے وزن پر نہ ہو جیسے سَكْرَانَ پس نَدْمَان منصرف ہے بوجہ موجود ہونے کے نَدْمَانَة کے۔

بیسواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ترکیب کی لغوی اور اصطلاحی تعریف اور ترکیب کی اقسام
دوسری بات: ترکیب کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط
تیسری بات: ایک مثال اتفاقی اور دو مثالیں احترازی
چوتھی بات: الف و نون اگر اسم کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط
پانچویں بات: الف و نون اگر صفت کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط

پہلی بات: ترکیب کی لغوی اور اصطلاحی تعریف اور ترکیب کی اقسام

ترکیب کا لغوی معنی: جوڑنا، ملانا۔ اصطلاحی معنی: یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کلموں کو ایک کر دیا گیا جب کہ کوئی حرف اس کا جز نہ ہو۔ یہ تعریف اس ترکیب کی ہے جو منع صرف کا سبب بنتی ہے مطلق ترکیب کی نہیں ہے۔

ترکیب کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) ترکیب اضافی جیسے غُلَامُ زَيْدٍ (۲) ترکیب اسنادی جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ (۳) ترکیب توصیفی جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ
(۴) ترکیب صوتی جیسے سِيبَوَيْه (۵) ترکیب عددی جیسے خَمْسَةَ عَشَرَ (۶) ترکیب امتزاجی جیسے بَعْلَبَكَّ۔

ان چھ ترکیبوں میں سے منع صرف میں صرف ترکیب امتزاجی کا اعتبار کیا گیا ہے۔

فائدے ملاحظہ فرمانے کے بعد اب آج کا درس ملاحظہ کریں۔

دوسری بات: ترکیب کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ ترکیب کے لیے علمیت کی شرط اس لیے لگائی ہے کہ ترکیب ایک عارضی چیز ہے کیونکہ اصل ہر کلمہ میں یہ ہے کہ وہ الگ الگ استعمال ہو کسی عارض کی وجہ سے اس کو جوڑا جاتا ہے پس ترکیب ایک عارضی چیز ہونے کی وجہ سے محل زوال میں تھی علمیت کی شرط لگا کر اسے محفوظ بنا دیا۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ ترکیب اضافی بھی نہ ہو اور ترکیب اسنادی بھی نہ ہو کیونکہ اضافت غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتی ہے اور مرکب اسنادی علم ہونے کی صورت میں مبنی ہوتا ہے اور مبنی غیر منصرف نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ غیر منصرف معرف کی قسم ہے۔

تیسری بات: ایک مثال اتفاقی اور دو مثالیں احترازی

اتفاقی مثال: بَعْلَبَكَّ ہے اس میں ترکیب کی دونوں شرائط ہوئے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہے پہلی علمیت بھی پائی جا رہی ہے یہ ایک شہر کا نام ہے دوسری شرط ترکیب اضافی اور ترکیب اسنادی کا نہ ہونا ہے چنانچہ اس میں نہ ترکیب اضافی

ہے اور نہ اسنادی۔

دو احترازی مثالیں

پہلی مثال: عَبْدُاللهِ یہ منصرف ہے اس میں پہلی شرط علمیت پائی جارہی ہے دوسری شرط ترکیب اضافی نہ ہونے کے فوت ہونے کی وجہ سے غیر منصرف نہ ہوگا۔

دوسری مثال: شَابَ قَرْنَاهَا یہ مبنی ہے اس میں پہلی شرط پائی جارہی ہے کہ یہ ایک عورت کا نام ہے مگر دوسری شرط ترکیب اسنادی کا نہ ہونا فوت ہورہی ہے لہٰذا یہ منصرف ہے نہ ہی غیر منصرف بلکہ مبنی ہے۔

شَابَ قَرْنَاهَا کا معنیٰ: وہ عورت جس کی دونوں مینڈیاں سفید ہوگئی ہوں۔

چوتھی بات: الف ونون اگر اسم کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط

الف ونون زائدتان اگر اسم کے آخر میں ہوں تو اس کے منع صرف کا بننے کے لیے علمیت کی شرط ہے۔

الف ونون زائدتان منع صرف کا سبب بننے کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: علمیت کی شرط اس لیے لگادی کہ الف و نون آخر میں ہوتے ہیں اور کلمہ کا آخر تغیر و تبدل کا محل ہوتا ہے پس علمیت کی شرط لگادی تاکہ الف ونون محل تغیر و تبدل میں محفوظ ہوں۔ جیسے عِمْرَانَ اور عُثْمَانَ

احترازی مثال: سَعْدَان اس میں علمیت نہ پائے جانے کی وجہ سے منصرف ہوگا کیونکہ یہ ایک قسم کی گھاس کا نام ہے کسی کا علم نہیں۔

پانچویں بات: الف ونون اگر صفت کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط۔

اتفاقی مثال: سَكْرَانَ غیر منصرف ہے اس لیے کہ اس کی مؤنث سکرانۃ نہیں ہے بلکہ اس کی مؤنث سکری ہے۔

احترازی مثال: نَدْمَان یہ منصرف ہے اس لیے کہ اس کی مؤنث نَدْمَانَة ہے جو کہ فَعْلَانَة کے وزن پر ہے۔

الدرس الثانی والعشرون

وَزْنُ الْفِعْلِ

اَمَّاوَزْنُ الْفِعْلِ فَشَرْطُهُ اَنْ يُّخْتَصَّ بِالْفِعْلِ وَلَايُوْجَدَ فِي الْاِسْمِ اِلَّا مَنْقُوْلًا عَنِ الْفِعْلِ كَشَمَّرَ وَضُرِبَ وَاِنْ لَمْ يُخْتَصَّ بِهِ فيجِبُ اَنْ يَكُوْنَ فِيْ اَوَّلِهِ اِحْدٰى حُرُوْفِ الْمُضَارَعَةِ وَ لَا يَدْخُلُهُ الْهَاءُ كَاَحْمَدَ وَيَشْكُرَ وَتَغْلِبَ وَنَرْجِسَ فَيَعْمَلُ مُنْصَرِفٌ لِقَبُوْلِهِ التَّاءَ كَقَولِهِمْ نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ

ترجمہ:

بہر حال وزن فعل پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مختص ہو فعل کے ساتھ اور فعل سے منقول ہوئے بغیر اسم میں نہ پایا جائے جیسے شَمَّرَ اور ضُرِبَ اور اگر فعل کے ساتھ مختص نہ ہو تو پھر اس کے شروع میں حروف مضارعہ میں سے کسی حرف کا لانا واجب اور ضروری ہے اور اس کے آخر میں ہاء داخل ہو۔ جیسے أَحْمَدُ اور يَشْكُرُ اور تَغْلِبُ اور نَرْجِس پس يَعْمَلُ منصرف ہے کیونکہ وہ ہاء کو قبول کرتا ہے جیسا کہ عربوں کا قول ہے نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ

بائیسواں درس

آج کے درس میں وزن فعل کا غیر منصرف کا سبب بننے کی شرائط بیان کی جائیں گی:

وزن فعل کا غیر منصرف کا سبب بننے کی شرائط

وزن فعل کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہو اسموں میں نہ پایا جائے اگر اسموں میں پایا جائے تو فعل سے منقول ہو کر آیا ہو۔

پہلی مثال: شَمَّرَ یہ باب تفعیل کا صیغہ ہے (بمعنی دامن سمیٹنا) یہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے پھر اس کو اسم کی طرف منتقل کیا گیا اور ایک تیز رفتار گھوڑے کا نام بن گیا اب یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

دوسری مثال: ضُرِبَ ہے جو کہ فعل مجہول ہے یہ وزن بھی فعل کے ساتھ مختص ہے اب اگر کسی کا نام ضرب رکھ دیا جائے تو یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ اگر وزن فعل کے ساتھ مختص نہ ہو بلکہ اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہو تو اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں حروف مضارعہ یعنی حروف أَتَيْنَ میں سے کوئی حرف ہو اور اس کے آخر میں ایسی تاء تانیث نہ ہو جو حالت وقف میں ہاء بن جائے۔

مثال: أَحْمَدَ اور يَشْكُرَ اور تَغْلِبَ اور نَرْجِسَ ان کے شروع میں حروف مضارع بھی ہے اور آخر میں تاء بھی نہیں جو حالت وقف میں ہاء بن جائے۔ پس یہ علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہوں گے۔

شرط ثانی کی احترازی مثال: پس يَعْمَلُ منصرف ہے اگرچہ اس میں دو سبب وزن فعل اور وصف پائے جارہے ہیں اس کے باوجود منصرف ہے کیونکہ یہ تاء تانیث کو قبول کرتا ہے، چنانچہ نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ کہتے ہیں لہٰذا یہ منصرف ہے۔

الدرس الثالث والعشرون

وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ مَا شُرِطَ فِيْهِ الْعَلَمِيَّةُ وَهُوَ الْمُؤنَّثُ بِالتَّاءِ وَالْمَعْنَوِيُّ وَالْعُجْمَةُ وَالتَّرْكِيْبُ وَالْاِسْمُ الَّذِيْ فِيْهِ الْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ اَوْ لَمْ يُشْتَرَطْ فِيْهِ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ اجْتَمَعَ مَعَ سَبَبٍ وَاحِدٍ فَقَطْ وَهُوَ الْعَلَمُ الْمَعْدُوْلُ وَوَزْنُ الْفِعْلِ إِذَا نُكِّرَ صُرِّفَ أَمَّا فِي الْقِسْمِ الْأَوَّلِ فَلِبَقَاءِ الْإِسْمِ بِلَا سَبَبٍ وَأَمَّا فِي الْقِسْمِ الثَّانِيْ فَلِبَقَائِهِ عَلٰى سَبَبٍ وَاحِدٍ، تَقُوْلُ: جَاءَنِيْ طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ اٰخَرُ، وَقَامَ عُمَرُ وَعُمَرٌ اٰخَرُ، وَضَرَبَ أَحْمَدُ وَأَحْمَدٌ اٰخَرُ وَكُلُّ مَا لَا يَنْصَرِفُ إِذَا اُضِيْفَ أَوْ دَخَلَهُ اللَّامُ فَدَخَلَهُ الْكَسْرَةُ نَحْوُ مَرَرْتُ بِأَحْمَدِكُمْ وَبِالْأَحْمَدِ.

ترجمہ:

اور جان لو کہ ہر وہ اسم غیر منصرف جس میں عَلَمیت شرط ہے (یعنی جن اسباب میں عَلَمیت شرط ہے وہ یہ ہیں) مؤنث بالتاء معنوی اور عجمہ اور ترکیب اور وہ اسم جس میں الف ونون زائدتان ہوں یا وہ اسم غیر منصرف کہ اس میں عَلَمیت شرط نہیں ہے بلکہ ایک سبب کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے اور وہ عَلَم معدول اور وزن فعل ہے جب ان کو نکرہ کر دیا جائے تو منصرف ہو جائیں گے پس پہلی قسم میں تو اس لیے کہ اسم بغیر سبب کے باقی رہ جاتا ہے اور دوسری قسم میں ایک سبب باقی رہ جانے کی وجہ سے۔ جیسے تو کہے جَاءَنِيْ طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ اٰخَرُ (آیا طلحہ میرے پاس اور ایک دوسرا طلحہ) قَامَ عُمَرُ وَعُمَرٌ اٰخَرُ (کھڑا ہوا عمر اور ایک دوسرا عمر) اور ضَرَبَ أَحْمَدُ وَأَحْمَدٌ اٰخَرُ (مارا احمد نے اور ایک دوسرے احمد نے) اور ہر وہ اسم جو غیر منصرف ہو جب اس کی اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس کے آخر میں کسرہ آجائے گا جیسے مَرَرْتُ بِأَحْمَدِكُمْ وَبِالْأَحْمَدِ.

تئیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: اسباب منع صرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ

دوسری بات: غیر منصرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ

تیسری بات: اشکال اور جواب

پہلی بات: اسباب منع صرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ

اسباب منع صرف کے نو اسباب میں سے چار سبب ایسے ہیں جن کے ساتھ علمیت جمع ہو کر ایک مستقل سبب بھی بن رہی ہے اور پھر دوسرے سبب کے لیے شرط ہو کر منع صرف میں مؤثر ہوتی ہے۔

اور وہ چار سبب یہ ہیں:

(۱) تانیث لفظی و معنوی (۲) عجمہ (۳) ترکیب (۴) الف و نون زائدتان۔

اور دو سبب ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ علمیت جمع ہو کر ایک مستقل سبب بن رہا ہے لیکن ان کے سبب بننے کے لیے علمیت کی شرط نہیں ہے اور وہ سبب یہ ہیں عدل اور وزن فعل۔

اب ان چھ اسباب کو جن چار میں علمیت شرط ہے اور دو میں شرط نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ علمیت محض جمع ہو جاتی ہے جب نکرہ بنایا جائے تو یہ منصرف ہو جائیں گے۔

جن چھ اسباب میں علمیت بطور شرط جمع ہو رہی تھی ان کو نکرہ بنانے سے منصرف ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان میں سے پہلے چار اسباب جن میں علمیت شرط ہے جب ان کو نکرہ بنایا جائے تو ان سے علمیت ختم ہو جاتی ہے جب علمیت ختم ہو گئی تو وہ سبب بھی ختم ہو گیا اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَفَاتَ الْمَشْرُوْطُ کے قاعدہ کے تحت، پس ان چاروں قسموں میں ایک سبب بھی باقی نہیں رہے گا اسی کو مصنف نے فلبقاء الاسم بلاسبب سے ذکر کیا ہے گو کہ ایک سبب ہے لیکن وہ غیر مؤثر ہونے کی وجہ سے بمنزلہ معدوم کے ہے لہٰذا ایک سبب بھی باقی نہیں رہے گا اور یہ منصرف بن جائیں گے۔

اور جن دو اسباب میں علمیت بطور شرط کے نہیں ہے بلکہ محض جمع ہو رہی ہے ان کو نکرہ بنانے سے منصرف ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان میں ایک سبب مؤثر باقی رہ جاتی ہے اور ایک سبب کی وجہ سے اسم غیر منصرف نہیں ہوتا ہے۔

غیر منصرف کو منصرف بنانے کی مثالیں: وہ اسباب جن کے ساتھ علمیت بطور شرط کے جمع ہو رہی ہے ان میں سے صرف تانیث لفظی کی مثال ذکر کی ہے بقیہ تین کو ان پر قیاس کیا جائے۔

تانیث لفظی کو منصرف بنانے کی مثال: جَاءَ طَلْحَةُ یہ غیر منصرف ہے اس میں ایک سبب تاء تانیث اور دوسرا سبب علمیت ہے اس کو نکرہ بنایا جائے تو یوں پڑھیں گے جَاءَنِیْ طَلْحَةٌ اٰخَرُ اس میں اٰخَرُ یہ طَلْحَةٌ کی صفت ہے جب اٰخَرُ صفت نکرہ ہے تو موصوف بھی نکرہ ہو گا، پس طَلْحَة نکرہ ہو گیا تو یہ بھی منصرف ہو جائے گا۔

عدل کو منصرف بنانے کی مثال: قَامَ عُمَرُ یہ غیر منصرف ہے اس میں دو سبب پائے جا رہے ہیں ایک سبب علمیت ہے اور دوسرا سبب عدل اس کو نکرہ بنایا جائے تو یوں پڑھیں گے قَامَ عُمَرٌ اٰخَرُ اب جب اس کو نکرہ بنایا گیا تو اس میں علمیت والا سبب ختم ہو گیا صرف ایک سبب عدل باقی رہ گیا اور ایک سبب سے غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ منصرف ہو گا۔

وزن فعل کو منصرف بنانے کی مثال: ضَرَبَ أَحْمَدُ یہ غیر منصرف ہے اس میں دو سبب پائے جارہے ہیں ایک علمیت اور دوسرا سبب وزن فعل اب اگر اس کو نکرہ بنائیں تو اس کو یوں پڑھیں گے ضَرَبَ أَحْمَدٌ اٰخَرُ اب جب اس کو نکرہ بنایا گیا تو اس میں سے علمیت والا سبب ختم ہو گیا صرف ایک سبب وزن فعل باقی رہ گیا اور ایک سبب سے غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ منصرف ہو گا۔

غیر منصرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ: غیر منصرف کی اضافت جب کسی دوسرے اسم کی طرف ہو جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ پڑھی جائے گی۔ جیسے مَرَرْتُ بِأَحْمَدِكُمْ اسی طرح مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ میں الف لام داخل ہونے کی وجہ سے کسرہ پڑھی جائے گی اور یہ منصرف ہوں گے۔

تیسری بات: اشکال اور جواب

اشکال: اسباب منع صرف پر اضافت اور الف لام کے داخل ہونے سے اس پر کسرہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ غیر منصرف پر کسرہ کا نہ آنا یہ فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے اب جب اس پر الف لام یا اضافت آجائے جو کہ اسم کے خواص میں سے ہے تو اس پر غیر منصرف کی مشابہت فعل سے کم اور اسم سے زیادہ ہو جاتی ہے لہٰذا اس پر کسرہ بھی آئے گا اور یہ منصرف بھی پڑھے جائیں گے۔

سوالات

سوال نمبر ۱: علم نحو کی لغوی واصطلاحی تعریف، موضوع اور فوائد ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲: کلمہ کی تعریف اور کلمہ کی اقسام ثلاثہ کو ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳: اسم کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز اسم کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۴: فعل کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز فعل کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۵: حرف کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز حرف کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۶: کلام کی تعریف کریں اور مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۷: اسم معرب کی تعریف اور مثال لکھیے؟ نیز مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں؟

سوال نمبر ۸: اسم متمکن کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟ نیز اسم متمکن کی اقسام ذکر کریں؟

سوال نمبر ۹: اسم کے اعراب کی اقسام بمع امثلہ وضاحت سے لکھیں؟

سوال نمبر ۱۰: اسمائے ستہ مکبرہ کون کون سے ہیں؟ نیز اسمائے ستہ مکبرہ کے اعراب ذکر کرنے کے بعد ان کے اعراب کے لیے کیا شرائط ہیں تفصیل سے مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۱: اسم منصرف اور غیر منصرف کی تعریف مع امثلہ بیان کریں؟ نیز اسباب منع صرف بھی بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۲: اسباب منع صرف کا منصرف بنانے کا قاعدہ تفصیل سے بیان کریں اور مثالوں سے وضاحت کریں؟ نیز غیر منصرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ بمع امثلہ تحریر کریں؟

مشقیں

درج ذیل آیات اور جملوں میں اسم، فعل اور حرف کو پہچانیئے۔

١ – مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ۝٤ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ. ٢ – قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ.

٣ – ۞ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ. ٤ – الصبر من الإيمان. ٥ – الصلاة عماد الدين.

٦ – إن الملك عادل. ٧ – قرأت كتابًا مفيدًا. ٨ – أخبرني زيدٌ أن أباه مريض.

٩ – حفظت اليومَ تعريف النحو وغرضه وموضوعه.

١٠ – درسنا اليومَ عن الكلمة وأقسامها.

تین جملے لکھیے اور اس میں اسم، فعل اور حرف کو استعمال کیجیے۔

درج ذیل آیات اور جملوں میں اسم کی علامات بیان کیجیے۔

١- قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ. ٢- فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ. ٣- فِيهِمَا عَيۡنَانِ تَجۡرِيَانِ.

٤- قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلۡفَلَقِ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ. ٥- يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمُدَّثِّرُ قُمۡ فَأَنذِرۡ.

٦- قُلِ ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَيۡءٍ وَهُوَ ٱلۡوَٰحِدُ ٱلۡقَهَّٰرُ. ٧- الدنيا ملعونةٌ وملعونةٌ ما فيها.

٨- وَٱلۡوَٰلِدَٰتُ يُرۡضِعۡنَ أَوۡلَٰدَهُنَّ حَوۡلَيۡنِ كَامِلَيۡنِۖ.

٩- مِّنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُواْ مَا عَٰهَدُواْ ٱللَّهَ عَلَيۡهِۖ.

١٠- ذهب الغُلَيْم إلى السُّوَيْق فاشترى كُتَيْبًا وقُلَيْمًا بدراهم معدودةٍ.

درج ذیل آیات اور جملوں میں فعل کی علامات ذکر کیجیے۔

١- وَلَا تَقۡتُلُوٓاْ أَوۡلَٰدَكُمۡ خَشۡيَةَ إِمۡلَٰقٖۖ. ٢- لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ. ٣- الصبر من الإيمان.

٤- وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتُۢ. ٥- الطالب في فصله. ٦- المكتب من الخشب.

٧- كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ. ٨- أخذت القلم وكتبت به. ٩- إذا استعنت فاستعن بالله.

عيّن الحرف في الآيات والجمل التالية وبين فائدته:

١ – ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ. ٢ – الطالب في فصله. ٣ – الصوم جنة من النار.

٤ – أكل الولد الخبز مع الجبن. ٥ – قيمة كل امرئ ما يحسنه. ٦ – كتبت بالقلم.

درج ذیل آیات اور جملوں سے اسم غیر منصرف کا تعین کریں اور اسمیں منع صرف کا سبب بھی ذکر کریں

١- فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ.

٢- فَرَجَعَ مُوسَىٰٓ إِلَىٰ قَوْمِهِۦ غَضْبَـٰنَ أَسِفًا.

٣- وَسَبْعَ سُنۢبُلَـٰتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَـٰتٍ.

٤- فَٱنكِحُوا۟ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَـٰثَ وَرُبَـٰعَ.

٥- هذا صديقي من قبيلة مضر.

٦- زفر رحمه الله من أقيس أئمة الأحناف.

٧- الساكت عن الحق شيطان أخرس.

٨- احذروا الدنيا؛ فإنها أسحر من هاروت وماروت.

٩- وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنَّـٰظِرِينَ.

١٠- وَمَا جَعَلَهُ ٱللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِۦ قُلُوبُكُمْ.

١١- إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ٱذْكُرْ نِعْمَتِى عَلَيْكَ.

١٢- وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَـٰرُونَ وَسُلَيْمَـٰنَ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا.

١٣- كان ابن قدامة إمام الحنابلة بجامع دمشق.

١٤- قال النبي صلى الله عليه وسلم: من عزَّى ثكلى كسي بردًا في الجنة.

١٥- تسنَّم يزدجر سرير الملك وهو ابن أحد وعشرين عامًّا.

١٦- لكل أمة أمين، وأمين هذه الأمة أبو عبيدة رضي الله عنه.

١٧- زرتُ حدائق فيحاء ذات أشجار غنَّاء وأزهار كثيرة من حمراء إلى صفراء إلى زرقاء.

١٨- جالس جلساء الخير؛ فإنهم مصابيح للهدى ومعالم للنور ومشاعل للعرفان ومفاتيح للخير.

١٩- لم أر أعقل ولا أفضل ولا أروع من أبي حنيفة.

المقصد الأول في المرفوعات

الدرس الرابع والعشرون

اَلْمَرْفُوْعَاتِ

اَلْاَسْمَاءُ الْمَرْفُوْعَاتُ ثَمَانِيَةُ أَقْسَامٍ: اَلْفَاعِلُ وَالْمَفْعُوْلُ الَّذِيْ لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ وَالْمُبْتَدَأُ وَالْخَبَرُ وَخَبَرُ إِنَّ وَأَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وَخَبَرُ لَا اَلَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ، فَصْلٌ: اَلْفَاعِلُ كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَهُ فِعْلٌ أَوْ صِفَةٌ أُسْنِدُ إِلَيْهِ عَلٰى مَعْنًى اَنَّهُ قَامَ بِهِ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ نَحْوُ: قَامَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا وَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا

ترجمہ:

مقصد اول مرفوعات کی بحث میں ہے اسمائے مرفوعات کی آٹھ اقسام ہیں فاعل اور مفعول مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ اور مبتدا اور خبر اور اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر اور کانَ اور اس کے اخوات کا اسم اور مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا اسم اور لا نفی جنس کی خبر فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا صیغہ فعل (یعنی شبہ فعل ہو) ایسا فعل یا شبہ فعل جس کی اس اسم کی طرف نسبت کی گئی ہو اس طور پر وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس اسم پر واقع ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ (زید کھڑا ہے) اور زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا (زید مارنے والا ہے اس کا باپ عمرو کا) اور مَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا (نہیں مارا زید نے عمرو کو)۔

چوبیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ایک اشکال اور اس کا جواب

دوسری بات: اسم مرفوع کی تعریف

تیسری بات: فاعل کی تعریف

پہلی بات: ایک اشکال اور اس کا جواب

اشکال: یہ ہوتا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے مقاصد ثلاثہ میں سے مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کیوں کیا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ مصنف نے مرفوعات کو اس لیے مقدم کیا ہے کہ مرفوعات پر رفع ہوتا ہے اور رفع قوی اور مضبوط ہوتا ہے بنسبت نصب اور جر کے لہٰذا مرفوعات رفع پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قوی ہوئے پس اس کو مقدم کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مرفوعات فاعل اور مبتدا پر مشتمل ہوتے ہیں اور یہ مسند الیہ ہوتے ہیں اور مسند الیہ کلام میں عمدہ ہوتا ہے جب کہ

منصوبات اور مجرورات کلام میں فضلہ ہوتے ہیں اس لیے مرفوعات کو مقدم کیا۔

دوسری بات : اسم مرفوع کی تعریف

اسم مرفوع کی تعریف: اسم مرفوع وہ اسم ہے جو علامت فاعل پر مشتمل ہو۔ علامت فاعل تین چیزیں ہیں: ضمہ، واو، الف۔

ضمہ کی مثال: جَاءَنِيْ زَيْدٌ۔ واو کی مثال: جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ۔ الف کی مثال: جَاءَنِيْ الزَّيْدَانِ۔

مرفوعات کی آٹھ قسمیں ہیں:

(۱) فاعل۔ (۲) نائب فاعل۔ (۳) مبتدا۔ (۴) خبر۔ (۵) إِنَّ واخوات کی خبر۔
(۶) کان واخوات کا اسم۔ (۷) مَا ولَا مشبہ بلیس کی خبر۔ (۸) لانفی جنس کی خبر۔

تیسری بات: فاعل کی تعریف:

فاعل: ہر وہ اسم ہے کہ جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور اس فعل یا شبہ فعل کی نسبت اس اسم کی طرف کی گئی ہو اس طور پر کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس پر واقع ہو۔

فوائد قیود: اس تعریف میں ''کل'' اسم جنس ہے اس میں سارے اسماء داخل ہو گئے۔

قَبْلَهُ فِعْلٌ أَو صِفَةٌ **پہلی فصل ہے۔** اس سے وہ اسم نکل گئے جو فعل یا شبہ فعل سے مقدم ہوں۔ جیسے: زَيْدٌ قَامَ

أُسْنِدُ إِلَيْهِ: یہ دوسری فصل ہے۔ اس سے وہ اسم نکل گئے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل کا اسناد نہ ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا میں عَمْرًوا فاعل نہیں ہے اس لیے کہ اس میں ضَرَبَ کی اسناد عَمْرًوا کی طرف نہیں ہے۔

قَامَ بِهِ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ: یہ تیسری فصل ہے اس سے وہ اسم نکل گئے جن کے ساتھ فعل یا شبہ فعل قائم نہ ہو بلکہ ان پر واقع ہو جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ سے پہلے جو فعل ہے وہ اس اسم پر واقع ہے اس کے ساتھ قائم نہیں ہے کیونکہ زَيْد نائب فاعل ہے ضُرِبَ فعل کے لیے۔

مثالیں:

پہلی مثال: فعل کی ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ اس مثال میں قَامَ فعل ہے اور زَيْدٌ اس کا فاعل ہے اور اس فعل کی اسناد اسم کی طرف ہو رہی ہے اس طور پر کہ فعل زَيْدٌ کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں ہے۔

دوسری مثال: شبہ فعل کی ہے۔ جیسے زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا اس مثال میں ضَارِبٌ شبہ فعل ہے اس کی نسبت أَبُوْهُ کی طرف ہو رہی ہے اس طرح کہ ضرب والا فعل اس کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں ہے۔

تیسری مثال: فعل منفی متعدی کی ذکر کی جاتی ہے کیونکہ جس طرح فعل مثبت کی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے اسی طرح فعل منفی کی بھی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے مَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا میں مَا ضَرَبَ فعل منفی کی نسبت زَيْد کی طرف ہو رہی ہے اس طرح کہ وہ فعل منفی زَيْدٌ کے ساتھ قائم ہے نہ کہ اس پر واقع ہے۔

الدرس الخامس والعشرون

وَكُلُّ فِعْلٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٍ مُظْهَرٍ كَذَهَبَ زَيْدٌ أَوْ مُضْمَرٍبَارِزٍكَضَرَبْتُ زَيْدًا اَوْ مُسْتَتِرٍ كَزَيْدٌ ذَهَبَ وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ مُتَعَدِّياً كَانَ لَهُ مَفْعُوْلٌ بِهِ أَيْضًا نَحْوُ ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًاوَإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُظْهَرًا وُحِّدَ الْفِعْلُ ـبَدًا نَحْوُ: ضَرَبَ زَيْدٌ وَضَرَبَ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَ اَلزَّيْدُوْنَ وَإِنْ كَانَ مُضْمَرًا وُحِّدَ الْفِعْلُ لِلْوَاحِدِ نَحْوُ زَيْدٌ ضَرَبَ وَيُثَنّٰى لِلْمُثَنّٰى نَحْوُ: اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا وَيُجْمَعُ لِلْجَمْعِ نَحْوُ: اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا وَإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مَؤَنَّثًا حَقِيْقِيًّا وَهُوَ مَا بِإِزَائِهِ ذَكَرٌ مِنَ الْحَيْوَانِ أُنِّثَ الْفِعْلُ أَبَدًا إِنْ لَمْ تَفْصِلْ بَيْنَ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ نَحْوُ قَامَتْ هِنْدٌ وَإِنْ فَصَلَتْ فَلَكَ الْخِيَارُ فِي التَّذْكِيْرِوَالتَّانِيْثِ نَحْوُضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ وَكَذٰلِك فِي الْمُؤَنَّثِ غَيْرِالْحَقِيْقِيِّ نَحْوُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ طَلَعَ الشَّمْسُ هٰذَا إِذَا كَانَ الْفِعْلُ مُسْنَدًا اِلَى الْمُظْهَرِ وَإِنْ كَانَ مُسْنَدًا اِلَى الْمُضْمَرِ أُنِّثَ أَبَدًا نَحْوُ: اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ وَجَمْعُ التَّكْسِيْرِ كَالْمُؤَنَّثِ الْغَيْرِالْحَقِيْقِيِّ، تَقُوْلُ قَامَ الرِّجَالُ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ قَامَتِ الرِّجَالُ

ترجمہ:

اور ہر وہ فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ فاعل مرفوع مظہر ہو جیسے ذَهَبَ زَيْدٌ خواہ مضمر بارز ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا خواہ وہ مستتر ہو جیسے زَيْدٌذَهَبَ اور اگر فعل متعدی ہو تو اس فعل کے لیے مفعول کا ہونا ضروری ہے اسی طرح جیسے ضَرَبَ زَيْد عَمْرًوا اور اگر فعل کا فاعل اسم مظہر ہو تو فعل مفرد لایا جائے گا ہمیشہ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌاورضَرَبَ الزَّيْدانِ اور ضَرَبَ اَلزَّيدُونَ اور اگر مضمر ہو تو واحد کے لیے واحد جیسے زَيْد ضَرَبَ اور تثنیہ کے لیے تثنیہ جیسے الزَّيْدَانِ ضَرَبَا اور جمع کے لیے جمع لایا جائے گا جیسے الزَّيْدُونَ ضَرَبُوا اور اگر فاعل مؤنث حقیقی اور وہ یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو تو فعل اس صورت میں ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا بشر طیکہ تو نہ لائے فعل اور فاعل کے درمیان کوئی فاصلہ جیسے قَامَتْ هِنْدٌ اور اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصل لائے تو تجھے اختیار ہے فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں جیسے تو کہے ضَرَبَ اليَوْمَ هِنْدٌ اور اگر تو چاہے تو کہے ضَرَبَتِ اليَوْمَ هِنْد اور اسی طرح (یعنی فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار

ہے) مؤنث غیر حقیقی میں جیسے طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور اگر تو چاہے تو کہے طَلَعَ الشَّمْسُ۔ یہ اس وقت ہوگا جب فعل مسند ہو اسم ظاہر کی طرف اور اگر فعل مسند ہو ضمیر کی طرف تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے الشَّمْسُ طَلَعَتْ اور جمع مکسر مؤنث غیر حقیقی کی طرح ہے تو کہے قَامَ الرِّجَالُ اور اگر تو چاہے تو کہے قَامَتِ الرِّجَالُ۔

پچیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: فاعل کی مختلف صورتیں اور ان کی مناسبت سے فعل لانے کا حکم

دوسری بات: فاعل کی مناسبت سے فعل لانے کا قاعدہ

تیسری بات: مؤنث کی اقسام

پہلی بات: فاعل کی مختلف صورتیں اور ان کی مناسبت سے فعل لانے کا حکم

فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر بارز کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی ضمیر مستتر کی شکل میں ہوتا ہے۔

فاعل مظہر: جس میں فاعل ظاہر ہو۔ جیسے ذَهَبَ زَيْدٌ (زید گیا) اس میں زَيْد فاعل اسم ظاہر ہے۔

فاعل مضمر بارز: جس میں فاعل ضمیر کی شکل میں ہو اور وہ ضمیر ظاہر ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو مارا) اس مثال میں ضَرَبْتُ میں تُ ضمیر فاعل ہے جو کہ بارز ہے۔

فاعل مستتر: جس میں فاعل ضمیر کی شکل میں ہے اور وہ ضمیر پوشیدہ ہو نظر نہ آرہی ہو۔ جیسے زَيْدٌ ذَهَبَ اس مثال میں ذَهَبَ فعل ہے اور هو ضمیر اس کا فاعل ہے جو کہ پوشیدہ ہے اس کو ضمیر مستتر کہتے ہیں۔

فعل متعدی کے لیے مفعول بہ ضروری ہے: اگر فعل لازمی نہ ہو بلکہ متعدی ہو تو اس کے لیے معفول بہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے کیونکہ فعل متعدی مفعول بہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمر کو مارا)۔ اس مثال میں عَمْرًوا مفعول بہ ہے ضَرَبَ فعل کے لیے۔

دوسری بات: فاعل کی مناسبت سے فعل لانے کا قاعدہ

۱)... فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا فاعل خواہ واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع۔

مثالیں: ضَرَبَ زَيْدٌ ، ضَرَبَ الزَّيْدَانِ، ضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ

ان تینوں مثالوں میں فاعل اسم ظاہر ہونے کی وجہ سے فعل کو مفرد لایا گیا۔

فاعل جب اسم ظاہر ہو تو فعل کو مفرد لانے کی وجہ: فعل کو تثنیہ اور جمع اس لیے لایا جاتا ہے تاکہ وہ فاعل کی حالت بتائے کہ

یہ تثنیہ ہے یا جمع پس جب فاعل اسم ظاہر ہو تو اس کی حالت تثنیہ اور جمع کی اس سے خود ظاہر ہو گی فعل کو تثنیہ اور جمع لانے کی ضرورت نہیں۔

۲)... فاعل جب اسم مضمر ہو تو فعل کو فاعل کے مطابق لایا جائے گا پس اگر فاعل مضمر واحد ہو تو فعل بھی واحد لایا جائے گا اور فاعل مضمر تثنیہ ہو تو فعل بھی تثنیہ لایا جائے گا اور فاعل مضمر اگر جمع ہو تو فعل بھی جمع لایا جائے گا۔

مثالیں: زَیْدٌ ضَرَبَ، اَلزَّیْدَانِ ضَرَبَا، اَلزَّیْدُوْنَ ضَرَبُوْا

ان مثالوں میں فعل فاعل مضمر کے مطابق ہے۔

تیسری بات: مؤنث کی اقسام

(۱)مؤنث حقیقی (۲) مؤنث غیر حقیقی

مؤنث حقیقی کی تعریف: مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو خواہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو یا نہ ہو۔ جیسے اِمْرَاَۃٌ کے مقابلے میں رجل اور نَاقَۃ (اونٹنی) کے مقابلے میں جَمَلٌ (اونٹ)

مؤنث غیر حقیقی کی تعریف: مؤنث غیر حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر نہ ہو۔ جیسے نَخْلَۃ کے مقابلے میں نَخْلٌ یا اس کے مقابلے میں بالکل مذکر نہ ہو۔ جیسے عَیْنٌ (چشمہ)

۳)... فاعل مؤنث حقیقی کی صورت میں فعل لانے کا قاعدہ:

فاعل جب مؤنث حقیقی ہو اور فاعل اور فعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے قَامَتْ هِنْدٌ اس میں هِنْدٌ مؤنث حقیقی ہے لہذا قَامَتْ فعل مؤنث ہی لائیں گے۔ اور اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مؤنث لانا بھی جائز ہے اور مذکر لانا بھی جائز ہے۔ جیسے ضَرَبَتِ الیَوْمَ هِنْدٌ اور ضَرَبَ الیَوْمَ هِنْدٌ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

۴)... فاعل مؤنث غیر حقیقی کی صورت میں فعل لانے کا قاعدہ:

فاعل اگر مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار حاصل ہے۔ جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ کہنا بھی جائز ہے اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ کہنا بھی جائز ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب فعل مسند ہو اسم ظاہر کی طرف اور جب فعل مسند ہو ضمیر کی طرف، تو فعل کو ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے الشَّمْسُ طَلَعَتْ پس الشَّمْسُ طَلَعَ کہنا درست نہ ہو گا۔

۵)... فاعل جب جمع مکسر ہو تو فعل لانے کا قاعدہ:

فاعل جب جمع مکسر ہو تو اس کے مطابق فعل لانے میں یہ مؤنث غیر حقیقی کی طرح ہے لہذا جمع مکسر فعل کو مؤنث یا مذکر لانے کا اختیار حاصل ہو گا خواہ جمع مکسر مذکر ہو جیسے رجال یا مؤنث ذوی العقول ہو۔ جیسے نِسوَۃ یا غیر ذوی العقول ہو۔ جیسے أَیَّام وغیرہ ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔ جیسے قَامَ الرِّجَالُ کہنا بھی جائز ہے اور قَامَتِ الرِّجَالُ کہنا بھی جائز ہے۔

الدرس السادس والعشرون

وَيَجِبُ تَقْدِيْمُ الْفَاعِلِ عَلَى الْمَفْعُولِ إِذَا كَانَا مَقْصُوْرَيْنِ وَخِفْتَ اللَّبْسَ نَحْوُ ضَرَبَ مُوْسٰى عِيْسٰى وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْمَفْعُوْلِ عَلَى الْفَاعِلِ إِنْ لَمْ تَخِفِ اللَّبْسَ نَحْوُ اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى وَضَرَبَ عَمْرًوا زَيْدٌ وَيَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ حَيْثُ كَانَتْ قَرِيْنَةٌ نَحْوُ زَيْدٌ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ: مَنْ ضَرَبَ؟ وَكَذَا حَذْفُ الْفَاعِلِ وَالْفِعْلِ مَعًا كَنَعَمْ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ: أَقَامَ زَيْدٌ؟ وَقَدْ يُحْذَفُ الْفَاعِلُ وَيُقَامُ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهُ اِذَا كَانَ الْفِعْلُ مَجْهُوْلًا نَحْوُ ضُرِبَ زَيْدٌ وَهُوَ قِسْمُ الثَّانِیْ مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ

ترجمہ:

اور فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے جب وہ دونوں اسم مقصور ہوں اور تو ان دونوں میں التباس کا خوف کرے جیسے ضَرَبَ مُوْسٰى عِيْسٰى اور مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے جب تو ان دونوں میں التباس کا خوف محسوس نہ کرے جیسے اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى اور ضَرَبَ عَمْرًوا زَيْدٌ اور جائز ہے فعل کا حذف کرنا جہاں قرینہ موجود ہو جیسے زَيْدٌ کہنا اس آدمی کے جواب میں جو کہے مَنْ ضَرَبَ؟ (کس نے مارا) اسی طرح فعل اور فاعل دونوں کو حذف کرنا جائز ہے جیسے نَعَمْ کہنا اس آدمی کے جواب میں جو کہے أَقَامَ زَيْدٌ؟ (کیا زید کھڑا ہے؟) اور کبھی کبھی فاعل کو حذف کیا جاتا ہے اور مفعول کو اس کا قائم مقام بنایا جاتا ہے جب فعل مجہول ہو جیسے ضُرِبَ زَيْد اور یہ مرفوعات کی قسم ثانی ہے۔

چھبیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: وہ مقام جہاں پر فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے

دوسری بات: قرینہ ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے

پہلی بات: وہ مقام جہاں پر فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے

اگر فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور (یعنی وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو) ہوں تو اس صورت میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے ورنہ فاعل اور مفعول دونوں میں التباس پیدا ہو جائے گا اور یہ معلوم نہیں ہوگا کہ فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے اس صورت میں جو پہلے ہے اسے فاعل کہا جائے گا فاعل فعل کے ساتھ متصل ہوتا ہے فاعل اور مفعول ظاہراً ایک طرح کے ہیں۔

مثال: ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی اس صورت میں مُوْسٰی فاعل اور عِیْسٰی مفعول ہوگا۔

وہ مقام جہاں پر فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا جائز ہے: اگر فاعل اور مفعول کے درمیان التباس کا خوف نہ ہو اس طور پر کہ فاعل متعین ہو تو فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا جائز ہے۔

پہلی مثال: اَکَلَ الْکُمَّثْرٰی یَحْیٰی (یحیٰ نے امرود کھایا) اس صورت میں الْکُمَّثْرٰی مفعول ہے اور یَحْیٰی فاعل، مفعول کو فاعل پر مقدم کیا گیا ہے اور یہ جائز ہے اور اس لیے کہ ان دونوں میں التباس کا اندیشہ نہیں ہے وہ اس طرح کہ یَحْیٰی کے اندر فاعل بننے کی صلاحیت موجود ہے اور الْکُمَّثْرٰی میں مفعول بننے کی صلاحیت موجود ہے؛ کیونکہ الْکُمَّثْرٰی ایک پھل ہے جسے کھایا جاتا ہے۔ اب یہاں الْکُمَّثْرٰی کے مفعول ہونے پر قرینہ معنوی ہے، اس لیے اس کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

دوسری مثال: ضَرَبَ عَمْرًوا زَیْدٌ اس مثال میں عَمْرًوا مفعول ہے جسے مقدم کیا گیا ہے اور یہ جائز ہے اس لیے کہ اس میں قرینہ لفظی موجود ہے اور وہ ہے اعراب چونکہ عَمْرًوا پر نصب ہے اور زَیْدٌ پر رفع ہے لہٰذا عَمْرًوا کو زَیْدٌ پر مقدم کرنے کی وجہ سے التباس کا اندیشہ نہیں رہتا ہے اس لیے عَمْرًوا جو کہ مفعول ہے اس کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

دوسری بات: قرینہ ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے

فعل کے حذف ہونے پر اگر قرینہ موجود ہو تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے زَیْدٌ کہنا اس شخص کے جواب میں جو کہے کہ مَنْ ضَرَبَ؟ (کس نے مارا) اب یہاں زَیْدٌ کہنا چونکہ سوال کے جواب میں واقع ہے اس لیے یہ قرینہ فعل کے حذف ہونے پر دلالت کر رہا ہے جو کہ اصل میں ضَرَبَ زَیْدٌ ہے۔

اسی طرح قرینہ ہو تو فعل اور فاعل دونوں کو حذف کرنا بھی جائز ہے جس طرح قرینہ ہو تو صرف فعل کا حذف کرنا جائز ہے اسی طرح قرینہ ہو تو فعل اور فاعل دونوں کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے نَعَمْ کہنا اس شخص کے جواب میں جو کہے کہ أَقَامَ زَیْدٌ؟ (کیا زید اکھڑا ہے) اصل میں عبارت یوں تھی نَعَمْ قَامَ زَیْدٌ اب فعل اور فاعل دونوں کو حذف کر کے صرف نَعَمْ ذکر کر دیا یہاں نَعَمْ کا سوال کے جواب میں واقع ہونا اس بات پر قرینہ ہے کہ یہاں فعل اور فاعل دونوں ہیں جنہیں تخفیف کے لیے حذف کیا گیا ہے۔

کبھی فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا جاتا ہے جب فعل متعدی ہو تو فاعل کو حذف کر کے اس کی جگہ مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا جاتا ہے۔ جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ (مارا گیا زید) اس میں فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا گیا ہے اور اس کو مَفْعُوْلُ مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کہتے اس کی تفصیل مرفوعات کی قسم ثانی میں آئے گی۔

الدرس السابع والعشرون

تَنَازُعَ الْفِعْلَانِ

فَصْلٌ:إِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ فِيْ اِسْمٍ ظَاهِرٍبَعْدَهُمَا أَيْ: أَرَادَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْفِعْلَيْنِ أَن يَّعْمَلَ فِيْ ذٰلِكَ الْاِسْمُ- فَهٰذَا إِنَّمَا يَكُوْنُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ اَلْأَوَّلُ: أَنْ يَّتَنَازَعَافِي الْفَاعِلِيَّةِ فَقَطْ نَحْوُ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ. اَلثَّانِيْ: أَنْ يَّتَنَازَعَا فِي الْمَفْعُوْلِيَّةِ فَقَطْ نَحْوُ:ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا. اَلثَّالِثُ: أَنْ يَّتَنَازَعَا فِي الْفَاعِلِيَّةِ وَالْمَفْعُوْلِيَّةِ وَيَقْتَضِي الْأَوَّلُ اَلْفَاعِلَ وَالثَّانِيْ اَلْمَفْعُوْلَ، نَحْوُ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا. اَلرَّابِعُ عَكْسُهُ نَحْوُ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ.

وَاعْلَمْ! أَنَّ فِيْ جَمِيْعِ هٰذِهِ الْأَقْسَامِ يَجُوْزُ إِعْمَالُ الْفِعْلِ الْأَوَّلِ وَإِعْمَالُ الْفِعْلِ الثَّانِيْ خِلَافًا لِلْفَرَّاءِ فِي الصُّوْرَةِ الْأُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ أَنْ يَعْمَلَ الثَّانِيْ، وَدَلِيْلُه لُزُوْمُ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ إِمَّا حَذْفُ الْفَاعِلِ، أَوِ الْإِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ، وَكِلَاهُمَا مَحْظُوْرَانِ، وَهٰذَا فِي الْجَوَازِ.

ترجمہ:

دوسری فصل: جب کلام میں دو فعل نزاع (اختلاف) کریں اسم ظاہر میں جو ان دونوں کے بعد ذکر کیا گیا ہو یعنی مذکورہ دونوں فعلوں میں سے ہر ایک اسم ظاہر پر عمل کرنے کا ارادہ کرے۔ اور یہ نزاع چار قسموں پر ہے اول یہ کہ دونوں فعل اپنے لیے صرف فاعل کا تقاضا کریں جیسے ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ دوسری قسم یہ ہے کہ دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا تیسری قسم یہ ہے کہ دونوں فعل فاعلیت اور مفعولیت کا تقاضا کریں اور پہلا فاعل کا تقاضا کرے اور دوسرا مفعول کا جیسے ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا چوتھی قسم اس کا عکس ہے (یعنی فعل فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے) جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ اور جان لو کہ بیشک ان تمام صورتوں میں فعل اول اور فعل ثانی میں سے ہر ایک کو عمل دینا جائز ہے امام فراء رحمۃ اللہ کا اختلاف ہے پہلی اور تیسری صورت میں (وہ کہتے ہیں کہ لازماً) فعل ثانی کو عمل دیا جائے گا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ (پہلی اور تیسری صورت میں) فاعل کا حذف کر دیا جانا یا پھر إِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ ہے اور یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں اور فراء کا یہ اختلاف جواز میں ہے۔ اور بہر حال جہاں تک افضلیت کا تعلق ہے تو اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے، (بصری) فعل ثانی کو عمل دینا اختیار کرتے ہیں قرب و جوار کا اعتبار کرتے ہوئے اور کوفی فعل اول کو عمل دینے کو اختیار کرتے ہیں تقدیم اور استحقاق کی رعایت کرتے ہوئے

ستائیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: تین اشکالات اور ان کے جوابات

دوسری بات: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی اقسام

تیسری بات: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی بعض صورتوں میں جواز اور عدم جواز کے سلسلے میں امام زفر رحمہ اللہ کا جمہور نحات سے اختلاف

چوتھی بات: بصریین اور کوفیین کا اختلاف کہ تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں فعل اول کو عمل دینا افضل ہے یا فعل ثانی کو

پہلی بات: تین اشکالات اور ان کے جوابات

پہلا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ تنازع صرف دو فعلوں کے مابین ہو سکتا ہے جب کہ دو شبہ فعل (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ) کے مابین بھی ہو سکتا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ چونکہ فعل عمل میں اصل ہے اور شبہ فعل اس کی فرع لہٰذا جب اصل کو ذکر کر دیا گیا تو فرع کا حکم اس سے سمجھا جائے گا۔

دوسرا اشکال: یہ ہے کہ وہ دونوں فعل ایک اسم ظاہر میں تنازع کر رہے ہوں ضمیر میں تنازع کیوں نہیں کر سکتے؟

جواب: یہ ہے کہ تنازع ضمیر میں اس لیے نہیں کر سکتے ہیں کہ ضمیر یا تو متصل ہو گی یا منفصل اگر ضمیر متصل ہے تو وہ اسی فعل کا معمول ہوتی ہے جس کے ساتھ متصل ہوتی ہے اور اگر منفصل ہے تو اس میں تنازع تو ہو سکتا ہے مگر اس کو ختم کرنے کا طریقہ وہ نہیں جو کوفیوں اور بصریوں نے ذکر کیا ہے لہٰذا وہ اس بحث سے خارج ہے۔

تیسرا اشکال: عبارت ہے اِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ (جب دو فعل جھگڑا کریں) تو اب اشکال یہ ہوتا ہے کہ تنازع یعنی جھگڑا کرنا تو ذی روح چیزوں میں ہو سکتا ہے نہ کہ غیر ذی روح چیزوں میں پس دو فعلوں میں جھگڑا کیسے ممکن ہوا؟

جواب: یہ ہے کہ یہاں تنازع اس معنی میں نہیں ہے جو ذی روح میں پایا جاتا ہے بلکہ یہاں تنازع کا یہ مطلب ہے کہ وہ فعل ایک اسم ظاہر پر عمل کا تقاضا کرتے ہوں اور اس کی طرف متوجہ ہوں۔

دوسری بات: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی اقسام

تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی کل چار قسمیں بنتی ہیں۔

پہلی قسم: دونوں فعل جب فاعل کا تقاضا کریں۔ جیسے ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ

دوسری قسم: دونوں فعل جب مفعول کا تقاضا کریں۔ جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا

تیسری قسم: فعل اول فاعل کا اور فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے۔ جیسے ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا

چوتھی قسم: فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے۔ جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ

تیسری بات: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی بعض صورتوں میں جواز اور عدم جواز کے سلسلے میں امام زفر رحمہ اللہ کا جمہور نحات سے اختلاف

چنانچہ جمہور نحات تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی مذکورہ چاروں قسموں میں کسی بھی فعل کو عمل دینا جائز کہتے ہیں چاہے فعل اول کو دیں چاہے فعل ثانی کو اس میں کوفیوں اور بصریوں کا اتفاق ہے سوائے امام فراء رحمہ اللہ کے کہ وہ پہلی اور تیسری قسم میں اختلاف کرتے ہیں اور فعل ثانی کو عمل دینے کو ناجائز کہتے ہیں۔

امام فراء رحمہ اللہ کی دلیل: وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ پہلی اور تیسری صورت میں اگر عمل فعل ثانی کو دیا گیا تو فعل اول جو کہ فاعل کا تقاضا کر رہا ہے یو تو اس کے لیے فاعل محذوف مانیں گے یا ضمیر لائیں گے اگر فاعل کو محذوف مانیں گے تو عمدہ چیز کا محذوف ماننا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں۔ اور اگر ضمیر لائیں گے تو اِضمار قبلَ الذکر لازم آئے گا تو یہ صورت بھی جائز نہیں ہے۔

الدرس الثامن والعشرون

وَأَمَّا الْاِخْتِيَارُ فَفِيْهِ خِلَافُ الْبَصْرِيِّيْنَ وَالْكُوْفِيِّيْنَ، فَإِنَّهُمْ يَخْتَارُوْنَ إِعْمَالَ الْفِعْلِ الثَّانِيْ اِعْتِبَارًا لِلْقُرْبِ وَالْجِوَارِ، وَالْكُوْفِيِّيْنَ يَخْتَارُوْنَ إِعْمَالَ الْفِعْلِ الْأَوَّلِ مَرَاعَاة لِلتَّقْدِيْمِ وَالْاِسْتِحْقَاقِ.

ترجمہ:

اور بہر حال جہاں تک افضلیت کا تعلق ہے تو اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے پس (بصری) فعل ثانی کو عمل دینے کا اختیار کرتے ہیں قرب وجوار (پڑوسی) کا اعتبار کرتے ہوئے اور کوفی حضرات فعل اول کو عمل دینے اختیار کرتے ہیں تقدیم اور استحقاق کی رعایت کرتے ہوئے۔

اٹھائیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: تنازع الفعلان کی صورت میں فعل اول یا فعل ثانی کو عمل دینے میں کوفیین اور بصریین کا اختلاف

دوسری بات: چند اہم فائدے ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: بصریین اور کوفیین کا اختلاف کہ تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں فعل اول کو عمل دینا افضل ہے یا فعل ثانی کو

بصریین اور کوفیین حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ دونوں فعلوں میں سے کسی کو بھی عمل دینا جائز ہے البتہ اختلاف افضلیت اور غیر افضلیت میں ہے چنانچہ بصریین حضرات کہتے ہیں کہ فعل ثانی کو عمل دینا پسندیدہ ہے اور کوفیین حضرات فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

بصریین کی دلیل: بصریین حضرات فعل ثانی کو عمل دینا پسندیدہ قرار دینے کی وجہ یہ دیتے ہیں کہ اَلْحَقُّ لِلْقَرِيْبِ ثُمَّ لِلْبَعِيْدِ (حق قریب والے کا ہوتا ہے پھر دور والے کا) چنانچہ اسم ظاہر فعل ثانی کے قریب ہے اس لیے عمل فعل ثانی کو دینا بہتر ہے۔

کوفیین کی دلیل: کوفیین حضرات فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ قرار دیتے ہیں وہ وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اَلسَّابِقُ اَحَقُّ مِنَ اللَّاحِقِ (حق پہلے آنے والے کا ہوتا ہے نہ کہ بعد والے کا) چنانچہ فعل اول پہلے ہے تو حق بھی اسی کا ہے لہٰذا فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ ہے۔

دوسری بات: چند اہم فائدے

مذہب بصریین: مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ بصریین کا مذہب راجح ہے اس لیے ان کے مذہب کو پہلے ذکر فرما رہے ہیں بصریین کے مذہب کو تفصیل سے ذکر کرنے سے پہلے تین فائدے ذکر کیے جاتے ہیں۔

فائدہ (۱):

جس فعل کو عمل نہیں دیا گیا ہو اسے عمل دینے کا طریقہ:

جس فعل کو عمل نہیں دیا گیا ہو اسے عمل دینے کے تین طریقے ہیں:

(۱) حذف (۲) ذکر (۳) ضمیر

حذف: یعنی معمول کا محذوف مانا جائے۔

ضمیر: یعنی معمول کو ضمیر کی شکل میں لایا جائے۔

ذکر: یعنی معمول کو لفظوں میں ذکر کیا جائے۔

بصریین: بصریین کے مذہب کے مطابق اگر ہم فعل ثانی کو عمل دیتے ہیں تو اس کی دو صورتیں ہوں گے۔

(۱) فعل اول فاعل کا تقاضا کرے گا (۲) یا فعل اول مفعول کا تقاضا کرے گا۔

فعل اول فاعل کا تقاضا کرے: جب فعل اول فاعل کا تقاضا کرے تو اس صورت میں فعل ثانی کو عمل دینے کے بعد فعل اول کو عمل دینے کے تین طریقے ہوں گے۔

پہلا طریقہ: یہ ہے کہ اس کا فاعل محذوف مانیں گے اس صورت میں عمدہ کو محذوف ماننا لازم آئے گا جو کہ صحیح نہیں ہے (عمدہ سے مراد فاعل یا مبتدا ہے)

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ ہم فعل اول کے فاعل کو ذکر کریں تو اس صورت میں اسم ظاہر کا تکرار لازم آئے گا پس یہ صورت بھی درست نہیں۔

تیسرا طریقہ: یہ ہے کہ اس کا فاعل ضمیر لایا جائے تو اس صورت میں إِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ لازم آئے گا کیونکہ اسم ظاہر جو کہ ضمیر کا مرجع ہے وہ بعد میں ہے۔

بصریین فرماتے ہیں کہ فعل اول کو عمل دینے کا تیسرا طریقہ اپنائیں گے اور اس کے لیے ضمیر فاعل لائیں گے اب اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ إِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ عمدہ میں بشرط تفسیر جائز ہے یعنی اس شرط پر ضمیر لانا جائز ہے کہ مرجع بعد میں ذکر کیا جائے۔

مثال: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ میں هُوَ ضمیر کا مرجع لفظ اللہ ہے جو کہ ضمیر کے بعد واقع ہے۔

فائدہ (۲):

ضمیر اور اسم ظاہر میں چند چیزوں میں مطابقت ضروری ہے

(۱) اِفراد میں (۲) تثنیہ میں (۳) جمع میں (۴) تذکیر میں (۵) تانیث میں

فائدہ (۳):

مثالوں میں کہیں زَيْدٌ کا لفظ ہے کہیں زَيْدَانِ کا لفظ ہے اور کہیں زَيْدَيْنِ کا لفظ ہے اور کہیں زَيْدِيْنَ کا لفظ ہے اس سلسلے میں اس بات کو سمجھیں کہ زَيْدٌ کی جمع زَيْدُوْنَ آتی ہے جو کہ جمع مذکر سالم ہے پس زَيْدًا اگر فاعل بن رہا ہو اور مفرد ہو تو زَيْدٌ پڑھا جائے گا اور اگر تثنیہ ہو تو زَيْدَانِ اور جمع ہو تو زَيْدُوْنَ پڑھا جائے گا اور اگر زَيْدٌ مفعول بن رہا ہو تو زَيْدًا پڑھا جائے گا اور اگر تثنیہ ہو تو زَيْدَيْنِ اور اگر جمع ہو تو زَيْدِيْنَ پڑھا جائے گا۔

الدرس الثامن والعشرون

مَذْهَبُ الْبَصْرِيِّيْنَ

فَإِنْ أَعْمَلْتَ الثَّانِيَ فَانْظُرْ إِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْأَوَّلُ يَقْتَضِي الْفَاعِلَ أَضْمَرْتَه فِي الْأَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَ ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَانِ وَضَرَبُونِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدُوْنَ. وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا وَ ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبُونِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ. وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْأَوَّلُ يَقْتَضِي الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ حَذَفْتَ الْمَفْعُوْلَ مِنَ الْفِعْلِ الْأَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنِ. وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَانِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدُوْنَ وَإِنْ كَانَ الْفِعْلَانِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ يَجِبُ إِظْهَارُ الْمَفْعُوْلِ الْاَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ حَسِبَنِيْ مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا اِذْ لَا يَجُوْزُ حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَإِضْمَارُ الْمَفْعُوْلِ قَبْلَ الذِّكْرِ هٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْبَصْرِيِّيْنَ.

ترجمہ:

پس اگر تو فعل ثانی کو عمل دے تو دیکھ اگر فعل اول فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو تو اسے ضمیر فاعل دیدے جیسے تو کہے گا متوافقین میں (دونوں فاعل کا تقاضا کرے) ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَ ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَانِ وَضَرَبُونِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدُوْنَ. اور متخالفین میں (یعنی جب فعل اول فاعل کا تقضا کرے اور فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے جیسے تو کہے گا) ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًاوَ ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبُونِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ. اگر فعل اول مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہو تو تو فعل اول سے مفعول کو حذف کردے جیسے تو کہے گا متوافقین (یعنی دونوں فعل مفعول کا تقاضا کرتے ہوں) ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنِ، اور متخالفین میں (یعنی فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرتا ہو) جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَانِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدُوْنَ، اور اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہو تو فعل اول کے لئے مفعول کا اظہار کرنا واجب ہے جیسے تو کہے گا حَسِبَنِيْ مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا، اس لئے کہ افعال قلوب سے مفعول کا حذف کرنا جائز نہیں اور اظہار قبل الذکر بھی جائز نہیں، یہ بصریین کا مذہب ہے

اٹھائیسواں درس

آج کے درس میں بصریین کے مسلک کے اعتبار سے تنازع الفعلان کی پانچ صورتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی صورت: دونوں فعل جب فاعل کا تقاضا کریں

مفرد، تثنیہ، جمع، کے اعتبار سے مثالیں:

مفرد کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ اس مثال میں ضَرَبَنِيْ فاعل هو ضمیر مستتر ہے جو کہ زید مفرد کے مطابق ہے

تثنیہ کی مثال: ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَانِ اس مثال میں ضَرَبَانِيْ میں فاعل الف ضمیر تثنیہ ہے اس لئے کہ اسم ظاہر تثنیہ ہے یعنی الزَّيْدَانِ

جمع کی مثال: وَضَرَبُونِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدُوْنَ اس مثال میں ضَرَبُونِيْ میں واو ضمیر جمع کی ہے جو کہ الزَّيْدُوْنَ اسم ظاہر کے موافق ہے۔

دوسری صورت: فعل اول فاعل کا تقاضا کرے فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے

مفرد، تثنیہ، جمع، کے اعتبار سے مثالیں:

مفرد کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا اس مثال میں ضَرَبَنِيْ میں ضمیر هو فاعل مستتر ہے جو زید کی طرف کی راجع ہے۔

تثنیہ کی مثال: ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ اس مثال میں ضَرَبَنِيْ فاعل الف تثنیہ ہے جو الزَّيْدَيْنِ کی راجع ہے۔

جمع کی مثال: ضَرَبُونِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ اس مثال میں فاعل واو ضمیر جمع ہے جو الزَّيْدِيْنَ کی طرف راجع ہے۔

تیسری صورت: دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے بھی نہ ہو

تو اس صورت میں بصریین کے مذہب کے مطابق اسم ظاہر کو فعل ثانی کا معمول بنائیں گے اور فعل اول کا مفعول محذوف مانیں گے کیونکہ فعل اول کا مفعول ذکر کرنے میں تکرار لازم آئے گا جو کہ غیر مناسب ہے اور ضمیر لانے میں اظہار قبل الذکر لازم آئے گا جو کہ عمدہ میں جائز ہے نہ کہ فضلہ میں لہذا فعل اول کا مفعول محذوف مانیں گے جو کہ فضلہ میں جائز ہے۔

مفرد، تثنیہ، جمع، کے اعتبار سے مثالیں:

مفرد کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا

تثنیہ کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ

جمع کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنِ

ان تینوں مثالوں میں فعل اول کا مفعول محذوف ہوگا۔

چوتھی صورت: فعل اول مفعول کا تقاضا کرے اور فعل ثانی فاعل تقاضا کرے۔

مفرد، تثنیہ، جمع، کے اعتبار سے مثالیں:

مفرد کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ

تثنیہ کی مثال: وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَانِ

جمع کی مثال: وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدُوْنَ

ان تینوں مثالوں میں فعل اول کا مفعول محذوف ہوگا۔

پانچویں صورت: اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں جو کہ دو مفعولوں کا تقاضا کرتے ہوں اور وہ دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہتے ہیں ۔

توبصریین کے مذہب کے مطابق اسم ظاہر کو فعل ثانی کا مفعول بنایا جائے گا اور فعل اول کا مفعول ذکر کرنا واجب ہوگا کیونکہ فعل اول کو عمل دینے کے تین طریقے تھے حذف، ذکر اور ضمیر۔

اب یہاں پر حذف کریں گے تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ فعل قلوب کا ایک مفعول مذکور اور ایک مفعول محذوف ہوگا جو کہ درست نہیں یا تو دونوں مذکور ہوں یا دونوں محذوف ہوں۔ اگر ضمیر لاتے ہیں تو یہ خرابی لازم آتی ہے کہ فضلہ (یعنی مفعول) میں إِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں ہے لہٰذا فعل اول کا مفعول ذکر کرنا واجب ہے۔

مثال: حَسِبَنِيْ مُنْطَلِقاً وَحَسِبْتُ زَيْداً مُنْطَلِقًا اس مثال میں بصریین کے مذہب کے مطابق مُنْطَلِقًا جو کہ مفعول ثانی ہے فعل ثانی حَسِبْتُ کا معمول اور مفعول قرار دیں گے اور فعل اول کا مفعول بھی ذکر کرنا لازم ہے لہٰذا اب مثال اس طرح ہوگی: حَسِبَنِيْ مُنْطَلِقاً وَحَسِبْتُ زَيْداً مُنْطَلِقًا۔

الدرس التاسع والعشرون

مَذْهَبِ الْكُوْفِيِّيْنَ

وَأَمَّا إِنْ أَعْمَلْتَ الْفِعْلَ الْأَوَّلَ عَلٰى مَذْهَبِ الْكُوْفِيِّيْنَ فَانْظُرْ إِنْ كَانَ الْفِعْلُ الثَّانِيْ يَقْتَضِي الْفَاعِلَ أَضْمَرْتَ الْفَاعِلَ فِي الْفِعْلِ الثَّانِيْ، كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمُونِيْ الزَّيْدُوْنَ. وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زيدًا وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدِيْنَ. وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ الثَّانِيْ يَقْتَضِي الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ، جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ: حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ وَالْإِضْمَارُ، وَالثَّانِيْ هُوَ الْمُخْتَارُ لِيَكُوْنَ الْمَلْفُوْظُ مُطَابِقًا لِلْمُرَادِ، أَمَّا الْحَذْفُ فَكَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ، وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْنَ، وَأَمَّا الْإِضْمَارُ فَكَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمُ الزَّيْدِيْنَ، وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمُ الزَّيْدُوْنَ. وَأَمَّا اِذَا كَانَ الْفِعْلَانِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ فَلَا بُدَّ مِنْ إِظْهَارِ الْمَفْعُوْلِ كَمَا تَقُوْلُ: حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا.

ترجمہ:

بہر حال اگر تو نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا پس تو دیکھ اگر فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو فاعل کی ضمیر فعل ثانی کو دے دے جیسے تو کہے گا متوافقین میں: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمُونِيْ الزَّيْدُوْنَ اور متخالفین(یعنی فعل اول مفعول اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے) میں تو کہے ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِيْ زيداًوَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدِيْنَ اور اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرتا ہے اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں (۱) مفعول کا حذف کرنا(۲)ضمیر لانااور دوسری صورت زیادہ پسندیدہ ہے تاکہ ملفوظ مراد کے مطابق ہوجائے بہر حال حذف کی صورت متوافقین والی صورت(یعنی دونوں فعل مفعول کا تقاضا کرے) میں تو کہے گا ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًاوَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ اور متخالفین میں (یعنی فعل اول فاعل اور فعل ثانی مفعول کا تقاض کرے)جیسے ضَرَبَنِيْ

وَأَكْرَمْتُ زَيْدوَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْنَ اور بہر حال ضمیر لانے کی صورت میں تو کہے گا متوافقین والی صورت میں ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدًاوَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَيْنِ وَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدِيْنَ اور متخالفین والی صورت میں تو کہے ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدٌوَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْنَ اور بہر حال جب دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو مفعول کا (لفظوں میں) ظاہر کرنا ضروری ہے جیسے تو کہے: حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا

انتیسواں درس

آج کے درس میں کوفیین کے مذہب کے مطابق تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی صورت: دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں۔ کوفیین کے مذہب کے مطابق اگر دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں تو عمل فعل اول کو دیا جائے گا اور فعل ثانی کے لیے ضمیر لائیں گے کیونکہ فعل ثانی کا فاعل اگر اس ظاہر ذکر کرتے ہیں تو فاعل کا تکرار لازم آئے گا اور اگر حذف کرتے ہیں تو عمدہ کا حذف لازم آئے گا پس یہ دونوں صورتیں جائز نہیں لہٰذا ضمیر لائیں گے اس صورت میں إِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ لازم آئے گا لیکن یہاں إِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ لفظاً لازم آئے گا نہ کہ رتبۃً اور إِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ وہاں ناجائز ہے جہاں لفظاً اور رتبۃً ہو چنانچہ یہاں صرف لفظاً إِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ لازم آرہا ہے جو کہ جائز ہے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں:

مفرد کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ

تثنیہ کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَانِ

جمع کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمُونِيْ الزَّيْدُوْنَ

ان مثالوں میں اسم ظاہر کو فعل اول کا معمول بنایا اور فعل ثانی کے لیے اسم ظاہر کے موافق ضمیر لائی گئی ہے پہلی مثال أَكْرَمَنِيْ میں ضمیر هُوَ مستتر فاعل ہے اور دوسری مثال أَكْرَمَانِيْ میں الف اور تیسری مثال اكْرَمُونِيْ میں واو فاعل علامت جمع کا لایا گیا ہے۔

دوسری صورت: فعل اول مفعول اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زيدًا

تثنیہ کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَيْنِ

جمع کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمونِيْ الزَّيْدِيْنَ

تینوں مثالوں میں اسم ظاہر کو فعل اول کا معمول بنادیا جوکہ مفعول کا تقاضا کررہاہے اور فعل ثانی کے لیے اسم ظاہر کے موافق ضمیر لایا۔

تیسری صورت: اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہو تو اس صورت میں کوفیین کے نزدیک دو وجہیں جائز ہیں پہلی وجہ فعل اول کو عمل دینے کے بعد فعل ثانی کے مفعول حذف کرنا بھی جائز ہے اور دوسری وجہ ضمیر لانا بھی جائز ہے اور یہی بہتر ہے تاکہ ملفوظ مقصود متکلم کے موافق ہو جائے۔

دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہیں

حذف کی مثالیں   مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا

تثنیہ کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ

جمع کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ

فعل ثانی اسم ظاہر کو اپنا مفعول اور فعل اول اسے اپنا فاعل بنانا چاہتا ہو

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ

تثنیہ کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ

جمع کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْنَ

چوتھی صورت: اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں (جوکہ دو مفعولوں کے متقاضی ہوتے ہیں) اور وہ دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہتے ہوں تو اس صورت میں کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا جائے گا اور فعل ثانی کے لیے مفعول کا ظاہر کرنا لازمی ہوگا فعل ثانی کے مفعول کو حذف کرنا بھی جائز نہیں اور اس کے لیے ضمیر لانا بھی جائز نہیں۔

مثال: حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا اس مثال میں دونوں فعلوں نے پہلے اَلزَّيْدَانِ میں جھگڑا کیا فعل اول نے فاعل اور فعل ثانی نے مفعول کو تقاضا کیا پس کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا اور فعل ثانی کے لیے هُمَا ضمیر لائے پس حَسِبْتُهُمَا ہوا اس کے بعد دونوں فعلوں نے مُنْطَلِقًا مفعول میں جھگڑا کیا پس ہم نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق مُنْطَلِقًا کو فعل اول کا مفعول بنادیا پس مُنْطَلِقًا حَسِبَنِيْ کا مفعول ثانی ہوا، اب فعل ثانی کا دوسرا مفعول مُنْطَلِقَيْنِ کو لفظوں میں ذکر کرنا لازم ہوا۔

الدرس الثلاثون

وذٰلِك لِاَنَّ حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا تَنَازَعَا فِيْ مُنْطَلِقًا وَاَعْمَلْتَ الْاَوَّلَ وَهُوَ حَسِبَنِيْ وَأَظْهَرْتَ الْمَفْعُوْلَ فِي الثَّانِيْ، فَإِنْ حَذَفْتَ مُنْطَلِقَيْنِ وَقُلْتَ: حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا يَلْزَمُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى أَحَدِ الْمَفْعُوْلَيْنِ فِيْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ، وَإِنْ أَضْمَرْتَ فَلَا يَخْلُوْ مِنْ أَنْ تُضْمِرَ مُفْرَدًا وَتَقُوْلُ حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُ اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا، وَحِيْنَئِذٍ لَا يَكُوْنُ الْمَفْعُوْلُ الثَّانِيْ مُطَابِقًا لِلْمَفْعُوْلِ الْأَوَّلِ وَهُوَ هُمَا فِيْ قَوْلِكَ: حَسِبْتُهُمَا، وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ، أَوْ أَنْ تُضْمِرَ مُثَنًّى وَتَقُوْلُ: حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُمَا اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَحِيْنَئِذٍ يَلْزَمُ عَوْدُ الضَّمِيْرِالْمُثَنّٰى إِلَى اللَّفْظِ الْمُفْرَدِ وَهُوَ مُنْطَلِقًا الَّذِيْ وَقَعَ فِيْهِ التَّنَازُعُ، وَهٰذَا أَيْضًا لَا يَجُوْزُ وَإِذَا لَمْ يَجُزِ الْحَذْفُ وَالْإِضْمَارُ كَمَا عَرَفْتَ وَجَبَ الْاِظْهَارُ.

ترجمہ:

یہ اس لیے کہ فعل حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا دونوں نے مُنْطَلِقًا میں نزاع کیا کہ وہ ان کا مفعول واقع ہو اور تو نے فعل اول کو عمل دے دیا اور وہ ہے حَسِبَنِيْ اور فعل ثانی کے لیے مفعول کو ظاہر کر دیا پس اگر تو نے کلام سے مُنْطَلِقَيْنِ کو حذف کر دیا اور کہا حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا تو افعال قلوب کے دونوں مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے اور اگر تو نے ضمیر لایا تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو تو ضمیر مفرد کی لائے گا اور تو کہے گا جیسے حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا ،إِيَّاهُ اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا اس صورت میں مفول ثانی مفعول اول کے مطابق نہ ہو گا اور وہ ہے هُمَا جو کہ آپ کے قول حَسِبْتُهُمَا میں ہے اور یہ صورت جائز نہیں اور اگر تو نے ضمیر تثنیہ کی لائی اور تو کہے حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُمَا اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا تو اس صورت میں تثنیہ کی ضمیر کا اس کے مفرد مرفع کی طرف لوٹنا لازم آئے گا جو کہ مُنْطَلِقًا ہے جس میں تنازع واقع ہے یہ صورت بھی جائز نہیں پس جب مفعول کو حذف کرنا اور ضمیر لانا دونوں ناجائز ہے تو اس کا اظہار کرنا واجب ہو گا۔

اکتیسواں درس

آج کے درس میں کوفیوں کے مذہب کے مطابق اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں اور وہ مفعول میں تنازع کریں تو فعل ثانی کے مفعول کو ظاہر کرنے کی وجہ ذکر کی جائے گی

فعل ثانی کے مفعول کو ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اگر فعل ثانی کے مفعول ثانی کو حذف مانا جائے تو افعال قلوب کا

ایک مفعول پر اکتفا کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے۔اور اگر فعل ثانی کے دوسرے مفعول کو ضمیر کی صورت میں لائیں تو اس کی دو صورتیں ہیں یا ضمیر مفرد کی لائیں گے یا تثنیہ کی، پس اگر ضمیر مفرد کی لائی تو اس صورت میں فعل ثانی کے دونوں مفعولوں کے درمیان مطابقت نہ ہوگی کیونکہ مفعول اول کی ضمیر تثنیہ کی ہے اور مفعول ثانی کی مفرد کی ہوئی جیسے حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُ اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا اس میں حَسِبْتُهُمَا میں مفعول تثنیہ کی ضمیر ہے اور إِيَّاهُ میں مفعول مفرد کی ضمیر ہے اور یہ صورت جائز نہیں۔ اور اگر تونے مفعول ضمیر تثنیہ کی لائی تو اس صورت میں فعل ثانی کے دونوں مفعولوں میں مطابقت تو ہوجائے گی جیسے حَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُمَا. لیکن اس صورت میں خرابی یہ لازم آئے گی کہ ضمیر اور مرجع کے درمیان مطابقت باقی نہ رہے گی اس لیے کہ إِيَّاهُمَا ضمیر تثنیہ کی ہے اور اس کا مرجع مُنْطَلِقًا ہے جو کہ مفرد ہے؛ لہٰذا یہ صورت بھی جائز نہیں۔ پس جب فعل ثانی کے مفعول کو حذف کرنا بھی جائز نہیں ہوا اور ضمیر لانا بھی جائز نہیں ہوا تو ایک ہی صورت باقی رہ گئی وہ یہ کہ اس کے مفعول کو لفظوں میں ظاہر کیا جائے۔

الدرس الثانی والثلاثون

مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ

فَصْلٌ: مَفْعُوْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ وَهُوَ كُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُهُ وَأُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهُ نَحْوُ: ضُرِبَ زَيْدٌ وَحُكْمُهُ فِي تَوْحِيْدِ فِعْلِهِ وَتَثْنِيَتِهِ وَجَمْعِهِ وَتَذْكِيْرِهِ وَتَأْنِيْثِهِ عَلٰى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ فِي الْفَاعِلِ

ترجمہ:

مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ ہر وہ مفعول ہے جس کا فاعل حذف کیا گیا ہو اور اس کو (یعنی مفعول) اس فاعل کے قائم مقام بنادیا گیا وہ جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ اور اس کا حکم اس کے عل مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث لانے میں فاعل کے فعل کے مانند ہے۔

بتیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ کی تعریف

دوسری بات: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ کا حکم

تیسری بات: حکم کے اعتبار سے چند صورتیں

پہلی بات: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ کی تعریف

مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُه ہر وہ مفعول ہے کہ جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہو۔

مثال: ضُرِبَ زَيْدٌ (زید مارا گیا) اب اس مثال میں ضُرِبَ فعل مجہول کا فاعل حذف کر دیا گیا ہے جو کہ عمرو ہے اور زَيْدٌ کو جو کہ مفعول ہے اسے نائب فاعل بنایا گیا۔ اصل عبارت یوں ہو گی: ضَرَبَ عَمْرٌو زَيْدًا

دوسری بات: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ کا حکم

مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ کا حکم یہ ہے کہ اس کے فعل کو مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث لانے میں بعینہ وہی تفصیل ہے جو فاعل کی بحث میں گذر چکی ہے۔

تیسری بات: حکم کے اعتبار سے چند صورتیں

پہلی صورت: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ اگر اسم ظاہر ہے تو اس کا فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا۔

مفرد جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ تثنیہ: جیسے ضُرِبَ الزَّيْدَانِ جمع: جیسے ضُرِبَ الزَّيْدُوْنَ

دوسری صورت: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ اگر مضمر ہے تو فعل کو اس کی ضمیر کے موافق لایا جائے گا ضمیر اگر مفرد ہو تو فعل کو مفرد اور اگر تثنیہ ہو تو فعل کو بھی تثنیہ اور اگر ضمیر جمع ہو تو فعل بھی جمع کا لایا جائے گا۔

ضمیر مفرد کی مثال: زَيْدٌ ضُرِبَ ضمیر تثنیہ کی مثال: اَلزَّيْدَانِ ضُرِبَا ضمیر جمع کی مثال: اَلزَّيْدُوْنَ ضُرِبُوْا

تیسری صورت: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ اگر مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث لایا جائے گا خواہ اسم ہو یا ضمیر بشرطیکہ بیچ میں فاصلہ نہ ہو۔

مثال: ضُرِبَتْ هِنْدٌ، هِنْدٌ ضُرِبَتْ پہلی مثال اسم ظاہر کی ہے دوسری مثال اسم مضمر کی ہے دونوں صورتوں میں فعل کو مؤنث لایا گیا ہے۔

اگر فعل اور اسم ظاہر کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار ہے۔

مثال: ضُرِبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ، ضُرِبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ پہلی مثال میں فعل کو مؤنث اور دوسری مثال میں مذکر لایا گیا ہے۔

چوتھی صورت: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ اگر مؤنث غیر حقیقی ہو اور اسم ظاہر ہو تو بھی فعل کو مذکر اور مؤنث لانے میں اختیار ہے خواہ فاصلہ ہو یا فاصلہ نہ ہو۔

مثال: كُوِّرَ الشَّمْسُ اور كُوِّرَتِ الشَّمْسُ پڑھنا جائز ہے۔

اسی طرح فاصلہ کے ساتھ یوں پڑھنا جائز ہے۔

مثال: كُوِّرَ الْيَوْمَ الشَّمْسُ اور كُوِّرَتِ الْيَوْمَ الشَّمْسُ
پانچویں صورت: مَفعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ اگر مونث غیر حقیقی ضمیر ہے تو فعل کو مونث لائیں گے۔
مثال: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

الدرس الثالث والثلاثون

المبتدأ والخبر

فَصْلٌ: اَلْمُبْتَدَأُ وَالْخَبَرُ هُمَا اِسْمَانِ مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ، أَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيْهِ وَيُسَمَّى الْمُبْتَدَأَ. وَالثَّانِي مَسْنَدٌ بِه وَيُسَمَّى الْخَبَرَ، نَحْوُ: زَيْدٌ قَائِمٌ. وَالْعَامِلُ فِيهِمَا مَعْنَوِيٌّ، وَهُوَ الْاِبْتِدَاءُ. وَأَصْلُ الْمُبْتَدَإِ أَنْ يَكُوْنَ مَعْرِفَةً، وَأَصْلُ الْخَبَرِ أَنْ يَكُوْنَ نَكِرَةً، وَالنَّكِرَةُ إِذَا وُصِفَتْ جَازَ أَنْ تَقَعَ مُبْتَدَأً نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَعَبْدٌ مُؤمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ﴾، وَكَذَا إِذَا تَخَصَّصَتْ بِوَجْهٍ آخَرَ، نَحْوُ: أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمِ امْرَأَةٌ؟ وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْك وَشَرٌّ أَهَرَّ ذَا نَابٍ، وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ، وَسَلَامٌ عَلَيْكَ. وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْکَ وَشَرٌّاَهرَّذَانَابٍ وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ، وَشَرٌّاَهرَّذَانَابٍ وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ

ترجمہ:

مبتدااور خبر وہ ایسے دو اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں ایک ان میں سے مسند الیہ ہوتا ہے جسے مبتدا کا نام دیا جاتا ہے اور دوسرا مسند بہ ہوتا ہے جسے خبر کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ۔(ان دونوں میں عامل معنوی ہے اور وہ ابتدا ہے) مبتدا میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر میں اصل یہ ہے کہ نکرہ ہو اور نکرہ جب اس کی صفت لائی جائے تو اس کا مبتدا بننا درست ہے جیسے وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ (مومن غلام بہتر ہے مشرک سے) اور اسی طرح اس میں جب کسی اور وجہ سے تخصیص کی جائے جیسے أرَجُل في الدَّارِ أم امْرَأة ؟ (گھر میں مرد ہے یا عورت) (اور کوئی ایک بھی تجھ سے بہتر نہیں ہے) (شر نے بھونکوایا کتے کو) (گھر میں آدمی ہے) (سلام ہو تیرے اوپر)

تینتیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مبتدااور خبر کی تعریف
دوسری بات: مبتدااور خبر کے عامل سے متعلق
تیسری بات: مبتدامیں اصل معرفہ اور خبر میں اصل نکرہ ہونا ہے چھ جگہوں میں نکرہ میں تخصیص کرنے کے بعد مبتدا بنایاجاسکتاہے۔

پہلی بات: مبتدااور خبر کی تعریف

مبتدااور خبر وہ دوایسے اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے جسے مبتدا کہتے ہیں اور ان میں سے دوسرا مسند بہ ہوتاہے جسے خبر کہتے ہیں۔

فوائد وقیود: هُمَا اِسْمَانِ جنس ہے مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ پہلی فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہوگئے جن پر عوامل لفظیہ داخل ہوتے ہیں جیسے اِنَّ اور کَانَ وغیرہ کا اسم اور خبر۔

أَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيْهِ: یہ مبتداکی فصل ثانی ہے اس سے خبر اور مبتداکی قسم ثانی خارج ہوگئے۔

والثَّانِي مَسْنَد بِهِ: یہ خبر کی فصل ثانی ہے اس سے مبتداخارج ہوگیا۔

دوسری بات: مبتدااور خبر کے عامل سے متعلق

اقوال: مبتدااور خبر کے عامل کے حوالے سے تین قول ہیں۔

پہلا قول: مبتدااور خبر کے عامل کے حوالے سے پہلا قول یہ ہے کہ ان دونوں کا عامل معنوی ہے مبتدا کا عامل بھی ابتداہے اور خبر کا عامل بھی ابتداہے جو کہ معنوی ہے یہی مذہب بصریوں کا ہے مصنف کے نزدیک چونکہ بصریین کا مذہب پسندیدہ ہے اس لیے صرف اسی مذہب کو کتاب میں ذکر کیاہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ مبتداکاعامل ابتدااور خبر کاعامل مبتداہے۔

تیسرا قول: مبتداکاعامل خبر ہے اور خبر کا عامل مبتداہے۔

تیسری بات: چھ جگہوں میں نکرہ میں تخصیص کرنے کے بعد مبتدابنایاجاسکتاہے۔

پہلی جگہ: نکرہ کی جب صفت لائی جائے تو اس میں تخصیص پیداہوجاتی ہے لہٰذا اسے مبتدابنانا جائز ہے۔

مثال: وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ (مومن غلام بہتر ہے مشرک سے) اس مثال میں عَبْدٌ نکرہ ہے اس کا اطلاق ہر غلام پر ہوتاہے خواہ مسلمان ہو یا کافر۔اب جب عَبْدٌ نکرہ کی صفت مُؤْمِنٌ لائی گئی تو نکرہ میں تخصیص پیداہوئی یعنی ہر غلام نہیں بلکہ مومن غلام مراد ہے پس اس تخصیص کی وجہ سے نکرہ کامبتدابنانا جائز ہے۔

دوسری جگہ: یہ ہے کہ جب نکرہ ایسے ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہو جو ام متصلہ کے ساتھ ملا ہوا ہو تو نکرہ میں تخصیص پید اہو جاتی ہے اس لیے کہ ہمزہ استفہام اَمْ متصلہ کے ساتھ ملا ہوا ہو تو اَحَدُ الْاَمْرَیْنِ (دو باتوں میں سے ایک) تعیین کے لیے آتا ہے۔

مثال: أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمْ اِمْرَأَةٌ؟ (گھر میں مرد ہے یا عورت) اس مثال میں تخصیص متکلم کے علم کی وجہ سے آئی ہے کیونکہ متکلم کے ذہن میں پہلے سے یہ بات متعین تھی کہ گھر میں مرد یا عورت میں سے کوئی نہ کوئی ہے البتہ اس بات کی تعیین چاہتا ہے کہ مرد اور عورت میں سے کون ہے۔

تیسری جگہ: یہ ہے کہ جب نکرہ تحت النفی واقع ہو تو اس میں عموم آجاتا ہے اس عموم کی وجہ سے وہ نکرہ تمام افراد کو شامل ہو جاتا ہے اور جملہ افراد میں تعدد نہیں ہوتا ہے بلکہ جملہ افراد بمنزلہ فرد واحد کے ہوتے ہیں۔ پس نکرہ نفی کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے کلام میں عموم پیدا ہوا اور عموم کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوئی۔

مثال: وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ (اور کوئی ایک بھی تجھ سے بہتر نہیں ہے) اس مثال میں اَحد نکرہ ہے جس میں مَا حرف نفی کے واقع ہونے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو گئی لہٰذا اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

چوتھی جگہ: یہ ہے کہ نکرہ کی صفت جب مقدرہ ہو اس صفت کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

مثال: شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ (شر نے بھونکوایا کتے کو) اس مثال میں شَرٌّ نکرہ ہے اس سے مراد ہر شر ہے خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو لیکن اس کے اوپر جو تنوین ہے وہ تعظیم والی ہے پس تنوین تعظیم سے معلوم ہوا کہ وہ شر بڑا ہے نہ کہ چھوٹا اس کی تقدیری عبارت یہ ہو گی شَرٌّ عَظِيْمٌ لَاحَقِيْرٌ اَهَرَّ ذَانَابٍ (بڑے شر نے کتے کو بھونکوایا ہے نہ کہ چھوٹے شر نے) پس اس تخصیص کی وجہ سے اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

پانچویں جگہ: یہ ہے کہ خبر کو مبتدا پر مقدم کرنے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو جاتی ہے چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اَلتَّقْدِيْمُ مَا حَقُّهُ التَّاخِيْرُ يُفِيْدُ الْحَصْرَ وَالتَّخْصِيْصَ (جس کا حق بعد کا ہے اسے مقدم کرنے کی وجہ سے حصر اور تخصیص پیدا ہو جاتی ہے)

مثال: فِي الدَّارِ رَجُلٌ (گھر میں آدمی ہے) اس مثال میں رَجُلٌ نکرہ ہے لیکن فِي الدَّارِ جو کہ خبر ہے اور ظرف ہے اس کے مقدم کرنے کی وجہ سے کلام میں تخصیص پیدا ہو گئی یعنی گھر میں مرد ہی ہے لہٰذا رَجُل جو کہ نکرہ تھا اسے مبتدا بنانا درست ہو گا۔

چھٹی جگہ: یہ ہے کہ نکرہ کی متکلم کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے کلام میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے۔

مثال: سَلَامٌ عَلَيْكَ (سلام ہو تیرے اوپر) اس مثال میں لفظ سَلَامٌ نکرہ ہے جو عام ہے سب سلاموں کا شامل ہے

لیکن یہ جملہ اسمیہ ہے جو کہ جملہ فعلیہ سے معدول ہو کر آیا ہے اور جملہ فعلیہ کی عبارت یوں ہے سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَيْكَ اور جملہ فعلیہ میں سلام کی نسبت متکلم کی طرف ہے لہٰذا جملہ اسمیہ جو کہ جملہ فعلیہ سے معدول ہو کر آیا ہے سلام علیک اس میں بھی سلام کی نسبت متکلم کی طرف ہو گی اب ہر سلام مراد نہ ہو گا بلکہ وہ سلام مراد ہو گا جو متکلم کی طرف سے ہے۔ پس اس تخصیص کی وجہ سے سلام نکرہ کو مبتدا بنانا جائز ہے۔

الدرس الرابع والثلاثون

وَإِنْ كَانَ أَحَدُ الْاِسْمَيْنِ مَعْرِفَةً وَالْاٰخَرُ نَكِرَةً فَاجْعَلِ الْمَعْرِفَةَ مُبْتَدَأً وَالنَّكِرَةَ خَبَرًا، كَمَا مَرَّ، وَإِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ فَاجْعَلْ أَيَّهُمَا شِئْتَ مُبْتَدَأً وَالْاٰخَرَ خَبَرًا، نَحْوَ: اَللّٰهُ إِلٰهُنَا، وَآدَمُ أَبُوْنَا، وَمُحَمَّدٌ ﷺ نَبِيُّنَا،وَقَدْ يَكُوْنُ الْخَبَرُ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً نَحْوُ: زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ، أَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ: زَيْدٌ قَامَ أَبُوْهُ، أَوْ شَرْطِيَّةً نَحْوُ: زَيْدٌ إِنْ جَاءَنِيْ فَأَكْرَمْتُهُ، أَوْ ظَرْفِيَّةً نَحْوُ: زَيْدٌ خَلْفَك، وَعَمْرٌ فِي الدَّارِ.

ترجمہ:

اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ ہو تو پس معرفہ کو مبتدا اور نکرہ کو خبر بنانا لازمًا ہو گا جیسا کہ پہلے گذرا اور اگر دونوں معرفہ ہوں پس تو ان میں سے جسے چاہے مبتدا بنائیں اور جسے چاہے خبر بنائیں جیسے اَللّٰهُ إِلٰهُنَا وَاٰدَمُ اَبُوْنَا وَمُحَمَّدًا نَبِيُّنَا ، اور کبھی کبھی خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ اور فعلیہ جیسے زَيْدٌ قَامَ اَبُوْهُ اور کبھی شرطیہ ہوتی ہے جیسے زَيْدٌ إِنْ جَاءَنِيْ فَأَكْرَمْتُهُ اور کبھی ظرفیہ ہوتی ہے جیسے زَيْدٌ خَلْفَک اور عَمْرٌ فِي الدَّارِ

چوتیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مبتدا اور خبر کے لیے معرفہ اور نکرہ ہونے کے اعتبار سے ایک قاعدہ

پہلی بات: خبر کا جملہ اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ اور ظرفیہ ہونے کا ذکر

پہلی بات مبتدا اور خبر کے لیے معرفہ اور نکرہ ہونے کے اعتبار سے قاعدہ

پہلا قاعدہ: دو اسموں میں سے ایک معفہ اور دوسرا نکرہ ہے ے مبتدا بنایا جائے گا اور جو نکرہ ہے اسے خبر بنایا جائے گا کیونکہ مبتدا میں اصل معرفہ ہوتا ہے اور خبر میں اصل نکرہ ہوتا ہے۔

مثال: زَيْدٌ قَائِمٌ اس مثال میں زَيْدٌ معرفہ ہے جسے مبتدا بنایا گیا ہے اور قَائِم نکرہ ہے جسے خبر بنایا گیا ہے۔

دوسرا قاعدہ: اگر دونوں اسم معرفہ ہوں تو ان دونوں میں سے جسے چاہیں مبتدا بنالیں البتہ جسے مبتدا بنانا ہو اسے مقدم کیا جائے۔

مثالیں: اَللّٰهُ إِلٰهُنا وَاٰدَمُ أَبُوْنَا وَمُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا اللّٰه ان تینوں مثالوں میں پہلا اسم یعنی اَللّٰهُ ،اٰدَمُ، مُحَمَّدٌ عَلَم ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں اور دوسرا اسم یعنی إِلٰهُنا،أَبُوْنَا،نَبِيُّنَا یہ تینوں اسماء ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں۔

پس اَللّٰهُ إِلٰهُنا اور إِلٰهُنا اَللّٰهُ،اٰدَمُ أَبُوْنَا اورأَبُوْنَا اٰدَمُ ،مُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا اور نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ پڑھنا جائز ہے۔

دوسری بات: **خبر کا جملہ اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ اور ظرفیہ ہونے کا ذکر**

خبر جب جملہ اسمیہ ہو: جیسے زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ اس مثال میں أَبُوْهُ قَائِمٌ جملہ اسمیہ خبر واقع ہو رہی ہے اس طور پر کہ اُبُوہُ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا اور قَائِم خبر ہے مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر زَید مبتدا کی خبر واقع ہو گی۔

خبر جب جملہ فعلیہ ہو: جیسے زَيْدٌ قَامَ أَبُوْهُ اس مثال میں زَید مبتدا ہے اور قَامَ فعل ہے أَبُوْهُ مضاف مضاف الیہ سے ملکر قَامَ فعل کے لے فاعل بنے گا فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوا زَید مبتدا کے لیے۔

خبر جب جملہ شرطیہ ہو: جیسے زَيْدٌإِنْ جَاءَنِي فَأَكْرَمْتُهُ اس مثال میں زَيْدٌ مبتدا ہے إِنْ جَاءَنِي شرط اور فَأَكْرَمْتُهُ جزا ہے شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر ہو گی زَید مبتدا کے لیے۔

خبر جب جملہ ظرفیہ ہو: جیسے زَيْدٌ خَلْفَكَ اور عَمْرٌ فِي الدَّارِ پہلی مثال میں زَید مبتدا ہے اور خَلْفَكَ مضاف مضاف الیہ سے ملکر ظرف بن کر متعلق ہوا استقر فعل سے استقر فعل اپنے فاعل سے اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہو گی زَید مبتدا کی۔

الدرس الخامس والثلاثون

وَالظَّرْفُ مُتَعَلِّقٌ بِجُمْلَةٍ عِنْدَ الْأَكْثَرِ، وَهِيَ اسْتَقَرَّ، مثلاًتَقُولُ: زَيْدٌ فِي الدَّارِ تَقْدِيرُهُ: زَيْدٌ اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ. وَلَا بُدَّ مِنْ ضَمِيْرٍ فِي الْجُمْلَةِ يَعُوْدَ إِلَى الْمُبْتَدَإِ كَالْهَاءِ فِيْ مَا مَرَّ. وَيَجُوْزُ حَذْفُه عِنْدَ وُجُوْدِ قَرِيْنَةٍ نَحْوُ: اَلسَّمْنُ مَنْوَانِ بِدِرْهَمٍ وَالْبُرُّ الْكرُّ بِسِتِّيْنَ دِرْهَمًا. وَقَدْ يَتَقَدَّمُ الْخَبَرُ عَلَى الْمُبْتَدَإِ إِنْ كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ: فِي الدَّارِ زَيْدٌ. وَيَجُوزُ لِلمُبْتَدَإِ الوَاحِدِ أَخْبَارٌ كَثِيرَةٌ نَحْوُ: زَيْدٌ فَاضِلٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ.

ترجمہ:

اور ظرف جملہ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اکثر کے نزدیک اور وہ جملہ اِسْتَقَرَّ ہے مثلاً آپ کہیں گے زَيْدٌ فِي الدَّارِ اس

کی صورت یہ ہے زَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ اور جملہ میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے جیسے مذکورہ مثال میں ھاء ہے، اور جائز ہے ضمیر کا حذف کرنا قرینہ موجود ہونے کی صورت میں جیسے اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ بِدِرْہَمٍ اور اَلْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھمًااور کبھی خبر مبتدا پر مقدم ہوتی ہے جب وہ ظرف ہو جیسے فِي الدَّارِ زَیْدٌ اور جائز ہے ایک مبتدا کے لیے بہت ساری خبریں لانا جیسے زَیْدٌ فَاضِلٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ۔

پینتیسواں درس

آج کے درس میں چار ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ظرف کی اقسام

دوسری بات: ظرف مستقر سے متعلق بصرین اور کوفیین کا اختلاف

تیسری بات: خبر جب جملہ ہو تو عائد (ضمیر) کی صورتیں

چوتھی بات: قرینہ جب موجود ہو تو ضمیر کے حذف کرنے کا ذکر

پہلی بات: ظرف کی اقسام

خبر جب ظرف ہو تو اس کا متعلق جملہ فعلیہ ہو گا

ظرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرف لغو (۲) ظرف مستقر

ظرف لغو: ظرف کا متعلق اگر لفظوں میں موجود ہو تو اسے ظرف لغو کہتے ہیں ۔

ظرف مستقر: ظرف کا متعلق اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو اسے ظرف مستقر کہتے ہیں۔

دوسری بات: ظرف مستقر سے متعلق بصرین اور کوفیین کا اختلاف

ظرف مستقر سے متعلق کوفیوں اور بصریوں کا اختلاف ہے چنانچہ بصری حضرات اس کا متعلق فعل کو قرار دیتے ہیں جب کہ کوفی حضرات اسم کو قرار دیتے ہیں۔

بصریوں کی دلیل: یہ ہے کہ ظرف میں عامل متعلق ہوتا ہے اور فعل عمل کرنے مین اصل ہوتا ہے اس لیے اس کا متعلق فعل ہو گا۔

کوفیوں کی دلیل: یہ ہے کہ خبر میں اصل مفرد ہونا ہے اور اسموں میں اصل مفرد ہونا لہٰذا اس کا متعلق اسم نکالیں گے۔

مصنفؒ کے ہاں چونکہ بصریوں کا مذہب پسندیدہ تھا اس لیے اس کو عند الاکثر کہہ کر ذکر کر کیا ہے۔بصریوں کے نزدیک اگر کسی فعل خاص کے مقدم کرنے پر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو افعال عامہ میں سے کوئی فعل مقدر مانیں گے۔

افعال عامہ چار ہیں: (۱) کون (۲) ثبوت (۳) وجود (۴) حصول

تیسری بات: خبر جب جملہ ہو تو عائد (ضمیر) کی صورتیں

عائد کی چھ صورتیں ہیں:

پہلی صورت: عائد جب ضمیر ہو۔ جیسے زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ اس مثال میں ہ ضمیر مبتدا کی طرف راجع ہے۔

دوسری صورت: عائد جب الف لام ہو۔ جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اس مثال میں نِعْمَ فعل اَلرَّجُلُ فاعل ہے فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہے زَید مبتدا مؤخر کے لیے۔ اس میں مبتدا کے ساتھ خبر مقدم کر ربط دینے والا الرَّجُلُ کا الف لام ہے۔

تیسری صورت: عائد جب اسم ظاہر کی جگہ ہوتا ہو۔ جیسے الْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ یہاں الْحَاقَّةُ اسم ظاہر ضمیر کی جگہ آگیا ہے اصل عبارت یوں تھی الْحَاقَّةُ مَاهِيَ

چوتھی صورت: عائد جب خبر مفسَّر ہو۔ جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ یہاں یہ جملہ اسمیہ خبریہ مبتدا اول کی تفسیر کر رہا ہے کہ هوَ سے مراد اللّٰہُ ہے تو بس اس کا تفسیر ہونا ہی عائد و ربط ہے کوئی ربط دینے کی ضرورت نہیں۔

پانچویں صورت: عائد جب اسم اشارہ ہو۔ جیسے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ اس میں ذلک اسم اشارہ عائد ہے۔

چھٹی صورت: عائد جب خبر مبتدا کے عین ہوتا ہو۔ جیسے وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُهُ أَنَاوَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ

یہ سب صورتیں عائد کی ہیں۔ مگر چونکہ زیادہ تر ربط میں ضمیر ہی کا استعمال ہوتا ہے اور ضمیر عمدہ بھی ہے اس لیے مصنفؒ نے ضمیر کو ذکر کیا اور باقی روابط کا ذکر نہیں کیا۔

چوتھی بات: قرینہ جب موجود ہو تو ضمیر کے حذف کرنے کا ذکر

وضاحت: پہلے یہ بات گذری تھی کہ خبر اگر جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے اب یہاں سے مصنفؒ یہ فرمارہے ہیں کہ خبر مبتدا کے ساتھ ربط پر اگر کوئی قرینہ ہو تو ضمیر کا حذف کرنا بھی جائز ہے۔

اس پر دو مثالیں دی ہیں:

پہلی مثال: اَلسَّمْنُ مَنْوَانِ بِدِرْہَمٍ (دو سیر گھی ایک درہم کے بدلے میں ہے) اس میں اصل عبارت یوں تھی اَلسَّمْنُ مَنْوَانِ مِنْہُ بِدِرْہَمٍ (دو سیر گھی اسی گھی کے ایک درہم ہے) یہاں مِنْہُ کو حذف کر دیا گیا کیونکہ قرینہ موجود تھا وہ اس طرح کہ جب بیچنے والا کسی چیز کا نام لیکر آگے نرخ بیان کرتا ہے تو یقیناً نرخ بھی اسی کا بتلا رہا ہوتا ہے جس کا اس نے ذکر کیا ہے نہ کہ کسی اور چیز کا۔

دوسری مثال: اَلْبُرُّ الْكُرُّ بِسِتِّيْنَ دِرْهمًا (گندم کا ایک کر ساٹھ درہم کے عوض ہے) اس میں اصل عبارت یوں تھی الْبُرُّ الْكُرُّمنه بِسِتِّيْنَ دِرْهمًا اس مثال میں بھی قرینہ کی وجہ سے مِنْہُ کی ضمیر کو حذف کردیا اس طرح سے کہ بیچنے والا پہلے اَلْبُرُّ الْكُرُّ کوذکر کر کے پھر سِتِّيْنَ کاذکر کررہاہے یہ اس بات کاقرینہ ہے کہ یہ ساٹھ درہم اسی گندم کے ہیں جس کا ابھی ذکر کیاہے نہ کہ کسی اور چیز کالہٰذا ضمیر منہ کو حذف کردیا۔

مبتدااور خبر میں اصل تو یہ ہے کہ مبتدا مقدم اور خبر مؤخر ہوتی ہے لیکن کبھی خبر کو مبتداپر مقدم کیا جاتاہے بعض صورتوں میں خبر کو مبتداپر مقدم کرناواجب ہوتاہے اور بعض صورتوں میں جائز ہوتاہے۔ چنانچہ مبتدااگر نکرہ ہو تو خبر کو مبتداپر مقدم کرناواجب ہوتاہے۔ جیسے فِي الدَّارِ رَجُلٌ

ایک مبتدا کی کئی خبریں لاناجائز ہے:

ایک مبتدا کی کئی خبریں لانا بھی جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مبتداذات ہے ور خبر صفت وحال پس ایک ذات کی کئی صفات واحوال ہوسکتے ہیں ۔ جیسے زَيْدٌ فَاضِلٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ لیکن اس میں شرط یہ ہے ہک ان صفات میں آپس میں تضاد نہ ہو پس یہ کہنادرست نہ ہوگا کہ زَيْدٌ عَالِمٌ جَاهِلٌ کیونکہ عالم اور جاہل میں تضاد ہے۔

فائدہ: ایک خبر سے زائد کا ہونا بعض اوقات واجب اور بعض اوقات جائز ہوتاہے جہاں دوسری خبر کے بغیر معنی پورا نہ ہوتا ہو وہاں دوسری خبر کالاناواجب ہوتاہے جیسے اَلْخَلُّ حَلْوٌ حَامِضٌ (سرکہ کھٹامیٹھاہے)اور مبتدا متعدد ہوں اور خبر واحد ہو یہ بھی جائز ہے۔ جیسے زَيْدٌ وَ عَمْرٌ ورَجُلَانِ

الدرس السادس والثلاثون

القسم الثاني من المبتدأ

وَاعْلَمْ! أَنَّ لَهُمْ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَأ لَيْسَ بِمُسْنَدٍ إِلَيْهِ، وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفْيِ، نَحْوُ: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ، أَوْ بَعْدَ حَرْفِ الاسْتِفْهَامِ نَحْوُ: أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟ وَشَرْطُهُ: أَنْ تَرْفَعَ تِلْك الصِّفَةُ اِسْمًا ظَاهِرًا نَحْوُ: مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ وَأَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ؟ بِخِلَافِ مَا قَائِمَانِ الزَّيْدَانِ؟

ترجمہ:

'اور جان لو کہ نحویوں کے ہاں مبتدا کی ایک اور قسم بھی ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی ہے اور وہ صفت اور نعت ہوتاہے جو حرف نفی کے بعد ہوتاہے جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ یا حرف استفہام کے بعد واقع ہوتاہے جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ ؟اس شرط کے ساتھ

کہ وہ صفت اسم ظاہر کو رفع دے۔ نَحْوُ مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ وَأَقَائِمٌ اَلزَّيْدَانِ ؟ بِخِلَافِ مَاقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ؟ جیسے مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ اور أَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ ؟بخلاف مَا قَائِمَانِ الزَّيْدَانِ ۔

چھتیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات : مبتدا کی قسم اول اور قسم ثانی میں کا فرق

دوسری بات: مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف

تیسری بات: مبتدا کی قسم ثانی کی شرائط کے مطابق مثالیں

پہلی بات: مبتدا کی قسم اول اور قسم ثانی میں کا فرق

مبتدا کی قسم اول اور قسم ثانی میں دو طرح کا فرق ہے:

پہلا فرق: یہ ہے کہ مبتدا اول مسند الیہ ہوتا ہے اور مبتدا کی قسم ثانی مسند ہوتی ہے۔

دوسرا فرق: یہ ہے کہ مبتدا کے لیے خبر کا ہونا ضروری ہے لیکن مبتدا کی قسم ثانی کے لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کا جو فاعل ہو گا وہ قائم مقام خبر کے ہو گا۔

دوسری بات: مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف

مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف: وہ صیغہ صفت ہے جو حرف استفہام یا حرف نفی کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے۔

مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف میں دو شرطیں ہیں:

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ صیغہ صفت حرف استفہام یا حرف نفی کے بعد واقع ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ صیغہ اسم ظاہر کو رفع دے۔

پہلی شرط لگانے کی وجہ: یہ ہے کہ صیغہ صفت یا قائم مقام صفت بغیر سہارے کے عمل نہیں کر سکتا پس یہ صیغہ حرف استفہام یا حرف نفی پر ٹیک لگا کر عمل کرے گا اس لیے کہ شرط لگا دی کہ وہ صیغہ حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو تاکہ اس پر ٹیک لگا کر عمل کرے۔

دوسری شرط لگانے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر وہ صیغہ اسم ظاہر کو رفع نہ دے بلکہ ضمیر مستتر کو رفع دے تو یہ مبتدا نہیں بن سکتا کیونکہ پھر یہ صیغہ صفت خبر مقدم اور بعد والا اسم ظاہر مبتدا کی قسم اول ہو گا۔ اسم ظاہر سے مراد وہ ہے کہ جو ضمیر مستتر کے مقابلے میں واقع ہو۔

تیسری بات: مبتدا کی قسم ثانی کی شرائط کے مطابق مثالیں

صیغہ صفت بھی مفرد اور اسم ظاہر بھی مفرد ہو۔ جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ یہ صیغہ صفت حرف نفی کے بعد واقع ہونے کی مثال ہے أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟ صیغہ صفت حرف استفہام کے بعد واقع ہونے کی مثال ہے ان دونوں مثالوں میں صیغہ صفت جو کہ قَائِمٌ مفرد ہے اور مبتدا ہے اور زَيْدٌ اسم ظاہر ہے اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے اور صیغہ صفت جو کہ قَائِمٌ ہے وہ اسم ظاہر جو کہ زَيْدٌ ہے اسے رفع دے رہا ہے لہٰذا دونوں شرطیں پائے جانے کی وجہ سے مَا قَائِمٌ **اور** أَقَائِمٌ کا مبتدا بنانا درست ہوگا۔

احترازی مثالیں: مذکورہ دونوں شرطیں جہاں نہ پائی جائیں وہاں صیغہ صفت مبتدا نہیں بنے گا۔

صیغہ صفت مفرد اور اسم ظاہر مفرد، تثنیہ، جمع کی تین صورتیں

پہلی صورت: صیغہ صفت مفرد ہو اور اسم ظاہر بھی مفرد ہو۔ جیسے مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ اور أَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ ؟

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں صیغہ صفت کو مبتدا بنایا جائے اور اگر ضمیر میں واقع ہونے کا لحاظ کیا جائے تو خبر بنایا جائے گا۔

دوسری صورت: صیغہ صفت اپنے مابعد اسم ظاہر کے مطابق نہ ہو اس طور پر کہ صیغہ صفت مفرد ہو اور بعد والا اسم ظاہر تثنیہ یا جمع ہو۔ جیسے مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ **اور** مَا قَائِمٌ الزَّيْدُوْنَ

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ صیغہ صفت کا مبتدا ہونا واجب ہے۔

تیسری صورت: صیغہ صفت اپنے مابعد والے اسم ظاہر کے مطابق ہو تثنیہ اور جمع ہونے میں ۔ جیسے مَا قَائِمَانِ الزَّيْدَانِ اور مَا قَائِمُوْنَ الزَّيْدُوْنَ

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ صیغہ صفت کا خبر ہونا واجب ہے اور مابعد والا اسم مبتدا ہوگا۔

اس صورت میں صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع نہیں دے رہا اس لیے کہ اگر اسم ظاہر کو رفع دیتا تو صیغہ صفت واحد لایا جاتا۔

الدرس السابع والثلاثون

خَبَرُ إِنَّ وَأَخَوَاتِهَا

فَصْلٌ: خَبَرُ إِنَّ وَأَخَوَاتِهَا وَهِيَ أَنَّ وَكَأَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيْتَ ولَعَلَّ، فَهٰذِهِ الْحُرُوْف تَدْخُلُ عَلَى الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ تَنْصِبُ الْمُبْتَدَأَ وَيُسَمّٰى اِسْمَ إِنَّ، وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ وَيُسَمّٰى خَبَرَ إِنَّ، هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا، نَحْوُ: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ، وَحُكْمُه فِي كَوْنِه مُفْرَدًا أَوْ جُمْلَةً اَوْ مَعْرِفَةً أَوْ نَكِرَةً كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَإِ، وَلا يَجُوزُ تَقْدِيمُ أَخْبَارِهَا عَلٰى أَسْمَاءِهَا إِلَّا إذا كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ: إِنَّ فِي الدَّارِ زَيْدًا؛ لِمُحَالِ التَّوَسُّعِ فِي الظُّرُوْفِ.

ترجمہ:

خبر إِنَّ اور اس کے اخوات اور وہ أَنَّ وَكَأَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيْتَ ولَعَلَّ ہیں یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور اس کا نام اسم إِنَّ رکھا گیا ہے اور خبر کو رفع دیتے ہیں اور اس کا نام رکھا جاتا ہے خبر إِنَّ پس إِنَّ کی خبر وہ اسم ہے جو مسند ہو ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اور إِنَّ کی خبر اس کا مفرد اور جملہ اور معرفہ اور نکرہ ہونے میں مبتدا کی خبر کے حکم کے مانند ہے اور إِنَّ کے اخبار کو إِنَّ کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے مگر وہ اخبار جو ظرف ہوں جیسے إِنَّ فِي الدَّارِ زَيْدًا اس لیے کہ ظروف میں گنجائش ہوتی ہے۔

سینتیسواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ

دوسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا عمل

تیسری بات: خبر إِنَّ کی تعریف اور مثال

چوتھی بات: خبر إِنَّ کا حکم

پانچویں بات: اِنَّ کی خبر اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت

پہلی بات: حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ

حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ: ان حروف کی مشابہت فعل کے ساتھ لفظاً بھی ہے اور معنیً بھی ہے تو اس وجہ سے ان کو حروف مشبہ بالفعل کہتے ہیں۔

لفظاً مشابہت: ان حروف کی فعل کے ساتھ لفظا مشابہت اس طرح ہے کہ جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں اس طرح یہ حروف بھی ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں ان حروف میں سے إِنَّ، أَنَّ، لَيْتَ ثلاثی اور كَأَنَّ، لٰكِنَّ، لَعَلَّ رباعی ہیں۔

معناً مشابہت: ان حروف کی فعل ساتھ معنوی بھی ہے وہ اس طرح ہے کہ إِنَّ ،أَنَّ حَقَّقْتُ کے معنی میں ہے اور كَأَنَّ شَبَّهتُ کے معنی میں ہے لٰكِنَّ اِسْتَدْرَكْتُ کے معنی میں ہے لَيْتَ تَمَنَّيْتُ کے معنی میں ہے اور لَعَلَّ تَرَجَّيْتُ کے معنی میں ہے۔

دوسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا عمل

یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور اس کو ان کا اسم کہتے ہیں اور خبر کو رفع دیتے ہیں اس کو ان کی خبر کہتے ہیں۔

مثال: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اس میں قائم اِنَّ کی خبر ہے اور زید اس کا اسم ہے۔

تیسری بات: خبر إِنَّ کی تعریف اور مثال

اِنَّ کی خبر وہ ہے جو مسند ہو اِنَّ کے داخل ہونے کے بعد۔

مثال: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اِنَّ کے داخل ہونے سے پہلے زَيْدٌ قَائِمٌ تھا یعنی زَيْدٌ مبتدا قَائِمٌ خبر اور یہ دونوں مرفوع تھے پس اِنَّ کے داخل ہونے کے بعد زَيْدًا منصوب ہوا اور قَائِمٌ مرفوع ہوا بقَائِمٌ اِنَّ کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے اِنَّ کے داخل ہونے سے پہلے مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع تھا اب اِنَّ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

چوتھی بات: خبر اِنَّ کا حکم

یہ ہے کہ اس کی خبر مفرد و جملہ میں پھر جملہ اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ، ظرفیہ ہونے میں اسی طرح معرفہ و نکرہ ہونے میں اسی طرح مثبت یا منفی ہونے میں مبتدا کی خبر کی طرح ہے اسی طرح قرینہ کی وجہ سے عائد کو حذف بھی کیا جاسکتا ہے۔

مبتدا کی خبر اور اِنَّ کی خبر میں فرق

وَلَا يَجُوزُ تَقْدِيمُ اَخْبَارِهَا الخ: مصنف یہاں سے مبتدا کی خبر اور اِنَّ کی خبر کے درمیان فرق بیان فرمارہے ہیں فرق یہ ہے کہ مبتدا کی خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہے لیکن اِنَّ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

عدم جواز کی وجہ: اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف مشبہ بالفعل عمل میں ضعیف ہیں اور عامل ضعیف وقت عمل کرسکتا ہے جب اس کے معمول میں ترتیب ہو جب ترتیب بدل جائے یعنی خبر اسم پر مقدم ہو جائے تو اس وقت اپنے ضعف کی وجہ سے یہ عمل نہیں کریں گے۔ لہٰذا اِنَّ قَائِمٌ زَيْدًا کہنا

درست نہیں ہے۔

پانچویں بات: اِنَّ کی خبر اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت

اِلَّا اِذَا کَانَ ظَرْفاً ...الخ: مصنف یہاں سے وہ صورت ذکر فرمارہے ہیں کہ جہاں اِنَّ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے چنانچہ جب اِنَّ کی خبر اگر ظرف ہو تو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

جواز کی وجہ: یہ ہے کہ ظرف میں ایسی وسعت ہے جو غیر ظرف میں نہیں کیونکہ ظرف کلام میں کثرت سے واقع ہوتا ہے تو نحویوں کے ہاں ظرف بمنزلہ محرم کے ہے محرم وہاں ہوتا ہے جہاں غیر محرم داخل نہیں ہو سکتے۔

پھر اگر حروف مشبہ بالفعل کا اسم معرفہ ہو اور خبر ظرف ہو تو خبر کا اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

مثال: اِنَّ فِي الدَّارِ زَيْداً اور اِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ان مثالوں میں اِنَّ کی خبر ظرف ہے لہٰذا اِنَّ کی خبر کا اس کے اسم پر مقدم کیا گیا جو کہ جائز ہے۔

اور اگر حروف مشبہ بالفعل کا اسم نکرہ ہو تو اس وقت اِنَّ کی خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہو۔

مثال: اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا اس میں اِنَّ کا اسم نکرہ ہے لہٰذا اس کی خبر کو مقدم کرنا واجب ہوگا۔

الدرس الثامن والثلاثون

اِسْمُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا

فَصْلٌ: اِسْمُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا وَهِيَ صَارَ وَأَصْبَحَ وَأَمْسٰى وَأَضْحٰى وَظَلَّ وَبَاتَ وَرَاحَ وَاٰضَ وَعَادَ وَغَدَا وَمَا زَالَ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا انْفَكَّ وَمَا دَامَ وَلَيْسَ. فَهٰذِهِ الْأَفْعَالُ تَدْخُلُ اَيْضًا عَلَى الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ، فَتَرْفَعُ الْمُبْتَدَأَ وَيُسَمّٰى اِسْمَ كَانَ، وَتَنْصِبُ الْخَبَرَ وَيُسَمّٰى خَبَرَ كَانَ، فَاِسْمُ كَانَ هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا، وَيَجُوزُ فِي الْكُلِّ تَقْدِيمُ أَخْبَارِهَا عَلٰى أَسْمَائِهَا نَحْوُ: كَانَ قَائِمًا زَيْدٌ، وَعَلٰى نَفْسِ الْأَفْعَالِ اَيْضًا فِي التِّسْعَةِ الْأُوَلِ نَحْوُ: قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ، وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِك فِيمَا أَوَّلُهُ مَا، فَلَا يُقَالُ: قَائِمًا مَا زَالَ زَيْدٌ، وَفِيْ لَيْسَ خِلَافٌ، وَبَاقِي الْكَلَامِ فِيْ هٰذِهِ الْأَفْعَالِ يَجِيْءُ فِي الْقِسْمِ الثَّانِيْ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ:

کَانَ اور اس کے اخوات کا اسم اور وہ یہ ہیں صَارَ وَأَصْبَحَ وَأَمْسٰى وَأَضْحٰى وَظَلَّ، وَبَاتَ وَرَاحَ وَاٰضَ وَعَادَ

وَغَدَا وَمَا زَالَ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا انْفَكَ، وَمَا دَامَ وَلَيْسَ پس یہ افعال بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس مبتدا کو رفع دیتے ہیں، اور اس کو نام دیا جاتا ہے کانَ کا اسم اور خبر کو نصب دیتے ہیں اس کا نام دیا جاتا ہے کَانَ کی خبر پس اسم کانَ وہ ہے جو مسند الیہ ہو ان افعال ناقصہ کے داخل ہونے کے بعد جیسے کَانَ زَيْدٌ قَائِمًا جائز ہے سب میں ان کی خبروں کو مقدم کرنا ان کے اسموں پر جیسے کَانَ قَائِمًا زَيْدٌ اور خود ان افعال پر بھی اخبار کو مقدم کرنا جائز ہے، پہلے نو افعال میں جیسے قَائِماً كَانَ زَيْدٌ اور جن افعال کے شروع میں ما ہے ان کی اخبار کو ان پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے پس یہ نہیں کہا جائے گا، قَائِماً مَا زَالَ زَيْدٌ اور لَيْسَ میں اختلاف ہے اور ان افعال کے بارے میں باقی باتیں انشاءاللہ قسم ثانی میں آئیں گی۔

اڑتیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: افعال ناقصہ کی تعداد

دوسری بات: افعال ناقصہ کا عمل

تیسری بات: افعال ناقصہ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے

چوتھی بات: افعال ناقصہ کو خود افعال ناقصہ پر مقدم کرنے کی صورت میں جواز اور عدم جواز کی چند صورتیں

پہلی بات: افعال ناقصہ کی تعداد

افعال ناقصہ کی تعداد سترہ ہے اور وہ یہ ہیں: كَانَ ،صَارَ ،أَصْبَحَ،أَمْسَى ،أَضْحَى ،ظَلَّ ،بَاتَ ،رَاحَ ،اٰضَ، عَادَ ،غَدَا ،مَا زَالَ ،مَا بَرِحَ ،مَا فَتِئَ ،مَا انْفَكَ، مَا دَامَ ،لَيْسَ

دوسری بات: افعال ناقصہ کا عمل

یہ ہے کہ مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مبتدا کو ان افعال کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔

كَانَ کے اسم کی تعریف: كَانَ کا اسم وہ ہے جو مسند الیہ ہو ان افعال کے داخل ہونے کے بعد۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِماً

تیسری بات: افعال ناقصہ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے

تمام نحویوں کے نزدیک افعال ناقصہ کی خبروں کا ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے كَانَ قَائِماً زَيْدٌ

چوتھی بات: افعال ناقصہ کو خود افعال ناقصہ پر مقدم کرنے کی صورت میں جواز اور عدم جواز کی چند صورتیں

پہلی صورت: افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جن کے شروع میں ما نہیں آتا ہے وہ گیارہ افعال

ہیں اور وہ یہ ہیں: کَانَ، صَارَ ، أَصْبَحَ، أَمْسَی ،أَضْحَی، ظَلَّ ، بَاتَ، رَاحَ ، اٰضَ، عَادَ ،غَدَا

مثال: قَائِماً کَانَ زَیْدٌ

نوٹ: کتاب میں نو کا عدد ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے یہ نو نہیں گیارہ ہیں۔

دوسری صورت: افعال ناقصہ کی خبر کو ان افعال ناقصہ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے جن کے شروع میں لفظ مَا آتا ہے وہ پانچ افعال ہیں اور وہ یہ ہیں : مَا زَالَ ،مَا بَرِحَ ،مَا فَتِیَ ،مَا انْفَکَ ،مَا دَامَ

عدم جواز کی وجہ: یہ ہے کہ مامصدر یہ ہو یا نافیہ یہ صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہے اگر خبروں کو افعال پر مقدم کر دیا جائے تو ان کی صدارت فوت ہو جائے گی لہٰذا قَائِماً مَا زالَ زَیْدٌ کہنا جائز نہیں ہے۔

تیسری صورت: یہ صرف لَیْسَ سے متعلق ہے اس صورت میں اختلاف ہے اور پس لَیْسَ پر اس کی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے چنانچہ امام سیبویہ کے ہاں اس کا حکم ان افعال ناقصہ کے مانند ہے جن کے شروع میں مآتا ہے یعنی لیس کی خبر کو لَیْسَ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

اکثر بصری حضرات کہتے ہیں لیس کی خبر کو لَیْسَ پر مقدم کرنا جائز ہے کیونکہ لَیْسَ کا عمل فعلیت کی وجہ سے ہے نہ کہ معنی منفی کی وجہ سے اور فعل کے معمول منصوب کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

الدرس التاسع والثلاثون

اِسْمُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ

فَصْلٌ: اِسْمُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ، وَهُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا، نَحْوُ: مَا زَيْدٌ قَائِمًا، وَلَا رَجُلٌ أَفْضَلَ مِنْكَ، وَيُخْتَصُّ «لَا» بِالنَّكِرَةِ، وَيَعُمُّ «مَا» بِالْمَعْرِفَةِ وَالنَّكِرَةِ.

ترجمہ:

مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا اسم اور وہ اسم ہے جو مسند الیہ ہو ان حروف کے داخل ہونے کے بعد جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے) اور لَا رَجُلٌ اَفْضَلَ مَنْکَ (تجھ سے کوئی بھی افضل نہیں ہے) اور لَا مختص ہے نکرہ کے ساتھ اور مَا نکرہ اور معرفہ دونوں کو عام ہے۔

انتالیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: اسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی تعریف اور اس کے ساتھ مشابہت

دوسری بات: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا عمل

تیسری بات: مَا اور لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ میں فرق

پہلی بات: اسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی تعریف اور اس کے ساتھ مشابہت

مَا اور لَا کی لَيْسَ کے ساتھ مشابہت دو طرح کی ہے پہلی یہ کہ جس طرح لَيْسَ نفی کے واسطے آتا ہے اسی طرح مَا اور لَا بھی نفی کے لیے آتے ہیں اور دوسری یہ کہ جس طرح لَيْسَ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا اسی طرح مَا اور لَا بھی داخل ہوتے ہیں۔

اسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وہ ہے جو مسند الیہ ہو مَا اور لَا کے داخل ہونے کے بعد۔

دوسری بات: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا عمل

عمل یہ ہے کہ مَا اور لَا لَيْسَ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں ۔

مثال: مَا زَيْدٌ قَائِماً اس میں مَا مشبہ بلیس ہے زَيْدٌ اس کا اسم ہے قَائِمًا اس کی خبر ہے، لَا رَجُلٌ أفْضَلَ مَنْكَ اس میں لَا مشبہ بلیس ہے رَجُلٌ اس کا اسم ہے جو کہ مرفوع اور أفْضَلَ مَنْک کی خبر ہے۔

تیسری بات: مَا اور لَا اَلْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ میں فرق

مَا اور لَا اَلْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ میں در حقیقت تین طرح کا فرق ہے۔

پہلا فرق: لَا صرف نکرہ کے ساتھ خاص ہے جب کہ مَا معرفہ اور نکرہ دونوں کے لیے عام ہے۔

دوسرا فرق: مَا نفی حال کے لیے آتا ہے جب کہ لَا مطلق نفی کے لیے آتا ہے۔

تیسرا فرق: مَا کی خبر میں باکا داخل ہونا جائز ہے اور لَا کی خبر پر باء کا داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

الدرس الأربعون

خَبَرُ لَا لِنَفْيِ الْجِنْسِ

فَصْلٌ: خَبَرُ لَا لِنَفْيِ الْجِنْسِ وَهُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا، نَحْوُ: لَا رَجُلَ قَائِمٌ.

ترجمہ:

لائے نفی جنس کی خبر اور وہ یہ ہے کہ جس مسند ہو اس کے داخل ہونے کے بعد جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ۔

چالیسواں درس

آج کی درس میں تین باتیں ذکر فرمائی:

پہلی بات: لائے نفی جنس کی خبر کی تعریف

دوسری بات: لائے نفی جنس کا عمل اور مثال

تیسری بات: ایک اشکال اور اس کا جواب

پہلی بات: لائے نفی جنس کی خبر کی تعریف:

لائے نفی کا جنس کی خبر اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوا کرتی ہے۔ جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ

دوسری بات: لائے نفی جنس کا عمل اور مثال

یہ ہے کہ وہ اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ

تیسری بات: اشکال اور اس کا جواب

اشکال: یہ ہوتا ہے کہ یہ مثال ممثل لہ کے مطابق نہیں ممثّل لہ یہ تھا کہ لَا جنس کی نفی کرتا ہے اور آپ نے جو مثال دی ہے اس میں جنس کی نفی نہیں بلکہ قیام کی نفی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ یہاں نفی کے بعد مضاف محذوف ہے لِنَفْيِ صِفَةِ الْجِنْسِ کہ لَا جنس کی صفت کی نفی کے لیے آتا ہے نہ کہ ذات جنس کی نفی کے لیے۔

(سہ ماہی نصاب کا اختتام)

سوالات

سوال نمبر ۱: مرفوعات کتنے ہیں کون سے ہیں ہر ایک کی مثال بیان کریں؟ نیز مصنف نے مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کیوں کیا؟

سوال نمبر ۲: مَرْفُوْعَات مَرْفُوْع کی جمع ہے یا مَرْفُوْعَة تحریر کریں؟ اگر مَرْفُوْعَات مَرْفُوْع کی جمع ہے تو مرفُوع مذکر ہے اور مذکر کی جمع سالم تو واو نون کے ساتھ آتی ہے یہاں الف تاء کے ساتھ کیسے آگئی؟

سوال نمبر ۳: فاعل کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ ذکر کرنے کے بعد مرفوعات میں سے فاعل کو مقدم کیوں کیا تحریر کریں؟

سوال نمبر ۴: فعل کا فاعل کے ساتھ کب منفرد لانے کی گنجائش ہے؟ فعل فاعل کے موافق کب ہوگا جب کہ فاعل تثنیہ یا جمع ہو مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: فعل کو کب مؤنث اور کب مذکر لایا جائے گا مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۶: مفعول کو فاعل پر کب مقدم کرنا جائز ہے نیز کیا فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں تو مفعول کا فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے؟ وجہ بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۷: کیا فعل کا حذف کرنا جائز ہے اگر جائز ہے تو کب جائز ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۸: مفعول فاعل کے قائم مقام کب ہوتا ہے اور اسے کیا نام دیا جاتا ہے مثال کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۹: نائب فاعل کے فعل کو مفرد، تثنیہ اور جمع لانے کا کیا حکم ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۰: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر ۱۱: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی کتنی صورتیں بنتی ہیں ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۲: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں اس حکم کیا ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۳: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں کونسے فعل کو عمل دیا جائے گا؟ نیز اس میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف بھی ذکر کریں اختلاف کی صورت میں کتنی صورتیں بنتی ہیں؟ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۴: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں عمل دینے کے اعتبار سے مصنف کا پسندیدہ مسلک کونسا ہے؟

سوال نمبر ۱۵: مبتدا اور خبر کی تعریف کریں اور دونوں کی مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۶: عوامل لفظیہ سے کیا مراد ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۷: مبتدا اور خبر میں سے اصل کون ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۸: نکرہ کو مبتدا بنانا کب جائز ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۹: خبر کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۰: خبر میں کونسی ضمیر ہے جو مبتدا کی طرف لوٹتی ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۱: ضمیر عائد کا حذف کرنا کب جائز ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۲: خبر کا مبتدا پر مقدم کرنا کب جائز ہے مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۳: کیا ایسا مبتدا بھی ہے جو مسند الیہ نہ ہو مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۴: کیا ایک مبتدا کی کئی خبریں ہوتی ہیں یا نہیں؟ مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۵: إِنَّ اور اس کے اخوات کو ذکر کریں؟ اور اس کے اخوات کا کیا عمل ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۶: کیا خبر إِنَّ اور اس کے اخوات کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۷: افعال ناقصہ کتنے ہیں ذکر کریں؟ اور ان کا عمل بھی ذکر کریں؟ نیز مثالیں بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۸: خبر لَا لِلنَّفْيِ الْجِنْسِ اور لَا اَلْمُشَبَّه بِلَيْسَ میں کیا فرق ہے؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۹: کیا خبر کَانَ اور اس کے اخوات کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۰: وہ کونسے افعال ناقصہ ہیں جن پر ان کی خبر کا مقدم کرنا جائز ہے؟ مثالوں سے واضح کریں؟

التمارين

ذیل کی مثالوں میں فاعل اور نائب فاعل کا تعین کریں۔

(۱) كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ. (۲) إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ

(۳) أدّت زينب الصلاة. (٤) عوقب المسيء.

ذیل کی مثالوں میں تنازع الفعلان کی صورت متعین کریں۔

(۱) أقبل وجلس خالد. (۲) زرتُ وحيّاني محمود.

(۳) كتبتْ وقرأتْ زينب الدرس. (٤) أطعمنى وسقاني زيد.

(٥) تلوت وأفادني القرآن الكريم. (٦) أكره وأتجنب الفواحش.

ذیل کی مثالوں میں بصریوں کے مذہب کے مطابق مخالف اور موافق صورت متعین کریں۔

(۱) أكرمني وأكرمت الصديق. (۲) احترمني وأكرمني الطلاب.

(۳) عظموني وعظّمت السعيدين. (٤) استقبلني وجاءني أخوك.

ذیل کی مثالوں میں "ان" اور اس کے اخوات کی خبر کا تعین کریں۔

(۱) إن الرجل قويٌّ. (۲) كأن المعلمين آباء.

(۳) ليت السعادة دائمةٌ. (٤) لعل المجاهدون منتصرون.

(٥) إن الفرح لقد عاد إلينا. (٦) إن لم درجات عالية.

ذیل کی مثالوں میں "کان" اور اس کی اخوات کا اسم کا تعین کریں۔

(۱) كان الجوّ معتدلًا. (۲) راح الماء صافيًا.

(۳) أصبح البرد شديدًا. (٤) آض الشباب كهلًا.

(٥) لا يزال الله رحيمًا. (٦) ما انفك الباطل مهزومًا.

ششماہی امتحان کا نصاب

المَقْصَدُ الثَّانِي فِي المَنْصُوبَاتِ

الدرس الأول

المنصوبات

اَلْمَقْصَدُ الثَّانِي فِي الْمَنْصُوبَاتِ: اَلْاَسْمَاءُ الْمَنْصُوْبَةُ وَهِيَ اثْنَا عَشَرَ قِسْمًا: اَلْمَفْعُولُ الْمُطْلَقُ، وَالْمَفْعُوْلُ بِهِ، وَالْمَفْعُوْلُ فِيْهِ، وَالْمَفْعُوْلُ لَهُ، وَالْمَفْعُوْلُ مَعَهُ، وَالْحَالُ، وَالتَّمْيِيْزُ، وَالْمُسْتَثْنٰى، وَاِسْمُ إِنَّ وَأَخَوَاتِهَا، وَخَبَرُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا، وَالْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِيْ لِنَفْيِ الْجِنْسِ، وَخَبَرُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ.

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَهُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى فِعْلٍ مَذْكُوْرٍ قَبْلَهُ، وَيُذْكَرُ لِلتَّأْكِيْدِ كَضَرَبْتُ ضَرْبًا. اَوْ لِبَيَانِ النَّوْعِ نَحْوُ: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِى، وَلِبَيَانِ الْعَدَدِ نَحْوُ: كجَلَسْتُ جَلْسَةً أَوْ جَلْسَتَيْنِ أَوْ جَلَسَاتٍ. وَيَكُوْنُ مِنْ غَيْرِ لَفْظِ الْفِعْلِ الْمَذْكُوْرِ نَحْوُ: قَعَدْتُ جُلُوْسًا وَاَنْبَتَ نَبَاتًا، وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُه لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازًا كَقَوْلِك لِلْقَادِمِ: خَيْرَ مَقْدَمٍ، أَيْ قَدِمْتَ قُدُوْمًا خير مقدم ، وَوُجُوْبًا سَمَاعًا نَحْوُ: سَقْيًا وَشُكْرًا وَحَمْدًا وَرَعْيًا، اَىْ سَقَاك اللّٰهُ سَقْيًا وَشَكَرْتُكَ شُكْرًا وَحَمِدتُّكَ حَمْدًا وَرَعَاك اللّٰهُ رَعْيًا.

ترجمہ:

وَالْمَفْعُوْلُ مقصد ثانی منصوبات کے بارے میں، وہ اسماء جو نصب دیتے ہیں ان کی بارہ وَالتَّمْيِيْزُ وَالْمُسْتَثْنٰى وَاِسْمُ إِنَّ وَ أَخَوَاتِهَا وَخَبَرُ مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ، حال، تمیز كانَ اور اس کے اخوات کی خبر اور وہ لَاجو کہ نفی جنس کے لیے ہے اس کا منصوب اور مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر، مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو ایسے فعل کے ہم معنی ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے اور مفعول مطلق کو کبھی تاکید کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا یا نوع بیان کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةِ الْقَارِيیا کبھی بیان عدد کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً أَوْ جَلْسَتَيْنِ أَوْ جَلَسَاتٍ اور کبھی مفعول مطلق فعل مذکور کے لفظ کے غیر سے ہوتا ہے جیسے قَعَدْتُ جُلُوساً اور اَنْبَتَ نَبَاتًا اور کبھی مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ پائے جانے کی وجہ سے جوازًا حذف کیا جاتا ہے جیسے تیرا قول اس شخص کے لیے جو سفر سے واپس آنے والا ہو خَيْرَ مَقْدَمٍ یعنی قَدِمْتَ قُدُوماً اور مفعول مطلق کو وجوبی سماعی حذف کیا جاتا ہے جیسے سَقْيًا اور شُكْرًا اور حَمْدًا اور رَعْيًا اَىْ سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا و شَكَرْتُكَ شُكْرًا وَ حَمِدتُّك حَمْدًا وَرَعَاكَ اللّٰهُ رَعْيًا یعنیسَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا و شَكَرْتُكَ شُكْرًا وَ حَمِدتُّكَ حَمْدًا وَرَعَاكَ اللّٰهُ رَعْيًا

پہلا درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی، لیکن اس سے پہلے فائدہ ملاحظہ فرمائیں

فائدہ: منصوب وہ اسم ہوتا ہے جو علامت مفعول پر مشتمل ہو اور علامات مفعول چار چیزیں ہیں ۔

(۱)فتحہ جیسے رَأَيْتُ زَيْدًا (۲)کسرہ جیسے رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ

(۳)الف جیسے رَأَيْتُ اباكَ (۴)یاء جیسے رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ

فائدہ کے بعد اب دروس کی باتیں ملاحظہ فرمائیں

پہلی بات: منصوبات کی اقسام
دوسری بات: مفعول مطلق کی وجہ تسمیہ اور تعریف
تیسری بات: مفعول مطلق کی تین اقسام
چوتھی بات: مفعول مطلق کا اپنے فعل کے مغایر اور مختلف ہوتا ہے
پانچویں بات: مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے

پہلی بات: منصوبات کی اقسام

منصوبات کی بارہ اقسام ہیں:

(۱)مفعول مطلق (۲)مفعول بہ (۳)مفعول فیہ (۴)مفعول لہ (۵)مفعول معہ (۶)حال
(۷)تمیز (۸)مستثنیٰ (۹) إِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم (۱۰) كَانَ اور اس کے اخوات کی خبر
(۱۱)لائے نفی جنس کا اسم (۱۲)مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر

دوسری بات: مفعول مطلق کی وجہ تسمیہ اور تعریف

مفعول مطلق کی وجہ تسمیہ: مفعول مطلق کو مفعول مطلق اس لیے کہتے ہیں کہ دیگر مفاعیل کسی نہ کسی قید کے ساتھ مقید ہیں جب کہ مفعول مطلق کسی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے اس لیے اس کو مفعول مطلق کہا جاتا ہے۔اس کو دیگر مفاعیل پر مقدم کرنے کی وجہ بھی یہ ہی ہے۔

فائدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: مصنف یہاں سے منصوبات کی پہلی قسم مفعول مطلق کو بیان فرمارہے ہیں اس فصل میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

تیسری بات: مفعول مطلق کی تین اقسام

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس فعل کے معنی میں ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو خواہ وہ حقیقتاً مذکورہ ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا خواہ وہ فعل حکماً مذکور ہو۔ جیسے فَضَرْبَ الرِّقَابِ یہ اصل میں تھا فَاضْرِبُوْا ضَرْبَ الرِّقَابِ اس میں فَاضْرِبُوْا محذوف ہے اور اَلْمَحْذُوْفُ كَالْمَذْكُوْرِ ہوتا ہے یا مصدر سے پہلے فعل نہ ہو بلکہ ایسا اسم ہو جو فعل کے معنی پر مشتمل ہے۔ جیسے زَيْدٌ ضَارِبٌ ضَرْبًا اس میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے اور ضَارِبٌ اسم فاعل ہے جو مصدر سے پہلے ہے اور فعل کے معنی میں ہے۔

فوائد و قیود: اس میں لفظ مَصْدَرٌ جنس ہے بِمَعْنٰی فِعْلٍ مَّذْكُوْرٍ یہ فصل اول ہے اس سے ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا نکل گیا کیونکہ وہ فعل مذکور کے معنی میں نہیں ہے۔ قَبْلَهٗ یہ فصل ثانی ہے اس سے اَلضَّرْبُ وَاقِعٌ عَلٰى زَيْدٍ خارج ہو گیا کیونکہ اس میں اَلضَّرْبُ اگرچہ مصدر ہے لیکن اس سے پہلے فعل نہیں ہے۔

مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں:

(۱) مفعول مطلق تاکیدی (۲) مفعول مطلق نوعی (۳) مفعول مطلق عددی

مفعول مطلق تاکیدی: جہاں مفعول مطلق فعل مذکور کی تاکید کے لیے ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا اس مثال میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے جو کہ ضَرَبْتُ فعل کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔

مفعول مطلق نوعی: جہاں مفعول مطلق فعل مذکور کی نوعیت بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہو۔ جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِي (میں بیٹھا ہوں قاری کے بیٹھنے کی طرح) اس مثال میں جِلْسَةَ الْقَارِي مفعول مطلق ہے جو کہ بیان نوع کے ہے وہ اس طرح سے کہ جِلْسَة یہ فِعْلَة کے وزن پر ہو اور فِعْلَة کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ اَلْفِعْلَةَ لِلْهَيْئَةِ یعنی ہر وہ کلمہ جو فِعْلَة کے وزن پر وہ کسی ھیئت اور نوعیت پر دلالت کرتا ہے جیسے جِلْسَة کا معنی ہے خاص نوعیت کا بیٹھنا۔

مفعول مطلق عددی: جہاں مفعول مطلق فعل مذکور کا عدد بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہو۔ جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً (بیٹھا ہوں میں ایک مرتبہ بیٹھنا) اور عدد کی پہچان کبھی وزن سے ہو گی جیسے اگر فَعْلَة کے وزن پر آئے تو کسی کام کے ایک مرتبہ پر پر دلالت کرتا ہے کیونکہ فَعْلَة کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ اَلْفَعْلَةَ لِلْمَرَّةِ یعنی فَعْلَة کا وزن کسی کام کے ایک مرتبہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور عدد کی پہچان کبھی صیغہ تثنیہ و جمع سے ہو گی۔ جیسے جَلَسْتُ جَلْسَتَيْنِ اور جَلَسْتُ جَلَسَاتٍ یعنی میں بیٹھا ہوں دو مرتبہ اور میں بیٹھا ہوں کئی مرتبہ۔

چوتھی بات: مفعول مطلق کا اپنے فعل کے مغایر اور مختلف ہوتا ہے

یہ مغایرت دو طرح سے ہوتی ہے (۱) باعتبار مادہ (۲) باعتبار باب

مغایرت باعتبار مادہ: جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا اس مثال میں مفعول مطلق کے حروف اصلیہ اور ہیں اور فعل کے حروف اصلیہ اور ہیں۔
مغایرت باعتبار باب: جیسے اَنْبَتَ نَبَاتًا اس مثال میں اَنْبَتَ کا باب افعال ہے اور نَبَاتًا کا باب نَصَرَ یَنْصُرُ ہے تو یہاں ہر مغایرت باعتبار باب ہے۔

پانچویں بات : مفعول مطلق کے فعل کو بھی کبھی قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے۔
قرینہ دو قسم کا ہوتا ہے: (۱) قرینہ حالیہ (۲) قرینہ مقالیہ۔
قرینہ حالیہ: جیسے اس شخص کو جو سفر سے واپس آئے آپ کہیں خَيْرَ مَقْدَمٍ (آپ کا آنا مبارک ہو) یہ اصل میں قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَيْرَ مَقْدَمٍ تھا اس مثال میں مخاطب قرینہ حالیہ کی وجہ سے ب سے پہلے قَدِمْتَ فعل کو حذف کیا گیا اس کے آنے کا حال فعل کے محذوف ہونے پر دلالت کر رہا ہے پھر قُدُوْمًا کو حذف کیا گیا اور اس کی صفت خَيْرَ مَقْدَمٍ کو اس کے قائم مقام کیا گیا۔
قرینہ مقالیہ: جیسے کسی شخص نے پوچھا كَيْفَ ضَرَبْتَ (کس کیفیت سے تو نے مارا) اس کے جواب میں آپ کہیں کہ ضَرْبًا شَدِيْدًا اب یہاں فعل محذوف ہے وراصل عبارت یوں تھی ضَرَبْتُ ضَرْبًا شَدِيْدًا فعل حذف ہونے پر پر سائل کا سوال قرینہ ہے، اسے قرینہ مقالیہ کہتے ہیں۔
مفعول مطلق کے فعل کا سماعًا حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے سَقْيًا اور شُكْرًا اور حَمْدًا اور رَعْيًا یہ مصدر عربوں سے ایسی ہی سنے گئے ہیں ان میں کوئی قاعدہ نہیں ہے اب ان کے فعل کو حذف کرنا واجب ہو گا ان کی اصل عبارت یہ تھی سَقْيًا اصل میں سَقَاكَ اللهُ سَقْيًا، شُكْرًا اصل میں تھا شَكَرْتُكَ شُكْرًا، حَمْدًا اصل میں تھا حَمِدْتُكَ، رَعْيًا اصل میں تھا رَعَاكَ اللهُ رَعْيًا

الدرس الثاني
المفعول به

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ بِه: وَهُوَ اِسْمٌ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا، وَقَدْ يَتَقَدَّمُ عَلَى الْفَاعِلِ كَضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ، وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُه لِقِيَامِ قَرِينَةٍ جوازًا نحوزَيْدًا فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ: مَنْ اَضْرِبُ؟ وَوُجُوبًا فِيْ أَرْبَعَةِ مَواضِعَ، اَلْأَوَّلُ سَمَاعِيٌّ نَحْوُ اِمْرَا وَنَفْسَهُ، وَانْتَهُوْا خَيْرًا لَكُمْ، وَأَهْلًا وَسَهْلًا، وَالْبَوَاقِيْ قِيَاسِيَّةٌ. اَلثَّانِيْ: اَلتَّحْذِيْرُ وَهُوَ مَعْمُوْلٌ بِتَقْدِيرِ اِتَّقِ تَحْذِيْرًا مِمَّا بَعْدَه نَحْوُ: إِيَّاك وَالْأَسَدَ، أَصْلُهُ: اِتَّقِك وَالْأَسَدَ، أَوْ ذُكِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ مُكَرَّرًا نَحْوُ: اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ.

ترجمہ:

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا اور کبھی کبھی مفعول بہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے

جیسے ضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ اور کبھی مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وہ سے جوازًاحذف کیاجاتا ہے جیسے زَيْدًا کہنااس آدمی کے جواب میں جو یہ کہے مَنْ اَضْرِبُ؟(یعنی میں کس کو ماروں اور چار جگہوں میں وجوبًامفعول کا فعل حذف کیاجاتاہےان میں سے پہلی جگہ سماعی ہے جیسے اِمْرَأً وَنَفْسَهُ اور اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَكُمْاور أَهْلًاوَسَهْلًا اور باقی قیاسی ہیں دوسری جگہ تحذیر ہے اور وہ معمول ہے اِتَّقِ مقدر کرنے کے ساتھ ڈرایاگیا ہو ڈرایا جانا اپنے مابعد سے جیسے إِيَّاكَ وَ الْأَسَدَ اس کی اصل اِتَّقِكَ وَالْأَسَدَ تھی(یعنی بچاتو اپنے آپ کو شیر سے اور شیر کو اپنے آپ سے) مُكَرَّرًا نَحْوُ اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ یاذکر کیاجائے اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ کوتکرار کے ساتھ جیسے کہنا(یعنی راستہ راستہ)

دوسرا درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مفعول بہ کی تعریف

دوسری بات: مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وہ سے جوازاحذف کرنے کاذکر

تیسری بات: ان چار مقامات کا جہاں مفعول بہ کے فعل کو وجوباحذف کیاجاتاہےان میں ایک مقام پر سماعااور تین مقامات پر قیاساً

چوتھی بات: تحذیر کی تعریف اوراس کے اقسام

پہلی بات: مفعول بہ کی تعریف

مفعول بہ ہر وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا (زید نے عمر کومارا)

فوائد وقیود: هُوَاسم جنس ہےوَقَعَ عَلَيهِ فِعْلُ الفَاعِلِيه فصل اول ہے اس سے مفعول فیہ، مفعول لہ اور مفعول معہ خارج ہوگئے اس لیے کہ ان پر فاعل کا فعل واقع نہیں ہوتا ہے۔

کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کیاجاتاہے

کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کیاجاتاہے اوراس کی وجہ یہ ہے کہ فعل عمل میں قوی ہوتا ہے لہٰذا معمول مقدم ہو یا مؤخر دونوں صورتوں میں فعل عمل کرتاہے۔

مثال: ضَرَبَ عَمْرًوازَيْدٌ اس مثال میں عَمْرًوا مفعول بہ ہے جو زَيْدٌ فاعل پر مقدم ہے اور یہ صورت جائز ہے فعل عمل میں قوی ہونے کی وجہ سے مفعول بہ کو مقدم کرنے کی صورت میں بھی عمل کرے گا۔

دوسری بات: مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازاً حذف کرنے کا ذکر

جب قرینہ موجود ہو تو مفعول بہ کے فعل ناصب کو جوازاً حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے زَیْدًا کہنا اس آدمی کے سوال کے جواب میں جس نے کہا مَنْ اَضْرِبُ؟ (میں کس کو ماروں) اس عبارت میں پورا جواب تو یہ ہونا چاہیے اِضْرِبْ زَیْدًا یعنی زید کو مار لیکن زید کہنے سے بات سمجھ میں آجاتی ہے اس لیے کہ مَنْ اَضْرِبُ؟ کے جواب میں ہے۔

تیسری بات: چار مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے

پہلا مقام سماعی: جن چار مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے ان میں سے پہلا مقام سماعی ہے سماعی کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کے حذف کرنے پر کوئی قاعدہ نہ ہو بلکہ اہل عرب سے اسی طرح سنا گیا ہو۔

سماعی کی پہلی مثال: اِمْرَأً وَنَفْسَهُ اس کی اصل عبارت یوں تھی أُتْرُكَ اِمْرَأً وَنَفْسَهُ (چھوڑ دے تو آدمی اور اس کی ذات کو) اس مثال میں اِمْرَأً مفعول بہ سے اس کے فعل اُتْرُكْ کو اہل عرب وجوباً حذف کرتے ہیں پس ہم بھی ان کی اتباع میں فعل کو بغیر قاعدہ و قانون کے حذف کر دیتے ہیں۔

سماعی کی دوسری مثال: اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَكُمْ اس کی اصل عبارت یوں تھی اِنْتَهُوْا عَنِ التَّثْلِيْثِ وَاقْصِدُوْا خَيْرًا لَكُمْ (اس نصاریٰ تم تین خدا کہنے سے بچو اور اپنے لیے بہتری کا قصد کرو) اس مثال میں خَيْرًا مفعول بہ ہے جس کا فعل ناصب اِقْصِدُوْا محذوف ہے خَيْرًا اِنْتَهُوْا فعل کا مفعول بہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ بچو تم بہتری سے حالانکہ مقصود تو تثلیث کے عقیدے سے روکنا ہے لہٰذا یہ درست نہیں۔

سماعی کی تیسری مثال: أَهْلًا وَسَهْلًا یہ اصل میں تھا أَتَيْتَ أَهْلًا وَوَطِئْتَ سَهْلًا (تو اپنے اہل میں آیا ہے اور تو نے نرم زمین کو روندا ہے) اہل عرب آنے والے مسافر کا استقبال ان کلمات سے کرتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں اور أَتَيْتَ اور وَطِئْتَ فعلوں کو حذف کرتے ہیں۔ پس ہم نے بھی ان سے سن کر حذف کر دیا بغیر کسی قاعدہ و قانون کے۔

دوسرا مقام قیاسی: جن مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے ان میں سے دوسرا مقام تحذیر ہے۔

چوتھی بات: تحذیر کی تعریف اور اس کے اقسام

تحذیر کے لغوی معنی: کسی چیز سے ڈرانا۔

نحویوں کی اصطلاح میں: تحذیر وہ اسم ہے جو اِتَّقِ فعل مقدر کا معمول ہو جس کو اس کے مابعد کو ڈرایا جائے۔

فائدہ: تحذیر کی بحث سے پہلے تین باتوں کا جاننا ضروری ہے (۱) محذِّر ڈرانے والا (۲) محذَّر جس کو ڈرایا جائے (۳) محذَّر منہ جس چیز سے ڈرایا جائے۔

تحذیر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ اسم جو فعل اِتَّقِ یا اس کے مانند جیسے احذر یا باعد وغیرہ کا معمول ہو اور اس کو مابعد سے ڈرایا گیا ہو۔

مثال: إِيَّاكَ وَ الأَسَدَ اس کی اصل اِتَّقِكَ وَ الأَسَدَ تھا اس کا معنی یہ ہوگا کہ بچاؤ پانے آپ کو شیر سے اور شیر کو اپنے آپ سے۔ پھر تنگی مقام اور قلتِ فرصت کی وجہ سے اتق فعل کو حذف کیا گیا۔

مثال کی وضاحت: اِتَّقِكَ میں ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول متصل ہوئے ہیں لیکن چونکہ ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول کا اتصال فعل کے ساتھ جب کہ وہ دونوں شئ واحد کے لیے ہو تو افعال قلوب کے علاوہ ناجائز ہے پس ضَرَبْتَنِيْ ناجائز ہے یعنی ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول کا مصداق ایک ہو تو یہ افعال قلوب کے علاوہ ناجائز ہے۔ ایسی صورت میں لفظ نَفْس کو مفعول بہ کی ضمیر کی طرف اضافت کر کے لایا جاتا ہے۔ جیسے نَفْسَكَ اب عبارت یوں گی اِتَّقِ نَفْسَكَ وَ الأَسَدَ جب تنگی مقام کی وجہ سے اِتَّقِ فعل کو حذف کیا گیا تو نَفْسَكَ وَ الأَسَدَ رہ گیا اب لفظ نَفْسَ لانے کی ضرورت ختم ہوگئی کیونکہ وہ تو ضمیر مرفوع اور ضمیر منصوب کے درمیان فصل لانے کے لیے لایا گیا تھا۔ اب كَ وَ الأَسَدَ رہ گیا كَ ضمیر بغیر فعل کے متصل نہیں رہ سکتی تو كَ ضمیر منصوب متصل کو ضمیر منصوب منفصل سے بدلا گیا تو إِيَّاكَ وَ الأَسَدَ ہو گیا اس کا معنی یہ ہوگا کہ بچا تو اپنے نفس کو شیر سے اور شیر کو اپنے نفس سے۔ اس مثال میں اِیَّاکَ محذَّر ہے وَالاَسَدَ محذَّر منہ ہے۔

دوسری قسم: یعنی محذر منہ کو مکرر ذکر کیا جائے اور اس کو ڈرایا جائے۔ جیسے اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ یہ اصل میں اِتَّقِ اَلطَّرِيْقَ تھا (بچ تو راستہ سے) اس صورت میں مخاطب محذَّر ہے اور اَلطَّرِيْقَ مفعول بہ محذَّمنہ ہے جس کو مکرر ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں تنگی مقام کی وجہ سے اِتَّقِ فعل کو حذف کیا گیا اور اَلطَّرِيْقَ محذَّر منہ کو مکرر لایا گیا جیسے اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ کہہ دیا۔

الدرس الثالث

مَا أُضْمِرَ عَامِلُه عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ

اَلثَّالِثُ: مَا أُضْمِرَ عَامِلُه عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ، وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ بَعْدَه فِعْلٌ اَوْ شِبهُه يَشْتَغِلُ ذٰلِك الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِك الْإِسْمِ بِضَمِيْرِه اَوْ مُتَعَلَّقِه بِحَيْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ اَوْ مُناسِبُهُ لَنَصَبَهُ نَحْوُ: زَيْدًا ضَرَبْتُهُ، فَإِنَّ زَيْدًا مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ وَمُضْمرٍ وَهُوَ ضَرَبْتُ، وَيُفَسِّرُه الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ بَعْدَه وَهُوَ ضَرَبْتُهُ، وَلِهٰذَا الْبَابِ فُرُوْعٌ كَثِيْرَةٌ.

ترجمہ:

تیسرا (مقام) مَا أُضْمِرَ عَامِلُهُ (یعنی وہ مفعول جس کے عامل کو پوشیدہ کیا گیا ہو) اس شرط پر کہ اس کی تفسیر کی گئی ہو

اور مَا أضْمِرَ ....الخ ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یاشبہ فعل ہواس حال میں کہ یہ فعل یاشبہ فعل اس اسم سے اعراض کرنے والا ہواس اسم کی ضمیر یااس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے ایسے طور پر کہ اگراس فعل یااس کے مناسب کو اس اسم پر مسلط کیا جائے تو اس کو نصب دے جیسے زَيْداً ضَرَبْتُهُ (زید مارا میں نے اس کو) پس بیشک زَيْدًا فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے جو کہ مضمر ہے اور وہ ضَرَبْتُ ہے تفسیر کرتا وہ فعل اس فعل کی جو اس کے بعد مذکور ہوا اور وہ ضَرَبْتُهُ ہے اور اس باب کی جزئیات بہت ساری ہیں۔

تیسرا درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مَا أضْمِرَ عَامِلُهُ کی تعریف

دوسری بات: مَا أُضْمِرَ عَامِلُهُ کی تعریف کے اعتبار سے چار صورتیں اور ان کی وضاحت

مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنے کی وجہ

مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنے کی وجہ سے یہ ہے کہ اگر عامل کو حذف نہ کیا جائے تو اس صورت میں مفسِّر اور مفسَّر کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔

پہلی بات: مَا أُضْمِرَ عَامِلُهُ کی تعریف

مَا أُضْمِرَ عَامِلُهُ عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل ہو یاشبہ فعل ہواس حال میں کہ یہ فعل اس اسم سے اعراض کرنے والا ہواس اسم کی ضمیر یااسکے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے ایسے طور پر کہ اگراس فعل یااس کے مناسب فعل کواس اسم پر مسلط کیا جائے تواسے نصب دے گا جیسے زَيْدًا ضَرَبْتُهُ

فوائد وقیود: مذکورہ تعریف میں كُلُّ اِسْمٍ جنس ہے بَعْدَهُ فِعْلٌ اَوْ شِبهُهُ یہ فصل اول ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس کے بعد فعل یاشبہ فعل نہ ہو۔ جیسے زَيْدٌ اَبُوْكَ

يَشْتَغِلُ ذٰلِكَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِكَ الْإِسْمِ یہ فصل ثانی ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس میں فعل یاشبہ فعل عمل کر رہا ہے اعراض نہیں کر رہا ہے۔ جیسے زَيْدًا ضَرَبْتُ

بِحَيْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ اَوْمُنَاسِبُهُ لَنَصَبَهُ یہ فصل ثالث ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس پر فعل یاشبہ فعل مسلط ہو کر اس کو نصب نہیں دیتا۔ جیسے زَيْدٌ ضُرِبَ زید نائب فاعل ہے جو کہ مرفوع ہوتا ہے۔

دوسری بات: مَا أُضْمِرَ عَامِلُهُ کی تعریف کے اعتبار سے چار صورتیں:

پہلی صورت: اس اسم کے بعد فعل واقع ہو وہ فعل اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم پر عمل سے اعراض کر رہا ہو اب اس فعل کو ضمیر سے الگ کر کے بعینہ اس اسم پر مسلط کیا جائے تو وہ اسے نصب دے گا۔

مثال: زَیْدًا ضَرَبْتُهُ اس مثال میں ضَرَبْتُ فعل ہُ ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے زَیْدًا جو کہ اسم ہے اس سے اعراض کر رہا ہے اب اگر اس ضَرَبْتُ کو زَیْدًا پر مسلط کر دیں وہ اسے نصب دے گا اصل عبارت یوں ہوگی ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُهُ اب یہاں زَیْدًا اسم مفعول بہ کو فعل محذوف نے نصب دیا ہے اس مثال میں ضَرَبْتُ فعل محذوف مفسَّر ہے اور ضَرَبْتُهُ تفسیر ہے اب اگر دونوں فعلوں کو ذکر کیا جاتا تو مفسَّر اور تفسیر کا اجتماع لازم آتا جو کہ ناجائز ہے لہٰذا فعل اول ضَرَبْتُ کو حذف کرنا واجب ہے۔

دوسری صورت: اس اسم کے بعد شبہ فعل واقع ہو اور وہ شبہ اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کر رہا ہے پس اگر اس شبہ فعل کو ضمیر سے الگ کر کے اسم پر مسلط کیا جائے تو وہ اسے نصب دے گا۔

مثال: زَیْدٌ اَنْتَ ضَارِبُهُ اس مثال میں ضَارِب شبہ فعل ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اسم سے اعراض کر رہا ہے اب اس شبہ فعل کو ضمیر سے الگ کر کے اس اسم پر مسلط کر دیں تو شبہ فعل زید کو نصب دے گا پس ضَارِب شبہ فعل جو کہ انت ضمیر مبتدا پر سہارا لے کر ہُ ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے زید سے اعراض کر رہا ہے اب ضَارِبُہٗ شبہ فعل کو ضمیر سے جدا کر کے زید پر مسلط کر دیں تو شبہ فعل زید کو نصب دے گا پوری عبارت یوں ہوگی انت اَنْتَ ضَارِبٌ زَیْدٌ اَنْتَ ضَارِبُهُ اب یہاں پہلے والے شبہ فعل کو حذف کرنا لازم ہے تاکہ مفسَّر اور مفسَّر کا اجتماع لازم نہ آئے۔

فائدہ: تیسری صورت ذکر کرنے سے پہلے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ ایک فعل ہوتا ہے اور ایک مناسب فعل ہوتا ہے پس مناسب فعل کی دو صورتیں ہیں: (۱) مناسب مترادف (۲) مناسب لازم۔

مناسب مترادف: سے مراد وہ فعل ہے جو اس فعل کے ہم معنی ہو جو مثال میں مذکور ہے۔ جیسے مَرَرْتُ اس کا ہم معنی جَاوَزْتُ ہے۔

مناسب لازم: سے مراد وہ فعل ہے جو اس فعل کے ہم معنی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ اور اَہَنْتُ میں تعلق ہے۔

تیسری صورت: فعل اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اسم سے اعراض کر رہا ہو اب اگر بعینہ اس فعل کو اسم پر مسلط کیو جائے تو وہ نصب نہیں دے گا لیکن اگر فعل کے مناسب مترادف فعل کو مسلط کیا جائے تو وہ اس کو نصب دے گا۔

مثال: زَيْدًا مَرَرْتُ بِهِ اب اس مثال میں مَرَرْتُ فعل کو اگر زَيْدًا پر مسلط کریں تو زَيْدًا کو نصب نہیں دیتا اس لیے کہ مَرَرْتُ کو زَيْدًا پر مقدم کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ باء کے ساتھ مسلط کریں جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اور دوسری صورت باء کے بغیر اس کو مسلط کریں پس ان دونوں صورتوں میں مَرَرْتُ فعل زید نصب نہیں دیتا پہلی صورت میں باحرف جر کی وجہ سے وہ مجرور ہوگا نہ کہ منصوب اور دوسری صورت میں اس لیے نصب نہیں دے گا کہ یہ فعل لازم ہے نہ کہ متعدی۔ پس اگر اس فعل کے مناسب مترادف جَاوَزْتُ فعل کو اسم پر مسلط کریں تو وہ نصب دے گا پوری عبارت یوں ہوگی جَاوَزْتُ زَيْدًا مَرَرْتُ بِهِ

چوتھی صورت: اس اسم کے بعد فعل ہو اور وہ فعل اس اسم کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو پس جب ہم بعینہ اس فعل کو مسلط کریں تو وہ نصب نہیں دیتا لیکن اس فعل کے مناسب لازم کو مسلط کریں تو وہ نصب دیتا ہے۔

مثال: **زَيْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهُ** اب یہاں ضَرَبْتُ فعل غُلَامَهُ جو کہ اسم کا متعلق ہے اس پر عمل کرنے کی وجہ سے زَيْدًا پر عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہے اب اس صورت میں اگر بعینہ اس فعل کو زَيْدًا پر مسلط کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ غلام کے ساتھ مسلط کریں دوسری یہ کہ بغیر غلام کے کے فعل کا مسلط کریں اگر غلام کے ساتھ مسلط کریں تو عبارت یوں ہوگی ضَرَبْتُ غُلَامُ زَيْدٍ اس صورت میں زید مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا نہ کہ منصوب اور اگر غلام کے بغیر فعل کو مسلط کریں تو عبارت یوں ہوگی ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهُ (میں نے زید کو مارا میں نے اس کے غلام کو مارا) پس اس صورت میں معنی مقصودہ غلط ہو جائے گا کیونکہ متکلم نے زید کے غلام کو مارا ہے نہ کہ زید کو لہٰذا ضَرَبْتُ فعل کو جب اسم پر مسلط کرنا درست نہ ہو تو اس کے مناسب لازم فعل اَهَنْتُ کو مسلط کریں گے تو وہ نصب دے گا اب عبارت یوں ہوگی اَهَنْتُ زَيْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهُ (میں نے زید کی توہین کی اس کے غلام کو مارا) ضرب میں بھی چونکہ توہین ہے اس لیے اَهَنْتُ فعل ضرب کے مناسب لازم ہے اب یہاں اَهَنْتُ فعل مناسب کو حذف کرنا واجب ہے ورنہ مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ درست نہیں۔

الدرس الرابع

اَلْمُنَادٰى

اَلرَّابِعُ اَلْمُنَادٰى وَهُوَ اِسْمٌ مَدْعُوٌّ بِحَرْفِ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ يَا عَبْدَاللّٰهِ أَىْ أَدْعُوْ عَبْدَاللّٰهِ وَحَرْفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ أَدْعُوْ وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ يَا وَأَيَا وَهَيَا وَأَىْ وَالْهَمْزَةُالْمَفْتُوْحَةُ وَقَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ: يُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا.

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمُنَادٰى عَلٰى أَقْسَامٍ فَاِنْ كَانَ مُفْرَدًا مَعْرِفَةً وَيُبْنَى عَلٰى عَلَامَةِ الرَّفْعِ كَالضَّمَّةِ وَنَحْوُ هَا نَحْوُ يَا زَيْدُ وَيَا رَجُلُ وَيَا زَيْدَانِ وَيَا زَيْدُوْنَ وَيُخْفَضُ بِلَامِ الْاِسْتِغَاثَةِ نَحْوُ يَا لَزَيْدٍ وَيُفتَحُ بِإِلْحَاقِ أَلِفِهَا نَحْوُ يَازَيْدَاهُ وَيُنْصَبُ اِنْ كَانَ مُضَافًا نَحْوُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَوْ مُشَابِهًا لِلْمُضَافِ نَحْوُ: يَا طَالِعًا جَبَلًا اَوْ نَكِرَةً غَيْرَ مُعَيَّنَةٍ كقَوْلِ الْأَعْمٰى: يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ وَإِنْ كانَ مُعرَّفًا بِاللَّامِ قِيْلَ: يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ وَيَا أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ وَيَجُوْزُ تَرْخِيْمُ الْمُنَادٰى وَهُوَ حَذْفٌ فِيْ اٰخِرِه لِلتَّخْفِيْفِ كَمَا تَقُوْلُ فِي مَالِك: يَا مَالِ، وَفِيْ مَنْصُورٍ: يَا مَنْصُ، وَفِي عُثْمَانَ: يَا عُثْمَ. وَيَجُوْزُ فِيْ آخِرِ الْمُرَخَّمِ اَلضَّمَّةُ وَالْحَرَكَةُ الْأَصْلِيَّةُ كما تَقُوْلُ فِيْ يَا حَارِثُ: يَا حَارِ، ويَا حَارُ. وَاعْلَمْ أَنَّ يَا مِنْ حُرُوْفِ النِّدَاءِ وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَنْدُوْبِ أَيْضًا وَهُوَ الْمُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ بِيَا أَوْ وَا، كَمَا يُقَالُ: يَا زَيْدَاهُ وَوَا زَيْدَاهُ، فَوَا مُخْتَصَّةٌ بِالْمَنْدُوْبِ وَيَا مُشْتَرَكَةٌ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْمَنْدُوْبِ، وَحُكْمُهُ فِي الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ مِثْلُ حُكمِ الْمُنَادٰى.

ترجمہ:

چوتھا(مقام) منادیٰ اور (منادیٰ) وہ اسم ہے جس کو حرف نداء داخل کر کے بلایا گیا ہو لفظًا جیسے یَا عَبْدَ اللّٰهِ یعنی أَدْعُوْ عَبْدَ اللّٰهِ (میں عبد اللہ کو طلب کرتا ہوں)اور حرف نداء اَدْعُوْ کے قائم مقام ہے اور حرف نداء پانچ ہیں یَا وَأَيَا وَهَيَا وَأَىْ کبھی کبھی حرف نداء کو لفظوں سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے يُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (اے یوسف(ں) اس سے اعراض کیجیے) اور جان لو کہ بیشک منادیٰ چند قسموں پر ہے پس اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہو گا جیسے ضمہ (یا ضمہ کی طرح دوسری علامت مثلا الف یا واو وغیرہ) جیسے يَا زَيْدُ اور يَا رَجُلُ اور يَازَيْدَانِ اور يَازَيْدُوْنَ اور منادیٰ کو جر دیا جاتا ہے لام استغاثہ کی وجہ سے جیسے يَا لَزَيْدٍ اور فتحہ دیا جاتا ہے الف استغاثہ کی وجہ سے جیسے يَازَيْدَاهُ اور نصب دیا جاتا ہے اگر منادیٰ مضاف ہو جیسے يَا عَبْدَ اللّٰهِ یا مشابہ مضاف ہو جیسے يَا طَالِعًا جَبَلًا یا نکرہ غیر معیّنہ ہو جیسے اندھے کا

قول یَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ (اسے شخص میرا ہاتھ پکڑلے) اور اگر معرف باللام ہو تو کہا جائے گا کہ یَا أَيُّهَا الرَّجُلُ اور یَا أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ اور منادیٰ پر ترخیم جائز ہے اور وہ اس کے آخر میں تخفیف کے لیے حذف کرنے کو کہتے ہیں جیسے کہ مَالِكَ میں یَا مَالِ اور مَنْصُورٍ میں یَامَنْصُ اور عُثْمَانَ میں یا عُثْمَ کہے اور منادیٰ مرخّم کے آخر میں ضمہ اور حرکت اصلیہ جائز ہے جیسے تو کہے یاحَارِثُ، یَاحَارِ، یاحَارُ جان لیجیے بیشک یاجو حرف نداء میں سے ہے یہ کبھی مندوب میں استعمال کیا جاتا ہے اور مندوب وہ ہے جس کی وجہ سے رنج و غم کیا جائے یَا کے ذریعے سے یاوَا کے ذریعے سے جیسے تو کہے گا یَازَيْدَاهُ اور وَازَيْدَاهُ پس وَا مندوب ہی کے ساتھ خاص ہے اور یَا مندوب اور نداء دونوں کے درمیان مشترک ہے اور اس کا حکم معرب اور مبنی ہونے میں منادیٰ کے حکم کی طرح ہے۔

چوتھا درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: منادیٰ کی تعریف

دوسری بات: حروف ندا

تیسری بات: حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

چوتھی بات: منادیٰ کے اعراب کے اعتبار سے چھ اقسام

پانچویں بات: منادیٰ معرف باللام پر حرف ندا داخل کرنے کا طریقہ

چھٹی بات: منادیٰ مرخم کی تعریف اور ترخیم منادیٰ کی صورتیں

ساتویں بات: حرف ندا کا استعمال منادیٰ کے علاوہ دوسرے معنی میں

پہلی بات: منادیٰ کی تعریف

منادیٰ وہ اسم ہے جسے حرف ندا کے ذریعہ سے پکارا گیا اس حال میں کہ وہ حرف ندا لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے یاعَبْدَ اللهِ (یعنی أَدْعُوْعَبْدَ اللهِ میں عبداللہ کو بلاتا ہوں) اس میں عَبْدَاللهِ مفعول بہ ہے اور اس کا عامل اَدْعُوْ ہے جسے حذف کر کے اس کی جگہ یا حرف ندا کو قائم مقام کر دیا گیا ہے۔

دوسری بات: حروف ندا

حروف ندا پانچ ہیں: (۱) یَا (۲) أَیَا (۳) هَیَا (٤) أَيْ (٥) اَلْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ

تیسری بات: حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

اور کبھی حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے لفظوں سے حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے يُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا اصل میں يَايُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا تھا یعنی اے یوسف اعراض کر اس سے۔ اس مثال میں يَا حرف ندا ہے يُوْسُفُ منادیٰ ہے اس مثال میں یا حرف ندا حذف کیا گیا ہے۔

قرینہ: اس میں یہ ہے کہ یَا حرف ندا کو مقدر نہ مانیں تو يُوْسُفُ مبتدا ہوگا أَعْرِضْ عَنْ هَذَا اس کی خبر ہوگی حالانکہ أَعْرِضْ امر کا صیغہ ہے اور امر انشاء ہوتا ہے اور انشاء کو بغیر تاویل کے خبر بنانا جائز نہیں ہے لہٰذا يُوْسُفُ منادیٰ اور حرف ندا محذوف ہوگا۔

چوتھی بات: منادیٰ کے اعراب کے اعتبار سے چھ اقسام

۱)... منادی مفرد معرفہ ہو۔ جیسے یَا زَیْدُ

۲)... منادیٰ مستغاث باللام (یعنی لام کے ذریعہ سے فریاد کیا جائے) ہو۔ جیسے یَا لَزَیْدٍ

۳)... منادیٰ مستغاث بالالف (الف کے ذریعہ سے فریاد کیا جائے) ہو۔ جیسے یا زَیْدَاہُ

۴) ... منادیٰ مضاف ہو۔ جیسے یا عَبْدَ اللهِ

۵)... منادیٰ مشابہ مضاف ہو۔ جیسے یا طَالِعًا جَبَلًا

۶)... منادیٰ نکرہ غیر معین ہو۔ جیسے یا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ

فائدہ: مفرد چار چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے:

(۱) مرکب کے مقابلے میں (۲) جملے کے مقابلے میں (۳) مضاف و شبہ مضاف کے مقابلے میں

(۴) تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں اب یہاں مفرد سے مراد وہ مفرد ہے جو مضاف و شبہ مضاف کے مقابلے میں آئے پس تثنیہ اور جمع مضاف و شبہ مضاف نہیں لہٰذا وہ مفرد شمار ہوں گے۔

پہلی قسم: اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوگا۔ جیسے یَا زَیْدُ اور یَا رَجل اور یَازَیْدَانِ اور یَازَیْدُوْنَ ان میں پہلی مثال میں زید منادی ہے جو مفرد بھی ہے اور معرفہ بھی لہٰذا یہ مبنی بر ضمہ ہوگا اور دوسری مثال میں یَارَجُلُ یہ بھی مفرد ہے اور حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہے پس یہ بھی ضمہ بر مبنی ہوگا۔ تیسری مثال میں یَازَیْدَانِ یہ مفرد اس لیے ہے کہ یہ مضاف و شبہ مضاف نہیں اور معرفہ بھی ہے لہٰذا یہ علامت رفع پر مبنی ہوگا چوتھی مثال میں یَازَیْدُوْنَ یہ بھی مفرد ہے علامت رفع واو کے ساتھ اور یہ مفرد اس لیے کہ یہ مضاف شبہ مضاف نہیں اور معرفہ بھی ہے لہٰذا یہ مفرد اس لیے کہ مضاف و شبہ مضاف نہیں اور معرفہ بھی ہے لہٰذا یہ سب علامت رفع پر مبنی ہوں گے۔

دوسری قسم: منادیٰ مستغاث باللام یہ مجرور ہوتا ہے لام استغاثہ کے ساتھ۔ جیسے یَا لَزَيْدٍ لِلْمَظْلُوْمِ لام استغاثہ کی وجہ سے منادیٰ مجرور اس لیے ہوتا ہے کہ اس وقت منادیٰ دو عامل جمع ہوگئے ہیں ایک حرف ندا ہے جو فعل کے قائم مقام ہے یہ نصب یا ضمہ وغیرہ کو چاہتا ہے اور دوسرا لام جارہ ہے جو اپنے مدخول میں جر کو چاہتا ہے لہٰذا ان دونوں عاملوں میں فوقیت لام جارہ کو حاصل ہے س لیے کہ لام بعد عامل ہے جب کہ یا خود عامل نہیں بلکہ فعل کے قائم مقام ہے اور لام منادیٰ کے قریب ہے بنسبت یا حرف ندا کے۔ اس لیے لام استغاثہ کی وجہ سے منادیٰ مجرور ہوگا۔

(۱) فائدہ چند اصطلاحات:

مُسْتَغَاث: جس سے فریاد کی جائے۔

مُسْتَغَاث لَهُ: جس کے لیے فریاد طلب کی جائے۔

مُسْتَغِيْث: فریاد طلب کرنے والا۔

لام استغاثہ: وہ لام ہے جو بوقت استغاثہ مستغاث پر داخل ہو۔ جیسے یَا لَزَيْدٍ لِلْمَظْلُوْمِ (اے زید مظلوم کی فریادرسی کر) اس مثال میں زَيْد مُسْتَغَاث ہے اور مظلوم مُسْتَغَاث لَه **اور** متکلم مُسْتَغِيْث ہے۔

اس لام کو لام استغاثہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ لام اس وقت لایا جاتا ہے جب کسی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

(۲) فائدہ لام استغاثہ کے مفتوح ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر لام استغاثہ مکسور ہوگا تو اس صورت میں لام جارہ سے التباس ہو جائے گا جو کہ مستغاث لہ میں داخل ہوتا ہے۔ جیسے لِلْمَظْلُوْمِ میں لام جارہ ہے۔

تیسری قسم: منادیٰ مستغاث بالالف میں منادیٰ مفتوح ہوتا ہے الف استغاثہ کے ساتھ۔ جیسے یَا زَيْدَاہ جب منادیٰ آخر میں الف استغاثہ لاحق ہوگا تو منادیٰ مبنی بر فتحہ ہوگا کیونکہ الف اپنے ماقبل مفتوح چاہتا ہے۔

چوتھی قسم: منادیٰ مضاف منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یَا عَبْدَ اللّٰهِ اس مثال میں عَبْد مضاف ہے اور لفظ اللہ مضاف الیہ پس عبد اللہ منادیٰ منصوب ہوگا کیونکہ مضاف ہے۔

پانچویں قسم: منادیٰ مشابہ مضاف بھی منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا اس مثال میں طَالِعًا مشابہ مضاف ہے اس لیے کہ جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر تام نہیں ہوتا ہے اسی طرح طَالِعًا کا معنی بھی جَبَلًا کے بغیر تام نہیں ہوتا ہے اس لیے یہ مشابہ مضاف ہوا جس طرح منادیٰ منصوب ہوتا ہے اسی طرح مشابہ مضاف منادیٰ بھی منصوب ہوگا۔

چھٹی قسم: منادیٰ نکرہ غیر معین ہو تو وہ منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ (اے شخص میرا ہاتھ پکڑ) اس مثال میں رَجُلًا نکرہ غیر معینہ ہے کیونکہ یہ جملہ نابینا شخص کا ہے جس کو معلوم نہیں ہے کہ آگے کونسا شخص ہے پس رَجُلًا جو

کہ نکرہ غیر معینہ ہے اسے منصوب پڑھیں گے۔

پانچویں بات: مناذی معرف باللام پر حرف ندا داخل کرنے کا طریقہ

وضاحت: اگر مناذی کے شروع میں الف لام تعریف ہو تو اس وقت اگر مناذی مذکر ہے تو حرف ندا اور مناذی کے درمیان أَيُّهَا کا واسطہ لایا جائے گا اور اگر مناذی مؤنث ہے تو حرف ندا اور مناذی کے درمیان أَيَّتُهَا کو واسطہ لایا جائے گا۔ جیسے يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ اور يَا أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ

واسطہ لانے کی وجہ: مناذی معرف باللام ہو تو حرف ندا اور مناذی کے درمیان واسطہ لانا اس لیے ضروری ہے کہ چونکہ اس صورت میں دو آلہ تعریف جمع ہو رہے ہیں حرف ندا اور الف لام اور دو آلہ تعریف جمع ہونا درست نہیں اس لیے ان کے درمیان مذکر کی صورت میں أَيُّهَا اور مؤنث کی صورت میں أَيَّتُهَا کا واسطہ لایا جائے گا۔ ترکیب میں أَيُّهَا موصوف اور اَلرَّجُلُ اس کی صفت ہو کر مناذی مفرد ہو گا۔

چھٹی بات: مناذی مرخم کی تعریف اور ترخیم مناذی کی صورتیں

ترخیم کے لغوی معنی: ترخیم باب تفعیل کا مصدر ہے اس کو لغوی معنی ہے نرم اور آسان کر دینا۔

اصطلاحی تعریف: یہ ہے کہ مناذی کے آخر میں کسی حرف کو تخفیف اور آسانی کے لیے حذف کیا جائے۔

ترخیم مناذی کی صورتیں:

پہلی صورت: یہ ہے کہ مناذی کے آخر سے تخفیف کی خاطر ایک حرف حذف کیا جائے۔ جیسے يَا مَالِكُ کو يَا مَالِ پڑھا جائے اور یہ جائز ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ مناذی کے آخر سے دو حرف حذف کیے جائیں شرط یہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف صحیح ہو اور اس سے پہلے والا حرف مدہ ہو۔ جیسے يَا مَنْصُوْرُ کو يَا مَنْصُ پڑھنا جائز ہے اس مثال میں منصور کا آخری حرف صحیح ہے جو کہ را ہے اور اس سے پہلے والا حرف واو ہے جو کہ مدہ ہے لہٰذا ان دونوں کو حذف کرنا درست ہے۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ مناذی میں ایسے دو حرف ہوں جو ایک ساتھ زائد ہوتے ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے ہوں تو ان دونوں حرفوں کا حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے يَا عُثْمَانَ کو يا عُثْمَ پڑھنا جائز ہے۔ اس مثال سے آخری دونوں حرف یعنی الف اور نون دونوں زائد ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے ہیں پس ان کو تخفیف کے لیے حذف کرنا جائز ہے۔

منادیٰ مرخم کی آخری حرکات: منادیٰ مرخم کے آخر میں دو حرکتیں جائز ہیں ایک ضمہ اور دوسری حرکت اصلیہ۔ ضمہ اس بنا پر کہ یہ منادیٰ مستقل ہے اور جو حرف آخر سے حذف ہوا ہے وہ بمنزلہ نسیا منسیا ہے گویا کہ یہی اس کی اصل شکل ہے اور وہ مفرد معرفہ ہے لہٰذا منادیٰ مبنی بر ضمہ ہوگا جیسے یا حَارِث،یَا حَارِ ، یا حَارُ۔ یاحارِثُ میں آخری حرف کو حذف کیا گیا تو حارُ کو مبنی بر ضمہ پڑھیں گے گویا یہی آخری حرف ہے۔

دوسری حرکت اصلیہ ہے جو ترخیم منادیٰ سے پہلے اس حرف پر تھی مثلا یا حَارِ ثُ میں ث کی موجودگی میں را پر کسرہ تھا تو ث کو حذف کرنے کے بعد بھی را پر کسرہ ہی پڑھا جائے گا گویا کہ آخری حرف حذف ہوا ہی نہیں۔

ساتویں بات: حرف ندا کا استعمال منادیٰ کے علاوہ دوسرے معنی میں

وضاحت: یا حرف ندا جس طرح منادیٰ میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح کبھی مندوب میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مندوب کا لغوی معنی: وہ میت جس کی خوبیوں کو یاد کرکے رویا جائے تاکہ سامعین اس کی موت عظیم سانحہ خیال کریں۔

مندوب کا اصطلاحی معنی: یہ ہوگا کہ مندوب اس ذات کا اسم ہے جس کی وجہ سے دردمندی کا اظہار کیا جائے حرف یا یا وَا کے ذریعے۔

مثال: یَازَیْدَاہُ یہ جملہ کسی کے مرنے پر افسوس کے طور پر ادا کیا جاتا ہے اس مثال میں یَاحرف ندا زَیْدَاہُ مندوب پر داخل ہوا ہے۔اس مثال میں کسی کے مرنے پر جو مصیبت آئی ہے اس پر ندبہ کیا جارہا ہے آخر میں ھاوقف کی ہے جو درازی آواز کے لیے ہے۔

فَوَا مُخْتَصَّة بِالْمَنْدُوْبِ....الخ: اس عبارت میں وَا اور یَا کے درمیان فرق بیان کیا گیا ہے۔

وَا اور یَا کے درمیان فرق: یہ ہے کہ وا تو مندوب کے ساتھ مختص ہے منادیٰ میں استعمال نہیں ہوتی ہے اور یا مشترک ہے منادیٰ اور مندوب دونوں میں استعمال ہوتی ہے۔

مندوب کا حکم: جیسے منادیٰ مفرد معرفہ علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے اسی طرح مندوب مفرد معرفہ بھی علامت رفع پر مبنی ہوگا۔

الدرس الخامس

اَلْمَفْعُوْلُ فِيْهِ

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ فِيْهِ: هُوَ اِسْمٌ مَا وَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِيْهِ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَيُسَمّٰى ظَرْفًا وَظُرُوْفُ الزَّمَانِ عَلٰى قِسْمَيْنِ: مُبْهَمٌ وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ لَهُ حَدٌّ مُعَيَّنٌ كَدَهْرٍ وَحِيْنٍ، وَمَحْدُوْدٌ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ لَهُ حَدٌّ مُعَيَّنٌ كَيَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَشَهْرٍ وَسَنَةٍ، وَكُلُّهَا مَنْصُوْبٌ بِتَقْدِيْرِ فِيْ تَقُوْلُ: صُمْتُ دَهْرًا، وَسَافَرْتُ شَهْرًا، أَيْ فِيْ دَهْرٍ وَفِيْ شَهْرٍ، وَظُرُوْفُ الْمَكَانِ كَذٰلِك مُبْهَمٌ، وَهُوَ مَنْصُوْبٌ أَيْضًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ نَحْوُ: جَلَسْتُ خَلْفَك وَأَمَامَك، وَمَحْدُوْدٌ وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ مَنْصُوْبًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ ذِكْرِ فِيْ فِيْهِ نَحْوُ: جَلَسْتُ فِي الدَّارِ وَفِي السُّوْقِ وَفِي الْمَسْجِدِ.

ترجمہ:

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو زمان اور مکان میں اور اس کو ظرف کا نام دیا جاتا ہے۔ ظروف زمان کی دو قسمیں ہیں ایک مبہم ہے اور مبہم اسے کہتے ہیں جس کے لیے حد متعین نہ ہو جیسے دَهْر اور حِيْن (دوسری قسم) محدود ہے اور محدود اسے کہتے ہیں جس کے لیے کوئی حد متعین ہو جیسے يَوْم اور لَيْلَة اور شَهْر اور سَنَة اور یہ سب ظروف زمان منصوب ہوتے ہیں فِي مقدر کرنے کے ساتھ جیسے تو کہے گا صُمْتُ دَهْرًا وَسَافَرْتُ شَهْرًا معنی ہے میں نے زمانہ میں روزہ رکھا اور سفر کیا میں نے مہینہ میں اور ظروف مکان وہ بھی اسی طرح مبہم ہیں اور وہ بھی منصوب ہوتے ہیں فِي کو مقدر کرنے کے ساتھ جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَأَمَامَكَ اور محدود ہیں اور محدود وہ ہے کہ نہیں ہوتے منصوب فِي کو مقدر کرنے کے ساتھ بلکہ فِي کا ذکر کرنا ضروری ہے جیسے جَلَسْتُ فِي الدَّارِ، وَفِي السُّوْقِ وَفِي الْمَسْجِدِ۔

پانچواں درس

آج کے درس میں میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مفعول فیہ کی تعریف

دوسری بات: ظرف زمان اور ظرف مکان کی دو قسمیں اور ان کے اعراب کا ذکر

پہلی بات: مفعول فیہ کی تعریف

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو زمان میں یا مکان میں۔

فوائد و قیود: مفعول فیہ کی تعریف میں ھُوَ اِسْمٌ جنس ہے وَقَعُ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِیْهِ یہ فصل اول ہے اس سے دیگر تمام مفاعیل خارج ہو گئے۔

دوسری بات: ظرف زمان اور ظرف مکان کی دو قسمیں اور ان کے اعراب کا ذکر

مفعول فیہ کا دوسرا نام ظرف ہے۔ ظرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان

ظرف زمان کی دو قسمیں ہیں (۱) مبہم (۲) محدود

ظرف زمان مبہم: وہ ہے جن کے لیے کوئی حد متعین نہ ہو۔ جیسے دَهْر بمعنی زمان، حِیْن بمعنی وقت ان دونوں کے لیے کوئی حد متعین نہیں ہے۔

ظرف زمان محدود: وہ ہے جن کے لیے کوئی حد متعین ہو۔ جیسے یَوْم بمعنی دن، لَیْلَة بمعنی رات شَهْر بمعنی مہینہ، سَنَة بمعنی سال ان سب کے لیے حد متعین ہے ظرف زمان خواہ مبہم ہو ہوں یا محدود فی کے مقدر کرنے کی وجہ سے منصوب ہوتے ہیں کیونکہ اغر لفظوں میں موجود ہو تو فی حرف جر کی وجہ سے مجرور ہوں گے۔ جیسے صُمْتُ فِيْ دَهْرٍ وَسَافَرْتُ فِيْ شَهْرٍ ان دونوں مثالوں میں دَهْرٍ اور شَهْرٍ مجرور ہے فی حرف جر کی وجہ سے۔

ظرف مکان کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) ظرف مکان مبہم (۲) ظرف مکان محدود

ظرف مکان مبہم: وہ ہے جس کے لیے حد متعین نہ ہو۔ جیسے خَلْف بمعنی پیچھت (پیچھے کوئی حد نہیں ہے)، اَمَام بمعنی آگے (اب آگے کوئی حد نہیں ہے) ظروف مکان مبہم بھی تقدیر فی کے ساتھ منصوف ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ ظروف زمان مبہم پر محمول ہیں کیونکہ وصف ابہام میں مشترک ہیں لہٰذا ظرف مکان مبہم کا بھی وہی حکم ہو گا جو حکم ظرف زمان مبہم کا ہے بتقدیر فی یعنی یہ منصوب ہوں گے۔ جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ اصل میں تھا جَلَسْتُ فِيْ خَلْفِكَ، جَلَسْتُ أَمَامَكَ اصل میں تھا جَلَسْتُ فِيْ أَمَامِكَ

ظرف مکان محدود: وہ ہے جس کی حد متعین ہو۔ جیسے دار، مسجد، سوق ان کی حد متعین ہوتی ہے کیونکہ گھر کی مسجد کی اور بازار کی حد متعین ہے۔ یہ فی کے مقدر ہونے کے ساتھ منصوب نہیں ہیں بلکہ ان میں لفظ فی کو ذکر کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے یہ مجرور ہوں گے۔

ظروف مکان محدود کے مجرور ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان کی ظروف زمان مبہم ہے ساتھ کوئی مناسبت نہیں نہ ذات میں نہ وصف میں۔ اس طرح کہ وہ زمان ہیں یہ مکان وہ مبہم ہیں یہ محدود لہٰذا ظروف مکان محدود کو ظرف زمان مبہم پر

قیاس کر کے تقدیر فی منصوب پڑھنا درست نہ ہو گا بلکہ فی مذکور ہو گا جس سے وہ مجرور ہوں گے۔ جیسے جَلَسْتُ فِي الدَّارِ، وَفِي السُّوْقِ، وَفِي الْمَسْجِدِ

فائدہ: مصنف کے نزدیک مفعول فیہ دو قسم پر ہے ایک وہ جس میں فی مقدر ہوتا ہے اس صورت میں مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے دوسری قسم مفعول فیہ کی وہ ہے جس میں فی لفظوں میں موجود ہو اس صورت میں مفعول فیہ مجرور ہوتا ہے۔ جمہور نحویوں کے ہاں ظرف زمان کی وہ صورت جس میں فی لفظوں میں موجود ہو جیسے جَلَسْتُ فِي الْمَسْجِدِ تو وہ مفعول بہ بواسطہ حرف جر ہو گا نہ کہ مفعول فیہ۔ جمہور نحویوں کے نزدیک مفعول فیہ کی تعریف میں تقدیر فی شرط ہے اس لیے جہاں فی لفظوں میں موجود ہے وہ مفعول فیہ نہ ہو گا مصنف کے نزدیک تقدیر فی کی شرط نہیں ہے اس لیے وہ مفعول فیہ ہو گا۔

الدرس السادس

اَلْمَفْعُوْلُ لَه

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ لَه: وَهُوَ اِسْمٌ مَا لِأَجْلِه يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ قَبْلَهُ وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ نَحْوُ: ضَرَبْتُهُ تَأْدِيْبًا أَيْ لِلتَّأْدِيْبِ، وَقَعَدتُّ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا أَيْ لِلْجُبْنِ. وَعِنْدَ الزُّجَاجِ هُوَ مَصْدَرٌ: اَدَّبْتُهُ تَأْدِيْبًا وَجَبُنْتُ جُبْنًا.

ترجمہ:

مفعول لہ وہ اسم ہے جس کے سبب وہ فعل مذکور واقع ہوا ہو جو اس سے پہلے ہو یہ منصوب ہوتا ہے لام کے مقدر ہونے کی وجہ سے جیسے ضَرَبْتُهُ تَأْدِيْبًا أَيْ لِلتَّأْدِيْبِ (یعنی میں نے اس کو مارا ادب سکھانے کے لیے) اور قَعَدتُّ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا أَيْ لِلْجُبْنِ (یعنی بیٹھا ہوں میں لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے) اور امام زجاج ( ) کے نزدیک وہ مصدر ہے اور اس کی اصل اَدَّبْتُه تَأْدِيْبًا وَجَبَنْتُ جُبْنًا ہے۔

چھٹا درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں:

پہلی بات: مفعول لہ کی تعریف اور اس کے اعراب

دوسری بات: مفعول لہ مصدر ہے یا مفعول، اس میں امام زجاج کا جمہور نحات سے اختلاف کا ذکر

پہلی بات: مفعول لہ کی تعریف اور اس کے اعراب

مفعول لہ وہ اسم ہے جس کے سبب سے وہ فعل واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے۔

فوائد وقیود: اس تعریف میں اِسْمٌ مَاجنس ہے اور سب مفاعیل کو شامل ہے لِأَجْلِهٖ فصل اول ہے اس سے باقی تمام مفاعیل سب خارج ہو گئے کیونکہ فعل ان کے حاصل کرنے کے لیے واقع نہیں ہوتا۔

مفعول لہ کے اعراب: مفعول لہ لام جارہ مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا کیونکہ لام لفظوں میں موجود ہو تو وہ جر دے گا۔

مصنف کے نزدیک مفعول لہ کی دو صورتیں ہیں ایک وہ کہ جس میں لام مقدر ہو اس وقت یہ منصوب ہوگا۔ دوسرا وہ کہ جس میں لام مذکور ہو تو اس وقت وہ مجرور ہوگا پس مصنف کے نزدیک مفعول لہ کے لیے یہ شرط نہیں ہے لام مقدر ہو جب کہ جمہور نحویوں کے نزدیک لام کے مقدر ہونے کی شرط ہے چنانچہ جمہور جہاں لام لفظوں میں موجود ہو اسے مفعول لہ نہیں کہتے ہیں۔

مثال: ضَرَبْتُهُ تَأْدِيْبًا أَيْ لِلتَّأْدِيْبِ (میں نے اسے مارا ادب سکھانے کے لیے) یہ اس مفعول لہ کی مثال ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے وہ فعل ضرب واقع ہوا جو اس سے پہلے مذکور ہے کیونکہ عام طور پر بغیر ضرب کے ادب حاصل نہیں ہوتا۔

مثال: قَعَدتُّ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا أَيْ لِلْجُبْنِ (میں بیٹھا ہوں لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے) یہ اس مفعول لہ کی مثال ہے جس کے وجود کے سبب فعل قَعَدتُّ جو اس سے پہلے مذکور ہے واقع ہوا ہے کیونکہ بزدلی لڑائی سے بیٹھنے کا سبب ہے۔

دوسری بات: مفعول لہ مصدر ہے یا مفعول، اس میں امام زجاج کا جمہور نحات سے اختلاف کا ذکر

امام زجاج کا قول: امام زجاج نحوی کے نزدیک مفعول لہ مستقل معمول نہیں ہے بلکہ یہ مفعول مطلق ہے مِنْ غَيْرِ لَفْظِهٖ یعنی لفظاً فعل کا غیر ہے۔

پہلی مثال: ضَرَبْتُهُ تَأْدِيْبًا تقدیری عبارت: اَدَّبْتُهُ بِالضَّرْبِ تَأْدِيْبًا (ادب سکھایا میں نے اس کو مارنے کے ساتھ ادب سکھانا)

دوسری مثال: قَعَدتُّ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا تقدیری عبارت: جَبَنْتُ بِالْقُعُوْدِعَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا (بزدل ہوا میں لڑائی سے بیٹھ جانے کے ساتھ بزدل ہونا)

جمہور کا قول: جمہور کے ہاں مفعول لہ مستقل معمول ہے امام زجاجؒ کا قول درست نہیں ہے کیونکہ تاویل کر کے ایک قسم کو دوسری قسم میں داخل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلی قسم ختم ہو گی۔

الدرس السابع
اَلْمَفْعُوْلُ مَعَهُ

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ مَعَهُ: وَهُوَ مَا يُذْكَرُ بَعْدَ الْوَاوِ بِمَعْنٰى مَعَ لِمُصَاحَبَتِه مَعْمُوْلَ فِعْلٍ نَحْوُ: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ، وَجِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا، أَيْ مَعَ الْجُبَّاتِ وَمَعَ زَيْدٍ، فَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ لَفْظًا وَجَازَ الْعَطْفُ يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ وَالرَّفْعُ نَحْوُ: جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدٌ، وَإِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ: جِئْتُ وَزَيْدًا، وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ مَعْنًى وَجَازَ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ الْعَطْفُ نَحْوُ: مَا لِزَيْدٍ وَعَمْرٍو؟ وَإِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ: مَا لَك وَزَيْدًا، وَمَا شَأْنُك وَعَمْرًا؛ لِأَنَّ الْمَعْنٰى مَا تَصْنَعُ.

ترجمہ:

مفعول معہ وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے فعل کے معمول کے ساتھی ہونے کی وجہ سے جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی آئی جبوں کے ساتھ) اور جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا (آیا میں زید کے ساتھ) پس اگر (مفعول معہ کا) فعل لفظی ہو اور عطف جائز ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب اور رفع جیسے جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًاوَزَيْد (آیا میں ساتھ زید کے) اور اگر عطف جائز نہ ہو نصب متعین ہو گا جیسے جِئْتُ وَزَيْدًا (آیا میں زید کے ساتھ) اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف متعین ہو گا جیسے مَا لِزَيْدٍ وَعَمْرٍو؟ اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہو گا جیسے مَالَک وَزَيْدًا وَ مَا شَأْنُک وَعَمْرًا اس لیے کہ معنی مَا تَصْنَعُ ہے۔

ساتوں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مفعول معہ کی تعریف اور مثال

دوسری بات: مفعول معہ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کا اعراب کیا ہو گا اور اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو کیا ہو گا

پہلی بات: مفعول معہ کی تعریف اور مثال

مفعول معہ کی تعریف: مفعول معہ وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد مذکور ہو فعل کے معمول (فاعل یا مفعول) کی مصاحبت کے لیے۔

مثال: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (آئی سردی جبوں کے ساتھ) اس مثال میں الْجُبَّاتِ مفعول معہ ہے کیونکہ واو معنی مع کے

بعد مذکور ہے اور جَاءَ فعل کا معمول یعنی البَرْدُ کا مصاحب اور ساتھی ہے۔ جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا اس مثال میں زَیدًا مفعول معہ ہے کیونکہ واو بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور جئتُ فعل کا معمول جو کہ تُ ضمیر فاعل ہے اس کے ساتھ مصاحبت رکھتا ہے۔ كَفَاكَ وَزَيْدًا دِرْهَمٌ اس مثال میں زَيْدًا مفعول معہ ہے اور جو کَفَا کا معمول ہے اس کا مصاحب ہے۔

دوسری بات: مفعول معہ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کا اعراب کیا ہوگا اور اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو کیا ہوگا

مفعول معہ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کے اعراب کا ذکر: مفعول معہ کا عامل اگر لفظی ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا تو واو کے مابعد کا واو کے ماقبل پر عطف جائز ہوگا یا نہیں ہوگا اگر عطف جائز ہو (یعنی عطف کے لیے کوئی مانع نہ ہو) تو اعراب کے اعتبار سے دو وجہ پڑھنی جائز ہوں گی مرفوع اور منصوب جیسے جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدٌ مرفوع اور منصوب دونوں وجہیں جائز ہیں نصب تو بر بنائے مفعول معہ کے اور رفع اس لیے کہ اسم ظاہر کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر درست ہے کیونکہ قاعدہ ہے ضمیر مرفوع متصل پر کسی اسم کو عطف کرنا ہو تو اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ لائی جاتی ہے چنانچہ یہاں جِئْتُ أَنَا میں أَنَا ضمیر منفصل لانے کی وجہ سے عطف درست ہونے کی وجہ سے اسے مرفوع پڑھنا جائز ہوگا اور اگر عطف درست نہ ہو تو نصب متعین ہو جائے گا بر بنائے مفعول معہ کے جیسے جِئْتُ وَزَيْدًا یہاں زَیدًا کا عطف جِئْتُ فعل کی ضمیر مرفوع پر درست نہیں کیونکہ اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ نہیں لائی گئی ہے لہٰذا عطف متعین ہوگا۔

مفعول معہ کا فعل اگر معنوی ہو یعنی لفظوں میں موجود نہ ہو تو اس کے اعراب کا ذکر:

مفعول معہ کا عامل فعل معنوی ہو تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو واو کے مابعد کا واو کے ماقبل پر عطف جائز ہوگا یا نہیں ہوگا اگر عطف جائز ہوگا تو اسے بر بنائے مفعول معہ کے منصوب پڑھنا جائز نہ ہوگا بلکہ معطوف علیہ والا اعراب جاری ہوگا جیسے مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو؟ اس میں عَمْرٍو کو منصوب نہیں پڑھا جائے بلکہ زید پر عطف کرکے مجرور پڑھا جائے گا کیونکہ اسے منصوب پڑھنے کی صورت میں اسے مفعول معہ بنانے کے لیے اس کا عامل فعل معنوی ماننا پڑے گا اور تقدیری عبارت یہ ہوگی مَا يَصْنَعُ زَيْدٌ مَعَ عَمْرٍو (کیا کرتا ہے زید کے ساتھ عمرو) اب یہاں مفعول معہ کا عامل فعل معنوی ماننے کی صورت میں عامل لفظی اور عامل معنوی کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ عامل قوی ہے اس کی موجودگی میں فعل معنوی جو کہ عامل ضعیف ہے اس کی طرف جانا لازم آئے گا تو یہ جائز نہیں ہے اور عطف جائز نہ ہوگا اس کو منصوب پڑھنا بر بنائے مفعول معہ کے واجب ہوگا جیسے مَالَكَ وَزَيْدًا اور مَا شَأْنُكَ وَعَمْرًا اب یہاں عطف اس لیے جائز نہیں کہ ضمیر مجرور متصل پر بغیر اعادہ حرف جارہ کے عطف درست نہیں ہوتا ہے لہٰذا نصب متعین ہوگا۔ تقدیری عبارت ہوگی مَا تَصْنَعُ وَزَيْدًا ا ورمَا تَصْنَعُ وَعَمْرًوا

سوالات

سوال نمبر۱: مفعول مطلق کی تعریف کریں؟ نیز مفعول مطلق کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر۲: مفعول مطلق کے فعل کو کب حذف کیا جاتا ہے تفصیل سے بمع امثلہ ذکر کریں؟ نیز مفعول مطلق کے فعل کو وجوبًا کتنے مقامات پر حذف کیا جاتا ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر۳: مفعول بہ کی تعریف ذکر کریں؟

سوال نمبر۴: مفعول بہ فاعل پر کب مقدم ہوتا ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۵: مفعول بہ فعل اور فاعل دونوں پر کب مقدم ہوتا ہے بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر۶: اسماء منصوبہ کے نام ذکر کریں؟

سوال نمبر۷: تحذیر کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۸: تحذیر کے استعمال کے متعلق مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر۹: منادٰی کی تعریف کریں؟

سوال نمبر۱۰: حروف نداء کونسے ہیں ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۱: منادٰی کی اقسام ذکر کرین اور مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر۱۲: منادٰی مبنی بر ضمہ اور مبنی بر فتحہ کب ہوتا ہے بمع مثال تحریر کریں؟

سوال نمبر۱۳: ترخیم کسے کہتے ہیں منادٰی مرخم کب ہوتا ہے

سوال نمبر۱۴: مندوب کسے کہتے ہیں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۵: کونسا حرف مندوب کے ساتھ مختص ہے اور کونسا مندوب اور نداء کے درمیان مشترک ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر۱۶: مفعول فیہ کی تعریف کریں؟

سوال نمبر۱۷: مفعول فیہ کا اعراب ذکر کریں اور اس میں کیا چیز مقدر ہوتی ہے تحری کریں؟

سوال نمبر۱۸: ظرف کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۹: ظرف مبہم کسے کہتے ہیں اور ظرف معین کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر۲۰: وہ کونسے ظروف مکان ہیں جن میں حرف فِي کا اس سے پہلے ذکر کرنا واجب ہے؟

سوال نمبر۲۱: مفعول لہ کی تعریف ذکر کریں؟ نیز مفعول لہ میں کیا چیز مقدر ہوتی ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر۲۲: مفعول معہ کی تعریف کریں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۲۳: مفعول معہ میں نصب کب متعین ہوتا ہے؟ اور کب عطف اور نصب جائز ہوتا ہے؟

التمارين

ذیل کی مثالوں میں مفعول مطلق کا تعین کر کے اس پر مذکورہ قواعد منطبق کریں۔

(١) سرتُ سير الواثقين. (٢) أدّيت واجبي أداءً تامًّا.

(٣) آمنت بالله إيمانًا عميقًا. (٤) سجدتُ سجدتين متتاليتَيْن.

(٥) عشتُ في بلدك عيشةً مرضيةً. (٦) وتحبون المال حبًّا جمًّا.

ذیل کی مثالوں میں مفعول بہ کا تعین کریں۔

(١) يحب الله المتقن عملَه. (٢) كسوت المصحف حريرًا جميلًا.

(٣) سبحان الذي خلق الأزواج كلها. (٤) علم القرآنَ، خلق الإنسانَ.

ذیل کی مثالوں میں منادیٰ اور مندوب کا تعین کریں۔

(١) يا سعيد، أكرم أبويك. (٢) يا للكرام للفقراء.

(٣) يا للمحسنين للمظلومين. (٤) هيا ابن عم، عليك بالجماعة؟

(٥) أي صاحب العلم، اعمل بما تعلَم. (٦) حنظلة، اجعل همومك همّ الآخرة.

ذیل کی مثالوں میں مفعول فیہ اور اسکی اقسام کا تعین کریں

(١) سرتُ اليوم ميلًا. (٢) صمت هذا الشهر.

(٣) جلست قرب مجلسك. (٤) تساقطت الثلوج شتاءً.

ذیل کی مثالوں میں مفرد اور جملہ کے اعتبار سے حال کو متعین کریں اور جن مثالوں میں حال ذوالحال پر مقدم کیا گیا ہے اس کا تعین کریں۔

(١) أقبل ضاحكًا صبيٌّ. (٢) انفروا خفافًا وثقالًا. (٣) ما جاء متشائمًا أحدٌ.

(٤) ادخلوا الفصل فردًا فردًا. (٥) اقتديت الإمام مسافرَيْن. (٦) درَّست التلاميذ مسرورِينَ.

ذیل کی مثالوں میں مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کو متعین کریں۔

(١) لا أتبع إلا الحق. (٢) لكل داءٍ دواءٌ إلا الموت.

(٣) قرأت الكتاب إلا كراسةً. (٤) لا يقع في السوء إلا فاعله.

الدرس الثامن

الْحَالُ

فَصْلٌ: اَلْحَالُ: لَفْظٌ يَدُلُّ عَلٰى بَيَانِ هَيْئَةِ الْفَاعِلِ أَوِ الْمَفْعُوْلِ بِه أَوْ كِلَيْهِمَا، نَحْوُ: جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا، وَضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا، وَلَقِيْتُ عَمْرًا رَاكِبَيْنِ، وَقَدْ يَكُوْنُ الْفَاعِلُ مَعْنَوِيًّا نَحْوُ: زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا؛ لِأَنَّ مَعْنَاهُ: زَيْدٌ اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ قائِمًا، وَكَذَا الْمَفْعُوْلُ بِهِ نَحْوُ: هٰذَا زَيْدٌ قائِمًا، فَإِنَّ مَعْنَاهُ اَلْمُشَارُ إِلَيْهِ قَائِمًا هُوَ زَيْدٌ. وَالْعَامِلُ فِي الْحَالِ هُوَ فِعْلٌ اَوْ مَعْنٰى فِعْلٍ.

ترجمہ:

حال وہ لفظ ہے جس فاعل یا مفعول یا دونوں کی ھیئت کے بیان پر دلالت کرے جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا (زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اورضَرَبْتُ زَيْداًمَشْدُوْدًا (مارا میں نے زید کو اس حال میں وہ بندھا ہوا تھا) اورلَقِيْتُ عَمْرًوارَاكِبَيْنِ (ملا میں عمرو کو اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے) اور کبھی فاعل معنوی ہوتا ہے جیسے زَيد فِي الدَّارِ قائِمًا اس لیے اس کا معنی ہے زَيدُناِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ قائِمًا (زید مستقر ہے گھر میں اس حال میں کہ وہ کھڑا ہونے والا ہے) اور اسی طرح مفعول بہ جیسے هَذَازَيْدٌ قائِمًا پس اس کا معنی ہے اَلْمُشارُ إِلَيْهِ قَائِمًا ہُوَزَيْدٌ (وہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے درانحالیکہ وہ کھڑا ہونے والا ہے وہ زید ہے) اور عامل حال میں فعل ہے یا معنی فعل ہے۔

آٹھواں درس

آج کے درس میں چھ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حال کی تعریف اور مثالیں

دوسری بات: حال کبھی فاعل معنوی اور مفعول معنوی سے واقع ہوتا ہے

تیسری بات: حال کے عامل سے متعلق

چوتھی بات: حال ہمیشہ نکرہ اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔

پانچویں بات: حال کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے

چھٹی بات: حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

پہلی بات: حال کی تعریف اومثالیں

حال کی تعریف: حال وہ لفظ ہے جو صرف فاعل یا صرف مفعول یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے۔

فوائد وقیود: لَفْظٌ جنس ہے سب الفاظ کو شامل ہے یَدُلُّ عَلٰی بَیَانِ هَیْئَةِ فصل اول ہے اس سے تمیز خارج ہو گئی کیونکہ تمیز ھیئت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے۔

هَیْئَةِ الفَاعِلِ أَوِ الْمَفْعُوْلِ بِهِ أَوْكِلَیْهِمَا فصل ثانی ہے اس سے وہ چیز خارج ہو گئی جو فاعل و مفعول بہ کی ھیئت پر دلالت نہ کرے بلکہ اور کسی چیز کی ھیئت اور حالت بتلائے۔ جیسے مبتدا کی صفت مثلا زَیْدٌ اَلْعَالِمُ اَخُوْكَ میں اَلْعَالِمُ زید کی صفت ہے جو نہ فاعل ہے نہ مفعول بہ۔

مثالیں: فاعل کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال: جَاءَنِي زَیْدٌ رَاكِبًا (میرے پاس زید سوار ہو کر آیا) اس مثال میں رَاکبًا حال نے فاعل کی ھیئت بتلائی ہے۔

مفعول کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال: ضَرَبْتُ زَیْدًامَشْدُوْدًا (میں نے زید کو مارا درانحالیکہ وہ بندھا ہوا تھا) اس مثال میں مَشْدُوْدًاحال واقع ہے زَیْدًا سے جو کہ ضَرَبْتُ فعل کا مفعول ہے یہاں مَشْدُوْدًا نے زَیْدًا جو کہ مفعول بہ کی حالت بیان کی ہے۔

فاعل اور مفعول دونوں کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال: لَقِیْتُ عَمْرًوارَاكِبَیْنِ (میں نے عمر سے ملاقات کی درانحالیکہ میں اور عمر دونوں سوار تھے) جس طرح حال اس مفعول کی حالت بیان کرتا ہے جو لفظوں میں موجود ہو اسی طرح مفعول کی بھی حالت یان کرتا ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ معنوی ہو یعنی مقدر ہو۔

دوسری بات: حال کبھی فاعل معنوی اور مفعول معنوی سے واقع ہوتا ہے

مثالیں: فاعل معنوی سے حال واقع ہونے کی مثال: زَیْدٌ فِي الدَّارِ قائِمًا اس مثال میں قائِمًا حال واقع ہے فاعل معنوی سے تقدیری عبارت یوں ہو گی زِیدُنِاسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ قائِمًا اب یہاں قائِمًا اِسْتَقَرَّ فعل معنوی کی ضمیر ھو فاعل سے حال واقع ہے۔

مفعول معنوی سے حال واقع ہونے کی مثال: هذَازَیْدٌ قَائِمًا اس مثال میں قَائِمًازَیْدٌ سے حال واقع ہے اور زَیْدٌ مفعول معنوی ہے اس لیے کہ لفظ کے اعتبار سے بیشک یہ خبر ہے مبتدا کی لیکن اشارہ اور تنبیہ سے جو اس کا معنی سمجھا جاتا ہے وہ ہے اُنَبِّهُ وَ اُشِیْرُ زَیْدًا حَالَ كَوْنِهِ قَائِمًا لہٰذا یہاں زید بواسطہ حرف جر مفعول معنوی ہوا اسی سے قَائِمًا حال واقع ہے۔

تیسری بات: حال کے عامل سے متعلق

حال کا عامل: حال میں عامل فعل ہوتا ہے خواہ وہ فعل لفظا موجود ہو یا مقدر ہو یا وہ عامل معنی فعل ہوتا ہے (معنی فعل سے مراد اسم فاعل،، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مصدر وغیرہ ہے) جیسے هَذَارَجُلٌ قَائِمًا میں اُشِیْرُ یا اُنَبِّهُ فعل مقدر ہے جو قَائِمًا حال کا عامل ہے اسی طرح یَا زَیْدٌ قَائِمًا میں اَدْعُوْ فعل مقدر ہے جو کہ قَائِمًا حال کا عامل ہے۔

الدرس التاسع

وَالْحَالُ نَكِرَةٌ أَبَدًا وَذُو الْحَالِ مَعْرِفَةٌ غَالِبًا كَمَا رَأَيْتَ فِي الْأَمْثِلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ، فَإِنْ كَانَ ذُو الْحَالِ نَكِرَةً يَجِبُ تَقْدِيمُ الْحَالِ عَلَيْهِ نَحْوُ: جَاءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ؛ لِئَلَّا يَلْتَبِسَ بِالصِّفَةِ فِيْ حَالَةِ النَّصْبِ فِيْ مِثْلِ قَوْلِكَ: رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا. وَقَدْ تَكُوْنُ الْحَالُ جُمْلَةً خَبَرِيَّةً نَحْوُ: جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَغُلَامُهُ رَاكِبٌ أَوْ يَرْكَبُ غُلَامُهُ، وَمِثَالُ مَا كَانَ عَامِلُهَا مَعْنَى الْفِعْلِ نَحْوُ: هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا، مَعْنَاهُ أُنَبِّهُ وَأُشِيْرُ، وَقَدْ يُحْذَفُ الْعَامِلُ لقيامِ قَرِيْنَةٍ كَمَا تَقُوْلُ لِلْمُسَافِرِ: سَالِمًا غَانِمًا أَيْ تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا.

ترجمہ:

اور حال میں عامل فعل ہوتا ہے یا معنی فعل اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ پچھلی مثالوں میں دیکھ چکے ہیں پس اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے جَاءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ تاکہ حالت نصب میں حال کا صفت کے ساتھ التباس اور مشابہت نہ ہو جائے جیسے آپ کا قول رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا اور کبھی کبھی حال جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَغُلَامُهُ رَاكِبٌ (آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا) اور مثال اس حال کی جس کا عامل معنی فعل ہے یہ ہے جیسے هَذَا زَيْدٌ قَائِمًا اس کا معنی ہے أُنَبِّهُ وَ أُشِيْرُ اور کبھی کبھی حال کا عامل قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے جیسے تو کہتا ہے مسافر کا سَالِمًا غَانِمًا (تو لوٹتا ہے اس حال میں کہ سلامتی والا ہے اور غنیمت حاصل کرنے والا ہے)

نواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں:

پہلی بات: حال ہمیشہ نکرہ اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔

دوسری بات: حال کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے

تیسری بات: حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

پہلی بات: حال ہمیشہ نکرہ اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔

حال کے نکرہ اور ذوالحال کے معرفہ ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ حال حقیقت میں خبر و محکوم بہ ہوتا ہے اور محکوم بہ میں اصل نکرہ ہے لہٰذا حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال کے معرفہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ذوالحال حقیقت میں محکوم علیہ ہوتا

ہے محکوم علیہ اصل میں معرفہ ہوتا ہے کبھی ذوالحال بھی نکرہ ہوتا ہے۔

ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے: کیونکہ اس صورت میں حالت نصب میں حال کا صفت سے التباس ہو جائے گا جیسے رَأَیْتُ رَجُلًا رَاکِبًا (دیکھا میں نے آدمی کو درانحالیکہ وہ سوار تھا) اس مثال میں رَاکِبًا رَجُلًا کے لیے حال واقع ہے اور رَاکِبًا رَجُلًا کی صفت بھی بن سکتی ہے پس راکب میں حال اور صفت دونوں بننے کی صلاحیت ہے۔ اب اگر ہم رَاکِبًا کو حال ہی بنانا چاہتے ہیں تو رَاکِبًا کو رَجُلًا پر مقدم کریں گے اور عبارت یوں ہو گی رَأَیْتُ رَاکِبًا رَجُلًا اس صورت میں رَاکِبًا کا حال ہونا معین ہو گا اس لیے کہ حال ذوالحال پر مقدم ہو سکتا ہے لیکن صفت موصوف پر مقدم نہیں ہو سکتی ہے لہٰذا حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہو گا۔

دوسری بات: حال کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے

مثال: جَاءَنِيْ زَیْدٌ وَغُلَامُهٗ رَاکِبٌ (آیا میرے پاس زید درانحالیکہ اس کا غلام سوار تھا) اس مثال میں زَیْدٌ ذوالحال ہے اور اس میں واو حالیہ ہے غُلَامُهٗ رَاکِبٌ جملہ خبریہ ہو کر زَیْدٌ ذوالحال سے حال واقع ہے۔

حال کا عامل معنوی فعل بھی ہوتا ہے

جس طرح حال کا عامل فعل ہوتا ہے اسی طرح حال کا عامل معنی فعل بھی ہوتا ہے۔ جیسے هٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا اس مثال میں قَائِمًا معنی فعل سے حال واقع ہے جو کہ اُنَبِّهُ اور اُشِیْرُ ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

تیسری بات: حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

مثال: کوئی شخص سفر سے واپس آتا ہے تو آپ اس کو کہتے ہیں سَالِمًا غَانِمًا اصل عبارت یوں تھی تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا چونکہ مسافر کی ظاہری حالت بتلا رہی ہے کہ وہ سفر سے واپس آیا ہے اس لیے آپ نے تَرْجِعُ فعل کو حذف کر دیا اور سَالِمًا غَانِمًا کو ذکر کر دیا اور یہ صورت جائز ہے۔

ترکیب: تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا اس مثال میں تَرْجِعُ فعل ہے اور ضمیر اَنْتَ ذوالحال ہے سَالِمًا اَنْتَ ضمیر سے حال واقع ہے اور غَانِمًا یا اَنْتَ ضمیر سے حال ثانی واقع ہے یا سَالِمًا کی صفت واقع ہے۔

الدرس العاشر

اَلتَّمْيِيْزُ

فَصْلٌ: اَلتَّمْيِيْزُ هُوَ نَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِنْ عَدَدٍ أَوْ كَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ أَوْ مَسَاحَةٍ أَوْ غَيْرَ ذٰلِك مِمَّا فِيْهِ إِبْهَامٌ تَرْفَعَ ذٰلِك الْإِبْهَامَ نَحْوُ: عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا، وَقَفِيْزَانِ بُرًّا، وَمَنْوَانِ سَمْنًا، وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وما فى السماء قدر راحة سحاباً، وَعَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا. وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ غَيْرِ مِقْدَارٍ نَحْوُ: هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا وَسِوَارٌ ذَهَبًا، وَفِيْهِ الْخَفْضُ أَكْثَرُ. وَقَدْ يَقَعُ بَعْدَ الْجُمْلَةِ لِرَفْعِ الْإِبْهَامِ عَنْ نِسْبَتِهَا نَحْوُ: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا أَوْ عِلْمًا أَوْ أَبًا.

ترجمہ:

تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو ذکر کیا جاتا ہے مقدار کے بعد یعنی عدد یا کیل یا وزن یا مساحت یا ان کے علاوہ اس چیز کے بعد جس میں ابہام ہو تمیز اس ابہام کو دور کرتا ہے جیسے عِنْدِي عِشْرُوْنَ دِرْہَمًا وَقَفِيْزَانِ بُرًّا وَمَنْوَانِ سَمْنًا وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وَعَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا اور کبھی تمیز غیر مقدار سے ہوتی ہے جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا (یہ انگوٹھی لوہے کی ہے) وَسِوَارٌ ذَهَبًا (اور کنگھن سونے کا ہے) اور اس میں کسرہ اکثر آتا ہے اور کبھی تمیز جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے اس جملے سے ابہام کو دور کرنے کے لیے جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْعِلْمًا أَوْأَبًا (زید خوش ہوا اپنے نفس کے لحاظ سے یا علم کے اعتبار سے یا باپ کے اعتبار سے)

دسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: تمیز کی تعریف اور مثال

دوسری بات: تمیز کبھی غیر مقدار سے بھی ابہام دور کرتی ہے

تیسری بات: تمیز جملہ کی نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے

پہلی بات: تمیز کی تعریف اور مثالیں

تمیز کی تعریف: تمیز وہ نکرہ ہے جو مقدار کے بعد ذکر کیا جائے خواہ وہ مقدار عدد ہو یا کیل ہو یا وزن ہو یا مساحت ہو یا ان کے علاوہ ایسی چیز ہو جس میں ابہام ہو یہ اس ابہام کو دور کرتا ہے۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ جو چیز ابہام کو دور کرتی ہے اسے تمیز کہتے ہیں اور جس چیز سے ابہام دور کیا جاتا ہے اسے ممیَّز اور اسم تام کہتے ہیں۔

اسم تام ہونے کا مطلب: یہ ہے کہ وہ اسم مضاف نہ بن سکتا ہو یعنی کسی دوسرے اسم کی طرف اس کی اضافت نہ ہو سکتی ہو۔ مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی بھی اضافت دوسری چیز کی طرف نہیں ہو سکتی ہے لہٰذا یہ اسم تام کہلائے گا۔

اسم تام کا تمیز کو نصب دینے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ تام ہونے میں فعل کے مشابہ ہوتا ہے جس طرح فعل فاعل کے ساتھ تام ہو جاتا ہے تو مفعول کو نصب دیتا ہے اسی طرح جب اسم مذکورہ چیزوں سے تام ہو جاتا ہے تو وہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

اسم چند چیزوں سے تام ہوتا ہے

۱)... تنوین لفظی سے۔ جیسے عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتًا اس میں رطل میں تنوین ہے اس لیے یہ اسم تام ہے۔

۲)... تنوین تقدیری ہے جیسے عِنْدِيْ اَحَدَعَشَرَ دِرْہَمًا اس میں اَحَدَعَشَرَ اصل اَحَدَوَ عِشْر تھا یہ بھی اسم تام ہے۔

۳)... نون تثنیہ سے۔ جیسے عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا اس میں قفیزان میں نون تثنیہ کا ہے اس لیے یہ تام ہے۔

۴)... نون جمع سے۔ جیسے هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا اس میں أَخْسَرِيْنَ کا نون جمع کا ہے۔

۵)... مضاف ہونا۔ جیسے عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا اس میں مِثْلُهَا مضاف ہے۔ یہ اسم تام ہے اس لیے کہ یہ دوسری چیز کی طرف دوبارہ مضاف نہیں ہو سکتا ہے۔

تمیز کا مقدار والی صورتوں سے ابہام دور کرنے کی مثالیں

عدد سے ابہام دور کرنے کی مثال: عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْہَمًا اس مثال میں عِشْرُوْنَ ممیَّز اسم تام ہے اور دِرْہمًا اس کی تمیز ہے جس نے عدد سے ابہام کو دور کر دیا ہے یعنی میرے پاس بیس درہم ہیں۔

کیل سے ابہام دور کرنے کی مثال: عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز گندم ہیں) اس مثال میں قَفِیْزَانِ ممیَّز ہے جس نے کیل سے ابہام دور کر دیا۔

مساحت (پیمائش) سے ابہام دور کرنے کی مثال: عِنْدِيْ جَرِيْبَانِ قُطْنًا (میرے پاس دو جریب کپاس ہیں) جریب زمین ناپنے کا ایک آلہ ہوتا ہے اس مثال میں جَرِيْبَانِ ممیَّز ہے اور اسم تام قُطْنًا اس کی تمیز ہے جس نے مساحت سے ابہام کو دور کر دیا۔

مقیاس سے ابہام دور کرنے کی مثال: عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا (کھجور پر اس کے مثل مکھن ہے) اس مثال میں مِثْلُهَا ممیَّز ہے زُبْدًا اس کی تمیز ہے جس نے مِثْلُهَا کے اندر جو ابہام تھا اسے دور کر دیا مقیاس سے مراد وہ چیز ہے جس سے کسی چیز کا اندازہ کریں اس میں کھجور پر جو مکھن ہے اندازہ سے اس کو کھجور کے مثل بتلایا گیا ہے۔

دوسری بات: تمیز کبھی غیر مقدار سے بھی ابہام دور کرتی ہے

تمیز کبھی مقدار سے ابہام کو دور کرتی ہے۔ جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا اس مثال میں خَاتَمٌ ممیّز ہے اس میں ابہام ہے کہ انگوٹھی کس جنس کی ہے سونے کی یا چاندی کی یا لوہے کی تو حَدِيْدًا نے اس کے ابہام کو دور کر دیا۔ اور جیسے هٰذَا سِوَارٌ ذَهَبًا

اس مثال میں سِوارٌ ممیّز میں ابہام ہے کہ کنگھن کس جنس کا ہے لوہے کا یا چاندی وغیرہ کا ذَهَبًا نے اس ابہام کو دور کر دیا۔
غیر مقدار والی صورت کا اعراب: اس تمیز میں اکثر جر آئے گا کیونکہ مفرد غیر مقدار مضاف ہو گا اور تمیز مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہو گی۔

تیسری بات: تمیز جملہ کی نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے

مثال: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْعِلْمًا أَوْأَبًا (اچھا ہے زید نفس کے لحاظ سے یا علم کے لحاظ سے یا باپ کے لحاظ سے) اس مثال میں طَابَ فعل کی جو نسبت زَيْدٌ فاعل کی طرف تھی اس میں ابہام تھا نَفْسًا نے جملہ کی نسبت میں جو ابہام تھا اس ابہام کو دور کر دیا ہے اسی طرح طَابَ زَيْدٌ عِلْمًا اور طَابَ زَيْدٌ أَبًا اس مثال میں عِلْمًا اور أَبًا نے نسبت سے ابہام کو دور کر دیا۔

الدرس الحادی عشر

اَلْمُسْتَثْنٰى

فَصْلٌ: اَلْمُسْتَثْنٰى لَفْظٌ يُذْكَرُ بَعْدَ إِلَّا وَأَخَوَاتِهَا لِيُعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلٰى مَا قَبْلَهَا. وَهُوَ عَلَى قِسْمَيْنِ: مُتَّصِلٌ وَهُوَ مَا اُخْرِجَ عَنْ مُتَعَدِّدٍ بِإِلَّا وَأَخَوَاتِهَا نَحْوُ: جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا، وَمُنْقَطِعٌ وَهُوَ الْمَذْكُوْرُ بَعْدَ إِلَّا وَأَخَوَاتِهَا غَيْرَ مُخْرَجٍ عَنْ مُتَعَدِّدٍ لِعَدَمِ دُخُوْلِهِ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا.واعلم ان إِعْرَابُ الْمُسْتَثْنٰى عَلَى أَرْبَعَةِ اَقسَامٍ: فَإِنْ كَانَ مُتَّصِلًا وَقَعَ بَعْدَ اِلَّا فِيْ كَلَامٍ مُوْجَبٍ اَوْ مُنْقَطِعًا كمَا مَرَّ، وَمُقَدَّمًا عَلَى الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ نَحْوُ: جَاءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا اَحَدٌ، اَوْ كَانَ بَعْدَ خَلَا وعدا عِنْدَ الْأَكْثَرِ، اَوْ بَعْدَمَا خَلَا وَمَا عَدَا وَلَيْسَ وَلا يَكُوْنُ نحو جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا اِلَخْ كان مَنْصُوْبًا، وَاِنْ كَانَ بَعْدَ اِلَّا فِيْ كَلَامٍ غَيْرِ مُوْجَبٍ وَهُوَ كُلُّ كَلَامٍ يَكُوْنُ فِيْهِ نَفْيٌ وَنَهْيٌ وَاِسْتِفْهَامٌ وَالْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ مَذْكُوْرًا يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ وَالْبَدْلُ عَمَّا قَبْلَهَا نَحْوُ: مَا جَاءَنِى اَحَدٌ إِلَّا زَيْدًا وَإِلَّا زَيْدٌ، وَإِنْ كَانَ مُفَرَّغًا بِأَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ إِلَّا فِيْ كَلَامٍ غَيْرِ مُوْجَبٍ وَالْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ غَيْرَ مَذْكُوْرٍ كَانَ إِعْرَابُهُ بِحَسْبِ الْعَوَامِلِ تَقُوْلُ: مَا جَاءَنِيْ إِلَّا زَيْدٌ، وَمَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا، وَمَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ، وَإِنْ كَانَ بَعْدَ غَيْرَ وَسِوٰى وَسَوَاءَ وَحَاشَا عِنْدَ الْأَكْثَرِ كَانَ مَجْرُوْرًا نَحْوُ: جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَسِوٰى زَيْدٍ وَسَوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدٍ.

ترجمہ:

مستثنٰی وہ لفظ ہے جو اِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہوتا ہے تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کی طرف وہ چیز منسوب نہیں ہے جو اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے اور وہ (مستثنٰی) دو قسم پر ہے متصل اور وہ ہے جو نکالا گیا ہو متعدد سے اِلَّا اور اس کے اخوات کے ذریعے جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا یا منقطع ہے اور وہ ہے جو مذکور ہو اِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد درانحالیکہ نہ نکالا گیا ہو متعدد سے اس لیے وہ مستثنٰی منہ میں پہلے ہی سے داخل نہیں تھا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا جان لیجیے کہ مستثنٰی کے اعراب چار اقسام پر ہیں پس اگر وہ مستثنٰی متصل واقع ہے اِلَّا کے بعد کلام موجب میں یا منقطع ہو جیسے پہلے گذر چکا ہے اور مستثنٰی مستثنٰی منہ پر مقدم ہو جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا اَحَدٌ یا عَدَا اور خَلَا کے بعد اکثر کے ہاں مَا خَلا اور مَا عَدَا اور لَيْسَ اور لَا يَكُوْنُ کے بعد جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا اِلَخْ تو منصوب ہوگا اگر مستثنٰی اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہے (کلام غیر موجب) وہ کلام ہے کہ اس میں نفی، نہی، استفہام ہو اور مستثنٰی منہ مذکور ہو تو اس صورت میں دو وجہیں جائز ہیں ایک یہ کہ وہ منصوب ہوگا اور دوسری یہ کہ وہ اِلَّا کے ماقبل کے لیے بدل ہوگا۔ جیسے مَا جَاءَ اَحَدٌ إِلَّا زَيْدًا وَإِلَّا زَيْدٌ (نہیں آیا میرے پاس کوئی مگر زید) اور اگر مستثنٰی مفرغ ہو اس طور پر کہ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنٰی منہ مذکور نہ ہو تو اس کے اعراب عوامل کے اعتبار سے ہونگے جیسے مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدٌ (میرے پاس نہیں آیا مگر زید) مَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا (اور میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو) مَامَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ (اور میں نہیں گذرا مگر زید کے ساتھ) اگر مستثنٰی غَيْرَ کے اور سِوٰی کے اور سَوَاءَ اور حَاشَا کے بعد واقع ہو تو اکثر کے ہاں مستثنٰی مجرور ہوگا جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَسِوٰى زَيْدٍ وَسَوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدٍ۔

گیارواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مستثنٰی کی تعریف — دوسری بات: مستثنٰی کی اقسام

تیسری بات: مستثنٰی کے اعراب کے اعتبار سے چار اقسام کا ذکر — چوتھی بات: لفظ غَيْر کے اعراب سے متعلق

پانچویں بات: لفظ غَيْر اور اِلَّا کے ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہونے کا ذکر

پہلی بات: مستثنٰی کی تعریف

مستثنٰی وہ لفظ ہے جو اِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہوتا کہ معلوم ہو جائے کہ اس کی طرف وہ حکم منسوب نہیں کیا گیا جو اِلَّا اور اس کے اخوات کے ماقبل کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اخوات إِلَّا یہ ہیں: خَلَا، عَدَا، مَاخَلَا، مَاعَدَا، حَاشَا،لَيْسَ ، لَايَكُوْنُ

دوسری بات: مستثنیٰ کی اقسام

مستثنی کی دو قسمیں ہیں: (۱) مستثنیٰ متصل (۲) مستثنیٰ منقطع

مستثنیٰ متصل کی تعریف: مستثنیٰ متصل وہ ہے جو متعدد سے إِلَّا اور اس کے اخوات کے ذریعے سے نکالا گیا ہے۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

مستثنیٰ منقطع کی تعریف: مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو إِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو اس حال میں کہ اسے متعدد سے نکالا نہ گیا ہو۔ کیونکہ وہ پہلے ہی متعدد میں شامل نہیں ہے۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا

تیسری بات: مستثنیٰ کے اعراب کے اعتبار سے چار اقسام کا ذکر

فائدہ: مستثنیٰ کے اعراب بیان کرنے سے پہلے چند اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے۔

کلام موجب: وہ کلام ہے جس میں نفی نہی استفہام نہ وہ۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

کلام غیر موجب: وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی، استفہام ہو۔ جیسے مَا جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

مستثنیٰ مفرغ: وہ کلام جس میں مستثنیٰ مذکور نہ ہو۔ جیسے مَا جَاءَنِيْ إِلَّا زَيْدٌ

اعراب کے اعتبار سے مستثنیٰ کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: مستثنیٰ منصوب پڑھا جائے گا اس کی پانچ صورتیں ہیں:

پہلی صورت: مستثنیٰ متصل إِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا اس مثال میں زید مستثنیٰ متصل ہے اور إِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہے لہٰذا اس کو منصوب پڑھا جائے گا۔

دوسری صورت: مستثنیٰ منقطع ہو خواہ کلام موجب میں ہو یا کلام غیر موجب میں ہو۔

کلام موجب کی مثال: جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا

کلام غیر موجب کی مثال: مَا جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا

تیسری صورت: مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو اور کلام غیر موجب میں ہو۔ جیسے مَاجَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا اَحَدٌ اس مثال میں زَيْدًا مستثنیٰ ہے جو کہ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہے اور کلام غیر موجب میں واقع ہے لہٰذا منصوب پڑھا جائے گا۔

ان تین صورتوں میں مستثنیٰ کو منصوب پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ ان تین صورتوں میں مستثنیٰ فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے اور ان میں ماقبل سے بدل واقع ہونے کا احتمال بھی نہیں ہے لہٰذا مستثنیٰ کو منصوب پڑھا جائے گا۔

چوتھی صورت: عَدَا اور خَلاَ کے بعد اکثر مستثنیٰ منصوب پڑھا جائے گا۔

جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا، جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًاعَدَا اور خَلَا کے بعد اکثر کے ہاں مستثنیٰ منصوب پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ ان کے ہاں یہ دونوں فعل ہیں۔ جیسے خَلَا يَخْلُوْ اور عَدَايَعْدُوْ عَدَا اور خَلَا کا فاعل وہ ضمیر ہے جو ان میں مستتر ہے جو فعل کے مصدر کی طرف لوٹتی ہے اور ان کے مابعد مستثنیٰ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا اصل عبارت یوں ہوگی جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا مَجِيْئُهمْ زَيْدًا (میرے پاس قوم اس حال میں آئی کہ ان کا آنا زید سے تجاوز کرنے والا تھا)

پانچویں صورت: مَا خَلَا اور مَا عَدَا اور لَيْسَ اور لَا يَكُوْنُ کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا۔

جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ مَاخَلَازَيْدًا، جَاءَنِي الْقَوْمُ مَا عَدَازَيْدًا، جَاءَنِي الْقَوْمُ لَيْسَ زَيْدًا، جَاءَنِي الْقَوْمُ لَا يَكُوْنُ زَيْدًا

دوسری قسم: مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو اس میں اعراب کے اعتبار سے دو وجہیں پڑھنا جائز ہے: (۱) نصب (۲) ماقبل سے بدل

نصب پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ مستثنیٰ متصل ہے جو کہ فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے لہٰذا منصوب پڑھیں گے۔

ماقبل سے بدل واقع ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ بدل کلام میں مقصود ہوتا ہے اور بدل کے لیے کوئی مانع بھی نہیں ہے لہٰذا یہ بدل واقع ہوگا۔ مَا جَاءَ أَحَدٌ إِلَّا زَيْدٌ

منصوب پڑھنے کی مثال: مَا جَاءَ أَحَدٌ إِلَا زَيْدًا

بدل پڑھنے کی مثال: مَا جَاءَ أَحَدٌ إِلَّا زَيْدٌا س میں زَيْدٌ أَحَدٌ مستثنیٰ منہ سے بدل واقع ہے۔

تیسری قسم: جب مستثنیٰ مفرّغ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس کا اعراب بحسب العوامل ہوگا یعنی عامل اگر رافع ہو تو مستثنیٰ پر بھی رفع ہوگا جیسے مَا جَاءَنِيْ إِلَّا زَيْدٌ مستثنیٰ فاعل ہے جَاءَنِيْ فعل کے لیے لہٰذا مرفوع ہوگا۔

ض... اور اگر عامل ناصب ہوگا تو مستثنیٰ پر بھی نصب آئے گا جیسے مَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا اس مثال میں زَيْدًا مستثنیٰ ہے اور مَا رَأَيْتُ فعل کے لیے مفعول واقع ہے۔

ض... اور اگر عامل جارہ ہوگا تو مستثنیٰ پر بھی جر آئے گا۔ جیسے مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ اس مثال میں زَيْد مجرور ہے اس پر عامل حرف جر باء ہے۔

چوتھی قسم: مستثنیٰ اگر غَيْرَ یا سِوٰی یا سَوَاءَ یا حَاشَا کے بعد آئے تو اکثر نحویوں کے ہاں مجرور ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَسِوٰى زَيْدٍ وَسَوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدٍ

غَيْرَ ، سِوٰى، سَوَاءَ، حَاشَا ان حروف کے بعد مستثنیٰ مجرور ہونے کی وجہ: اکثر نحوی حضرات فرماتے ہیں کہ ان حروف کے بعد مستثنیٰ مجرور اس لیے ہوگا کہ یہ مضاف ہوں گے اور مستثنیٰ مضاف الیہ ہوگا اور حاشَا کے بعد مستثنیٰ اس لیے مجرور ہوگا کہ اکثر نحویوں کے ہاں یہ حرف جر ہے جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ بعض نحویوں کے ہاں حَاشَا فعل ہے اوراس صورت میں زیدا مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدًا

الدرس الثانی عشر

وَاعْلَمْ! اَنَّ إِعْرَابَ غَيرَ كَإِعْرَابِ الْمُسْتَثْنٰى بِإِلَّا تَقُوْلُ: جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ، وَمَا جَاءَنِي غَيْرَ زَيْدٍ اَلْقَوْمِ، وَمَا جَاءَنِيْ أَحَدٌ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرَ زَيْدٍ، وَمَا جاءنى غيرُ زيد وما رايت غَيْرَ زَيْدٍ، وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ. وَاعْلَمْ اَنَّ لَفْظَةَ «غَيْرُ» مُوْضُوْعَةٌ لِلصِّفَةِ وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلْاِسْتِثْنَاءِ، كَمَا أَنَّ لَفْظَةَ إِلَّا مُوْضُوْعَةٌ لِلْاِسْتِثْنَاءِ وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلصِّفَةِ، كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا، أَيْ غَيْرُ اللّٰهِ، كَذٰلِكَ قَوْلُكَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

ترجمہ:

اور جان لو کہ غَیرَ کا اعراب مستثنیٰ بہ إِلَّا کے اعراب کی طرح ہے جیسے تو کہے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَنِيْ غَيْرَ زَيْدٍ اَلْقَوْمِ وَمَا جَاءَنِي أَحَدٌ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرَ زَيْدٍوَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِزَيْدٍ وَاعْلَمْ اَنَّ لَفْظَة غَيْرَ زَيْدٍ اَلْقَوْمِ وَمَا جَاءَنِيْ أَحَدٌ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرَ زَيْدٍوَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِزَيْدٍاور جان لو کہ بے شک لفظ غَیر صفت کے واسطے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی استثناء کے واسطے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بے شک لفظ إِلَّا استثناء کے واسطے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی صفت کے واسطے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا(اگر زمین اور آسمان میں بہت معبود ہوتے سوائے اللہ کے تو البتہ زمین و آسمان میں فساد بر ہو جاتا)اور اسی طرح تیرا قول لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے)

بارہواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: لفظ غَیرُ کے اعراب سے متعلق

دوسری بات: لفظ غَیرُ اور اِلَّا کے ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہونے کا ذکر

پہلی بات: لفظ غَیْرَ کے اعراب سے متعلق

لفظ غَیْرَ کے اعراب مستثنیٰ کے اعراب کی طرح پانچ صورتوں پر ہیں:

پہلی صورت: مستثنیٰ متصل اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو غیر منصوب ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ

دوسری صورت: مستثنیٰ منقطع ہو تو غَیرُ منصوب ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ حِمَارٍ

تیسری صورت: کلام غیر موجب میں مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو تو منصوب ہوگا۔ جیسے مَا جَاءَنِيْ غَيْرَ زَيْدٍ اَلْقَوْمِ

چوتھی صورت: کلام غیر موجب میں مستثنیٰ اِلَّا کے بعد واقع اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو تو غَیرُ کو نصب پڑھنا بھی جائز ہے اور مستثنیٰ ما قبل سے بدل واقع ہونے کی صورت میں رفع بھی پڑھ سکتے ہیں ۔ جیسے مَا جَاءَنِيْ أَحَدٌ غَيْرُ زَيْدٍ، مَا جَاءَنِيْ أَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ

پانچویں صورت: مستثنیٰ مفرّغ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور نہ ہو تو غَیْرَ کا اعراب بھی حسب العوامل ہوگا۔ رفع کی مثال: مَا جَاءَنِيْ غَيْرُ زَيْدٍ، نصب کی مثال: مَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ، جر کی مثال: مَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ

دوسری بات: لفظ غَیْرَ اور الا کا ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہونے کا ذکر

ض... لفظ غَیْرَ کبھی اِلَّا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ

ض... کبھی غَیْرَ کی جگہ اِلَّا صفت کے لیے آتا ہے۔ جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا

یہاں اِلَّا کو استثناء کے لیے نہیں بنا سکتے کیونکہ اس صورت میں دو خرابیاں لازم آئیں گی:

پہلی خرابی: یہ لازم آئے گی کہ اٰلِهَةٌ جمع منکور (نکرہ) ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جمع منکور سے استثناء بنانا جائز نہیں ہے۔

دوسری خرابی: یہ لازم آئے گی کہ اس کے معنی میں خرابی لازم آئے گی کیونکہ اِلَّا کو استثناء کے لیے بنائیں گے تو مذکورہ آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اگر زمین وآسمان میں کوئی الٰہ ہوتا مگر اللہ اللہ تو فساد ہو جاتا۔ اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ اللہ ان الٰہ کے ساتھ ہے اس لیے فساد نہیں ہوا لیکن اللہ ان کے ساتھ نہ ہوتا تو فساد ہو جاتا حالانکہ یہ آیت توحید کو بیان کر رہی ہے یعنی زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ ہوتا تو فساد پڑ جاتا۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ: اس مثال میں بھی اِلَّا استثناء کے لیے بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر استثناء کے لیے بنائیں گے تو مستثنیٰ متصل بنائیں گے اور یا منقطع اگر مستثنیٰ متصل بنائیں گے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ معبود برحق اللہ کے سوا کوئی نہیں لازم آتا ہے کہ معبودان باطلہ ہیں اور اگر مستثنیٰ منقطع بنائیں گے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ معبودان باطلہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے تو لازم آتا ہے کہ معبودان برحق ہیں جب کہ دونوں معنی غلط ہیں یہاں یہ اِلَّا غَیْرَ کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

الدرس الثالث عشر

خَبَرُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا

فَصْلٌ: خَبَرُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا، وَحُكْمُهُ كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَإِ، إِلَّا أَنَّهُ يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهُ عَلَى اَسْمَائِهَا مَعَ كَوْنِهِ مَعْرِفَةً بِخِلَافِ خَبَرِ الْمُبْتَدَإِ نَحْوُ: كَانَ الْقَائِمَ زَيْدٌ.

ترجمہ:

كَانَ اور اس کے اخوات کی خبر وہ مسند ہوتی ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا اور حکم اس کا مبتدا کی خبر کے حکم کی مانند ہے سوائے اس بات کے کہ كانَ اور اس کے اخوات کی خبر جب معرفہ وہ تو ان کے اسماء پر مقدم کرنا جائز ہے جب کہ مبتدا کی خبر جب معرفہ ہے تو اسے مبتدا پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے كَانَ الْقَائِمُ زَيْدٌ

تیرواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: كانَ اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف

دوسری بات: كانَ کی خبر اور مبتدا کی خبر میں فرق

پہلی بات: كانَ اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف

كَانَ اور اس کے اخوات کی خبر وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا تھا) اس میں قَائِمًا كَانَ کی خبر ہے جو کہ کان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔

كَانَ اور اس کے اخوات کی خبر کا حکم: مبتدا کی خبر کی طرح ہے۔ جیسے مبتدا کی خبر مفرد، جملہ، معرفہ، نکرہ، واحد اور متعدد ہوتی ہے اسی طرح كَانَ اور اس کے اخوات کی خبر بھی سب احکام میں مبتدا کی خبر کے مثل ہے۔

دوسری بات: كَانَ کی خبر اور مبتدا کی خبر میں فرق

كَانَ اور اس کے اخوات کی خبر اور مبتدا کی خبر میں صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ كانَ اور اس کے اخوات کی خبر جب معرفہ ہو تو اپنے اسم پر مقدم ہو سکتی ہے یعنی اس کا اپنے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے كَانَ الْقَائِمُ زَيْدٌ کہنا درست ہے بر خلاف مبتدا کی خبر کے کہ اس کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے جب وہ معرفہ ہو کیونکہ اس صورت میں مبتدا اور خبر میں التباس ہو جائے گا جب کہ كانَ اور اس کے اخوات کی خبر اور اسم کے اعراب مختلف ہونے کی وجہ سے التباس کا اندیشہ نہیں ہے۔

الدرس الرابع عشر

اَلْمَنْصُوْبُ بِلَا اَلَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ

فَصْلٌ: اِسْمُ إِنَّ وَأَخَوَاتِهَا وَهُوَ الْمَسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا نَحْوُ: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

فَصْلٌ: اَلْمَنْصُوْبُ بِلَا اَلَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ هُوَ الْمُسْنَدُ إِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا وَيَلِيْهَا نَكِرَةٌ مُضَافَةٌ نَحْوُ: لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ، أَوْ مُشَابِهٌ لَهَا نَحْوُ: لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ، فَإِنْ كَانَ بَعدَ لَا نَكِرَةً مُفْرَدَةً تُبْنٰى عَلَى الْفَتْحِ نَحْوُ: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ، وَإِنْ كَانَ مَعْرِفَةً أَوْ نَكِرَةً مَفْصُوْلًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ «لَا» كَانَ مَرْفُوْعًا، وَيَجِبُ تَكْرِيْرُ «لَا» مَعَ اِسْمٍ آخَرَ، تَقُوْلُ: لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو، وَلَا فِيْهَا رَجُلٌ وَلَا اِمْرَأَةٌ، وَيَجُوْزُ فِي مِثْلِ «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» خَمْسَةُ أَوْجُهٍ: فَتْحُهُمَا، وَرَفْعُهُمَا، وَفَتْحُ الْأَوَّلِ وَنَصْبُ الثَّانِي، وَفَتْحُ الْأَوَّلِ وَرَفْعُ الثَّانِيْ، وَرَفْعُ الْأَوَّلِ وَفَتْحُ الثَّانِي، وَقَدْ يُحْذَفُ اِسْمُ «لَا» لِقَرِيْنَةٍ نَحْوُ: «لَا عَلَيْكَ» أَيْ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ.

ترجمہ:

إِنَّ اوراس کے اخوات کا اسم وہ ہے جوان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو جیسے إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ (بے شک زید کھڑا ہے)

اَلْمَنْصُوْبُ بِلَا اَلَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ وہ ہے جو مسند الیہ ہو سا کے داخل ہونے کے بعد درانحالیکہ اس کے ساتھ ملا ہو نکرہ مضاف جی سے لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ یا مشابہ مضاف ہو جیسے لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ پس اگر لَا کے بعد نکرہ مفرد ہو تو وہ مبنی بر فتحہ ہوگا جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ اور اگر لَا کے بعد معرفہ ہو یا ایسا نکرہ ہو جس کے اور لَا کے درمیان فاصلہ ہو تو وہ نکرہ مرفوع ہوگا اور لَا کا مکرر لانا واجب دوسرے اسم کے ساتھ جیسے لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَ لَا عَمْرٌو وَ لَا فِيْهَا رَجُلٌ وَلَا اِمْرَأَةٌ (اس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے أَزَيْدٌ فِي الدَّارِ أَامْرَأَة) اور جائز ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ جیسی مثالوں میں پانچ وجہیں دونوں کا فتحہ، دونوں کا رفع، اول کا فتحہ اور ثانی کا نصب، اور اول کا فتحہ اور ثانی کا رفع اور اول کا رفع اور ثانی کا فتحہ اور کبھی کبھی لائے نفی جنس کا اسم کسی قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے جیسے لَا عَلَيْكَ یعنی لَا بَأْسَ عَلَيْكَ (تجھ پر کوئی حرج نہیں)۔

چودھواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: لائے نفی جنس کے اسم کی تعریف اور مثال

دوسری بات: لائے نفی جنس کے اسم کے منصوب ہونے کے لیے تین شرائط کا ذکر

تیسری بات: لائے نفی جنس کے اسم کے نکرہ اور معرفہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی صورتیں

چوتھی بات: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ جیسی مثال کی اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں

پہلی بات: لائے نفی جنس کے اسم کی تعریف اور مثال

لائے نفی جنس کا اسم وہ ہے جو مسند الیہ کے داخل ہونے کے بعد جب کہ اس لا کے ساتھ نکرہ مضاف ملا ہوا ہو یا شبہ مضاف ملا ہوا ہو۔

دوسری بات: لائے نفی جنس کے اسم کے منصوب ہونے کے لیے تین شرائط کا ذکر

(۱) لائے نفی کے درمیان فاصلہ نہ ہو (۲) نکرہ مضاف ہو (۳) نکرہ شبہ مضاف ہو۔

مثال: نکرہ مضاف ملا ہوا ہو۔ جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ (نہیں ہے کسی مرد کا کوئی غلام گھر میں) اس مثال میں لا نفی جنس کا ہے غُلام نکرہ مضاف ہے جو لَا کے ساتھ متصل ہے رَجُل مضاف الیہ ہے اب غُلام مضاف رَجُل مضاف الیہ سے ملکر لا نفی جنس کا اسم ہے فِي الدَّارِ ظرف مستقر اس کی خبر ہے۔ اس میں غُلام کو نصب لائے نفی جنس نے دیا ہے۔

لا کے ساتھ مشابہ مضاف ملا ہوا ہو۔ جیسے لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ (نہیں ہیں بیس درہم تھیلی میں) اس مثال میں لائے نفی جنس کا ہے عِشْرِيْنَ نکرہ مشابہ مضاف ہے جو کہ لا کے ساتھ ملا ہوا ہے (عِشْرِيْنَ مشابہ مضاف اس لیے ہے کہ جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر نامکمل ہے اسی طرح عِشْرِيْنَ ممیَّز بھی تمیز کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے) دِرْهَمًا اس کی تمیز ہے ممیَّز تمیز ملکر لا کا اسم فِي الْكِيْسِ ظرف مستقر اس کی خبر بنے گی۔

تیسری بات: لائے نفی جنس کے اسم کے نکرہ اور معرفہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی صورتیں

پہلی صورت: اگر لا نفی جنس کے بعد اس کا اسم نکرہ مفرد ہو تو اس کا اسم مبنی بر فتحہ ہوگا جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ اس مثال میں رَجُل نکرہ ہے اور مفرد ہے لہٰذا مبنی بر فتحہ ہوگا۔

نکرہ مفرد مبنی بر فتحہ ہونے کی وجہ: لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہو تو مبنی بر فتحہ اس لیے ہوگا کہ اس صورت میں نکرہ مفرد مِن کے معنی متضمن ہوتا ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جب کوئی اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو تو وہ اسم مبنی ہوتا ہے جس طرح حرف مبنی ہوتا ہے کیونکہ تمام حروف مبنی ہوتے ہیں ۔ جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ کا معنی ہے لَا مِنْ رَجُلٍ فِي الدَّارِ کیونکہ یہ جملہ اس شخص کے جواب میں ہے جس نے کہا هَلْ مِنْ رَجُلٍ فِي الدَّارِ؟ تو جواب میں دیا گیا لَا مِنْ رَجُلٍ فِي

الدَّارِ پھر تخفیف کے لیے مِن کو حذف کر دیا اور مبنی پر فتحہ اس لیے کہ اخف الحرکات ہے یعنی خفیف اور ہلکا ہے یہاں مفرد سے مراد وہ مفرد ہے جو مضاف اور شبہ مضاف کے مقابلے میں ہو لہذا یہ حکم تثنیہ اور جمع کو بھی شامل ہو گا۔

دوسری صورت: اگر لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو وہ مرفوع ہو گا اور وہ لا مکرر آئے گا دوسرے اسم کے ساتھ۔ جیسے لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَ لَا عَمْرٌو اس مثال میں زید معرفہ ہے لہذا یہ مرفوع ہو گا اور لَا دوسرے اسم کے ساتھ مکرر ہو گا اسی طرح لا کا اسم ایسا نکرہ ہو کہ اسکے اور لا کے درمیان فاصلہ ہو تو بھی مرفوع ہو گا۔

مثال: لَا فِيْهَا رَجُلٌ وَلَا اِمْرَأَةٌ اس مثال میں رَجُلٌ نکرہ ہے اس کے اور لَا کے درمیان فِيْهَا کا فصل ہے لہذا رَجُلٌ مرفوع پڑھا جائے گا اور لَا دوسرے اسم کے ساتھ مکرر بھی لایا گیا ہے جیسے وَلَا اِمْرَأَةٌ

مذکورہ دونوں صورتوں میں لائے نفی جنس کے اسم کو مرفوع پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ پہلی صورت میں لَا نفی جنس کا اسم ہے اس لیے مرفوع ہو گا کہ لَا کو واضع نے نکرہ کی صفت کی نفی کے لیے وضع کیا ہے لہذا اس کا اثر معرفہ پر نہیں ہو گا اس کا عمل لغو ہو جائے گا لہذا اسم نکرہ مفصول ہو تو بھی لَا عمل نہیں کرے گا لہذا بعد والا اسم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو گا۔

لَا کو دوسرے اسم کے ساتھ مکرر لانے کی وجہ: یہ ہے کہ تاکہ جواب سوال کے مطابق ہو جائے چونکہ لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو اس شخص کے جواب میں جو کہتا ہے ازید فی الدار ام عمر۔

چوتھی بات: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ جیسی مثال کی اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ جیسی مثال میں اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں جائز ہیں۔

پہلی صورت: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ دونوں اسم مبنی بر فتحہ پڑھنا اس صورت میں دونوں لائے جنس کے ہوں گے اور حَوْلَ اور فرقان کا اسم ہو گا اور لَا نفی جنس کا اسم جب نکرہ مفرد ہو تو وہ مبنی پر فتحہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں ترکیب کے اعتبار سے دو احتمالات جائز ہیں:

پہلا احتمال: مفرد کا عطف مفرد پر ہو اور دونوں کی خبر ایک ہو اس صورت میں تقدیری عبارت یوں ہو گی لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتَانِ بِاَحَدٍ إِلَّا بِاللّٰهِ اس مثال میں لَا حَوْلَ مفرد کا عطف لَا قُوَّةَ مفرد پر ہو گا اور ثَابِتَانِ بِاَحَدٍ إِلَّا بِاللّٰهِ دونوں کی خبر ہو گی۔

دوسرا احتمال: یہ ہے کہ جملہ کا عطف جملہ پر ہو گا اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہو گی لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ ثَابِتٌ بِاَحَدٍ وَلَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتة بِاَحَدٍ إِلَّا بِاللّٰهِ اس صورت میں لَا قُوَّةَ جملہ کا عطف لَا حَوْلَ جملہ پر ہوا ہے ان دونوں جملوں کی خبر الگ الگ ہے۔

دوسری صورت: لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللهِ دونوں اسموں کو مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع پڑھیں گے اس صورت میں دونوں جگہ لَا زائد ہوں گے اس وقت یہ جملہ ایک سوال کے جواب میں واقع ہوگا سوال یہ ہے کہ أَبِغَيْرِ اللهِ حَوْلٌ وَقُوَّةٌ (کیا اللہ کے بغیر گناہ سے پھرنا اور عبادت پر طاقت ہے) پس سوال کے مطابقت کی وجہ سے حَوْلٌ وَقُوَّةٌ مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہیں اس میں بھی دو وجہیں ہیں جملہ کا عطف جملہ پر اور مفرد کا عطف مفرد پر ہو سکتا ہے۔

تیسری صورت: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً إِلَّا بِاللهِ پہلا اسم مبنی بر فتحہ ہوگا اور دوسرے اسم پر نصب آئے گا تنوین کے ساتھ اس صورت میں اول لَا نفی جنس کا ہوگا اور دوسرا لَا زائد نفی تاکید ہے اور قُوَّةً کا عطف حَوْل کے لفظ پر ہوگا اس صورت میں مفرد کا عطف مفرد اور جملہ کا عطف جملہ پر جائز ہے۔

چوتھی صورت: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللهِ اول کا فتحہ اور ثانی کا رفع۔ اول کا لَا نفی جنس کا ہوگا دوسرا تنوین کے ساتھ مرفوع ہوگا۔ اس میں دوسرے اسم کا لَا زائد ہے۔

پانچویں صورت: لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ اول اسم کو رفع مع التنوین اور دوسرے اسم کو فتحہ اول قسم کو رفع اس بنا پر کہ پہلا مشبہ بلیس ہے دوسرے کا اس بنا پر کہ یہ لَا نفی جنس کا ہے لیکن اول اسم کا رفع ضعیف ہے کیونکہ لَا بمعنی لَيْسَ کم استعمال ہوتا ہے۔

اس صورت میں عطف جملة علی الجملة والی صورت جائز ہے لیکن عطف مفرد علی المفرد والی صورت جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں دونوں کی خبر ایک ہوتی ہے جب کہ لائے نفی جنس کی خبر منصوب اور مشبہ بلیس کی خبر مرفوع ہوتی ہے لہٰذا ایک خبر دونوں کی نہیں ہو سکتی ہے۔

کبھی لائے نفی جنس کا اسم قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے۔

قرینہ: یہ ہے کہ لَا عَلَيْكَ اصل میں لَا بَأْسَ عَلَيْكَتها بأس کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے کیونکہ لَا حرف ہے اور عَلَيْكَ میں بھی عَلَى حرف جارہ ہے تو حرف داخل ہوا ہے جب کہ حرف پر حرف داخل نہیں ہو سکتا معلوم ہوا کہ اس کا اسم محذوف ہے جو کہ بَأْسَ محذوف ہے۔

الدرس الخامس عشر

خَبَرُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ

فَصْلٌ: خَبَرُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ: مَا زَيْدٌ قَائِمًا وَلَا رَجُلٌ حَاضِرًا إِنْ وَقَعَ الْخَبَرُ بَعْدَ إِلَّا نَحْوُ: مَا زَيْدٌ إِلَّا قَائِمٌ، اَوْ تَقَدَّمَ الْخَبَرُ عَلَى الْاِسْمِ نَحْوُ: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ، اَوْ زِيْدَتْ إِنْ بَعْدَ مَا نَحْوُ: مَا إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ، بَطَلَ الْعَمَلُ كمَا رَأَيْتَ فِي الْاَمْثِلَةِ، وَهٰذِه لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَمَّا بَنُوْ تَمِيْمٍ فَلَا يَعْمَلُوْنَهُمَا أَصْلًا، قَالَ الشَّاعِرُ عَنْ لِسَانِ بَنِيْ تَمِيْمٍ شِعْرٌ:

وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلتُ لَهُ اِنْتَسِبْ ۔۔۔ فَأَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ

بِرَفْعِ حَرَامٍ.

ترجمہ:

مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر وہ ہے جو مسند ہو ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے) لَا رَجُلٌ حَاضِرًا (آدمی حاضر نہیں ہے) اور اگر خبر إِلَّا کے بعد واقع ہو جیسے مَا زَيْدٌ إِلَّاقَائِمٌ (نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا) یا خبر اسم مقدم ہو جائے جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ یا زیادہ کیا جائے إِنْ کو مَا کے بعد **جیسے** مَا إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ تو مَا اور لَا کا عمل باطل ہو جائے گا جیسے کہ آپ نے مثالوں میں دیکھ لیا اور یہ لغت اہل حجاز کی ہے لیکن بنو تمیم پس وہ اب دونوں کو عمل نہیں دیتے ہیں شاعر نے شعر بنی تمیم کی زبان میں کہا ہے: بعض پتلی کمر والے اپنی نزاکت میں شاخ کی طرح ہوتے ہیں میں نے ان سے کہا اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب دیا کہ عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں ہے۔ حَرَامٌ کے رفع کے ساتھ

پندرہواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر اور مثال

دوسری بات: مَا اور لَا کے عمل کے باطل ہونے کی تین صورتیں

تیسری بات: مَا اور لَا کے عامل بننے اور نہ بننے سے متعلق اہل حجاز اور بنی تمیم کا اختلاف

پہلی بات: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر کی تعریف اور مثال

مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر وہ ہے جو مسند ہے ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد۔ جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا اس میں

قَائِمًا ،مَا کی خبر ہے اور مسند ہے مَا کہ داخل ہونے کے بعد لہٰذا یہ منصوب ہو گی۔لَا رَجُلٌ حَاضِرًا اس مثال میں حَاضِرًا لَا کی خبر ہے جو کہ لَا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے اور منصوب ہے۔

دوسری بات: مَا اور لَا کے عمل کے باطل ہونے کی تین صورتیں

پہلی صورت: مَا اور لَا کے اسم اور خبر کے درمیان لفظ إِلَّا ہو تو مَا اور لَا کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔جیسے مَا زَیْدٌ إِلَّا قَائِمٌ اس مثال میں إِلَّا اسم اور خبر کے درمیان میں آنے کی وجہ سے مَا نے قَائِمٌ میں عمل نہیں کیا اس صورت میں اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔

عمل باطل ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ مَا اور لَا لَیْسَ کی مشابہت کی وجہ سے عمل کر رہے ہیں اور مشابہت نفی میں ہے لَیْسَ کے ساتھ۔اب جب اس کے بعد إِلَّا آ گیا تو نفی والا معنی ختم ہو گیا اور اثبات والا معنی آ گیا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نفی کے بعد الا آ جائے تو اثبات پیدا ہو جاتا ہے اور نفی والا معنی ختم ہو جاتا ہے اب جب نفی والا معنی ختم ہو جائے تو لَیْسَ کے ساتھ مشابہت بھی ختم ہو جائے گی تو ان کا عمل بھی ختم اور باطل ہو جائے گا۔

دوسری صورت: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر ان کے اسم پر مقدم ہو جائے تو بھی ان کا عمل باطل ہو جائے گا۔جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اس میں قَائِمٌ جو مَا کی خبر ہے وہ اسم پر مقدم کی گئی ہے لہٰذا مَا کا عمل باطل ہو گا اور مَا عمل نہیں کرے گا۔پس مَا قَائِمٌ زَيْدٌ مبتدا خبر ہوں گے۔

عمل باطل ہونے کی وجہ: مَا کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت میں مَا کا عمل باطل ہو گا کیونکہ مَا اور لَا عمل میں ضعیف ہیں اور کمزور ہیں اور صرف اسی وقت عمل کرتے ہیں جب تک اسم اور خبر کی ترتیب باقی رہے خبر کو مقدم کرنے کی صورت مین ترتیب ختم ہو جاتی ہے تو ان کا عمل بھی باطل ہو جائے گا۔

تیسری صورت: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ اور ان کے اسم کے درمیان لفظ ان کا فصل آ جائے تو پھر بھی ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور یہ عمل نہیں کرتے ہیں ۔ جیسے مَا إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ اس مثال میں ما اور اس کے اس کے اسم کے درمیان ان کا فصل آ گیا ہے لہٰذا ما کا عمل باطل ہو جائے گا۔

عمل باطل ہونے کی وجہ: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ اور اس کے اسم کے درمیان لفظ ان آ جائے تو اس لیے ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے کہ چونکہ مَا اور لَا عمل کرنے میں کمزور ہوتے ہیں لہٰذا یہ اتصال والی صورت میں تو عمل کرتے ہیں یعنی وہ اپنے اسم کے ساتھ ملے ہوئے ہوں تو اگر ان کے بیچ میں فصل آ جائے تو عمل نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے لہٰذا یہاں بھی ان کی وجہ سے فصل آ گیا ہے جس کی وجہ سے ما کا عمل باطل ہو جائے گا۔

تیسری بات: مَااور لَا کے عامل بننے اور نہ بننے سے متعلق اہل حجاز اور بنی تمیم کا اختلاف

اہل حجاز کا موقف: یہ ہے کہ وہ مَااور لَا کو عمل دیتے ہیں چونکہ ان کی مشابہت لیس کے ساتھ ہے جس طرح لیس عمل کرتا ہے یہ بھی عمل کریں گے اہل حجاز کی لغت میں قرآن اترا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے مَا هٰذَا بَشَرًا اس میں بَشَرًا میں مَانے عمل کیا ہے۔

بنو تمیم کا موقف: بنو تمیم والے حضرات ماولا کو عمل نہیں دیتے ہیں بلکہ مَااور لَاداخل ہونے سے پہلے وہ اسم مبتدا اور خبر تھے تو مَااور لَا کے داخل ہونے کے بعد بھی مبتدا و خبر ہوں گے۔ مصنف بنو تمیم کے موقف کے لیے بنو تمیم کے زہیر نامی شاعر کا شعر پیش فرما رہے ہیں کہ اس نے بھی مَااور لَا کو عمل نہیں دیا ہے۔

ترجیح: ترجیح اہل حجاز کو ہے کیونکہ ان کا استدلال قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے۔ مختصر اًمَامُشْبَّه بِلَيْسَ عمل کرتا ہے۔

زہیر شاعر کا شعر

وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلتُ لَهُ اِنْتَسِبْ فَأَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ عَلَى الْمُحِبِّ حَرَامُ

ترجمہ: بعض پتلی کمر والے اپنی نزاکت میں شاخ کی طرح ہوتے ہیں میں نے ان سے کہا اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب دیا کہ عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں ہے۔

شعر کی وضاحت: یہ ہے کہ بعض پتلی کمر والے نزاکت میں مثل شاخ کے تھے میں نے ان سے کہا کہ تو اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب میں کہا کہ میرے نزدیک محبوب کا محب و عاشق کو قتل کرنا حرام نہیں ہے یعنی میں ان محبوبوں اور معشوقوں میں سے ہوں جن کے ہاں عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں تھا۔

محل استشهاد: اس شاعر نے ضمناً اپنا نسب بیان کیا ہے کہ میں بنو تمیم قبیلہ سے ہوں اس طرح کہ حَرَامٌ مرفوع پڑھا حالانکہ پیچھے مَامُشْبَّه بِلَيْسَ ہے مگر اس نے اس کو عمل نہیں دیا۔

ترکیب شعر: واو بمعنی حرف جار، مُهَفْهَف موصوف، كَالْغُصْنِ بطريقه كَ بمعنی مثل مضاف الْغُصْنِ مضاف الیہ ہوا اب مضاف مع مضاف الیہ ملکر صفت ہوا مُهَفْهَف موصوف کے لیے، اب موصوف مع صفت لفظاً مجرور محلا مرفوع مبتدا، قُلتُ فعل تُ ضمیر بارز فاعل، لَهُ قُلْتُ سے متعلق ہوا، اب قُلتُ فعل مع فاعل اور مع متعلق ملکر قول ہوا، اِنْتَسِبْ فعل أَنْتَ ضمیر مستتر ہو کر فاعل ہوا، اب اِنْتَسِبْ فعل مع فاعل ملکر مقولہ ہوا، اب قول مع المقولہ ملکر خبر ہوا اب مبتدا مع الخبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، فاء عاطفہ أَجَابَ فعل ضمیر انا هو مستتر فاعل، مَامشبہ بلیس، قَتْلُ الْمُحِبِّ مضاف مع مضاف الیہ ملکر ما کے لیے اسم ہوا، حَرَامٌ خبر ما کے لیے، مامشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول بہ أَجَابَ کا، اب أَجَابَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا۔

سوالات

سوال نمبر ۱: مفعول مطلق کی تعریف کریں؟ نیز مفعول مطلق کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲: مفعول مطلق کے فعل کو کب حذف کیا جاتا ہے تفصیل سے بمع امثلہ ذکر کریں؟ نیز مفعول مطلق کے فعل کو وجوبًا کتنے مقامات پر حذف کیا جاتا ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳: مفعول بہ کی تعریف ذکر کریں؟

سوال نمبر ۴: مفعول بہ فاعل پر کب مقدم ہوتا ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: مفعول بہ فعل اور فاعل دونوں پر کب مقدم ہوتا ہے بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۶: اسماء منصوبہ کے نام ذکر کریں؟

سوال نمبر ۷: تحذیر کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۸: تحذیر کے استعمال کے متعلق مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۹: منادٰی کی تعریف کریں؟

سوال نمبر ۱۰: حروف نداء کونسے ہیں ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۱: منادٰی کی اقسام ذکر کرین اور مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۲: منادٰی مبنی بر ضمہ اور مبنی بر فتحہ کب ہوتا ہے بمع مثال تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۳: ترخیم کسے کہتے ہیں منادٰی مرخّم کب ہوتا ہے

سوال نمبر ۱۴: مندوب کسے کہتے ہیں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۵: کونسا حرف مندوب کے ساتھ مختص ہے اور کونسا مندوب اور نداء کے درمیان مشترک ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۶: مفعول فیہ کی تعریف کریں؟

سوال نمبر ۱۷: مفعول فیہ کا اعراب ذکر کریں اور اس میں کیا چیز مقدر ہوتی ہے تحری کریں؟

سوال نمبر ۱۸: ظرف کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: ظرف مبہم کسے کہتے ہیں اور ظرف معین کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۰: وہ کونسے ظروف مکان ہیں جن میں حرف فِی کا اس سے پہلے ذکر کرنا واجب ہے؟

سوال نمبر ۲۱: مفعول لہ کی تعریف ذکر کریں؟ نیز مفعول لہ میں کیا چیز مقدر ہوتی ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۲: مفعول معہ کی تعریف کریں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۳: مفعول معہ میں نصب کب متعین ہوتا ہے ؟اور کب عطف اور نصب جائز ہوتا ہے ؟

سوال نمبر ۲۴ حال کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۲۵ حال میں عامل کیا ہوتا ہے ان کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۲۶ حال کا جملہ پر مقدم کرنا کب واجب ہوتا ہے ؟

سوال نمبر ۲۷ حال کے عامل کو حذف کیا جاتا ہے مثال سے وضاحت کریں ؟

سوال نمبر ۲۸ تمیز تعریف کریں اور اس کی مثال بھی ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۲۹ تمیز کس چیز کے بعد ذکر کی جاتی ہے مثالوں سے واضح کریں ؟

سوال نمبر ۳۰ کیا تمیز جملہ کے بعد ذکر کی جاتی ہے مثالوں سے واضح کریں ؟

سوال نمبر ۳۱ تمیز کی اقسام کتنی ہیں مثالوں کے ساتھ ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۳۲ مستثنٰی کی تعریف کریں مثال بھی ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۳۳ مستثنٰی کی کتنی اقسام ہیں ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۳۴ مستثنٰی کے اعراب کے اعتبار سے اقسام بمع امثلہ ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۳۵ استثناء مفرغ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں ؟

سوال نمبر ۳۶ کلام موجب اور کلام غیر موجب کسے کہتے ہیں ؟

سوال نمبر ۳۷ لفظ غَیْرَ کا اعراب کیا ہے مثالوں کے ساتھ ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۳۸ اِلَّا اور غَیْرَ میں کیا فرق ہے مثالوں سے واضح کریں ؟

سوال نمبر ۳۹ مستثنٰی کا اعراب خَلا، عَدَا اور حاشَا اور سِوٰی کیا ہوگا مثال سے واضح کریں ؟

سوال نمبر ۴۰ مستثنٰی کو مرفوع پڑھنا کب جائز ہے مثال واضح کریں ؟

سوال نمبر ۴۱ مستثنٰی میں نصب کب متعین ہوتا ہے ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۴۲ خبر کانَ کا حکم کیا ہے مثال سے واضح کریں ؟

سوال نمبر ۴۳ اسم اِنَّ اور اس کے اخوات کیا ہیں مثال بھی ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۴۴ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ میں اعراب کے اعتبار سے کتنی توجیہات بنتی ہیں تفصیل سے ذکر کریں ؟

سوال نمبر ۴۵ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کو عمل دینے میں اہل حجاز کی کیا دلیل ہے اور عمل نہ دینے میں بنی تمیم کی کیا دلیل ہے ؟

سوال نمبر ۴۶ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ میں عمل کب لغو ہو جاتا ہے مثال سے واضح کریں ؟

المقصد الثالث في المجرورات

الدرس السادس عشر
الْمَجْرُوْرَات

اَلْأَسْمَاءُ الْمَجْرُوْرَةُ هِيَ الْمُضَافُ إِلَيْهِ فَقَطْ، وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ نُسِبَ إِلَيْهِ شَيْءٌ بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ لَفْظًا نَحْوُ: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ، وَيُعَبَّرُ عَنْ هٰذَا التَّرْكِيْبِ فِي الْاِصْطِلَاحِ بِأَنَّهُ الْجَارُّ وَالْمَجْرُوْرُ، اَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ: غُلَامُ زَيْدٍ فَإِنَّهُ تَقْدِيْرُهُ: غُلَامٌ لِزَيْدٍ، وَيُعَبَّرُ عَنْهُ فِي الْاِصْطِلَاحِ بِأَنَّهُ مُضَافٌ وَمُضَافٌ إِلَيْهِ، وَيَجِبُ تَجْرِيْدُ الْمُضَافِ عَنْ التَّنوِينِ وَمَا يَقُومُ مَقَامَهُ وَهُوَ نُوْنُ التَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ نَحْوُ: غُلَامُ زَيْدٍ، وَغُلَامَا زَيدٍ، وَمُسْلِمُوْ مِصْرٍ.

ترجمہ:

مقصد ثالث مجرورات میں ہے اسمائے مجرور فقط مضاف الیہ ہی ہے اور مضاف الیہ ہر وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت کی گئی ہو بواسطہ حرف جر کے خواہ حرف جر لفظًا موجود ہو جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اور اصطلاح میں اس کی ترکیب کو تعبیر کیا جاتا ہے جار و مجرور کے طور پر یا وہ حرف جر مقدر ہو جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اس کی تقدیری عبارت غُلَامٌ لِزَيْدٍ ہے اور اصطلاح میں اس کو مضاف اور مضاف الیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور واجب ہے مضاف کو خالی کرنا تنوین سے اور اس چیز سے جو تنوین کے قائم مقام ہے اور وہ نون تثنیہ اور جمع ہیں جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اور غُلَامَا زَيدٍ اور مُسْلِمُوْ مِصْرٍ

سولہواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: مضاف الیہ کی تعریف

دوسری بات: مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کا ذکر

پہلی بات: مضاف الیہ کی تعریف

مضاف الیہ وہ اسم ہے جس کی طرف نسبت کی گئی کسی شیٔ کی (خواہ وہ شیٔ فعل ہو یا اسم) بواسطہ حرف جر کے خواہ حرف لفظاً موجود ہو۔ جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اور اس کو اصطلاح میں جار مجرور کہتے ہیں خواہ تقدیراً موجود ہو۔ جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِزَيْدٍ تھا اس میں لام حرف جر تقدیرًا موجود ہے اور اسے نحوی اصطلاح میں مضاف مضاف الیہ کہتے ہیں۔

دوسری بات: مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کا ذکر

مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین (یعنی نون تثنیہ اور نون جمع سالم) سے خالی ہونا واجب ہے۔
مضاف پر تنوین اور قائم مقام تنوین نہ آنے کی وجہ: یہ ہے کہ تنوین اور قائم مقام تنوین کلمہ کے تام ہونے کی علامت ہیں بخلاف اضافت کے وہ مضاف کا مضاف الیہ کے ساتھ اتصال پیدا کرتی ہے اور اضافت کی وجہ سے مضاف مضاف الیہ کے بغیر ناتمام رہتا ہے لہٰذا مضاف کا تنوین و قائم مقام تنوین سے خالی ہونا ضروری ہے۔
مضاف کا تنوین سے خالی ہونے کی مثال: جَاءَنِيْ غُلَامُ زَيْدٍ اس مثال میں غلام مضاف ہے جو کہ تنوین سے خالی ہے۔
مضاف کا قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کی مثال: جیسے جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ اور مُسْلِمُوْ مِصْرٍ ان دونوں میں اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ و جمع گر گیا۔
مضاف کے شروع میں الف لام بھی نہیں ہوتا ہے: کیونکہ یہ بھی کلمہ تام ہونے پر دلالت کرتا ہے جو اضافت کے منافی ہے جیسے اَلْغُلَامُ کی اضافت جب زَید کی طرف کریں گے تو الف لام گر جائے گا غُلَامُ زَيْدٍ پڑھا جائے گا۔

الدرس السابع عشر

وَاعْلَمْ اَنَّ الْإِضَافَةَ عَلٰى قِسْمَيْنِ: مَعْنَوِيَّةٌ وَلَفْظِيَّةٌ، اَمَّا الْمَعْنَوِيَّةُ وَهِيَ أَنْ يَكُوْنَ الْمُضَافُ غَيْرَ صِفَةٍ مُضَافَةٍ إِلٰى مَعْمُوْلِهَا، وَهِيَ إِمَّا بِمَعْنَى اللَّامِ نَحْوُ: غُلَامُ زَيْدٍ، اَوْ بِمَعْنٰى مِنْ نَحْوُ: خَاتَمُ فِضَّةٍ، اَوْبِمَعْنٰى فِيْ نَحْوُ: صَلَاةُ اللَّيْلِ. وَفَائِدَةُ هٰذِهِ الْإِضَافَةِ تَعْرِيْفُ الْمُضَافِ إِنْ أُضِيْفَ إِلٰى مَعْرِفَةٍ كَمَا مَرَّ، وَتَخْصِيْصُه إِنْ أُضِيْفَ إِلٰى نَكِرَةٍ، كَـ: غُلَامِ رَجُلٍ. وَاَمَّا اللَّفْظِيَّةُ فَهِيَ أَنْ يَكُوْنَ الْمُضَافُ صِفَةً مُضَافَةً إِلٰى مَعْمُوْلِهَا، وَهِيَ فِيْ تَقْدِيْرِ الْاِنْفِصَالِ فِي اللَّفْظِ، نَحْوُ: ضَارِبُ زَيْدٍ وَحَسَنُ الْوَجْهِ، وَفَائِدَتُهَا تَخْفِيفٌ فِي اللَّفْظِ فَقَطْ.

ترجمہ:

اور جان لیجیے کہ بے شک اضافت دو قسم پر ہے معنویہ اور لفظیہ بہر حال معنویہ یہ ہے کہ مضاف الیہ ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور یہ کبھی بمعنی لَامِ ہو گی۔ جیسے غُلَامُ زَیدٍ یا بمعنی مِنْ ہو گی جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ یا بمعنی فِیْ ہو گی جیسے صَلَاةُ اللَّيْلِ اور اس کی اضافت کا فائدہ یہ ہے کہ مضاف معرفہ بنانا ہے اگر اس کی اجافت معرفہ کی طرف ہو جیسے گذر چکا ہے یا اس کو مخصص بنانا ہے اگر اس کی اضافت کی جائے نکرہ کی طرف جیسے غُلَامُ رَجُلٍ اور اضافت لفظیہ پس وہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صیغہ صفت ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور یہ اضافت لفظیہ معنی کے لحاظ سے تقدیر انفصال میں ہے جیسے ضَارِبُ زَیدٍ وَحَسَنُ الوَجہِ اور اس کا فائدہ صرف لفظوں میں تخفیف پیدا کرنا ہے۔

سترواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر فرمائی ہیں:

پہلی بات: اضافت کی اقسام اور اضافت معنویہ کی تعریف،
دوسری بات: اضافت معنویہ کی اقسام اور اس کے فائدے
تیسری بات: اضافت لفظیہ کی تعریف اور اضافت لفظیہ کا تقدیر انفصال پر ہونے کا مطلب
چوتھی بات: اضافت لفظیہ میں تخفیف کی صورتیں

پہلی بات: اضافت کی اقسام اور اضافت معنویہ کی تعریف

اضافت کی دو اقسام ہیں: (۱) اضافت معنوی (۲) اضافت لفظیہ

اضافت معنویہ کی تعریف: اضافت معنویہ وہ ہے کہ جس میں مضاف ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہے۔

یہاں صیغہ سے مرا اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل ہیں۔ اور معمول سے مراد فاعل اور مفعول بہ ہیں۔

اضافت معنویہ کے مستعمل ہونے کی تین صورتیں:

پہلی صورت: مضاف صیغہ صفت نہ وہ اور نہ ہی اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اس مثال میں غلام نہ صیغہ صفت ہے اور نہ ہی اپنے معمول کی طرف مضاف ہے (یعنی فاعل یا مفعول کی طرف بلکہ غلام اسم جامد ہے)

دوسری صورت: مضاف صیغہ صفت ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو۔ كَرِيْمُ الْبَلَدِ اس مثال میں كَرِيْم صیغہ صفت ہے جو کہ الْبَلَدِ کی طرف مضاف ہے معمول کی طرف مضاف نہیں اس لیے کہ اَلْبَلَدِ نہ تو اس کا فاعل ہے اور نہ ہی مفعول بہ ہے بلکہ اس کا ظرف ہے۔

تیسری صورت: مضاف صیغہ صفت نہ ہو اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے ضَرْبُ الْيَوْمُ

دوسری بات: اضافت معنویہ کی اقسام اور فائدے

اضافت معنویہ کی اقسام:

پہلی قسم: اضافت لامیہ
دوسری قسم: اضافت منیہ
تیسری قسم: اضافت فویہ

اضافت لامیہ: سے مراد یہ ہے کہ جہاں مضاف مضاف الیہ کی جنس سے نہ ہو بلکہ مبائن ہو اور مضاف کے لیے ظرف بھی نہ بنے۔ جیسے غُلامُ زَیْدٍ اصل میں غُلامُ لِزَیْدٍ

اضافت منیہ: سے مراد یہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ کے جنس سے ہو جس پر مضاف صادق آئے اس پر مضاف الیہ بھی صادق آئے۔ جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ اصل میں خَاتَمُ مِنْ فِضَّةٍ تھا چونکہ اس میں مِنْ مقدر ہے اس لیے اس کو اضافت منیہ اور بیانیہ کہتے ہیں ۔

اضافت فویہ: سے مراد یہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ کے لیے ظرف ہو خواہ ظرف زمان ہو یا ظرف مکان۔ جیسے صَلَاةُ اللَّيْلِ یہ اصل میں تھا صَلَاةٌ فِیْ اللَّيْلِ چونکہ اس میں فِیْ مقدر ہے اس لیے اس کو اضافت فویہ اور ظرفیہ بھی کہتے ہیں۔

اضافت معنویہ کے فائدے

فائدہ ۱: اضافت معنویہ تعریف کا فائدہ دیتی ہے چنانچہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو مضاف بھی معرفہ ہو جائے گا اگرچہ وہ نکرہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیدٍ اس مثال میں غُلَامٌ نکرہ تھا یعنی کسی کا بھی غلام ہو زَیْدٌ معرفہ کی طرف اضافت کی جائے تو وہ غُلَامٌ جو نکرہ تھا اس اضافت کی وجہ سے وہ بھی معرفہ بن گیا۔

فائدہ ۲: اضافت معنویہ تخصیص کا فائدہ دیتی ہے اگر مضاف الیہ نکرہ ہے تو مضاف میں تخصیص پیدا ہو جائے گی پس مضاف پہلے بہت سے افراد کو شامل تھا اب تھوڑے افراد کو شامل ہو گا۔ جیسے غُلَامُ رَجُلٍ اس مثال میں غُلَامٌ نکرہ تھا مرد کا غلام ہو یا عورت کا آگے رَجُلٌ کی طرف اضافت کی وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہوئی یعنی عورت کا غلام نہیں ہے بلکہ مرد کا غلام ہے اس میں تخصیص آگئی اور افراد کم ہو گئے اب صرف مرد کے غلام کو شامل ہے۔

تیسری بات: اضافت لفظیہ کی تعریف اور اضافت لفظیہ کا تقدیر انفصال پر ہونے کا مطلب

اضافت لفظیہ کی تعریف: اضافت لفظیہ وہ صیغہ صفت ہے جو اپنے معمول (یعنی فاعل یا مفعول) کی طرف مضاف ہو۔

اضافت لفظیہ کا تقدیر انفصال پر ہونے کا مطلب

اضافت لفظیہ میں بظاہر تو مضاف مضاف الیہ کا اتصال ہے لیکن حقیقت میں انفصال ہے کیونکہ مضاف الیہ باعتبار معنی فاعل ہو کر مرفوع ہے یا مفعول بہ ہو کر منصوب ہے حقیقت مین مجرور نہیں ہے جیسے ضَارِبُ زَیْدٍ اصل میں معنی کے اعتبار سے ضَارِبٌ زَیْدًا تھا اب مضاف مضاف الیہ کا اتصال ہوتا ہے لیکن اس مثال میں زَیْدٌ معنی کے اعتبار سے مفعول واقع ہے لہٰذا معنی کے اعتبار سے انفصال ہے اب اضافت کے بعد ضَارِبُ زَیْدٍ ہوا یہی مطلب ہے اضافت لفظیہ معنی کے اعتبار سے تقدیر ا انفصال میں ہونے کا اگرچہ لفظاً اتصال لگ رہا ہے۔

چوتھی بات: اضافت لفظیہ میں تخفیف کی صورتیں

اضافت لفظی کا فائدہ یہ ہے کہ وہ صرف لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے
اضافت لفظیہ میں تخفیف کی تین صورتیں :

(۱) مضاف میں تخفیف (۲) مضاف الیہ میں تخفیف (۳) مضاف اور مضاف الیہ دونوں میں تخفیف

پہلی صورت: صرف مضاف میں تخفیف ہو جس سے تنوین اور نون تثنیہ و جمع گر جاتے ہیں۔ جیسے ضَارِبُ زَيْدٍ اصل میں ضَارِبٌ تنوین کے ساتھ تھا اسی طرح ضَارِبَا زَيْدٍ اور ضَارِبُوْ زَيْدٍ مضاف سے نون تثنیہ و نون جمع گرا کر تخفیف کا فائدہ دیا۔

دوسری صورت: صرف مضاف الیہ میں تخفیف ہو اس طور پر کہ مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہو کر صیغہ صفت مضاف میں مستتر ہو جائے۔ جیسے اَلْقَائِمُ الْغُلَامِ اصل میں تھا اَلْقَائِمُ غُلَامُهُ پس غُلَامُهُ سے ہُ ضمیر کو تخفیف کے لیے حذف کر کے قائم کو اس کی طرف مضاف کر دیا۔

تیسری صورت: مضاف اور مضاف الیہ دونوں میں تخفیف ہو۔ جیسے حَسَنُ الْوَجْهِ یہ اصل میں تھا حَسَنٌ وَجْهُهُ تھا تو مضاف سے تنوین حذف کی اور مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کیا۔

الدرس الثامن عشر

وَاعْلَمْ اَنَّك إِذَا أَضَفْتَ الْاِسْمَ الصَّحِيْحَ أَوِ الْجَارِيْ مَجْرَى الصَّحِيْحِ إِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ كَسَرْتَ اٰخِرَه وَأَسْكَنْتَ الْيَاءَ أَوْ فَتَحْتَهَا كغُلَامِيْ وَدَلْوِيْ وَظَبْيِيْ، وَإِنْ كَانَ آخِرُ الْاِسْمِ اَلِفًا تَثْبُتُ كعَصَایَ وَرَحَایَ، خِلَافًا لِهُذَيْلٍ كعَصِيَّ وَرَحِيَّ، وَإِنْ كَانَ آخِرُ الْاِسْمِ يَاءً مَكْسُوْرًا مَا قَبْلَهَا أُدْغَمْتَ الْيَاءَ فِي الْيَاءِ وَفَتَحْتَ الْيَاءَ الثَّانِيَةَ لِئَلَّا يَلْتَقِيَ السَّاكِنَانِ تَقُوْلُ فِي الْقَاضِيْ: قَاضِيَّ، وَإِنْ كَانَ آخِرُهُ وَاوًا مَضْمُوْمًا مَا قَبْلَهَا قَلَبْتَهَا يَاءً وَعَمِلْتَ كَمَا عَمِلْتَ اَلْآنَ تَقوْلُ: جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ. وَفِي الْأَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُضَافَةً اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ تَقُوْلُ: أَخِيْ وَأَبِيْ وَحَمِيْ وَهَنِيْ وَفِيَّ عِنْدَ الْاَكثَرِ وَفَمِيْ عِنْدَ قَومٍ، وَذُوْ لَا يُضَافُ إِلٰى مُضْمَرٍ أَصْلًا. وَقَوْلُ الْقَائِلِ الشَّاعِرِ: إِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ، شَاذٌّ. وَإِذَا قَطَعْتَ هٰذِهِ الْأَسْمَاءَ عَنِ الْإِضَافَةِ قُلْتَ: أَخٌ وَأَبٌ وَحَمٌ وَهَنٌ وَفَمٌ، وَذُوْ لَا يُقْطَعُ عَنِ الْإِضَافَةِ أَلْبَتَّةَ، هٰذَا كُلُّهُ بِتَقْدِيْرِ حَرْفِ الْجَرِّ، أَمَّا مَا يُذْكَرُ فِيْهِ حَرْفُ الجَرِّ لَفْظًا فَسَيَأْتِيْك فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى.

ترجمہ:

اور جان لیجیے کہ بے شک جب تو اضافت کر کے اسم صحیح یا جاری مجریٰ صحیح یاء متکلم کی طرف تو کسرہ دے اس کے آخر

کواور ساکن کر دے یاء کو تو فتحہ ہے جیسے غُلَامِيْ اور دَلْوِيْ اورظَبْيِيْ اور اگر اسم کا آخر الف ہو تو ثابت رکھا جائے گا جیسے عَصَايَ اور رَحَايَ اس میں ہذیل کا اختلاف ہے جیسے عَصِيَّ اور رَحِيَّ اور اگر اسم کے آخر میں یاء ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو تو یاء کو یاء میں مدغم کرے گا اور دوسری یاء کو فتحہ دے گا تاکہ وہ ساکن اکٹھے نہ ہوں جیسے تو کہے اَلْقَاضِيْ کو قَاضِيَّ اور اگر اسم کے آخر میں ایسا واو ہو جس کا ما قبل مضموم ہو تو تبدیل کرے گا واو یاء کے ساتھ اور یاء کو یاء میں مدغم کرے گا تو کہے گا جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ اور اسماء ستہ مکبرہ جب وہ مضاف ہوں یاء متکلم کی طرف تو کہے گا أَخِيْ اور أَبِيْ اور حَمِيْ اور هَنِيْ اور فِيَّ اکثر کے ہاں اور فَمِيْ ایک قوم کے ہاں اور ذُوْ کو ضمیر کی طرف بالکل مضاف نہیں کیا جاتا ہے اور قائل کا قول شعر إِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ (بے شک لوگوں سے فضیلت والے آدمی کو فضیلت والا ہی جانتا ہے) شاذ ہے جب ان اسماء کو اضافت سے کاٹا جائے گا تو کہے گا أَخٌ اور أَبٌ اور حَمٌ اور هَنٌ اور فَمٌ اور ذُوْ مَقْطُوْعٌ عَنِ الْإِضَافَةِ نہیں ہوتا ہے قطعاً یہ ساری تفصیل حرف جو کی تقدیر کے ساتھ ہے لیکن وہ مضاف الیہ جس میں حرف جر کا ذکر کیا جائے لفظاً بس عنقریب اس کی تفصیل قسم ثالث میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اٹھارہواں درس

آج کے درس میں مضاف سے متعلق چند قاعدے ذکر کیے جائیں گے

قاعدہ ۱: جس وقت اسم صحیح اور جاری مجریٰ صحیح کی اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو یا کی مناسبت سے ما قبل کو کسرہ دیا جائے گا اور یا کو ساکن پڑھنا بھی جائز ہے اور یا پر فتحہ پڑھنا بھی جائز ہے ساکن تو اس لیے کہ سکون تخفیف ہے اور فتحہ اس لیے کہ یا فتحہ پڑھنا بھی خفیف ہے کیونکہ یہ اخف الحرکات ہے۔

اسم صحیح کی مثال: غُلَامِيْ اب اس مثال میں یاء پر سکون اور فتحہ دونوں پڑھنا جائز ہے۔

جاری مجریٰ صحیح کی مثال: دَلْوِيْ اور ظَبْيِيْ ان دونوں مثالوں میں بھی یاء کو سکون اور فتحہ دونوں اعراب دے سکتے ہیں۔

قاعدہ ۲: اگر اسم مضاف کے آخر میں الف ہو خواہ تثنیہ کا ہو یا الف مقصورہ وغیرہ کا ہو جب اس کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا جائے تو اس میں دو قول ہیں:

(۱) جمہور کا (۲) امام ہذیل کا

جمہور: کہتے ہیں کہ الف کو اپنے حال پر باقی رکھ کر یاء پر فتحہ پڑھیں گے جیسے عَصَايَ اور رَحَايَ

امام ہزیل: کہتے ہیں کہ الف کو یاء سے تبدیل کریں اور پھر یاء کا یاء میں ادغام کریں گے اور یاء فتحہ پڑھیں گے جیسے عصیٰ اور رحیٰ

قاعدہ ۳: اگر مضاف کے آخر میں یاء ما قبل مکسور ہو یعنی اسم منقوص ہو تو اس کو جب یاء متکلم کی طرف مضاف کریں تو دو حرف ایک جنس کے جمع ہونے کی وجہ سے یاء کو یاء میں ادغام کریں گے اور دوسری یاء پر فتحہ پڑھیں گے تاکہ التقائے ساکنین نہ آئے۔ جیسے اَلْقَاضِيْ سے قَاضِيَّ

قاعدہ ۴: اگر مضاف کے آخر میں واو ما قبل مضموم ہو جب اس کی اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو اس میں واو کو یا سے بدل دیں گے اور یاء کو یاء میں ادغام کردیں گے اور یاء پر فتحہ پڑھیں گے اور یاء سے پہلے والے حرف کو کسرہ کردیں گے کیونکہ یاء اپنے ما قبل کسرہ چاہتا ہے۔ جیسے جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ

قاعدہ ۵: اگر اسمائے ستہ مکبرہ مضاف ہوں یاء متکلم کی طرف تو ان میں سے پہلے چار اسماء أَخٌ ،أَبٌ، حَمٌ، هَنٌ کو بالاتفاق أَخِيْ اور أَبِيْ اور حَمِيْ اور هَنِيْ پڑھیں گے یعنی یاء کی تخفیف کے ساتھ پڑھیں گے ان کے آخر میں جو واو تھی وہ مضاف ہونے کے بعد واپس نہیں آئے گی کیونکہ کثرت استعمال تخفیف کو چاہتا ہے اور فَمٌ کو اکثر حضرات کے ہاں فِيَّ پڑھا جاتا ہے ایک قوم کے ہاں فَمِيْ پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: فَمٌ اصل میں فُوْهٌ تھا کیونکہ اس کی جمع مکسر اَفْوَاهٌ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جمع تکسیر اور تصغیر چیز کو اپنی اصل کی طرف لوٹا دیتی ہے پھر هاء کو خلاف قیاس حذف کردیا تو فو ہو گیا پھر واو کو خلاف قیاس میم سے تبدیل کیا گیا کیونکہ واو اور میم دونوں قَرِيْبُ الْمُخْرَجِ ہیں۔ اگر واو کو میم میں نہ بدلیں اور اس واو پر اعراب جاری کردیں تو واو ما قبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واو الف سے تبدیل ہو جائے گا پھر جب اس اضافت غیر یاء متکلم کی طرف کی جائے تو التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہو جائے گا تو اسم معرب ایک حرف پر باقی رہ جائے گا اور ایک حرف والا معرب نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ حذف ہو جائے گا تو اسم معرب ایک حرف باقی رہ جائے گا اور ایک حرف والا معرب نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ ناجائز ہے پس واو کو میم سے کریں گے تو عدم اضافت کی صورت میں فم پڑھا جائے گا لیکن جب اس کی اضافت کی جائے یاء متکلم کی طرف تو واو جو میم سے بدلی تھی پھر واپس آجائے گی پھر اس واو کو یاء سے تبدیل کر کے یاء متکلم میں مدغم کردیں گے پھر یا کی مناسبت سے ما قبل کو کسرہ دیں گے تو دی ہو جائے گا اکثر حضرات کے ہاں اضافت کی صورت میں واو کو واپس اس لیے لایا جاتا ہے کہ اس کے محذوف ہونے کا سبب التقائے ساکنین ہے اور وہ سبب اب باقی نہیں رہا لہٰذا یہ اصل کی طرف لوٹ آئے گی۔

لیکن ایک قوم کے ہاں واو کو واپس نہیں لایا جائے گا بلکہ موجودہ حالت کو دیکھ کر فَمِيْ پڑھیں گے دوسرے اسماء کی طرح۔

ذُوْ: اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ذُو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا کیونکہ ذُو اس لیے وضع کیا گیا ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر نکرہ کی صفت بنایا جائے۔ جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ ذُوْ مَالٍ چونکہ ضمیر اسم جنس نہیں لہٰذا اگر ضمیر کی طرف

مضاف ہو گا تو خلاف وضع لازم آئے گا۔

قَوْلُ الْقَائِلِ: مصنفؒ قَوْلُ الْقَائِلِ سے ایک شعر پیش کر کے ایک سوال مقدر جواب دے رہے ہیں۔

سوال: یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ شاعر کے ایک شعر کے مصرعہ میں ذو کی اضافت ضمیر کی طرف ہو رہی ہے جیسے إِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ

جواب: مصنفؒ نے جواب دیا کہ یہ شاذ ہے یعنی ایسا کرنا قلیل ہے کہ اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

شعر کا ترجمہ: بیشک لوگوں میں سے فضیلت والے آدمی کو فضیلت والا ہی جانتا ہے۔

ذُوْ اور باقی ستہ مکبرہ میں دو فرق ہیں:

۱)... ذُو صرف اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے ضمیر کی طرف نہیں جب کہ دیگر اسماء ضمیر کی طرف بھی مضاف ہوتے ہیں۔

۲)... یہ ہے کہ ذُو بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتا ہے۔

اسمائے ستہ مکبرہ سے اضافت کی جائے تو پڑھنے کا طریقہ

جب اسمائے ستہ مکبرہ سے اضافت ختم کر دی جائے یعنی ان اسماء کو کسی کی طرف مضاف نہ کیا جائے تو أَخٌ ،أَبٌ، حَمٌ وغیرہ کہا جائے گا لیکن ذُو سے اضافت ختم نہیں ہوتی ہے ذُو بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس کی وضع ہی اسی لیے کی گئی ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس کو نکرہ کی صفت بنائے۔

هٰذَا كُلُّهُ ...الخ: یہ ساری تفصیل حرف جر کی تقدیر کی صورت تھی لیکن وہ اضافت جس میں حرف جو لفظوں میں مذکور ہو اس کی تفصیل عنقریب قسم ثالث میں آئے گی انشاء اللہ تعالی

تمارین

سوال نمبر۱: مجرورات کی اقسام ذکر کریں؟

سوال نمبر۲: مضاف الیہ کسے کہتے ہیں مضاف الیہ میں جر آنے کی وجہ بتائیں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۳: مضاف الیہ میں کیا کیا چیز لازمی ہے مثال سے ذکر کریں؟

سوال نمبر۴: اضافت کی اقسام ذکر کریں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۵: اضافت معنویہ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۶: اضافت لفظیہ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۷: صحیح اور جاری مجرٰی صحیح کی جب اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو اس کا حکم کیا ہو گا مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۸: اسم منقوص کی اضافت جب یاء متکلم کی طرف کی جائے تو یاء کا اعراب کیا ہو گا مثال سے واضح کریں؟

الدرس التاسع عشر

التَّوَابِعِ

اَلْخَاتِمَةُ فِي التَّوَابِعِ: اِعْلَمْ أَنَّ الَّتِيْ مَرَّتْ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْمُعْرَبَةِ كَانَ إِعْرَابُهَا بِالْأَصَالَةِ بِأَنْ دَخَلَتْهَا الْعَوَامِلُ مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ وَالْمَنْصُوْبَاتِ وَالْمَجْرُوْرَاتِ فَقَدْ يَكُونُ إِعْرَابُ الْاِسْمِ بِتَبْعِيَّةِ مَا قَبْلَهُ، وَيُسَمَّى التَّابِعَ؛ لِأَنَّهُ يَتْبَعُ مَا قَبْلَهُ فِي الْإِعْرَابِ، وَهُوَ كُلُّ ثَانٍ مُعْرَبٍ بِإِعْرَابِ سَابِقِهِ مِنْ جِهَةٍ وَاحِدَةٍ. وَالتَّوَابِعُ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ: اَلنَّعْتُ وَالْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ وَالتَّأْكِيْدُ وَالْبَدَلُ وَعَطْفُ الْبَيَانِ.

ترجمہ:

جان لو کہ بے شک وہ اسمائے معربہ جو پہلے گذر چکے ہیں ان کا اعراب بالاصالۃ تھا اس طور پر کہ ان پر عوامل داخل ہوتے ہیں کہ جو کہ مرفوعات، منصوبات اور مجرورات میں سے ہیں اور کبھی کبھی اسم کا اعراب اپنے ماقبل کے تابع ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کا نام تابعر کھا جاتا ہے اس لیے کہ وہ اسم اعراب میں اپنے ماقبل والے کا تابع ہوتا ہے اور وہ (تابع) ہر وہ دوسرا ہے جو سابق کے اعراب کے ساتھ معرب ہو ایک جہت سے اور توابع کی پانچ قسمیں ہیں نعت اور عطف بالحرف اور تاکید اور بدل اور عطف بیان۔

انیسواں درس

وضاحت: مصنف یہاں سے خاتمہ میں توابع کی بحث کو ذکر فرما رہے ہیں مقاصد ثلاثہ یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات چونکہ معربات اصلیہ ہیں یعنی ان پر عمل داخل ہوتا ہے اور وہ رفع یا نصب یا جر دیتا ہے اس لیے ان کو پہلے ذکر فرمایا اور معربات تبعیہ یعنی جس پر اعراب عامل کے داخل ہونے سے نہیں آتے بلکہ وہ اپنے سے پہلے والے اسم کے تابع ہوتے ہیں اور جو اعراب پہلے والے اسم پر آتا ہے تو تابع پر بھی وہی اعراب آتا ہے اسی لیے اس کا نام تابع رکھا تو ان کو بعد میں ذکر فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اصل تابع پر مقدم ہوتا ہے اس لیے مرفوعات، منصوبات، مجرورات کو توابع پر مقدم کر دیا۔

آج کے درس میں دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: تابع کی تعریف　　دوسری بات: توابع کی اقسام

پہلی بات: تابع کی تعریف اور توابع کی اقسام

تابع کی تعریف: تابع ہر وہ اسم ہے جو اعراب میں اپنے سے پہلے والے اسم کے موافق ہو ایک ہی جہت سے۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اسموں کا اعراب ایک جہت سے ہو اس طور پر کہ اگر پہلے اسم پر رفع فاعل ہونے کی جہت سے آیا ہے تو دوسرے اسم میں بھی جو کہ تابع ہے فاعل ہونے کی جہت سے رفع آئے گا اگر پہلے والے اسم میں نصب مفعولیت کی جہت سے ہے تو دوسرے اسم پر بھی اسی جہت سے نصب آئے گا۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَلْعَالِمُ اس مثال میں زَيْدٌ فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع اور اَلْعَالِمُ تابع ہے تو یہ بھی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

دوسری بات: توابع کی اقسام

توابع کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) نعت (۲) عطف بالحرف (۳) تاکید (۴) بدل (۵) عطف بیان

الدرس العشرون

اَلنَّعْتُ

فَصْلٌ: اَلنَّعْتُ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِي مَتْبُوْعِه نَحْوُ: جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ، أَوْ فِي مُتَعَلِّقِ مَتْبُوْعِهِ نَحْوُ: جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ، وَيُسَمّٰى صِفَةً اَيْضًا، وَالْقِسْمُ الْاَوَّلُ يَتْبَعُ مَتْبُوْعَه فِيْ عَشَرَةِ أَشْيَاءٍ: فِي الْإِعْرَابِ وَالتَّعْرِيْفِ وَالتَّنْكِيْرِ وَالْأَفْرَادِ وَالتَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ وَالتَّذْكِيْرِ وَالتَّأْنِيْثِ نَحْوُ: جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ، وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ، وَرِجَالٌ عَالِمُونَ، وَزَيْدٌ اَلْعَالِمُ، وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ. وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ إِنَّمَا يَتْبَعُ مَتْبُوْعَهُ فِي الْخَمْسَةِ الْأُوَلِ فَقَطْ، أَعْنِيْ: الْإِعْرَابَ وَالتَّعْرِيْفَ وَالتَّنْكِيْرَ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا.

ترجمہ:

نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے تو متبوع میں ہو۔ جیسے جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس ایسا آدمی آیا جو کہ عالم ہے) یا ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو جیسے جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوهُ (میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کا باپ عالم ہے) اور اس کا نام صفت بھی رکھا جاتا ہے اور قسم اول (صفت بحال موصوف) اپنے متبوع کے تابع ہوتا ہے دس چیزوں میں اعراب میں، تعریف و تنکیر میں، افراد، تثنیہ، جمع میں اور تذکیر و تانیث میں جیسے جاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَ رِجَالٌ اَلْعَالِمُونَ وَزَيْدٌ اَلْعَالِمُ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ اور قسم ثانی (صفت بحال متعلق موصوف) اپنے متبوع کے تابع ہوتا ہے اول پانچ میں یعنی میری مراد اعراب میں اور تعریف و تنکیر میں ۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا۔

بیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں:

پہلی بات: نعت کی تعریف، اس کی وضاحت اور مثالیں

دوسری بات: صفت بحال متبوع میں صفت اور موصوف کے درمیان دو چیزوں میں مطابقت کا ذکر

تیسری بات: صفت بحال متعلق موصوف میں صفت اور موصوف میں پانچ چیزوں میں مطابقت کا ذکر

پہلی بات: نعت کی تعریف، اس کی وضاحت اور مثالیں

نعت کی تعریف: نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں ہو یا ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو۔ نعت کو صفت بھی کہتے ہیں۔

صفت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صفت بحال موصوف (۲) صفت بحال متعلق موصوف

صفت بحال موصوف کی مثال: جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ (آیا میرے پاس ایسا شخص آیا جو کہ عالم ہے) اس مثال میں رَجُلٌ موصوف ہے اور عَالِمٌ اس کی صفت ہے اب یہاں عَالِمٌ صفت اس معنی پر دلالت کر رہا ہے جو اسکے متبوع رَجُلٌ میں ہے۔ یعنی آدمی کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ وہ عالم ہے۔

صفت بحال متعلق موصوف کی مثال: جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ (آیا میرے پاس ایسا شخص جس کا باپ عالم ہے) اس مثال میں عَالِمٌ صفت ہے جو رَجُلٌ متبوع کا متعلق أَبُوْهُ پر دلالت کر رہا ہے یعنی میرے پاس جو شخص آیا اس کا باپ کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ وہ عالم ہے۔

دوسری بات: صفت بحال متبوع میں صفت اور موصوف کے درمیان دو چیزوں میں مطابقت کا ذکر

صفت بحال موصوف میں موصوف اور صفت کے درمیان دس چیزوں میں مطابقت ضروری ہے اعراب میں یعنی رفع، نصب، جر میں، تعریف و تنکیر میں، تزکیر و تانیث میں، افراد، تثنیہ اور جمع میں۔

مثالیں: رفع میں مطابقت کی مثال: قَامَ رَجُلٌ عَالِمٌ نصب میں مطابقت کی مثال: رَأَيْتُ رَجُلاً عَالِماً

جر میں مطابقت کی مثال: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَالِمٍ

اور افراد، تثنیہ، جمع میں مطابقت کی مثالیں

مفرد میں مطابقت کی مثال: جاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اس میں رَجُلٌ اور عالِمٌ دونوں مفرد ہیں۔

تثنیہ میں مطابقت کی مثال: جاءَنِيْ رَجُلَانِ عَالِمَانِ اس میں رَجُلَانِ اورعَالِمَانِ دونوں تثنیہ ہیں۔
جمع میں مطابقت کی مثال: جاءَنِيْ رِجَالٌ اَلْعَالِمُونَ اس میں رِجَالٌ اوراَلْعَالِمُوْنَ دونوں جمع ہیں۔
تعریف وتذکیر میں مطابقت کی مثال: زَيْدُنِ الْعَالِمُ یہاں زید بھی معرفہ ہے اور مذکر ہے اور اَلعَالِمُ صفت مُعَرَّفٌ بِللَّامِ کی وجہ سے معرفہ ہےاور مذکر ہے۔
تنکیر وتذکیر میں مطابقت کی مثال: اِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ (ایک عالمہ عورت)اس مثال میں امرأۃٌ نکرہ ہے اور مؤنث ہے اور عالِمَةٌ بھی نکرہ اور مؤنث ہے۔

تیسری بات: صفت بحال متعلق موصوف میں صفت اور موصوف میں پانچ چیزوں کی مطابقت کا ذکر

دوسری قسم صفت بحال متعلق موصوف (یعنی جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں موجود ہو) میں موصوف اور صفت کے درمیان پانچ چیزوں میں مطابقت ضروری ہے اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں اعراب میں یعنی رفع، نصب، جر میں اور تعریف وتنکیر میں ۔
مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہےمِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا (اس قریہ سے کہ اس کے رہنے والے ظالم ہیں) اس مثال میں الْقَرْيَة موصوف اور الظَّالِم صفت ہے اور أَهْلُهَا اس کا فاعل ہے اب یہاں اعراب میں مطابقت ہے کہ الْقَرْيَة اور الظَّالِم دونوں پر جو ہے اور دونوں معرفہ ہیں پس پانچ میں سے دو میں مطابقت پائی گئی۔

الدرس الحادى وعشرون

وَفَائِدَةُ النَّعْتِ: تَخْصِيصُ الْمَنْعُوْتِ إِنْ كَانَا نَكِرَتَيْنِ مِثْلُ: جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ، وَتَوْضِيْحُهُ إِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ نَحْوُ: جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَلفَاضِلُ، وَقَدْ يَكُوْنُ لِمُجَرَّدِ الثَّنَاءِ وَالْمَدْحِ نَحْوُ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَقَدْ يَكُوْنُ لِلذَّمِّ نَحْوُ: أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّأْكِيْدِ نَحْوُ: نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ. وَاعْلَمْ اَنَّ النَّكِرَةَ تُوْصَفُ بِالْجُمْلَةِ الْخَبَرِيَّةِ نَحْوُ: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَبُوْهُ عَالِمٌ، أَوْ قَامَ أَبُوْهُ، وَالضَّمِيْرُ لَا يُوْصَفُ وَلَا يُوْصَفُ بِهِ.

ترجمہ:

اور نعت کا فائدہ منعوت (یعنی متبوع) کی تخصیص ہے بشرطیکہ موصوف وصفت دونوں نکرہ ہوں جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو متبوع کو واضح کرتا ہے جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَلفَاضِلُ **اور** صفت کبھی محض ثناء و مدح کے لیے آتی ہے جیسے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اور کبھی محض ذم کے لیے آتی ہے جیسے أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِيْم اور کبھی محض تاکید آتی ہے جیسے نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ اور جان لو کہ بے شک نکرہ کی صفت جملہ خبریہ کے ساتھ لائی جاسکتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَبُوهُ عَالِمٌ أَوْ قَامَ أَبُوهُ ا ور ضمیر موصوف نہیں ہوتی اور نہ اس کے ساتھ صفت لائی جاتی ہے۔

اکیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات:	صفت کے فائدے
دوسری بات:	نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے
تیسری بات:	نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ وغیرہ نہیں آسکتی ہے
چوتھی بات:	معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے۔
پانچویں بات:	ضمیر کا موصوف اور صفت نہ بننے کا ذکر

پہلی بات: صفت کے فائدے

فائدہ۱: صفت ایک قاعدہ یہ ہے کہ جب موصوف اور صفت دونوں نکرہ ہوں تو صفت کی وجہ سے موصوف میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اس مثال میں موصوف اور صفت دونوں نکرہ ہیں پس رَجُلٌ موصوف میں عموم تھا (یعنی ایک آدمی) عَالِمٌ اس کی صفت نکرہ لانے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوئی یعنی میرے پاس کوئی عام آدمی نہیں آیا ہے بلکہ ایسا آدمی ہے جو عالم ہے۔

فائدہ۲: صفت دوسرا فائدہ یہ ہے کہ موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہوں تو صفت کی وجہ سے موصوف کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدُ الْفَاضِلُ اس مثال میں زَيْدٌ موصوف ہے اور معرفہ ہے اور اَلْفَاضِلُ صفت ہے اور معرفہ ہے اب یہاں صفت موصوف کی وضاحت کر رہی ہے وہ اسی طرح کہ زَيْدٌ میں پہلے اجمال تھا کہ زَيْدٌ سے مراد کونسا زَيْدٌ ہے اَلْفَاضِل صفت کی وجہ سے اس کی وضاحت ہو گئی کہ وہ زید جو فاضل ہے۔

فائدہ۳: صفت کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کبھی صفت محض موصوف کی ثناء وحمد کے لیے آتی ہے ور کوئی دوسرا مقصد نہیں ہوتا ہے جیسے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم اس مثال میں لفظ اللہ موصوف ہے اور الرَّحْمٰن صفت اول اور الرَّحِيْم صفت ثانی ہے اب یہاں صفت صرف ثناء وحمد کا فائدہ دے رہی ہے۔

فائدہ۴: صفت کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ صفت بسا اوقات محض ذم یعنی مذمت کے لیے آتی ہے۔ جیسے أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اب اس مثال میں اَلشَّيْطَان موصوف ہے اور الرَّجِيْم صفت ہے جو موصوف کے ذم کے لیے لائی گئی ہے۔

فائدہ۵: صفت کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ صفت کبھی محض تاکید کے لیے لائی جاتی ہے اور اس کا فائدہ موصوف کی تاکید ہوتی ہے جیسے نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ (ایک بر پھونکنا) اس مثال میں وحدت والی صفت نَفْخَةٌ کی ۃ سے سمجھی جارہی ہے پس نَفْخَةٌ کا معنی ہوا ایک نَفْخَةٌ اب وَاحِدَةٌ اس کی صفت لائی گئی یہ اس کی تاکید کے لیے ہوگی۔

دوسری بات: نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے

نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے۔ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ جملہ خبریہ صفت نہ بنے کیونکہ موصوف کا صفت کے ساتھ ربط ضروری ہے مگر پھر بھی خلاف قیاس جملہ شرطیہ کو صفت بنانادرست ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جملہ خبریہ بھی مفرد کی طرح ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو متبوع میں پایا جاتا ہے چونکہ جملہ خبریہ صدق و کذب کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے اور وہ جملہ صفت بن سکتا ہے جو صدق و کذب کی صفت کے ساتھ متصف ہو۔

تیسری بات: نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ وغیرہ نہیں آسکتی ہے

نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ نہیں بن سکتی کیونکہ وہ صدق و کذب کے ساتھ متصف نہیں ہوتا ہے لہٰذا نکرہ کی صفت بن سکتا ہے۔

چوتھی بات: معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے

معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے اس کی وجہ وہی ہے کہ جملہ خبریہ یہ بحیثیت جملہ ہونے کے نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے اب اگر معرفہ کی صفت بنائیں گے تو موصوف صفت کے درمیان تعریف و تنکیر میں مطابقت نہیں رہے گی۔

نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے پس جملہ خبریہ اسمیہ اور فعلیہ پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے مصنف نے جملہ خبریہ اسمیہ کی بھی مثال ذکر کی ہے اور جملہ خبریہ فعلیہ کی مثال بھی ذکر کی ہے۔

نکرہ کی صفت جملہ اسمیہ خبریہ کی مثال: جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَبُوْهُ عَالِمٌ (میں گذرا ایسے آدمی کے پاس سے کہ اس کا باپ عالم ہے) اس مثال میں أَبُوْهُ مبتدا اور عَالِمٌ خبر ہے مبتدا خبر ملکر جملہ خبریہ ہوکر رَجُل موصوف کے لیے صفت بن رہی ہے۔

نکرہ کی صفت جملہ فعلیہ خبریہ کی مثال: جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ قَامَ أَبُوْهُ (میں گذرا ایسے آدمی کے پاس سے کہ کھڑا ہے اس کا باپ) اس مثال میں رجل موصوف ہے قَامَ فعل ہے أَبُوْہ اس کا فاعل ہے فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ واقع ہے رَجُل موصوف کے لیے۔

پانچویں بات: ضمیر کا موصوف اور صفت نہ بننے کا ذکر

وضاحت: ضمیر نہ تو موصوف واقع ہوسکتی ہے اور نہ ہی کسی کی صفت۔ موصوف اس لیے نہیں ہوتی کہ ضمیر متکلم

ومخاطب اعرف المعارف ہیں معرفہ کی قسموں میں سے سب سے زیادہ وواضح ہیں پس جب ضمیر خود واضح ہے تو یہ اپنی توضیح کے لیے صفت کی محتاج نہیں ہے جب یہ صفت کی محتاج نہیں تو یہ موصوف بھی نہیں بن سکتی ہے۔

اور ضمیر نہ صفت واقع ہوسکتی ہے اس لیے کہ ضمیر معنی متبوع پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے اور وصف کے لیے ضروری ہے کہ اس معنی پر جو متبوع میں پایا جاتا ہے دلالت کرے۔

الدرس الثانی والعشرون

اَلْمَعْطُوْفُ بِالْحُرُوْفِ

فَصْلٌ: اَلْمَعْطُوْفُ بِالْحُرُوْفِ: تَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلٰى مَتْبُوْعِهِ، وَكِلَاهُمَا مَقْصُوْدَانِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ، وَيُسَمّٰى عَطْفَ النَّسَقِ أَيْضًا. وَشَرْطُهُ: أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَتْبُوْعِهِ أَحَدُ حُرُوْفِ الْعَطْفِ، وَسَيَأْتِيْ ذِكْرُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، نَحْوُ: قَامَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو. وَإِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ يَجِبُ تَأْكِيْدُه بِالضَّمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ: ضَرَبْتُ أَنَا وَزَيْدٌ، إِلَّا إِذَا فُصِّلَ نَحْوُ: ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَزَيْدٌ. وَإِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَجْرُوْرِ يَجِبُ إِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ نَحْوُ: مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ.

ترجمہ:

عطف بالحروف وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہ چیزیں منسوب کی جائیں جو اس کے متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہیں اور دونوں اس نسبت سے مقصود ہوتے ہیں اور اس کا نام عطف نسق رکھا گیا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عاطفہ میں سے کوئی ایک حرف مذکور ہو اور اس کا ذکر انشاءاللہ تعالیٰ قسم ثالث میں آئے گا۔ جیسے قَامَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو اور جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف کیا جائے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ذریعہ لانا واجب ہے جیسے ضَرَبْتُ أَنَا وَ زَيْدٌ لیکن جب کہ دونوں کے درمیان فصل کیا جائے (تو ضمیر منفصل کا لانا ضروری نہیں ہے) جیسے ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَ زَيْدٌ اور جب ضمیر مجرور متصل پر کسی اسم ظاہر کا عطف کیا جائے تو وہاں معطوف پر حرف جر کا اعادہ ضروری ہے جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ۔

بائیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: عطف بالحروف کی تعریف

دوسری بات: عطف بالحروف کی شرط

تیسری بات: ضمیر مرفوع متصل اور ضمیر مجرور متصل پر کسی چیز کا عطف کرنے کا قاعدہ

پہلی بات: عطف بالحروف کی تعریف

عطف بالحروف وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہ چیز منسوب کی جائے جو اس کے متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہے۔
تابع اور متبوع دونوں اس نسبت سے مقصود ہوتے ہیں اور اس کا نام نسق بھی رکھا جاتا ہے۔

دوسری بات: عطف بالحروف کی شرط

تابع معطوف بالحروف کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عاطفہ میں سے ایک حروف ضرور ہو اور ان حروف عاطفہ کا بیان انشاء اللہ تیسری قسم میں آئے گا۔ جیسے قَامَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو کھڑے ہیں) اس مثال میں عَمْرٌو کا عطف زَيْدٌ پر ہے۔

پس زَيْدٌ متبوع و معطوف علیہ ہے واو حرف عطف ہے اور عَمْرٌو تابع معطوف ہے اور قیام ایک شئ ہے جس کی نسبت زَيْدٌ متبوع کی طرف کی گئی ہے اور اسی کی نسبت عَمْرٌو تابع کی طرف بھی کی گئی ہے اور زَيْدٌ اور عَمْرٌو دونوں کا قیام یعنی کھڑا ہونا مقصود ہے۔

تیسری بات: ضمیر مرفوع متصل اور ضمیر مجرور متصل پر کسی چیز کا عطف کرنے کا قاعدہ

ضمیر مرفوع متصل پر عطف کے جائز ہونے کا قاعدہ: جب ضمیر مرفوع متصل اسم ظاہر کا عطف کیا جائے تو اس ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے تھ ضروری ہے خواہ وہ ضمیر متصل مستتر ہو یا بارز۔

ضمیر مرفوع متصل بارز کی مثال: ضَرَبْتُ أَنَا وَ زَيْدٌ (مارا ہے میں نے اور زید نے) اس مثال میں تُ ضمیر مرفوع متصل بارز پر زَيْدٌ اسم ظاہر کا عطف ہے اب یہاں عطف کرنے سے ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ذریعہ لائی گئی ہے جو کہ اَنَا ہے۔

ضمیر مرفوع متصل مستتر کی مثال: اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (تو اور تیری بیوی جنت میں رہو) اس مثال میں اسْكُنْ فعل میں اَنْتَ ضمیر مرفوع مستتر ہے اس پر اسم ظاہر وَزَوْجُكَ کا عطف کیا گیا ہے لیکن عطف سے پہلے ضمیر مرفوع منفصل کے ذریعہ تاکید لائی گئی ہے جو کہ اَنْتَ ہے۔

ضمیر مرفوع متصل اسم ظاہر کا عطف کے لیے ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لانے کی وجہ

اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل کا فعل کے ساتھ شدید اتصال ہوتا ہے اس شدید اتصال کی وجہ سے ضمیر فعل کا

جزو بنتی ہے اور جزو غیر مستقل ہوتا ہے اور معطوف مستقل ہے اب اگر یہاں بغیر تاکید کے عطف کریں تو مستقل کا غیر مستقل پر عطف کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے چونکہ مستقل اقوی ہوتا ہے اور غیر مستقل اضعف اور اقوی کا عطف اضعف جائز نہیں ہے۔

إِلَّا إِذَا فُصِّلَ: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضمیر مرفوع متصل اور اسم ظاہر کے درمیان فاصل ہو پھر تاکید لانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ فاصلہ تاکید کے قائم مقام ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ اليومَ وَ زَيْدٌ اس مثال میں ضَرَبْتُ کی تُ پر زَيْدٌ کا عطف جائز ہے کیونکہ ان کے مابین الیومَ کا فاصلہ آگیا ہے یہ فاصلہ ہی بمنزلہ تاکید کے ہے۔

ضمیر مجرور متصل پر عطف جائز ہونے کا قاعدہ

جب ضمیر مجرور متصل پر کسی اسم کا عطف کیا جائے تو وہاں معطوف پر حرف جر کا اعادہ ضروری ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ۔

حرف جر کے اعادہ کی وجہ: حرف جر کے ساتھ اعادہ کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مجرور متصل حرف جر کے ساتھ شدید اتصال کی وجہ سے بمنزلہ جزو کے ہے اور بمنزلہ کلمہ واحدہ کے ہے اور جزو وغیرہ مستقل ہوتا ہے اب اگر بغیر اعادہ حرف جر کے عطف کریں گے تو مستقل کا غیر مستقل پر عطف کرنا لازم آئے گا اور قوی کا ضعیف پر عطف کرنا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

الدرس الثالث والعشرون

وَاعْلَمْ! اَنَّ الْمَعْطُوْفَ فِي حُكْمِ الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ، أَعْنِيْ إِذَا كَانَ الْأَوَّلُ صِفَةً لِشَيْءٍ أَوْ خَبَرًا لِاَمْرٍ أَوْ صِلَةً أَوْ حَالًا فَالثَّانِيْ كَذٰلِكَ اَيْضًا، وَالضَّابِطَةُ فِيْهِ: أَنَّه حَيْثُ يَجُوْزُ أَنْ يُقَامَ الْمَعْطُوْفُ مَقَامَ الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ جَازَ الْعَطْفُ، وَحَيْثُ لَا فَلَا، وَالْعَطْفُ عَلٰى مَعْمُوْلَيْ عَامِلَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ جَائِزٌ إِنْ كَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَيْهِ مَجْرُوْرًا وَمُقَدَّمًا، وَالْمَعْطُوْفُ كَذٰلِكَ نَحْوُ: فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو. فِيْ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ مَذْهَبَانِ آخَرَانِ، وَهُمَا أَنْ يَجُوْزَ مُطْلَقًا عِنْدَ الْفَرَّاءِ، وَلَا يَجُوْزُ مُطْلَقًا عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ.

ترجمہ:

بے شک معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے میری مراد یہ ہے کہ جب اول (معطوف علیہ) صفت ہوگا کسی چیز کے لیے یا خبر ہو کسی چیز کی یا صلہ ہو یا حال ہو تو دوسرا (معطوف) بھی اسی طرح ہوگا اور ضابطہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ جس جگہ پر معطوف علیہ کا قائم مقام بنانا جائز ہوگا وہاں عطف جائز ہوگا اور جس جگہ پر معطوف علیہ کا قائم مقام بنانا جائز

نہیں ہو گا وہاں عطف جائز نہیں ہو گا دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر عطف جائز ہے اور اگر معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی اسی طرح ہو جیسے فِي الدَّار زَيْدٌ والْحُجْرَةِ عَمْرٌ (گھر میں زید ہے اور حجرہ میں عمرو) اور اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ یہ عطف جائز ہے فراء کے نزدیک خواہ مجرور مرفوع منصوب پر مقدم ہو یا مؤخر اور امام سیبویہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہیں۔

تئیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: معطوف کا حکم اور عطف کے جائز ہونے کے لیے ایک قاعدہ

دوسری بات: دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر عطف جائز ہونے کا ذکر

پہلی بات: معطوف کا حکم اور عطف کے جائز ہونے کے لیے ایک قاعدہ

معطوف کا حکم: یہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے اگر معطوف علیہ کسی چیز کی صفت ہو یا خبر ہو یا صلہ ہو یا حال ہو تو معطوف بھی اسی طرح صفت بنے گا یا خبر بنے گا یا صلہ بنے گا یا حال بنے گا۔

مثالیں:

صفت کی مثال: جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَلْعَالِمُ وَالْعَاقِلُ اس مثال میں اَلْعَالِمُ جو کہ معطوف علیہ ہے یہ زَيْدٌ کی صفت ہے اَلْعَاقِلُ جو کہ معطوف ہے یہ بھی زید کی صفت ثانی ہے۔

خبر کی مثال: زَيْدٌ عَالِمٌ وَشَاعِرٌ اس مثال میں عالم جو کہ معطوف علیہ ہے یہ زَيْدٌ کی پہلی خبر ہے تو شاعر جو کہ معطوف ہے یہ زَيْدٌ کی دوسری خبر ہے۔

صلہ کی مثال: قَامَ الَّذِيْ صَامَ وَ صَلّٰى اس مثال میں صَامَ جو کہ معطوف علیہ ہے اور اَلَّذِيْ اسم موصول کا صلہ ہے تو صَلّٰى جو کہ معطوف ہے وہ بھی اَلَّذِيْ کا صلہ ہے۔

حال کی مثال: قَعَدَ زَيْدٌ مَشْدُوْدًا وَ مَضْرُوْبًا (بیٹھا ہے زید اس حال میں وہ بندھا ہوا اور مارا ہوا ہے) اس مثال میں زَيْدٌ ذوالحال ہے اور مَشْدُوْدًا جو کہ معطوف علیہ ہے وہ اس کا حال ہے تو مَضْرُوْبًا جو کہ معطوف ہے وہ بھی زَيْدٌ کا حال ہو گا۔

عطف جائز ہونے کا ضابطہ: یہ ہے کہ عطف وہاں جائز ہو گا جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ میں رکھنا جائز ہو اور جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھنا جائز نہ ہو وہاں عطف بھی جائز نہ ہو گا اس لیے کہ جو چیز کسی کے قائم مقام ہوتی ہے تو اس کا حکم اصل والا ہوتا ہے۔

مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَ لَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو (نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا اور نہیں عمرو جانے والا) اس مثال میں مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ ایک جملہ ہے اور وَ لَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو دوسرا جملہ ہے اب یہاں وَ لَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو کا عطف مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ پر جائز نہیں ہے اس لیے کہ یہاں معطوف معطوف علیہ کے قائم مقام نہیں بن سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ جملہ ثانی وَ لَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو میں لَا ذَاهِبٌ خبر مقدم ہے عَمْرٌو مبتدا مؤخر ہے اور اسی لیے ذَاهِبٌ مرفوع ہے اب اگر ہم اس جملہ کا عطف پہلے جملے پر کرتے ہیں تو اس صورت میں لَا ذَاهِبٌ کا عطف قَائِمٍ پر ہوگا جو کہ لَا مشبہ بلیس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تو اب عطف کی وجہ سے وَ لَا ذَاهِبٌ کو بھی منصوب پڑھا جائے گا اور خبر کے سلسلے میں ضابطہ یہ ہے کہ خبر میں ایک ضمیر کا ہونا لازمی ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے اب یہاں قَائِمًا جو کہ جملہ اولی میں خبر واقع ہے اس میں ھوَ ضمیر ہے جو زَيْدٌ کی طرف لوٹ رہی ہے لیکن وَ لَا ذَاهِبٌ میں ضمیر موجود نہیں ہے جو کہ معطوف ہے لہذا معطوف معطوف علیہ کے قائم مقام نہ ہونے کی وجہ سے جملہ ثانیہ کا عطف جملہ اولیٰ پر جائز نہ ہوگا کیونکہ لَا ذَاهِبٌ کا فاعل اسم ظاہر عَمْرٌو کی شکل میں ہے۔

دوسری بات: دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر عطف جائز ہونے کا ذکر

ایک حرف عطف کے ذریعے سے دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ معطوف علیہ میں معمول مجرور مقدم ہو مرفوع یا منصوب پر اور معطوف میں بھی اسی طرح مجرور مرفوع یا منصوب پر مقدم ہو۔

مثال: فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو اس میں اَلْحُجْرَة کا عطف ہے اور اَلدَّار پر اَلدَّار مجرور ہے فِي عامل کی وجہ سے اور عَمْرٌو کا عطف ہے زَيْدٌ پر اور زَيْدٌ مرفوع ہے اس کا عامل ابتدا ہے یہاں دو عامل ہیں ایک فِي اور دوسرا ابتدا ان کے دو معمول ہیں فِي کا معمول اَلدَّار اور ابتدا معمول زَيْدٌ ہے ان دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر دو اسموں یعنی اَلْحُجْرَة اور عَمْرٌو کا عطف جائز ہے اور یہ عطف ایک حرف واو کے ذریعے کیا جارہا ہے عطف کی شرائط موجود ہونے کی وجہ سے عطف جائز ہے۔

اس مثال میں معطوف علیہ اور معطوف میں مجرور معمول مقدم ہے مرفوع لہٰذا یہ عطف جائز ہے۔

اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں: امام فراءؒ کے نزدیک مطلقاً عطف جائز ہے خواہ مجرور، مرفوع اور منصوب پر مقدم ہو یا مؤخر، وہ اسے پہلی صورت میں قیاس کرتے ہیں۔

اور سیبویہؒ کے نزدیک یہ عطف مطلقاً ناجائز ہے معمول مجرور مقدم ہو یا مؤخر کیونکہ ایک حرف عطف عامل کے قائم مقام ہو سکتا ہے دو عاملوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ہے اپنے ضعف کی وجہ سے چنانچہ سیبویہ کے نزدیک فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو میں واو عاطفہ کے بعد فِي مقدر ہے اصل میں عبارت یوں ہے وَفِي الْحُجْرَةِ عَمْرٌو اب جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف نہیں ہوگا۔

الدرس الرابع والعشرون

اَلتَّأْكِيْدُ

فَصْلٌ: اَلتَّأْكِيْدُ هُوَ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى تَقْرِيْرِ الْمَتْبُوْعِ فِي مَا نُسِبَ اليه أَوْ عَلٰى شُمُوْلِ الْحُكْمِ لِكُلِّ أَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ، وَالتَّأْكِيْدُ عَلٰى قِسْمَيْنِ: لَفْظِيٌّ وَهُوَ تَكْرِيْرُ اللَّفْظِ الْأَوَّلِ نَحْوُ: جَاءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ، وَجَاءَنِيْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ. وَمَعْنَوِيٌّ وَهُوَ بِأَلْفَاظٍ مَعْدُوْدَةٍ وَهِيَ النَّفْسُ وَالْعَيْنُ لِلْوَاحِدِ وَالْمُثَنّٰى وَالْمَجْمُوْعِ بِاخْتِلَافِ الصِّيْغَةِ وَالضَّمِيْرِ نَحْوُ: جاءَنِيْ زَيْدٌ نَفْسُهُ وَالزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَالزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ، وَكَذٰلِكَ عَيْنُهُ وَأَعْيُنُهُمَا أَوْ عَيْنَاهُمَا وَأَعْيُنُهُمْ نَحْوُ: جَاءَتْنِيْ هِنْدٌ نَفْسُهَا، وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ أَنْفُسُهُمَا أَوْ نَفْسَاهُمَا، وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَاتُ أَنْفُسُهُنَّ وكِلَا وَكِلْتَا لِلْمُثَنّٰى خَاصَّةً نَحْوُ: قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا، وَقَامَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا. وَكُلٌّ وَأَجْمَعُ وَأَكْتَعُ وَأَبْتَعُ وَأَبْصَعُ لِغَيْرِ الْمُثَنّٰى بِاخْتِلَافِ الضَّمِيْرِ فِي كُلٍّ، وَالصِّيْغَةِ فِي الْبِوَاقِيْ تَقُوْلُ: جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ أَكْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ، وَقَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ.

ترجمہ:

فصل: تاکید وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کی تقریر وتائید پر دلالت کرتا ہے اس چیز میں جو متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہے یا حکم کی شمولیت پر متبوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد کے لیے اور تاکید کی دو قسمیں ہیں: اول تاکید لفظی وہ پہلے لفظ کو مکرر لانا ہے جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ اور جَاءَنِيْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ دوسری قسم تاکید معنوی ہے تاکید معنوی وہ تاکید ہے جو چند مخصوص الفاظ کے ذریعے لائی جاتی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں اَلنَّفْسُ وَالْعَيْنُ واحد، تثنیہ، جمع کے لیے ان کے صیغوں اور ضمیروں کی تبدیلی کے ساتھ جیسے جاءَنِيْ زَيْدٌ نَفْسُهُ وَالزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَايانَفْسَاهُمَا اورجاءَنِي الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ اسی طرح عَيْنُهُ وَأَعْيُنُهُمَا أَوْ عَيْنَاهُمَا وَأَعْيُنُهُمْ بھی ہے اور مؤنث کی مثال: جَاءَتْنِيْ هِنْدٌ نَفْسُهَا وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ أَنْفُسُهُمَا يانَفْسَاهُمَااور جَاءَتْنِي الْهِنْدَاتُ أَنْفُسُهُنَّ اور كِلَا وَ كِلْتَا خاص کر تثنیہ کے لیے آتے ہیں جیسے قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا **اور** قَامَتِ الْمَرْأَ تَانِ الفاظ غیر مثنّٰی (یعنی مفرد اور جمع) کے لیے آتے ہیں كُلٌّ کی ضمیر کی تبدیلی اور باقی چار الفاظ کے صیغوں کی تبدیلی کے ساتھ جیسے تو کہے گا جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ أَكْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ وَقَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ۔

چوبیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: تاکید کی تعریف

دوسری بات: تاکید کی اقسام اور مثالیں

تیسری بات: الفاظ تاکید کا ذکر اور ان کا مفرد، تثنیہ، جمع ہونے کے اعتبار سے استعمال

پہلی بات: تاکید کی تعریف

تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کو پکا اور ثابت کرنے پر دلالت کرے اس چیز میں جو متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہے یا متبوع کے افراد میں سے ہر فرد کے لیے حکم شامل ہونے پر دلالت کرے۔

دوسری بات: تاکید کی اقسام اور مثالیں

تاکید کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی

تاکید لفظی: وہ ہوتی ہے کہ پہلے لفظ کو تکرار کے ساتھ ذکر کریں چاہے وہ لفظ اسم ہو یا فعل یا حرف

اسم کی مثال: جَاءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ

فعل کی مثال: جَاءَنِيْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ

حرف کی مثال: اِنَّ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

تاکید معنوی: تاکید معنوی وہ ہوتی ہے جو مفہوم او معنی کے اعتبار سے متبوع کی تاکید کرے۔اور وہ چند مخصوص الفاظ ہیں جن کی تعداد نو ہے:

(۱) النَّفْسُ (۲) العَيْنُ (۳) كِلَا (٤) كِلْتَا (٥) أَجْمَعُ (٦) أَكْتَعُ (٧) أَبْتَعُ (٨) أَبْصَعُ (٩) كُلٌّ

تیسری بات: الفاظ تاکید کا ذکر اور ان کا مفرد، تثنیہ، جمع ہونے کے اعتبار سے استعمال

اَلنَّفْسُ اور اَلْعَيْنُ کا استعمال: یہ دونوں لفظ واحد، تثنیہ اور جمع تینوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ان کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے متبوع کے تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی (یعنی اَلنَّفْسُ اور اَلْعَيْنُ) تبدیل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ضمیر بھی تبدیل ہوتی ہے۔

اگر متبوع مذکر مفرد ہو تو یہ بھی مفرد ہوتے ہیں اور ان کی ضمیر بھی مفرد ہوتی ہے اور اگر متبوع تثنیہ ہو تو یہ بھی تثنیہ ہوں گے اور ان کی ضمیریں بھی تثنیہ ہوں گی اور اگر متبوع جمع ہو تو یہ خود بھی جمع ہوں گے اور ان کی ضمیریں بھی جمع ہوں گے۔

متبوع مذکر کی مثالیں:

متبوع مفرد کی مثال: جَاءَنِيْ زَيْدٌ نَفْسُهُ (آیا میرے پاس زید بذات خود) اس مثال میں زَيْدٌ متبوع مفرد ہے لہٰذا لفظ نَفْس کو مفرد لایا گیا اور ہ ضمیر بھی اسی کے مطابق مفرد لائی گئی ہے جَاءَنِيْ زَيْدٌ عَيْنُهُ اس مثال کو پہلی مثال پر قیاس کریں۔

متبوع تثنیہ کی مثال: تثنیہ میں نحویوں کا اختلاف ہے جمہور کے ہاں تثنیہ کی تاکید کے لیے نفس اور عین کا صیغہ جمع ہو گا البتہ ضمیر تثنیہ کی ہو گی۔ جمہور کے مذہب کے اعتبار سے مثال یوں ہو گی جَاءَنِي الزَّيْدَانِ اَنْفُسَهُمَا یا جَاءَنِي الزَّيْدَانِ اَعْيُنَهُمَا اس میں أَنْفُس اور اَعْيُن جمع کا صیغہ ہے جب کہ متبوع تثنیہ اور ضمیر تثنیہ ہے۔

اس میں بعض نحوی حضرات کے ہاں صیغہ بھی تثنیہ کا ہو گا اور ضمیر بھی تثنیہ کی ہو گی۔

مثال: جَاءَنِي الزَّيْدَانِ نَفْسَاهُمَا یا جَاءَنِي الزَّيْدَانِ عَيْنَاهُمَا یہ اصل میں نَفْسَانِ اور عَيْنَانِ تھا تو اضافت کی وجہ سے نون گر گیا تو نَفْسَاهُمَا اور عَيْنَاهُمَا ہو گیا۔

متبوع جمع کی مثال: جمع کے لیے بالاتفاق صیغہ بھی جمع کا ہو گا اور ضمیر بھی جمع کی ہو گی۔

جَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ یا جَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ أَعْيُنُهُمْ

متبوع مؤنث کی مثالیں:

مذکر کے لیے ضمیر بھی مذکر اور مؤنث کے لیے ضمیر بھی مؤنث کی ہو گی صیغہ میں تبدیلی نہیں آتی ہے۔

مفرد مؤنث کی مثالیں: جیسے جَاءَتْنِيْ هِنْدٌ نَفْسُهَا اور (آئی هنده بذات خود) اس میں نَفْس اپنے حال پر ہے باقی جَاءَتْ فعل اور هَا ضمیر مؤنث لائی گئی۔

تثنیہ کی مثالیں: جَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ أَنْفُسُهُمَا یا جَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ نَفْسَاهُمَا

جمع کی مثال: جَاءَتْنِي الْهِنْدَاتُ أَنْفُسُهُنَّ

نوٹ: لفظ عَيْن کی مثالوں کو نَفْس کی مثالوں پر قیاس کریں۔

كِلَا اور كِلْتَا کا استعمال: كِلَا اور كِلْتَا یہ دونوں تثنیہ کے لیے خاص ہیں کیونکہ ان کا معنی ہی تثنیہ والا ہے كِلَا مذکر کے لیے آتا ہے اور كِلْتَا مؤنث کے لیے آتا ہے۔

مذکر کی مثال: قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا مؤنث کی مثال: قَامَتِ الْمَرْأَ تَانِ كِلْتَاهُمَا

فائدہ: كِلَا اور كِلْتَا بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتے ہیں۔

كُلُّ، أَجْمَعُ، أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ کا استعمال: ان الفاظ کا استعمال تثنیہ کے لیے نہیں ہوتا ہے بلکہ مفرد کے لیے یا جمع کے لیے ہوتا ہے۔

كُلٌّ اور أَجْمَعُ، أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ میں فرق: لفظ کُلٌّ اور باقی چار الفاظ میں فرق یہ ہے کہ کل متبوع کے تبدیل ہونے سے نہیں بدلتا، یعنی متبوع مفرد ہو یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث لفظ کُلٌّ میں کوئی تبدیلی اور اختلاف پیدا نہیں ہوتا بلکہ متبوع کے اعتبار سے ضمیر میں تبدیلی آئے گی اگر متبوع مذکر ہے تو ضمیر بھی مذکر اور متبوع اگر مؤنث ہے تو ضمیر بھی مؤنث لائی جائے گی اسی طرح متبوع اگر مفرد ہو تو ضمیر مفرد اور متبوع جمع ہو تو ضمیر بھی جمع لائی جائے گی۔

متبوع مفرد مذکر کی مثال: اَلْكِتَابَ كُلَّهُ

متبوع مفرد مؤنث کی مثال: قَرَأْتُ الصَّحِيْفَةَ كُلَّهَا

متبوع جمع مذکر کی مثال: جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ

متبوع جمع مؤنث کی مثال: قَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ ان تمام مثالوں میں لفظ کُلّمیں کوئی تبدیلی نہیں آئی بلکہ متبوع کے اعتبار سے ضمیریں بدلتی رہی ہیں۔

اور أَجْمَعُ، أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ یہ چار الفاظ متبوع کے تبدیل ہونے سے یہ بھی تبدیل ہو جاتے ہیں جب کہ ان کی ضمیروں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے یہی فرق ہے لفظ کل اور ان چار الفاظ کے مابین ہے۔

متبوع مذکر مفرد کی مثال: اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ أَجْمَعَ أَكْتَعَ أَبْتَعَ أَبْصَعَ

متبوع مؤنث مفرد کی مثال: اِشْتَرَيْتُ الْجَارِيَةَ جَمْعَاءَ كُتْعَاءَ بُتْعَاءَ بُصْعَاءَ

متبوع جمع مذکر کی مثال: جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ أَكْتَعُونَ أَبْتَعُونَ أَبْصَعُونَ

متبوع جمع مؤنث کی مثال: قَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ

الدرس الخامس والعشرون

وَإِذَا أَرَدْتَّ تَأْكِيْدَ الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنِ يَجِبُ تَأْكِيْدُهُ بِالضَمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ، نَحْوُ: ضَرَبْتَ أَنْتَ نَفْسَك، وَلَا يُؤَكَّدُ بِكُلٍّ وَأَجْمَعَ إِلَّا مَا لَه أَجْزَاءٌ وَأَبْعَاضٌ يَصِحُّ افْتِرَاقُهَا حِسًّا كَالْقَوْمِ، أَوْ حُكْمًا كَمَا تَقُولُ: اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ، وَلَا تَقُوْلُ أَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ. وَاعْلَمْ! أَنَّ أَكْتَعَ وَأَبْتَعَ وَأَبْصَعَ أَتْبَاعٌ لِأَجْمَعَ، وَلَيْسَ لَهَا مَعْنٰى هٰهُنَا بِدُوْنَه، فَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا عَلٰى أَجْمَعَ، وَلَا ذِكْرُهَا بِدُوْنِه.

ترجمہ:

اور جب تو ارادہ کرے ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النَّفْسِ اور العَيْنِ کے ساتھ تو واجب ہے اس کی تاکید ضمیر منفصل سے جیسے ضَرَبْتَ أَنْتَ نَفْسَكَ (تونے خود اپنے آپ کو مارا) اور تاکید نہیں لائی جاتی لفظ کُلٌّ اور أَجْمَعَ کے ذریعہ لیکن اس چیز

کی جس میں اجزاء پائے جاتے ہوں اور ایسے بعض ہوں جن بعض کا ایک دوسرے جدا ہونا حسی طور پر صحیح ہو جیسے اَلْقَوْمُیا حکمًا جدا ہونا صحیح ہو جیسے اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ مگر أَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ نہیں کہہ سکتے اور جان لو کہ بے شک أَكْتَعُ، أَبْتَعُ ،أَبْصَعُ سب کے سب أَجْمَعُ کے تابع ہیں ان کے یہاں کوئی علیحدہ معنی نہیں ہیں۔ سوائے أَجْمَعُ کے معنی کے لہٰذا ان سب کا مقدم ہونا أَجْمَعُ پر جائز نہیں اور نہ ان کا ذکر کرنا أَجْمَعُ کے بغیر درست ہے۔

پچیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النَّفْسُ اور العَيْنُ کے ذریعے سے لانے کا طریقہ

دوسری بات: لفظ کُلٌّ اور أَجْمَعُ کو بطور تاکید لانے کا قاعدہ

تیسری بات: أَكْتَعُ، أَبْتَعُ ، أَبْصَعُ سے متعلق ایک قاعدہ

پہلی بات: ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النُّفْسُ اور العَيْنُ کے ذریعے لانے کا قاعدہ

قاعدہ یہ ہے کہ جب ضمیر مرفوع متصل کی تاکید لفظ النَّفْسُ اور العَيْنُ کے ساتھ لائی ہو تو اس ضمیر کی تاکید مرفوع منفصل کے ساتھ لانا واجب ہے جیسے ضَرَبْتَ أَنْتَ نَفْسُكَ اس میں نَفْس تاکید ہے ضَرَبْتَ کی ضمیر مرفوع متصل کے لیے لہٰذا اس ضمیر کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لائی گئی ہے جو کہ أَنْتَ ہے۔

ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لانے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر ضمیر متصل کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ نہ لائی جائے تو بعض جگہوں میں تاکید کا فاعل کے ساتھ التباس لازم آئے گا جیسے زَيْدٌ أَكْرَمَنِيْ نَفْسُهُ اس میں معلوم نہیں ہوتا کہ أَكْرَمَنِيْ کا فاعل نَفْسُهُ ہے یا ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے اور نَفْسُهُ اس کی تاکید ہے لہٰذا اس التباس سے بچنے کے لیے ضمیر متصل کے ساتھ منفصل کی تاکید لانا ضروری ہے جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ هوَنَفْسُهُ اس میں ھو ضمیر مستتر کی تاکید پہلے ھو ضمیر منفصل سے لائے اور پھر اس کی تاکید نَفْسُهُ سے لائے۔

دوسری بات: لفظ كُلٌّ اور أَجْمَعُ کو بطور تاکید لانے کا قاعدہ

لفظ کُلٌّ اور أَجْمَعُ کے ساتھ صرف اس چیز کی تاکید لائی جاسکتی ہے جس کے ایسے اجزاء اور ابعاض (یعنی حصے) ہوں جو باعتبار حس (یعنی مشاہدہ) کے ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہوں جیسے اَلْقَوْمُ اب قوم ایسی چیز ہے جس کے ابعاض اور افراد ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہیں جیسے زید، بکر، خالد وغیرہ لہٰذا قوم کی تاکید کُلٌّ اور أَجْمَعُ کے ساتھ لانا صحیح ہو جائے گا یا وہ اجزاء اور ابعاض باعتبار حکم کے ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہوں جیسے اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ (میں نے غلام

خرید ا پورا) اب اَلْعَبْدُ ایسی چیز ہے جس کے اجزاء اور ابعاض حسًّا یعنی بطور مشاہدہ کے تو نہیں ہو سکتے ہیں لیکن حکماً اس کے اجزاء ابعاض ہو سکتے ہیں اس لیے کہ یہ ممکن ہے ایک غلام کا نصف ایک نے خریدا ہو اور دوسرے نصف کو دوسرے شخص نے خریدا ہو۔ لہٰذا اَلْعَبْدَ کی تاکید کُلٌّ اور أَجْمَعُ کے ساتھ لانا درست ہو گا پس یہ کہنا درست ہو گا کہ میں نے پورا غلام خریدا۔

احترازی مثال: اور یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ کوئی کہے أَکْرَمْتُ الْعَبْدَ کُلَّهُ (میں نے پورے غلام کا اکرام کیا) اس مثال کے درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکرام کرنے والے کے حکم کے اعتبار سے الْعَبْدَ یعنی غلام کے اجزاء نہیں ہو سکتے ہیں اس طور پر کہ آدھے غلام کا اکرام کیا ہو اور آدھے کا نہ کیا ہو۔ لہٰذا اس حکم کے اعتبار سے کُلٌّ اور أَجْمَعُ کے ساتھ تاکید کا لانا درست نہیں ہے۔

تیسری بات: أَکْتَعُ، أَبْتَعُ ، أَبْصَعُ سے متعلق ایک قاعدہ

أَکْتَعُ، أَبْتَعُ ، أَبْصَعُ یہ تینوں لفظ استعمال میں أَجْمَعُ کے تابع ہیں جب یہ تاکید کے لیے استعمال ہوتے ہیں تو أَجْمَعُ کے بغیر استعمال نہیں ہوتے ہیں اور ان کا وہی معنی ہے جو أَجْمَعُ کا ہے لہٰذا ان تینوں الفاظ کو أَجْمَعُ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح بغیر أَجْمَعُ کے ان کا ذکر بھی جائز نہیں ہے۔

الدرس السادس والعشرون

اَلْبَدَلُ

فَصْلٌ: اَلْبَدَلُ تَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلٰى مَتْبُوْعِهِ وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالنِّسْبَةِ دُوْنَ مَتْبُوْعِهِ. وَأَقْسَامُ الْبَدَلِ أَرْبَعَةٌ: بَدَلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ، وَهُوَ مَا مَدْلُوْلُهُ مَدْلُوْلُ الْمَتْبُوْعِ، نَحْوُ: جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ. وَبَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ، وَهُوَ مَا مَدْلُوْلُه جُزْءُ مَدْلُوْلِ الْمَتْبُوْعِ، نَحْوُ: ضَرَبْتُ زَيْدًا رَأْسَهُ. وَبَدَلُ الْاِشْتِمَالِ وَهُوَ مَا مَدْلُوْلُه مُتَعَلِّقًا بِالْمَتْبُوْعِ، كَـ: سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ. وَبَدَلُ الْغَلَطِ وَهُوَ مَا يُذْكَرُ بَعْدَ الْغَلَطِ، نَحْوُ: جَاءَنِيْ زَيْدٌ جَعْفَرٌ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا حِمَارًا. وَالْبَدَلُ إِنْ كَانَ نَكِرَةً مِنْ مَعْرِفَةٍ يَجِبُ نَعْتُهُ، كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: «بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ». وَلَا يَجِبُ ذٰلِكَ فِيْ عَكْسِهِ، وَلَا فِي الْمُتَجَانِسَيْنِ.

ترجمہ:

فصل بدل وہ تابع ہے کہ جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی گئی ہو جس کی اس کے متبوع کی طرف نسبت کی گئی ہو اور وہی مقصود بنسبت ہو نہ کہ اس کا متبوع اور بدل کے اقسام چار ہیں بَدَلُ الْکُلِّ مِنَ الْکُلِّ اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول اور

متبوع کا مدلول ایک ہو جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ (آیا میرے پاس زید یعنی تیرا بھائی) اور بَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جز ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا رَأْسَهُ (میں نے زید یعنی اس کے سر کو مارا) اور بَدَلُ الْاِشْتِمَالِ اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ (چھینا گیا ہے زید اس کا کپڑا) اور بَدَلُ الْغَلَطِ اور وہ وہ ہے کہ ذکر کیا جائے غلطی کے بعد جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ جَعْفَرٌ (میرے پاس زید آیا نہیں بلکہ جعفر آیا) رَأَيْتُ رَجُلًا حِمَارًا (میں نے آدمی کو دیکھا نہیں بلکہ گدھے کو دیکھا) اور بدل اگر نکرہ ہو معرفہ سے تو واجب ہے اس کی صفت لانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ اور واجب نہیں ہے اس کے برعکس میں اور نہ ہی متجانسین میں۔

چھبیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: بدل کی تعریف

دوسری بات: بدل کی اقسام

تیسری بات: بدل اور مبدل منہ کی معرفہ اور نکرہ کے اعتبار سے صورتیں

پہلی بات: بدل کی تعریف

بدل وہ تابع ہے جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی گئی ہو جو نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہو اور وہی تابع ہی مقصود نسبت ہو نہ کہ اس کا متبوع۔

دوسری بات: بدل کی اقسام

بدل کے چار اقسام ہیں:

(١) بَدَلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ (٢) بَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ (٣) بَدَلُ الْاِشْتِمَالِ (٤) بَدَلُ الْغَلَطِ

پہلی قسم بَدَلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ: بدل اور مبدل منہ کا مصداق و مدلول ایک ہو۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ (آیا میرے پاس زید جو کہ تیرا بھائی ہے) اس مثال میں زَيْدٌ اور اَخُوْكَ دونوں سے ایک ہی شخص مراد ہے۔

دوسری قسم بَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ: بدل کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جزو ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا رَأْسَهُ (میں نے زید کا اس کے سر پر مارا) اس مثال میں رَأْس یعنی سر زَيْد کا بعض اور جزو ہے۔

تیسری قسم بَدَلُ الْاِشْتِمَالِ: بدل کا مدلول مبدل منہ کے متعلقات میں سے ہو یعنی اس سے کوئی تعلق رکھتا ہو۔ جیسے سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ (چھینا گیا زید یعنی اس کا کپڑا) اس مثال میں ثَوْب کا زَيْدٌ سے تعلق ہے کہ اس کی ملک میں ہے۔

چوتھی قسم بَدَلُ الغَلَطِ: مبدل منہ کو غلطی سے ذکر کرنے کے بعد اس غلطی کے تدارک اور تلافی کے لیے تلافی کے لیے بدل کو ذکر کیا جائے۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ جَعْفَرٌ (آیا میرے پاس زید نہیں بلکہ جعفر آیا ہے) اس مثال میں زَيْدٌ مبدل منہ ہے اور جَعْفَرٌ بدل الغلط ہے۔

اسی طرح رَأَيْتُ رَجُلًا حِمَارًا (میں نے ایک آدمی دیکھا نہیں ایک گدھا دیکھا) اس مثال میں رَجلاً مبدل منہ حِمَارًا بدل الغلط ہے ان دونوں مثالوں میں متکلم نے غلطی سے زَيْدٌ اور رَجُل کا ذکر کیا ہے۔

تیسری بات: بدل اور مبدل منہ کی معرفہ اور نکرہ کے اعتبار سے صورتیں

بدل اور مبدل منہ کے لیے چار صورتیں جائز ہیں:

(۱) دونوں معرفہ ہوں (۲) دونوں نکرہ ہوں

(۳) مبدل معرفہ بدل نکرہ (۴) مبدل منہ بکرہ بدل معرفہ

مذکورہ صورتوں میں سے تیسری صورت یعنی بدل نکرہ اور مبدل منہ معرفہ ہو تو اس صورت میں بدل کی صفت لانا ضروری ہے کیونکہ نسبت سے مقصود بدل ہوتا ہے اگر بدل نکرہ کی صفت نہ لائیں تو مقصود غیر مقصود سے انقص اور کمتر ہونا لازم آئے گا لیکن جب بدل نکرہ کی صفت لائی جائے تو نکرہ مخصصہ ہو کر معرفہ کے قریب ہو جائے گا۔

مثال: بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ اس مثال میں پہلے والا نَاصِيَة مبدل منہ معرفہ ہے اور دوسرا نَاصِيَة بدل نکرہ ہے پس اسی وجہ سے اسکی صفت كَاذِبَة کے ساتھ لائی گئی ہے اب یہ نکرہ مخصص ہو کر معرفہ کے قریب تر ہو گئی۔

اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی مبدل منہ نکرہ ہو اور بدل معرفہ ہو یا دونوں اسم ہم جنس ہوں یعنی یا تو بدل اور مبدل منہ دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں تو صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

برعکس یعنی بدل معرفہ ہو اور مبدل منہ نکرہ ہونے کی مثال: جَاءَنِيْ رَجُلٌ أَخُوْكَ اس مثال میں رَجُل نکرہ ہے جو کہ مبدل منہ ہے **اور** أَخُوْكَ بدل ہے جو کہ بدل اور معرفہ ہے لہٰذا بدل کے لیے صفت لانا ضروری نہیں۔

متجانسین ہوں دونوں معرفہ ہونے کی مثال: جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ اس مثال میں زَيْدٌ مبدل منہ بھی معرفہ ہے اور أَخُوكَ بدل بھی معرفہ ہے لہٰذا اسکی صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح دونوں نکرہ کی مثال: جَاءَنِيْ رَجُلٌ أَخٌ لَكَ اس مثال میں رَجُلٌ مبدل منہ ہے اور نکرہ ہے أَخٌ لَكَ بدل ہے اور لہٰذا اس کی صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

الدرس السابع والعشرون

عَطْفُ الْبَيَانِ

عَطْفُ الْبَيَانِ: تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ يُوَضِّحُ مَتْبُوْعَهُ، وَهُوَ أَشْهَرُ اسْمَيْ شَيْءٍ نَحْوُ: قَامَ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ (رضي الله عنه) وَقَامَ عَبْدُ اللهِ بِنُ عُمَرَ (رضي الله عنه)، وَلَا يَلْتَبِسُ لَفْظًا فِيْ مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ:

أَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبِكْرِيِّ بِشْرٍ   عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوْعًا

ترجمہ:

عطف بیان وہ تابع ہے جو غیر صفت ہو(اور)اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور وہ کسی شیء کے دو ناموں میں سے زیادہ مشہور نام ہوتا ہے جیسے قَامَ أَبُو حَفْصٍ عُمَرَ اورقَامَ عَبْدُ اللهِ بِنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اور وہ بدل سے لفظوں میں التباس نہیں کرتا ہے شاعر کا قول میں اس شخص کا بیٹا ہوں جا تارک بکری، جو بشر کے نام سے مشہور ہے کو(قتل کر کے) اس حال میں چھوڑنے والا ہے کہ اس پر پرندے گرنے کا انتظار کرتے ہیں۔

ستائیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: عطف بیان کی تعریف

دوسری بات: عطف بیان اور بدل میں شعر کے ذریعے فرق

پہلی بات: عطف بیان کی تعریف

عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور کسی چیز کے دو ناموں میں سے جو زیادہ مشہور نام ہو گا اس کو عطف بیان کہا جائے گا۔

پہلی مثال: قَامَ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اس مثال میں اَبُوْ حَفْصٍ متبوع ہے اور مبین ہے اور عمر تابع اور بیان ہے أَبُو حَفْص کنیت ہے حضرت عمر کی۔اب عمر زیادہ مشہور تھا جب عمر کہا تو متبوع أَبُوْ حَفْصٍ کی وضاحت ہوگئی کہ أَبُو حَفْص سے مراد حضرت عمر ہیں۔

دوسری مثال: قَامَ عَبْدُ اللهِ بِنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اس مثال میں عبد اللہ متبوع ہے اور مبین ہے اور بن عمر تابع اور بیان ہے اور

اب یہاں عبداللہ زیادہ مشہور نہیں تھا جب آگے بن عمر ذکر کیا تو متبوع کی وضاحت ہوگئی اب یہاں ابن عمر عبداللہ کے لیے بیان واقع ہے۔

دوسری بات: عطف بیان اور بدل میں شعر کے ذریعے فرق

یہاں سے عطف بیان اور بدل کے درمیان فرق بیان فرمارہے ہیں بعض نحات کا مسلک یہ ہے کہ توابع صرف چار ہیں اور عطف بیان کوئی علیحدہ تابع نہیں ہے بلکہ وہ بدل ہے اور وہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کرتے ہیں۔ جب کہ ان دونوں میں لفظی فرق بھی ہے اور معنوی فرق۔

لفظی فرق: شاعر کے شعر سے لفظی فرق واضح ہورہا ہے۔

یہاں مثل سے مراد ترکیب ہے جس میں عطف بیان کا متبوع وہ معرف باللام ہو جو صیغہ صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہو۔

صفت کا صیغہ اس وقت مضاف ہوتا ہے جب وہ الف لام پر تکیہ پکڑا ہو۔ جیسے اَلضَّارِبُ میں ضَارِب صفت کا صیغہ ہے جو کہ الف لام پر تکیہ پکڑ کر اضافت کا معنی دے رہا ہے۔ جیسے اَلضَّارِبُ الرَّجُلِ زَيْدٌ پس ایسی صورت میں عطف بیان جائز ہے اور بدل جائز نہیں۔

شعر

أَنَا اِبْنُ التَّارِكِ الْبِكْرِيِّ بِشْرٍ　　　عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوْعًا

محل استشہاد: پس مذکورہ شعر میں بِشْر عطف بیان ہے الْبِكْرِيِّ کا اور الْبِكْرِيِّ جو متبوع ہے وہ التَّارِكِ صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہے اور اس وقت اس میں کوئی خرابی نہیں ہے لیکن اگر بِشْر کو الْبِكْرِيِّ سے بدل قرار دیں تو خرابی لازم آتی ہے وہ اس طرح کہ بدل تکرار عامل کا حکم میں ہوتا ہے یعنی جو عامل مبدل منہ کا ہوتا ہے وہی عامل بدل کا بھی ہوتا ہے اب اگر الْبِكْرِيِّ کا عامل التارک ہے تو بِشْر کا عامل بھی التَّارِک بنانا پڑے گا اور تقدیری عبارت اس طرح ہوگی التَّارِک بِشْر اور یہی ممتنع ہے جس طرح اَلضَّارِبُ زَيْدٌ ممتنع ہے کیونکہ یہاں التَّارِک اور بِشْر کے درمیان اضافت لفظی ہے اور اضافت لفظی تخفیف کا فائدہ بھی نہیں دے رہی ہے کیونکہ یہاں التَّارِک کی تخفیف پہلے ہی ہوچکی ہے لہٰذا اب اضافت لغو ہو جائے گی لہٰذا الْبِكْرِيِّ کو مبدل منہ اور بِشْر کو بدل بنانا جائز ہے۔

معنوی فرق: وہ ظاہر ہے کہ بدل میں نسبت سے مقصود بدل ہوتا ہے اور عطف بیان میں نسبت سے مقصود عطف بیان نہیں ہوتا ہے بلکہ متبوع ہوتا ہے اور عطف بیان کا ذکر محض متبوع کی وضاحت کے لیے ہوتا ہے۔

مصنفؒ نے عطف بیان اور بدل کے درمیان لفظی فرق کو بیان کیا اور معنوی فرق کو نہیں اس لیے کہ لفظی فرق مخفی تھا اور معنوی فرق واضح تھا۔

لغات: اَلتَّارِكُ (بمعنی قاتل) اور مَصِيْر (بمعنی بچھاڑنا) کے ہیں الْبِكْر شہر کا نام ہے اور یاء اس کی نسبت کے لیے ہے اَلْبِكْرِيُّ سے مراد پہلوان ہے جو کہ اس کا لقب ہے بِشْر اس کا نام ہے۔

ترکیب: أَنَا مبتدا، اِبْن خبر مضاف، التَّارِك مضاف الیہ، الْبِكْرِيّ مضاف الیہ مبین، بِشْر عطف بیان، مبین اور عطف بیان ملکر ذوالحال، عَلَيْهِ جار مجرور ملکر کائن سے متعلق ہو کر خبر مقدم اور الطَّيْرُ مبتدا مؤخر ذوالحال، تَرْقُبُ فعل ھی ضمیر فاعل ذوالحال، وقوعا حال واقع ہوا ھی ضمیر سے تَرْقُبُ فعل فاعل اور مفعول سے ملکر الطَّيْرُ سے حال واقع اب ذوالحال حال ملکر مبتدا مؤخر ہوا عَلَيْهِ خبر مقدم سے پھر یہ مضاف الیہ ہوا التَّارِک سے پھر خبر ہو گی أَنَا مبتدا کے لیے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس نے قبیلہ بکری بشر نامی شخص کو قتل کر کے اس حال میں چھوڑ دیا کہ پرندے اس پر گرنے کے منتظر ہیں۔

شعر کا مطلب: مذکورہ شعر کا مطلب اس انداز سے بیان فرمایا ہے کہ اس میں شاعر اپنی اور اپنے باپ کی تعریف کر رہا ہے کہ میں ایسے نوجوان اور بہادر شخص کا فرزند ہوں جس نے بشر نامی شخص جو بہت طاقتور تھا کو اس حال میں قتل کر کے چھوڑ دیا کہ پرندے اس پر گرنے کے منتظر ہیں۔یعنی جب بھی روح جسم سے نکلے اور ہم اس ے کھائیں اس لیے کہ انسان کے بدن میں جب تک روح ہوا کرتی ہے پرندے اس کے پاس نہیں جاتے۔

سوالات

سوال نمبر۱: تابع کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۲: توابع کی اقسام ذکر کریں؟

سوال نمبر۳: صفت کی تعریف کریں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۴: وصف اور نعت کی اقسام ذکر کریں اور مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۵: کتنی چیزوں میں صفت موصوف کا تابع ہوتا ہے؟

سوال نمبر۶: صفت کے فوائد مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر۷: کیا ضمیر موصوف یا صفت بن سکتا ہے؟

سوال نمبر۸: عطف نسق کی تعریف کریں؟

سوال نمبر۹: حروف عطف میں سے بعض ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۰: ضمیر متصل پر عطف کرنے کے لیے کیا چیز لازم ہے؟

سوال نمبر۱۱: کیا معطوف اور معطوف علیہ میں اعراب کے اعتبار سے مطابقت ہو گی؟

سوال نمبر۱۲: دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر عطف کے مسئلہ میں امام فراء کی رائے ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۳: تاکید کی تعریف کریں؟

سوال نمبر۱۴: تاکید کی اقسام ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۵: تاکید لفظی کس طرح ہو گی مثال کے ساتھ تحریر کریں؟

سوال نمبر۱۶: وہ کونسے الفاظ ہیں جس کے ذریعے تاکید معنوی ہوتی ہے بیان کریں؟

سوال نمبر۱۷: ضمیر متصل کی تاکید نفس اور عین کے ساتھ کس طرح ہو گی؟

سوال نمبر۱۸: بدل کی تعریف کریں؟

سوال نمبر۱۹: عطف بیان کیا ہے؟ وضاحت کریں؟

سوال نمبر۲۰: بدل کی کتنی اقسام ہیں مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

سوال نمبر۲۱: کیا نکرہ معرفہ کا بدل بن سکتا ہے؟

التمارین

ذیل کی مثالوں میں صفت کی اقسام تلاش کریں اور اس کے فائدے کا تعین کریں۔

١ – هذا كتاب كثيرة فوائده. ٢ – ألقى الأستاذ محاضرة بليغة.
٣ – دخلت الحديقة الحسن شكلها. ٤ – هؤلاء وعّاظ مستفيد سامعوهم.
٥ – أنب إلى ربك الواسع العظيم. ٦ – طالعت الكتاب المفيد الجامع.

ذیل کی مثالوں میں معطوف، معطوف علیہ اور حرف عطف کی نشاندہی کریں

١ – فَوَكَزَهُ فَقَضَى عَلَيْهِ. ٢ – يفوز الشجاع لا الجبان.
٣ – قدم الحجاج حتى المشاة. ٤ – حزمت أمتعتي ثم سافرت.
٥ – ما سافر محمود بل يوسف. ٦ – لا تكرم خالدًا لكن أخاه.

ذیل کی مثالوں میں موکد اور تاکید کی نشاندہی کریں۔

١ – إياك إياك المراء. ٢ – حضر المجتهد المجتهد.
٣ – أكرمت الفتاتين كلتيهما. ٤ – اشتريت البيت كله.
٥ – خاطبت الأمير نفسه. ٦ – صن يديك كلتيهما عن الأذى.

ذیل کی مثالوں میں بدل، مبدل منہ اور عطف بیان کی نشاندہی کریں، اور ان کے اقسام کا بھی تعین کریں۔

١ – مررت بزيد عمرو. ٢ – أعجبني زيد أخوه.
٣ – طالعت كتابًا مجلة. ٤ – أكلت الرغيف ثلثه.
٥ – يسعك الأمير عفوه. ٦ – أعجبني سعيد خلقه.
٧ – ركبت السيارة الطائرة. ٨ – أعجبني عبد الله علمه.

البَابُ الثّانِي فِي الِاسمِ المَبنيّ

الدرس التاسع والعشرون

الاسم المَبني

اَلْبَابُ الثَّانِي فِي الْاِسْمِ الْمَبْنِيِّ وَهُوَ اسْمٌ وَقَعَ غَيْرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَيْرِهِ، مِثْلُ: أَلِفْ، بَاءْ، تَاءْ، ثَاءْ، وَمِثْلُ: وَاحَدٌ، وِاثْنَانِ، وثَلَاثَةٌ، وَكَلَفْظِ زَيْدٌ فَإِنَّهُ مَبْنِيٌّ بِالْفِعْلِ عَلَى السُّكُوْنِ وَمُعْرَبٌ بِالْقُوَّةِ، أَوْ شَابَهَ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ بِأَنْ يَكُوْنَ فِي الدَّلَالَةِ عَلٰى مَعْنَاهُ مُحْتَاجًا إِلٰى قَرِيْنَةٍ كَالْإِشَارَةِ، نَحْوُ: هٰؤُلَاءِ وَنَحْوِهَا، اَوْ يَكُوْنَ عَلٰى أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ، اَوْ تَضَمَّنَ مَعْنَى الْحرفِ، نَحْوُ: ذَا وَمِنْ، وَأَحَدَ عَشَرَ إِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ، وَهٰذَا الْقِسْمُ لَا يَصِيْرُ مُعْرَبًا اَصْلًا. وَحُكْمُهُ: اَنْ لَا يَخْتَلِفَ آخِرُه بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ، وَحَرَكَاتُه تُسَمّٰى ضَمًّا وَفَتْحًا وَكَسْرًا وَسُكُوْنُهُ وقْفًا، وَهُوَ عَلٰى ثَمَانِيَةَ اَنْوَاعٍ: اَلْمُضْمَرَاتُ، وَأَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ، وَالْمَوْصُوْلَاتُ، وَأَسْمَاءُ الْأَفْعَالِ، وَأَسْمَاءُ الْأَصْوَاتِ، وَالْمُرَكَّبَاتُ، وَالْكِنَايَاتُ، وَبَعْضُ الظُّرُوْفِ.

ترجمہ:

مبنی وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے اَلِفْ ، بَاءْ، تَاءْ، ثَاءْ اور جیسے أَحَدٌ، اِثْنَانِ، ثَلَاثَةٌ اور جیسے لفظ زَيْدٌ پس وہ بالفعل مبنی بر سکون ہے اور بالقوۃ معرب ہے یا مبنی اصل کے مشابہ ہو اس طور پر کہ اپنے دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اشارہ هٰؤُلَاءِ اور اس جیسے دوسرے اسمائے اشارات یا وہ تین حروف سے کم ہو یا حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے ذَا اور مِنْ اور أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک اور یہ قسم معرب بالکل نہیں ہوتی ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے اس کا آخر نہ مختلف ہو اور ان کی حرکتوں کا نام ضمہ فتحہ کسرہ سکون اور وقف رکھا جاتا ہے اس کی آٹھ اقسام ہیں اول مضمرات دوم اشارات سوم اسماء موصولہ چہارم اسماء افعال پنجم اسماء اصوات وَالْمرَكَّبَاتُ وَالْكِنَايَاتُ وَبَعْضُ الظُّرُوْفِ

انتیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: اسم مبنی کی تعریف

دوسری بات: اسم مبنی کی تعریف کے اعتبار سے قسمیں اور اس کی وضاحت

تیسری بات: اسم مبنی کا حکم اور اس کی حرکات اور اقسام کا ذکر

پہلی بات: اسم مبنی کی تعریف

اسم مبنی وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔

دوسری بات: اسم مبنی کی تعریف کے اعتبار سے قسمیں اور اس وضاحت

اسم مبنی کی تعریف کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ اسم اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو غیر سے مراد عامل ہے یعنی اپنے عمل کے ساتھ مرکب نہ ہو۔

پہلی مثال: اَلِف، باء، تاء، ثاء ان سے مراد حروف ہجاء اور مبنیات نہیں بلکہ ان کے اسم ہیں کیونکہ یہ بحث اسم مبنی کے بارے میں ہے نہ کہ حروف مبنی کے بارے میں حروف ہجاء تو حروف ہو کر مبنی الاصل ہیں۔

دوسری مثال: اسمائے عدد: وَاحِدٌ ،اِثْنَانِ، ثَلَاثَةٌ

تیسری مثال: اسمائے معدود: زَيْدٌ وَعُمَرَ وغیرہ

جب یہ اسماء اکیلے ہوں تو یہ سب مبنی ہیں سکون پر یہ بالفعل مبنی ہیں اور بالقوۃ معرب ہیں۔

بالفعل مبنی سے مراد: یعنی موجودہ حالت میں عامل کے ساتھ واقع نہیں ہو رہے تو ہی مبنی بر سکون ہیں۔

بالقوۃ مبنی سے مراد: یعنی ان میں اعراب کی صلاحیت ہے کہ جب یہ عامل کے ساتھ واقع ہوں گے تو ان پر اعراب آجائے گا۔ جیسے جَاءَ اَلِفٌ، جَاءَ وَاحِدٌ ،جَاءَ زَيْدٌ حالت رفعی کی مثالیں

دوسری قسم: یہ ہے کہ وہ مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ مشابہت سے مراد وہ مبنی الاصل کے ساتھ ایسی مناسبت رکھتا ہو کہ اسم کے مبنی ہونے میں مؤثر ہو اس طور پر کہ یا تو وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو یا وہ تین حرف سے کم ہو یا وہ معنی حرف کو متضمن ہو پس جب اسم میں ان تینوں چیزوں میں سے کوئی چیز پائی جائے گی تو اس میں مبنی الاصل کے ساتھ مناسبت پائی جائے گی اور اس مناسبت کی وجہ سے وہ مبنی ہو گا۔

مصنف نے یہاں اسم کے مبنی الاصل کے مشابہت کی تین صورتیں بیان کی ہیں جب کہ نحویوں نے استقراء اور تتبع کے بعد ساتھ صورتیں بیان کی ہیں جن کو ہم فائدہ میں ذکر کریں گے۔

اسم کی مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی تین صورتیں:

پہلی صورت: یہ ہے کہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اسم اشارہ ھذَا،ھٰؤُلَاءِ یہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ یعنی اشاریہ حسیہ کا محتاج ہوتا ہے یہ اپنے معنی پر دلالت نہیں کر سکتے جب تک ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ حسیہ نہ کیا جائے تو یہ اشارہ حسیہ قرینہ ہے اسم اشارہ اپنے معنی دلالت کرنے میں اس قرینہ اشارہ حسیہ کا محتاج ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم تین حروف سے کم ہو۔ جیسے ذَا اور مِنْ یہ مشابہ ہیں فِیْ اور مُنْ حروف جارہ کے ۔لہذا یہ بھی مبنی ہوں گے۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو۔ جیسے أَحَدَ عَشَرَ سے لے کر تِسْعَةَ عَشَرَ تک یہ اصل میں وَاحِدٌوَ عَشَرَ ، اِثنَانِ وَ عَشَرَ ، ثَلَاثَة وَ عَشَرَ تھے پھر درمیان میں واو کو حذف کر کے دونوں اسموں کو بمنزلہ کلمہ واحدہ کے کردیالہذااب دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوں گے لیکن اِثنَا عَشَرَ میں نون اور واو کو حذف کیا گیا ہے لہذا اس میں صرف دوسرا جز مبنی بر فتحہ ہوگا اور پہلا جز معرب ہوگا۔

فائدہ: نحویوں نے مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی سات صورتیں بیان کی ہیں:

پہلی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہو۔ جیسے اَیْنَ اسم ہے ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اسم اشارہ اسم موصول وغیرہ یہ اشارہ حسیہ اور صلہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہو۔ جیسے نَزَالِ اسم فعل اِنْزِلْ امر حاضر کی جگہ پر واقع ہوتا ہے۔

چوتھی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اس اسم کے مشابہ ہو جو مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہے۔ جیسے فَجَازِ نَزَالِ کے مشابہ ہے اور نَزَالٌ فَجَاز مبنی الاصل کی جگہ واقع ہوتا ہے۔

پانچویں صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اس اسم کی جگہ میں واقع ہو جو اسم مبنی الاصل کے مشابہ ہے۔ جیسے منادی مضموم یَا زَیْدُ ، یَارَجُل وغیرہ میں زید اور رجل کاف خطاب اسمی جو کہ ادعو میں مفعول بہ ہے اس کی جگہ مین واقع ہے اور کاف ضمیر خطاب جو کہ اسم ہے یہ مشابہ ہے کاف حرفی کے جو کہ حروف جارہ میں سے ہو کر مبنی الاصل ہے۔

چھٹی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کی طرف مضاف ہو خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ ہو۔ جیسے یَوْ مَئِذٍ میں کہ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا اس میں یَوْمَ بواسطہ اِذْ جملہ کانَ کی طرف مضاف ہے اور مبنی ہے۔

ساتویں صورت: یہ ہے کہ اس اسم کی بناء تین حروف سے کم ہو۔ جیسے ذَا اور مِنْ

تیسری بات: اسم مبنی کا حکم اور اس کی حرکات اور اقسام کا ذکر

اسم مبنی کا حکم یہ ہے کہ اس کے شروع میں عوامل کے اختلاف سے اس کا آخر نہیں بدلتا ہے۔

مبنی کی حرکات: مبنی کی حرکات ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون ہیں جب کہ معرب کی حرکات کا رفع، نصب، جر کہا جاتا ہے۔

مبنی کی آٹھ اقسام:

(۱) مضمرات (۲) اسمائے اشارات (۳) اسمائے موصولات (۴) اسمائے افعال
(۵) اسمائے اصوات (۶) مرکبات (۷) کنایات (۸) بعض ظروف

مصنف نے بعض ظرف کہا کیونکہ تمام ظروف مبنی نہیں بلکہ بہت سے ظروف معرب بھی ہیں۔

الدرس الثلاثون

اَلْمُضْمَرُ

فَصْلٌ: اَلْمُضْمَرُ اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ أَوْ مُخَاطَبٍ أَوْ غَائِبٍ تَقدَّمَ ذِكْرُه لَفْظًا أَوْ مَعْنًى أَوْ حُكْمًا، وَهُوَ عَلٰى قِسْمَيْنِ: مُتَّصِلٌ: وَهُوَ مَا لَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَہ، إِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ: ضَرَبْتُ إِلٰى ضَرَبْنَ، أَوْ مَنْصُوْبٌ نَحْوُ: ضَرَبَنِيْ إِلٰى ضَرَبَهُنَّ، وَاِنَّنِيْ اِلٰى اِنَّهُنَّ، أَوْ مَجْرُوْرٌ نَحْوُ: غُلَامِيْ وَلِيَ إِلٰى غُلَامِهِنَّ وَلَهُنَّ، وَمُنْفَصِلٌ وَهُوَ مَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَہ، إِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ: أَنَا إِلٰى هُنَّ، وَإِمَّا مَنْصُوْبٌ نَحْوُ» إِيَّایَ إِلٰى إِيَّاهُنَّ، فَذٰلِكَ سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا.

ترجمہ:

مضمر وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو تاکہ دلالت کرے متکلم، مخاطب، غائب پر جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہو لفظًا یا معنًی یا حکمًا اور وہ ضمیر دو قسم پر ہے اول قسم متصل ہے متصل وہ ضمیر ہے جو اکیلے استعمال نہ کی جاتی ہو (اس کی تین قسمیں ہیں) (اول) یا مرفوع ہو گی جیسے ضَرَبْتُ سے ضَرَبْنَ تک یا منصوب ہو گی جیسے ضَرَبَنِيْ سے ضَرَبَهُنَّ تک اور اِنَّنِيْ سے اِنَّهُنَّ تک یا مجرور ہو گی جیسے غُلَامِيْ اور لِيَ سے غُلَامِهِنَّ اور لَهُنَّ تک اور (ضمیر کی دوسری قسم) منفصل ہے ضمیر منفصل وہ ضمیر ہے جو اکیلے استعمال کی جاتی ہو یا مرفوع ہو گی جیسے أَنَا سے هُنَّ تک یا منصوب ہو گی جیسے إِيَّایَ سے إِيَّاهُنَّ تک پس یہ ساٹھ ضمیریں ہیں۔

تیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ضمیر کی تعریف

دوسری بات: ضمیر کی دو قسموں ضمیر متصل اور منفصل اور ان کی اقسام کا ذکر

پہلی بات: ضمیر کی تعریف

ضمیر کا لغوی: معنی پوشیدہ کیا ہوا المضمر اسم مفعول کا صیغہ

اصطلاحی تعریف: مضمر وہ اسم ہے جسے وضع کیا گیا ہے تا کہ دلالت کرے متکلم، مخاطب اور ایسے غائب پر، جس کا ذکر پہلے لفظاً، معنیً یا حکماً گذر چکا ہو۔

دوسری بات: ضمیر کی دو قسموں ضمیر متصل اور منفصل اور ان کی اقسام کا ذکر

مضمر کی دو قسمیں ہیں (۱) متصل (۲) منفصل

ضمیر متصل کی تین اقسام ہیں: (۱) مرفوع متصل (۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل

اور ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرفوع منفصل (۲) منصوب منفصل

ضمیر مجرور منفصل استعمال نہیں ہوتی ہے ہر ایک کی چودہ ضمیریں ہیں ۔

ضمیر متصل کی اقسام: ضمیر متصل کی تین اقسام ہیں:

(۱) مرفوع متصل (۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل

ضمیر مرفوع متصل کی مثالیں: ضَرَبَ سے ضَرَبْنَ تک

متکلم کی دو ضمیریں : ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا

حاضر کی چھ ضمیریں : ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا،ضَرَبْتُمْ،ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا،ضَرَبْتُنَّ

غائب کی چھ ضمیریں: ضَرَبَ ،ضَرَبَا،ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ ،ضَرَبَتَا ، ضَرَبْنَ

ضمیر منصوب متصل کی مثالیں: ضَرَبَنِي سے ضَرَبَهُنَّ تک اور اِنَّنِيْ سے اِنَّهُنَّ

متکلم کی ضمیریں: ضَرَبَنِيْ ، ضَرَبَنَا

حاضر کی چھ ضمیریں: ضَرَبَكَ،ضَرَبَكُمَا،ضَرَبَكُمْ،ضَرَبَكِ،ضَرَبَكُمَا،ضَرَبَكُنَّ

غائب کی چھ ضمیریں: ضَرَبَهُ،ضَرَبَهُمَا،ضَرَبَهُمْ،ضَرَبَهَا،ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ

ضمیر مجرور متصل: ضمیر مجرور متصل کی دو قسمیں ہیں (۱) مجرور باضافت (۲) مجرور بحرف جر

مجرور باضافت کی مثالیں: غُلَامِيْ سے غُلَامُهِنَّ تک اور لِيَ سے لَهُنَّ تک

متکلم کی دو ضمیریں: غُلَامِيْ ،غُلَامُنَا

چھ ضمیریں حاضر کی: غُلَامُكَ،غُلَامُكُمَا،غُلَامُكُمْ،غُلَامُكِ،غُلَامُكُمَا،غُلَامُكُنَّ

چھ ضمیریں غائب کی: غُلَامُہٗ، غُلَامُھُمَا، غُلَامُہُمْ، غُلَامُہَا، غُلَامُھُمَا، غُلَامُھِنَّ

مجرور بحرف جر کی مثالیں: لِيَ سے لَھُنَّ تک مذکورہ ضمیروں سے قیاس کریں۔

ضمیر منفصل کی اقسام:

ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرفوع منفصل (۲) منصوب منفصل

ضمیر مرفوع منفصل: فاعل کی وہ ضمیر جو فعل سے جدا ہو جیسے أَنَا سے ھُنَّ تک

متکلم کی ضمیریں: أَنَا، نَحْنُ

چھ حاضر کی ضمیریں: أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ

چھ غائب کی ضمیریں: ھُوْ، ھُمَا، ھُمْ، ھی، ھُمَا، ھِنَّ

ضمیر منصوب منفصل: مفعول کی دو ضمیریں جو فعل سے جدا ہوں إِیَّایَ سے إِیَّاھُنَّ تک

متکلم کی دو ضمیریں: إِیَّایَ، إِیَّانَا

چھ ضمیریں حاضر کی: إِیَّاكَ، إِیَّاکُمَا، إِیَّاکُمْ، إِیَّاكِ، إِیَّاکُمَا، إِیَّاکُنَّ

چھ ضمیریں غائب کی: إِیَّاہُ، إِیَّاھُمَا، إِیَّاہُمْ، إِیَّاہَا، إِیَّاھُمَا، إِیَّاھِنَّ

ملاحظہ: مصنف نے فرمایا کہ فَذٰلِكَ سِتُّوْنَ ضَمِیْرًا جب کہ ضمیریں ستر ہیں کیونکہ ضمائر کی پانچ اقسام ہیں اور ہر قسم چودہ ضمائر پر مشتمل ہے پس پانچ کو چودہ سے ضرب دیں تو یہ ستر ضمیریں بنتی ہیں اصل بات یہ ہے کہ مصنفؒ کا اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ ضمیریں تو کل ساٹھ ہیں جو ستر معانی کے ہیں تفصیل اس طرح ہے کہ بارہ برائے مرفوع متصل، بارہ برائے منصوب متصل، بارہ برائے مجرور متصل، بارہ برائے مرفوع منفصل، بارہ برائے منصوب منفصل اس طرح مجموعی تعداد ساٹھ کی ہوتی ہے اس میں تثنیہ مذکر و مؤنث کا ایک صیغہ شمار کیا گیا ہے خواہ حاضر ہو یا غائب ہو اس طرح ہر گردان میں مصنف نے بجائے چودہ کے بارہ صیغے شمار کیے ہیں باقی کو ان میں ضم کر دیا ہے اسی واسطہ فرمایا فَذٰلِكَ سِتُّوْنَ ضَمِیْرًا

الدرس الحادی والثلاثون

وَاعْلَمْ أَنَّ الْمَرْفُوعَ الْمُتَّصِلَ يَكُوْنُ مُسْتَتِرًا فِي الْمَاضِيْ لِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَضَرَبَ أَيْ هُوَ، ضَرَبَتْ اَیْ هِیَ، وَفِي الْمُضَارِعِ الْمُتَكَلِّمِ مُطْلَقًا نَحْوُ أَضْرِبُ أَيْ اَنَا، وَنَضْرِبُ أَيْ نَحْنُ، لِلْمُخَاطَبِ نَحْوُ تَضْرِبُ اَیْ اَنْتَ، لِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَيَضْرِبُ أَيْ هُوَ، وَتَضْرِبُ أَيْ هِيَ، وَفِي الصِّفَةِ اَعْنِیْ اِسْمُ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَغَيْرِهِمَا مُطْلَقًا، وَلَا يَجُوْزُ اسْتِعْمَالُ الْمُنْفَصِلِ إِلَّا عِنْدَ تَعَذُّرِ الْمُتَّصِلِ كَإِيَّاك نَعْبُدُ، وَمَا ضَرَبَك إِلَّا أَنَا، وَاَنَا زَيْدٌ، وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا.

ترجمہ:

اور جان لو کہ بے شک ضمیر مرفوع متصل خاص طور پر ماضی غائب اور غائبہ میں پوشیدہ ہوتی ہے جیسے ضَرَبَ میں هُوَ اور ضَرَبَتْ میں هِیَ اور مضارع متکلم میں مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے جیسے أَضْرِبُ میں اَنَا اور نَضْرِبُ میں نَحْنُ مستتر ہیں اور مخاطب کے لیے (جب کہ وہ مذکور ہو) جیسے تَضْرِبُ میں أَنْتَ اور مذکر غائب يَضْرِبُ میں هُوَ اور مؤنث غائب تَضْرِبُ میں هِیَ ضمیر مستتر ہے اور صیغہ صفت میں یعنی اسم فاعل اور اسم مفعول اور ان دو کے علاوہ میں (مثلاً صفت مشبہ اور افعل التفضیل) میں مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے اور جائز نہیں ہے ضمیر منفصل کا استعمال کرنا مگر متصل کے متعذر ہونے کے وقت جیسے إِيَّاكَ نَعْبُدُ اور مَا ضَرَبَكَ إِلاّ أَنَا اور اَنَا زَيْدٌ **اور** مَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا میں ضمیروں کو منفصل لایا گیا ہے۔

اکتیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائی گی:

پہلی بات: ضمیر کو متصل اور منفصل لانے کے احکام کا ذکر

دوسری بات: صیغہ صفت میں ضمیر مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے

پہلی بات: ضمیر کو متصل اور منفصل لانے کے احکام کا ذکر

ضمیر مرفوع کی دو قسمیں ہیں: (۱) ضمیر بارز (۲) ضمیر مستتر

ضمیر بارز: وہ ضمیر ہے جس کا حقیقۃ تلفظ ہو اور جو ظاہر وہ۔

ضمیر مستتر: وہ ضمیر ہے جو پوشیدہ ہو اس کا تلفظ نہ ہو۔

ضمیر مستتر کے صیغے: ضمیر مرفوع متصل ماضی کے دو اور مضارع کے پانچ صیغوں میں مستتر ہوتی ہے۔

ماضی کے دو صیغے یہ ہیں:

(۱) واحد مذکر غائب کا صیغہ جیسے ضَرَبَ اس میں هُوَ ضمیر مستتر ہے۔

(۲) واحدہ مؤنثہ غائبہ جیسے ضَرَبَتْ اس میں هِیَ ضمیر مستتر ہے۔

مضارع کے پانچ صیغے ہیں:

(۱) واحد متکلم جیسے أَضْرِبُ اس میں أنَا ضمیر مستتر ہے

(۲) جمع متکلم کا صیغہ جیسے نَضْرِبُ اس میں نَحْنُ ضمیر مستتر ہے۔

(۳) واحد مذکر حاضر کا صیغہ جیسے تَضْرِبُ اس میں أنْتَ ضمیر مستتر ہے۔

(۴) واحد مذکر غائب کا صیغہ جیسے یَضْرِبُ اس میں هُوَ ضمیر مستتر ہے۔

(۵) واحدہ مؤنثہ کا صیغہ جیسے تَضْرِبُ اس میں هِیَ ضمیر مستتر ہے۔

دوسری بات: صیغہ صفت میں ضمیر مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے

مصنف یہاں سے یہ فرمارہے ہیں کہ صفت میں مطلقا ضمیر مستتر ہوتی ہے (صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، افعل التفضیل ہیں) یہاں مطلقا سے مراد خواہ مفرد ہو یا مثنیٰ ہو یا جمع ہو اور خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو۔ اس وقت جب کہ یہ اسم ظاہر کی جانب مسند نہ ہوں تو ان میں ضمیر مستتر ہوتی ہیں اسم ظاہر کی جانب مسند ہونے کی صورت میں ان کے اندر ضمیریں پوشیدہ نہ ہوں گی۔ جیسے زید ضَارِبٌ میں هو ضمیر الزیدان ضَارِبَانِ میں هما ضمیر اور الزیدون ضَارِبُوْنَ میں هم ضمیر مستتر ہے اور هند ضَارِبَةٌ میں هِیَ ضمیر مستتر ہے۔

ضمیر منفصل کا استعمال ضمیر متصل کے متعذر ہوئے بغیر جائز نہیں

ضمیر مرفوع منفصل ہو یا منصوب منفصل ہو ان کا کلام میں استعمال جائز نہیں ہے مگر اس وقت جب کہ ضمیر متصل کا استعمال کرنا متعذر ہو اور مشکل ہو کیونکہ کلام عرب میں اصل اختصار اور ایجاز ہے اور ضمیریں ایجاز کے لیے وضع کی گئی ہیں اور ضمیر متصل حروف کے کم ہونے کی وجہ سے منفصل سے کم ہیں اسی لیے جب تک ضمیر متصل لائی جاسکتی ہو متصل ہی لائی جائے گی ہاں اگر ضمیر متصل کا لانا متعذر اور ممتنع ہو تو اس وقت ضمیر منفصل لائی جائے گی۔

ضمیر متصل کے متعذر ہونے کی چند جگہیں:

پہلی جگہ: ضمیر متصل اپنے عامل پر مقدم ہو۔ جیسے إِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) اس میں إِيَّاكَ ضمیر اپنے عامل پر مقدم ہے جو کہ نَعْبُدُ ہے یہاں مقصود حصر کا معنی پیدا کرنا ہے اور حصر ضمیر کو عامل پر مقدم کر کے پیدا کی جاسکتی ہے لہٰذا یہاں ضمیر متصل لانا متعذر ہے جس کی وجہ سے ضمیر منفصل لائی گئی۔

دوسری جگہ: ضمیر اور عامل کے درمیان فاصلہ واقع ہو تو ضمیر متصل لانا متعذر ہوتا ہے اس لیے ضمیر منفصل لائی جائے گی۔ جیسے مَا ضَرَبَكَ إِلَّا أَنَا (نہیں مارا میں تجھے مگر میں نے)اس مثال میں اَنَااور اس کے عامل ضَرَبَ کے درمیان الا کا فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ ضروری ہے ورنہ حصر کا معنی حاصل نہ ہوگا۔

تیسری جگہ: جب ضمیر کا عامل معنوی ہو یعنی ضمیر مبتدا اور خبر پر واقع ہو ہو تو اس صورت میں ضمیر کو متصل لانا متعذر ہے اس لیے ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے اَنَا زَيْدٌ (میں زید ہوں) اس میں اَنَا مبتدا ہے اس کا عامل معنوی ہے ضمیر عامل معنوی کے ساتھ متصل نہیں ہو سکتی ہے لہٰذا منفصل لانا ضروری ہے۔

چوتھی جگہ: جب ضمیر کا عامل حرف ہو اور ضمیر مرفوع ہو تو بھی ضمیر متصل کا لانا متعذر ہوگا ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے مَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا (نہیں ہے تو مگر کھڑا ہونے والا)

ضمیر مرفوع متصل حرف کے ساتھ متصل نہیں ہوتی چنانچہ اس مثال میں ضمیر کا عامل حرف ہے اور ضمیر مرفوع بھی ہے لہٰذا اس کا متصل لانا متعذر ہے اس لیے ضمیر منفصل لائی گئی۔

الدرس الثانی والثلاثون

وَاعْلَمْ أَنَّ لَهُمْ ضَمِيرًا يقع قبل جُمْلَةٍ تُفَسِّرُه وَيُسَمّٰى ضَمِيْرَ الشَّانِ فِي الْمُذَكَّرِ وَضَمِيْرَ الْقِصَّةِ فِي الْمُؤَنَّثِ نَحْوُ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَإِنَّهَا زَيْنَبُ قائِمَةٌ، وَيَدْخُلُ بَيْنَ الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ صِيغَةُ مَرْفُوْعٍ مُنْفَصِلٍ مُطَابِقٌ لِلْمُبْتَدَإِ إِذَا كَانَ الْخَبَرُ مَعْرِفَةً أَوْ أَفْعَلُ مِنْ كَذَا، وَيُسَمّٰى فَصْلًا؛ لِأَنَّه يَفْصِلُ بَيْنَ الْخَبَرِ وَالصِّفَةِ نَحْوُ: زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ، وَكَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ.

ترجمہ:

جان لو کہ نحویوں کے لیے ایک ضمیر ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے اور وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے ضمیر شان مذکر میں اور ضمیر قصّہ مؤنث میں ۔ جیسے قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ضمیر شان کی مثال اور إِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ یہ ضمیر قصّہ کی مثال ہے۔ اور داخل ہوتا ہے مبتدا اور خبر کے درمیان صیغہ مرفوع منفصل جو مطابق ہوتا ہے مبتدا کے جب ہو خبر معرفہ یا اسم تفضیل مستعمل بمن ہو اور اس کا نام رکھا جاتا ہے فصل کرکے کیونکہ یہ جدائی کرتا ہے اور خبر او صفت کے درمیان جیسے زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ (زید وہ کھڑا ہونے والا ہے)كَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍ(زید افضل ہے عمرو سے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا كُنتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ(آپ تھے ان پر نگہبان)

بتیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ضمیر شان اور ضمیر قصہ کا ذکر

دوسری بات: مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر مرفوع منفصل لانے کا قاعدہ

پہلی بات: ضَمِيْرُ الشَّانِ اور ضَمِيْرُ الْقِصَّةِ کا ذکر

نحویوں کے نزدیک ایک ضمیر ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے اور وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے اگر ضمیر مذکر کی ہو تو اسے ضمیر شان کہتے ہیں اور اگر ضمیر مؤنث کی ہو تو اسے ضمیر قصّہ کہتے ہیں۔

ضمیر شان کی مثال جیسے قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اور ضمیر قصّہ کی مثال جیسے إِنَّهَا زَيْنَبُ قائِمَةٌ

دوسری بات: مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر منفصل لانے کا قاعدہ

جب مبتدا کی خبر معرفہ یا وہ اسم تفضیل ہو جو من کے ساتھ مستعمل ہو پھر مبتدا اور خبر کے درمیان مبتدا کے مطابق ضمیر منفصل لاتے ہیں اس کو ضمیر فصل کہتے ہیں ۔ مبتدا کے مطابق ضمیر لانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مبتدا مفرد ہے تو ضمیر بھی مفرد لائیں گے اور اگر مبتدا تثنیہ ہے یا جمع ہے۔ غائب ہے یا متکلم ہے یا مخاطب ہے یا مذکر ہے یا مؤنث ہے تو اس صورت میں ضمیر بھی اس کے مطابق لائیں گے۔

ضمیر فصل لانے کی وجہ: یہ ہے کہ جب مبتدا کی خبر معرفہ ہے تو صفت موصوف اور مبتدا خبر کے درمیان التباس آجاتا ہے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ مبتدا خبر ہے یا موصوف صفت میں التباس سے بچنے کے لیے مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر فصل لاتے ہیں جیسے زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ دونوں کا عامل معنوی ہونے کی مثال ہے اس میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور الْقَائِمُ خبر دونوں معرفہ ہیں اس لیے درمیان میں ضمیر فصل لائیں گے تاکہ التباس سے بچ سکیں کیونکہ موصوف صفت کے درمیان فصل ممتنع ہے تو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ اَلْقَائِمُ زَيْدٌ کی خبر ہے۔

یا خبر اسم تفضیل مُسْتَعْمَلٌ بِمَنْ ہو اس صورت میں مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر فصل لائیں گے کیونکہ یہ بھی معرفہ کے حکم میں ہے اگر صیغہ متصل نہ لائیں گے تو التباس ہو گا صفت کے ساتھ **جیسے** زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍ یہ پتہ نہیں چلے گا کہ لفظ أَفْضَلُ زَيْدٌ کی خبر ہے یا صفت ہے اور خبر محذوف ہے لہٰذا ضمیر فصل لائی جائے گی جیسے كَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْر

مصنفؒ نے متعدد مثالیں پیش فرمائی ہیں ان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صیغہ منفصل کا آنا دو طرح پر ایک

عوامل لفظیہ کے داخل ہونے کے سے پہلے جیسے زَيْدٌ ہُوَ الْقَائِمُ دوسے عوامل لفظیہ کے داخل ہونے کے بعد اس کی دو مثالیں ایک اسم تفضیل کی اور دوسری اسم معرفہ کی۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍ اس میں کان عامل لفظی ہے اس کے داخل ہونے کے بعد صیغہ منفصل آیا ہے اور خبر اسم تفضیل ہے۔ دوسری مثال جس میں عامل لفظی ہے اور خبر معرفہ اس میں صیغہ فصل لایا گیا جیسے كُنتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ اس میں كُنتَ عامل ہے ت ضمیر اسم ہے الرَّقِيبَ خبر معرفہ ہے اور أَنْتَ ضمیر فصل ہے۔

الدرس الثالث والثلاثون

أَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ

فَصْلٌ: أَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُشَارٍ إِلَيْهِ وَهِيَ خَمْسَةُ أَلفاظٍ لِستَّةِ مَعَانٍ، وَذَلِك: ذَا لِلْمُذَكَّرِ، وَذَانِ وَذَيْنِ لِلْمُثَنَّاهُ، وَتَا وَتِيْ وَذِيْ وَتِهْ وَذِهْ وَتِهِيْ وَذِهِيْ لِلْمُؤنَّثِ، وَتَانِ وَتَيْنِ لِلْمُثَنَّاهُ، وَأُوْلَاءِ بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ لِجَمْعِهِمَا، وَقَدْ يَلْحَقُ بِأَوَائِلِهَا هَاءُ التَّنْبِيْهِ نَحْوُ: هٰذَا وَهٰذَانِ وَهٰؤلَاءِ، وَقَدْ يَتَّصِلُ بِأَوَاخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ وَهُوَ أَيْضًا خَمْسَةُ أَلفاظٍ لِستَّةِ مَعانٍ نَحْوُ: كَ، كُمَا، كُمْ، كِ، كُنَّ، فَذٰلِك خَمْسَةٌ وَعِشْرُوْنَ اَلْحَاصِلُ مِنْ ضَرْبِ خَمْسَةٍ فِي خَمْسَةٍ، وَهِيَ ذاك إِلٰى ذَاكُنَّ وَذَانِك إِلٰى ذَانِكُنَّ وَكَذٰلك الْبَوَاقِيْ. وَاعْلَمْ اَنَّ ذَا لِلْقَرِيْبِ وَذٰلِك لِلْبَعِيْدِ وَذَاك لِلْمُتَوسِّطِ.

ترجمہ:

اسمائے اشارات وہ اسماء ہیں جو مشار الیہ پر دلالت کے لیے وضع کیے گئے ہیں وہ پانچ الفاظ ہیں جو چھ معانی کے لیے آتے ہیں اور یہ ذَا اور مذکر کے لیے ذَانِ اور ذَيْنِ تثنیہ مذکر کے لیے اور تَا اور تِيْ اور ذِيْ اور تِهْ اور ذِهْ اور تِهِيْ مؤنث کے لیے اور تَانِ اور تَيْنِ تثنیہ مؤنث کے لیے اور أُوْلَاءِ مد اور قصر کے ساتھ جمع مذکر و مؤنث کے لیے اور کبھی کبھی ان اسما اشارہ کے شروع میں ھاء تنبیہ لائی جاتی ہے جیسے هٰذَا اور هٰذَانِ اور هٰؤُلَاءِ اور کبھی ان اسماء اشارت کے آخر میں كَ خطاب آتا ہے یہ بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے جیسے كَ ، كُمَا ، كُمْ، كِ، كُنَّ یہ پچیس اسماء اشارات ہیں جو پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ ذَاكَ سے ذَاكُنَّ تک اور ذَانِكَ سے ذَانِكُنَّ تک اور اسی طرح باقی۔ اور جان لیجیے کہ ذَا قریب کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ذٰلِكَ دور کے لیے اور ذَاكَ متوسط کے لیے۔

تینتیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں:

پہلی بات: اسم اشارہ کی تعریف دوسری بات: اسم اشارہ کا استعمال

تیسری بات: اسم اشارہ کے شروع میں ھاء تنبیہ اور آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر

چوتھی بات: ذَا، ذٰلِكَ اور ذَاكَ میں فرق

پہلی بات: اسم اشارہ کی تعریف

اسم اشارہ وہ اسم ہے جس کو وضع کیا گیا ہے مشار الیہ پر دلالت کے لیے۔

دوسری بات: اسم اشارہ کا استعمال

اسماء اشارہ پانچ ہیں:

(١) ذَا (٢) ذَانِ، ذَيْنِ (٣) تَا، تِيْ، ذِيْ ته ذه وتِهِی (٤) تِان وتَين (٥) أُوْلَاءِ

اسماء اشارہ کے پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے کیونکہ مشار الیہ دو حال سے خالی نہیں مذکر ہوگا یا مؤنث ہوگا پھر ان میں سے ہر ایک مفرد ہوگا یا تثنیہ ہوگا جمع اس سے یہ کل چھ صورتیں بنتی ہیں اس میں سے ہر ایک کے لیے اسم اشارہ ہونا چاہیے تھا مگر جمع مذکر و مؤنث کے لیے ایک ہی اسم اشارہ وضع کیا گیا ہے۔

تفصیل یہ ہے: ذَا واحد مذکر کے لیے اور ذَانِ حالت رفعی میں ذَيْنِ حالت نصبی و جری میں تثنیہ مذکر کے۔ تَا، تِيْ، ذِيْ، تِهْ، ذِهْ، تِهِيْ واحدہ مؤنث کے لیے اور تَانِ حالت رفعی میں اور تَيْنِ حالت نصبی میں و جری میں تثنیہ کے لیے اور أُوْلَاءِ مد کے ساتھ اور قصر کے ساتھ دونوں حالت رفعی، نصب، جر میں جمع مذکر و جمع مؤنث کے لیے آتے ہیں خواہ جمع مذکر و مؤنث ذوالعقول میں سے ہوں یا غیر ذوالعقول میں سے ہوں۔

تیسری بات: اسم اشارہ کے شروع میں ھاء تنبیہ اور آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر

اسم اشارہ کے شروع میں ھاء تنبیہ لانے کا ذکر: اسم اشارہ کے شروع میں ھاء ضمیر تنبیہ آتی ہے جس سے مخاطب کو مشار الیہ پر تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے تاکہ مخاطب اس سے غافل نہ ہو جیسے هٰذَا اور هٰذَانِ اور هٰؤُلَاءِ

اسم اشارہ کے آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر: اور کبھی اسم اشارہ کے آخر میں حرف خطاب لاحق ہوتا ہے تاکہ مخاطب کے مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث ہونے پر دلالت کرے اور یہ حرف خطاب كَ ہے اور یہ حروف خطاب بھی پانچ ہیں چھ معانی کے لیے جیسے كَ، كُمَا، كُمْ، كِ، كُنَّ ویسے تو چھ معانی کے لیے چھ الفاظ ہونے چاہیے مگر لفظ كُمَا جو تثنیہ مخاطب کے لیے ہے یہ مذکر و مؤنث میں مشترک ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ كَ ضمیر مفرد مذکر کے لیے ہے كُمَا تثنیہ مذکر و مؤنث کے لیے كُمْ جمع مذکر کے لیے اور كِ مفرد مؤنث کے لیے كُنَّ جمع مؤنث کے لیے ہے۔

پس یہ اشارات حروف خطاب سمیت کل پچیس ہوئے۔ ان میں سے پانچ اسماء اشارہ اور پانچ حروف خطاب اب پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے پچیس اسمائے اشارات بنتے ہیں اور وہ اسمائے اشارات حروف خطاب سمیت ذاکَ سے لے کر ذاكُنَّ تک ذَانِكَ سے لے کر ذَانِكُنَّ تک اسی طرح باقی اسماء اشارہ ہیں۔

چوتھی بات: ذَا، ذٰلِكَ اور ذَاكَ میں فرق

پس ذَا قریب کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذا کے الفاظ کم ہیں قلت حروف قلت مسافت پر دلالت کرتے ہیں اور ذٰلک دور کی مسافت کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذٰلِكَ کے الفاظ زیادہ ہیں اور کثرت حروف کثرت مسافت پر دلالت کرتے ہیں اور ذَاكَ درمیانی مسافت کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذَاكَ کے الفاظ متوسط ہیں اور حروف متوسط مسافت متوسط پر دلالت کرتے ہیں۔

الدرس الرابع والثلاثون

اَلْمَوْصُوْلُ

فَصْلٌ: اَلْمَوْصُوْلُ اِسْمٌ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُوْنَ جُزْءًا تَامًّا مِنْ جُمْلَةٍ إِلَّا بِصِلَةٍ بَعدَهُ، وَالصِّلَةُ جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ وَلَا بُدَّ مِنْ عَائِدٍ فِيْهَا يَعُوْدُ إِلَى الْمَوْصُوْلِ مِثَالُهُ الّذِي فِيْ قَوْلِنَا: جَاءَنِي الَّذِيْ أَبُوْهُ عَالِمٌ، أَوْ قَامَ أَبُوْهُ، وَالَّذِيْ لِلْمُذَكَّرِ، وَاللَّذَانِ وَاللَّذَيْنِ لِمُثَنّاهُ، وَالَّتِيْ لِلْمُؤنَّثِ، وَاللَّتَانِ وَاللَّتَيْنِ لِمُثَنّاهَا، والَّذِيْنَ وَالْأُلٰى لِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ، وَاللَّاتِيْ وَاللَّوَاتِيْ والاء،وَاللَّائِيْ لِجَمْعِ الْمُؤنَّثِ، وَمَنْ وَمَا وَأَيٌّ وَأَيَّةٌ، وَذُوْ بِمَعْنٰى اَلَّذِىْ فِيْ لُغَةِ بَنِيْ طَيْ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ:

فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِي وَجَدِّيْ وَبِئْرِيْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَيْتُ

أَيْ اَلَّذِيْ حَفَرْتُه وَالَّذِيْ طَوَيْتُه.

وَالْأَلِفُ وَاللَّامُ بِمَعْنٰى اَلَّذِيْ وَصِلَتُهُ اِسْمُ الْفَاعِلِ أَوِ الْمَفْعُوْلِ نَحْوُ جاءنى اَلضَّارِبُ زَيْدًا أَيْ اَلَّذِيْ يَضْرِبُ زَيْدًا اَوْ جَاءَنِى الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهُ، وَيَجُوْزُ حَذْفُ الْعَائِدِ مِنَ اللَّفْظِ اِنْ كَانَ مَفْعُوْلًا نَحْوُ قَامَ الّذِيْ ضَرَبْتُ أَيْ اَلّذِيْ ضَرَبْتُهُ. وَاعْلَمْ أَنَّ أَيًّا وَأَيَّةً مُعْرَبَانِ إِلَّا إِذَا حُذِفَ صَدْرُ صِلَتِهَا كَقَوْلِه تَعَالٰى: ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا، أَيْ أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ.

ترجمہ:

اسم موصول وہ اسم ہے جو صلاحیت نہ رکھتا ہو جملہ کا جزء تام بننے کی مگر اس کے ساتھ جو اس کے بعد ہے اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری ہے اس جملہ میں ایک عائد (ضمیر) کا ہونا جو لوٹے گا موصول کی طرف اس کی مثال اَلذِيْ ہے جس ہمارے قول میں ہے جَاءَنِي الّذِيْ أَبُوْهُ عَالِمٌ یا جَاءَنِي الذِيْ قَامَ أَبُوْهُ اور وہ اَلّذِيْ ہے مذکر کے لیے اَلّذَانِ اوراَلّذَيْنِ تثنیہ مذکر کے لیے اوراَلّتِيْ مؤنث کے لیے اوراللّتَانِ اوراللّتَيْنِ تثنیہ مؤنث کے لیے اوراَلّذِيْنَ اوراَلْأُلٰی جمع مذکر کے لیے اور اَللَّاتِيْ اوراَللَّوَاتِيْ اور اَللَّائِيْ جمع مؤنث کے لیے اور مَنْ اورمَااور أَيٌّ اورأَيَّةٌ اور ذُوْ جو اَلّذِيْ کے معنی میں ہو بنی طی کی لغت میں۔ شاعر کا قول شعر: پس بے شک پانی میرے باپ دادا کا پانی ہے اور میرا کنواں جس کو میں نے کھودا اور برابر کیا ہے یہاں ذُوْ حَفَرْتُ اورذُوْ طَوَيْتُ اَلّذِيْ حُفَرْتُهُ اور اَلّذِيْ طَوَيْتُهُ کے معنی میں ہیں۔

اور الف، لام بمعنی اَلّذِيْ ہے اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے۔ جیسے اَلضَّارِبُ زَيْدًا بمعنی اَلّذِيْ يَضْرِبُ زَيْدًا(آیا میرے پاس شخص جو مارنے والا ہے زید کو) یا جَاءَنِي الْمَضْرُوْبُ غُلَامَهُ یعنی جَاءَنِي الّذِيْ ضُرِبَ غُلَامَهُ (آیا میرے پاس وہ شخص جس کے غلام کو مارا گیا) اور جائز ہے ہے حذف کرنا عائد کو لفظ سے اگر ہو وہ عائد مفعول جیسے قَامَ الّذِيْ ضَرَبْتُ یعنی اَلّذِيْ ضَرَبْتُهُ (کھڑا ہے وہ شخص جس کو میں نے مارا ہے) اور جان لو کہ بے شک أَيٌّ اورأَيَّةٌ معرب ہیں مگر جب حذف کیا جائے اس کے صلہ کا اول جز جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَانِ عِتِيًّاأَيْ أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ (پھر ہم کھینچیں گے ہر گروہ میں سے اس کو جو ان میں سے رحمٰن پر از روئے نافرمانی کے زیادہ سخت ہے)

چونتیسواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: اسم موصول کی تعریف

دوسری بات: صلہ کے لیے تین شرائط کا ذکر

تیسری بات: اسماء موصولہ اور ان کا استعمال

چوتھی بات: قرینہ ہو تو عائد کا حذف جائز ہے

پانچویں بات: أَيٌّ اورأَيَّةٌ کی معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے چار حالتیں

پہلی بات: اسم موصول کی تعریف

اسم موصول وہ اسم ہے جو بغیر صلہ کے جملے کا جز تام نہ بن سکے۔

دوسری بات: صلہ کے لیے تین شرائط کا ذکر

پہلی شرط: یہ ہے کہ صلہ جملہ ہوگا اس کی شرط اس لیے لگائی کہ موصول مبہم ہوتا ہے اور صلہ موصول کو بیان کرتا ہے پس جملہ موصول کو بیان کر سکتا ہے نہ کہ مفرد کو ،اس لیے صلہ کے لیے جملہ ہونے کی شرط لگادی۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ جملہ خبریہ ہوگا جملہ خبریہ ہونے کی شرط اس لیے لگائی کہ موصول اور صلہ میں ربط ہوتا ہے اور جملہ انشائیہ ماقبل کے تھ ربط کو قبول نہیں کرتا اور جملہ خبریہ ربط کو قبول کرتا ہے اس لیے جملہ خبریہ کی شرط لگادی۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ اس جملہ میں ایک عائد ہو جو موصول کی طرف لوٹے، عائد کی شرط اس لیے لگادی کہ صلہ جملہ ہوتا ہے اور جملہ مستقل بنفسہ ہوتا ہے اور جو مستقل بنفسہ ہو اس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے جب کہ صلہ کا موصول کے ساتھ تعلق ہوتا ہے یعنی دونوں ملکر جملے کے جز تام بنتے ہیں لہٰذا صلہ میں عائد ہونے کی شرط لگادی جو موصول کی طرف لوٹے۔

صلہ جملہ فعلیہ کی مثال: جَاءَنِي الَّذِيْ قَامَ أَبُوْهُ اس میں قَامَ أَبُوْهُ جملہ فعلیہ اور اس میں ہُ ضمیر عائد ہے جو موصول کی طرف لوٹ رہی ہے۔

تیسری بات: اسماء موصولہ اور ان کا استعمال

اسم موصول چھ معنی کے لیے آتا ہے اور اس کے لیے چھ قسم کے الفاظ ہیں (۱) واحد مذکر کے لیے اَلَّذِيْ (۲) تثنیہ مذکر کے لیے اَللَّذَانِ اور اَللَّذَيْنِ (۳) جمع مذکر کے لیے اَلَّذِيْنَ اور اَلْأُلٰی (۴) واحد مؤنث اَلَّتِيْ کے لیے التی (۲) تثنیہ مؤنث کے لیے اللَّتَانِ اور اللَّتَيْنِ (۶) جمع مؤنث کے لیے اَللَّاتِيْ اور اَللَّوَاتِيْ اور اَللَّائِيْ

مَنْ اور **مَا** اور **أَيٌّ** اور **أَيَّةٌ** بمعنی اَلَّذِيْ کے ہیں اور ذُوْ بھی لغت بنی طی میں بمعنی اَلَّذِيْ ہے۔ شاعر کے شعر میں

شعر

فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِيْ وَجَدِّيْ وَبِئْرِيْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَيْتُ

ترجمہ: پس بے شک پانی میرے باپ دادا کا پانی ہے اور میرا کنواں (جس کے بارے میں جھگڑا ہو رہا ہے) جس کو میں نے ہی کھودا اور میں نے ہی اس کی منڈھیر بنائی ہے (یعنی کنویں کے اوپر پتھر لگا کر منڈھیر بنائے ہیں) اس میں ذُوْ بمعنی اَلَّذِيْ کے ہے اصل میں تھا اَلَّذِيْ حُفَرْتُهُ اور اَلَّذِي طَوَيْتُهُ

شعر کا مطلب: لوگ جس پانی پر دست و گریباں ہیں وہ تو مجھے باپ روا کی جاگیر میں ملے ہیں اور جس کنویں پر لوگ تنازع کر رہے ہیں اس کی کھدائی میں نے کی ہے اور اس کے ارد گرد میں میں نے منڈھیر بنائی ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کے ارد

گرد میں میں نے پتھر رکھ کر اس کو برابر گول کیا ہے اس کنویں کو باضابطہ شکل میں نے دی ہے لہٰذا اس لحاظ سے بھی یہ کنواں میرا ہے۔

محل استشہاد: یہاں ذُوْ حَفَرْتُ اور ذُوْ طَوَيْتُ اَلَّذِيْ حُفَرْتُهُ اور اَلَّذِيْ طَوَيْتُهُ کے معنی میں ہیں۔

ترکیب: إِنَّ حرف مشبہ بالفعل، الْماءَ إِنَّ کے لیے اسم ہوا، مَاءُ مضاف، أَبِي وَجَدِّيْ ایک دوسرے سے پر عطف ہو کر مَاءُ کے لیے مضاف ہوا، اب مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ، بِئْرِيْ مبتدا ذُوْ حَفَرْتُ موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، ذُوْ طَوَيْتُ موصول صلہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر خبر ہوا بِئْرِيْ مبتدا کے لیے، مبتدا خبر ملکر پھر معطوف ہوئے، معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر إِنَّ کی خبر، إِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: مَنْ اور مَا میں فرق یہ ہے کہ مَنْ ذوالعقول کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مَا غیر ذوالعقول کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ دونوں ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ أَيٌّ مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے اور أَيَّةٌ مؤنث کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اور ذُوْ کے لیے لغت نبی طی کی تخصیص اس لیے کی کہ ذُوْ کا استعمال کلام عرب میں دو طرح ہوتا ہے ایک ذُوْ بمعنی صاحب کے ہو تو یہ معرب ہے اور ذُوْ بمعنی اَلَّذِيْ ہو تو یہ مبنی ہے اور یہ بنی طی کی لغت میں ہے اس لیے کہ اس کو ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

وضاحت: الف لام بمعنی الذی اسم موصول کے لیے ہے اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا صلہ اسم فاعل یا اسم مفعول ہو۔ مثال: صلہ اسم فاعل ہو۔ جیسے اَلضَّارِبُ زَيْدًا یعنی اَلَّذِيْ يَضْرِبُ زَيْدًا، اسی طرح صلہ اسم مفعول ہو۔ جیسے جَاءَنِي الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهُ یعنی جَاءَنِي الَّذِيْ ضُرِبَ غُلَامُهُ

چوتھی بات: قرینہ ہو تو عائد کو حذف کرنا جائز ہے

صلہ میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو موصول کی طرف لوٹ رہی ہو لیکن اس عائد کو کبھی لفظوں سے حذف کیا جاتا ہے جب عائد ضمیر مفعول کی ہو لیکن معنی کے اعتبار سے ملحوظ ہو۔

مثال: قَامَ الَّذِيْ ضَرَبْتُ یہ اصل میں قَامَ اَلَّذِيْ ضَرَبْتُهُ تھا اس میں ہ ضمیر جو کہ مفعول ہے حذف کیا گیا لیکن معنی میں باقی ہے۔

پانچویں بات: أَيٌّ اور أَيَّةٌ کی معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے چار حالتیں

أَيٌّ اور أَيَّةٌ ایک حالت میں مبنی ہیں، اسی لیے اس کو مبنیات میں ذکر کیا، اور تین حالتوں میں معرب ہیں۔

۱)... أَيٌّ اورأَيَّةٌ مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور نہ ہو، یہ صرف اس ایک حالت میں مبنی ہے۔ جیسے جَاءَ اَيُّهُمْ قَائِمٌ ، رَأَيْتُ اَيُّهُمْ قَائِمٌ، اسی طرح قرآن کریم میں اللہ کا فرمان ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا، اس میں لفظ أَيٌّ ضمیر کی طرف مضاف ہے اور أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا اس کا صلہ ہے اور اس صلہ کے مصدر جو هُوَ ضمیر ہے، أَيٌّ اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے وہ محذوف ہے اصل میں یوں تھا أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ یہ مبنی بر ضمہ ہے۔

۲)... أَيٌّ اورأَيَّةٌ مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور ہو اس حالت میں معرب ہے۔ جیسے جَاءَ اَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ ، رَأَيْتُ اَيَّهُمْ هُوَ قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِاَيِّهِمْ هُوَ قَائِمٌ، جَاءَتْ اَيَّتُهُنَّ هِىَ قَائِمَة، رَأَيْتُ اَيَّتَهُنَّ هِىَ قَائِمَة، مَرَرْتُ بِاَيَّتِهِنَّ هِىَ قَائِمة اس حالت میں یہ معرب ہے۔

۳)... أَيٌّ اورأَيَّةٌ مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے جَاءَ اَيٌّ هُوَ قَائِمٌ ، رَأَيْتُ اَيًّا هُوَ قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِاَيٍّ هُوَ قَائِمٌ اس حالت میں معرب ہے۔

٤)... أَيٌّ اور أَيَّةٌ مضاف نہ ہو اور نہ صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے جَاءَ اَيٌّ قَائِمٌ ، رَأَيْتُ اَيًّا قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِاَيٍّ قَائِمٌ اس حالت میں بھی معرب ہے۔

الدرس الخامس والثلاثون

أَسْمَاءُ الْأَفْعَالِ

فَصْلٌ: أَسْمَاءُ الْأَفْعَالِ هُوَ كُلُّ اسْمٍ بِمَعْنَى الْأَمْرِ وَالْمَاضِيْ نَحْوُ: رُوَيْدَ زَيْدًا أَيْ أَمْهِلْهُ، وَهَيْهَاتَ زَيْدٌ أَيْ بَعُدَ، اَوْ عَلٰى وَزْنِ فَعَالِ بِمَعْنَى الْأَمْرِ مِنَ الثُّلَاثِيِّ قِيَاسٌ كنَزَالِ بِمَعْنٰى اِنْزِلْ، وَتَرَاك بِمَعْنٰى أُتْرُكْ، وَيُلْحَقُ بِهِ فَعَالِ مَصْدَرًا مَعْرِفَةً كفَجَارِ بِمَعْنَى الْفُجُوْرِ، أَوْ صِفَةً لِلْمُؤنَّثِ نَحْوُ: يَا فَسَاقِ بِمَعْنٰى فَاسِقَةٍ، وَيَا لَكَاعِ بِمَعْنٰى لَاكِعَةٍ، أَوْ عَلَمًا لِلْأَعْيَانِ الْمُؤنَّثَةِ كَقَطَامِ وَغَلَابِ وَحَضَارِ، وَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ لَيْسَتْ مِنْ أَسْمَاءِ الْأَفْعَالِ وَإِنَّمَا ذُكِرَتْ هٰهُنَا لِلْمُنَاسَبَةِ.

ترجمہ:

یہ فصل اسماء افعال کے بیان میں ہے اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو بمعنی امر اور بمعنی ماضی ہو۔ جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا بمعنی أَمْهِلْهُ (تو اس کو مہلت دے) اور هَيْهَاتَ زَيْدٌ یعنی بَعُدَ (دوسر ہوا زید) اسی طرح وہ اسم جو بروزن فَعَالِ ہو وہ بھی امر کے معنی میں ہوتا ہے اور فَعَالِ کا وزن ثلاثی سے قیاس کے مطابق آتا ہے جیسے نَزَالِ اِنْزِلْ امر کے معنی میں ہے (یعنی تو اتر جا) اسی طرح تَرَاكِ یعنی اُتْرُكْ (امر حاضر کے معنی میں ہے یعنی چھوڑ دے) اور اس کے ساتھ فَعَالِ بھی لاحق کیا گیا ہے

درانحالیکہ وہ مصدر معرفہ ہو۔ جیسے فَجَارِ الْفُجُوْرِ کے معنی میں ہے یا مؤنث کی صفت واقع ہو جیسے یَافَسَاقِ فَاسِقَۃٌ کے معنی میں ہے (فسق کرنے والی) اوریَا لَکَاعِ لَاکِعَۃٌ کے معنی میں ہے (یعنی عورت جو نفس پرست اور کمینی ہو) یاذوات مؤنثہ کا علم ہو۔ جیسے قَطَامِ (مؤنث کانام ہے) غَلَابِ مؤنث کانام ہے اور حَضَارِ (ایک ستارہ کا نام ہے) اور یہ تینوں اسماءافعال میں سے نہیں ہیں صرف مناسبت کی وجہ سے یہاں ذکر کیے گئے ہیں۔

پینتیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: اسم فعل کی تعریف

دوسری بات: وہ اسم جو فَعَالِ کے وزن پر امر کے معنی میں ہو وہ بھی مبنی ہوگا

تیسری بات: فَعَالِ مصدری، فَعَالِ صفتی اور فَعَالِ علمی کا ذکر

پہلی بات: اسم فعل کی تعریف

اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو باعتبار وضع کے امر حاضر معروف یا فعل ماضی کے معنی میں ہو۔

مثال: رُوَيْدَ زَيْدًا بمعنی أَمْهِلْهُ (تو اس کو مہلت دے) اور هَيْهَاتَ زَيْدٌ یعنی بَعُدَ (دور ہوا زید) ان مثالوں میں رُوَيْدَ اور هَيْهَاتَ اسم ہیں لیکن فعل کے معنی میں ہیں۔

دوسری بات: وہ اسم جو فَعَالِ کے زون پر مار کے معنی میں ہو وہ بھی مبنی ہو گا

اسمائے افعال میں سے ایک صیغہ فَعَالِ کا ہے جو بمعنی امر ہے اور فَعَالِ کا وزن ثلاثی مجرد سے قیاس کے مطابق آتا ہے جیسے نَزَالِ بمعنی اِنْزِلْ اور تَرَاکِ بمعنی اُتْرُکْ، ضَرَابِ بمعنی اِضْرِبْ اور کَتَابِ بمعنی اُکْتُبْ وغیرہ ہے۔

تیسری بات: فَعَالِ مصدری، فَعَالِ صفتی اور فَعَالِ علمی کا ذکر

فَعَالِ مصدری: جس طرح فَعَالِ بمعنی امر حاضر مبنی ہے سی طرح فَعَالِ مصدر معرفہ بھی مبنی ہوگا۔ جیسے فَجَارِ بروزن فَعَالِ یہ الْفُجُوْرُ مصدر معرفہ کے معنی میں ہے (بمعنی نافرمانی کرنا)۔

فَعَالِ صفتی: اسی طرح وہ فَعَالِ جو کسی مؤنث کی صفت ہو وہ بھی فَعَالِ بمعنی امر کے ساتھ لاحق ہو کر مبنی ہوگا۔ جیسے یَا فَسَاقِ یہ بروزن فَعَالِ ہے اور فَاسِقَۃٌ کے معنی میں ہو کر مؤنث کی صفت ہے (بمعنی نافرمان عورت) اور اسی طرح یَا لَکَاعِ بروزن فَعَالِ ہے اور لَاکِعَۃٌ کے معنی میں ہو کر مؤنث کی صفت ہے (بمعنی کمینی عورت)

فَعَالِ علمی: جو کسی معین مؤنث کا علم ہو وہ بھی فَعَالِ کے ساتھ لاحق ہو کر مبنی ہوگا۔ جیسے قَطَامِ (ایک عورت کا نام ہے)

غَلَابِ (یہ بھی ایک عورت کا نام ہے) حَضَارِ (یہ ایک ستارہ کا نام ہے) یہ سب مبنی ہوں گے اور یہ تینوں فَعَالِ مصدری، فَعَالِ صفتی اور فَعَالِ علمی اسمائے افعال میں سے نہیں ہیں۔

اشکال: یہ ہوتا ہے کہ مصنفؒ نے فَعَالِ مصدر، فَعَالِ صفتی اور فَعَالِ علمی کو اسماء افعال کی فصل میں کیوں ذکر کیا ہے جب کہ یہ سارے اسماء افعال میں سے نہیں ؟

جواب: ان تینوں کو اسماء افعال کی فصل میں اس لیے ذکر کیا ہے کہ ان تینوں افعال کو فَعَالِ بمعنی امر کے ساتھ مناسبت ہے مناسبت وزن اور عدل میں ہے وزن میں مناسبت تو یہ ہے کہ بظاہر وزن ان کا ایک طرح کا ہے اور عدل میں مناسبت یہ ہے کہ فَعَالِ بمعنی امر مبالغہ کے لیے امر سے معدول ہیں اسی طرح یہ تینوں بھی معدول ہیں چنانچہ فَجَارِ اَلْفُجُوْرُ سے معدول ہے اور فَسَاقِ فَاسِقَةٌ سے معدول ہے اور قَطَامِ قَاطِمَة سے معدول ہے غَلَابِ غَالِبَۃٌ سے معدول ہے۔

الدرس السادس والثلاثون

أَسْمَاءُ الْأَصْوَاتِ

فَصْلٌ: أَسْمَاءُ الْأَصْوَاتِ كُلُّ اسْمٍ حُكِيَ بِه صَوْتٌ كغَاقَ لِصَوْتِ الْغُرَابِ أَوْ صُوِّتَ بِهِ الْبَهَائِمُ كَنَخَّ لِإِنَاخَةِ الْبَعِيْرِ. فَصْلٌ: اَلْمُرَكَّبَاتُ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَتْ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ فَإِنْ تَضَمَّنَ الثَّانِي مِنَ الْمُرَكَّبِ حَرْفًا يَجِبُ بِنَاؤُهُمَا عَلَى الْفَتْحِ كأَحَدَ عَشَرَ إِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ إِلَّا اِثْنَيْ عَشَرَ فَإِنَّهَا مُعْرَبٌ كَالْمُثَنّٰى، وَإِنْ لَمْ يَتَضَمَّنْ ذٰلِك فَفِيْهَا ثَلَاثُ لُغَاتٍ، أَفْصَحُهَا بِنَاءُ الْأَوَّلِ عَلَى الْفَتْحِ وَإِعْرَابُ الثَّانِيْ غَيْرَ مُنْصَرِفٍ كَبَعْلَبَك نَحْوُ: جَاءَنِيْ بَعْلَبَكَّ، وَرَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ، وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ.

ترجمہ:

اسماء اصوات ہر وہ لفظ ہے جس کے ذریعہ کی آواز کی حکایت کی گئی ہو۔ جیسے غَاقَ کوے کی آواز کے لیے یا وہ الفاظ جن کے ذریعہ جانوروں کو آواز دی جاتی ہو۔ جیسے نَخَّ اونٹ کو بٹھاتے وقت اس لفظ کو بولتے ہیں مرکب ہر وہ اسم ہے جو کم از کم دو کلموں سے مرکب کیا گیا ہو جن دو کلموں کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو پس اگر دوسرا کلمہ متضمن ہو حرف کو تو ان دونوں کلموں کا مبنی بر فتحہ ہونا واجب ہے۔ جیسے أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک مگر اِثْنَا عَشَرَ کیونکہ وہ معرب ہے جیسے مثنّٰی معرب ہے اور اگر دوسرا کلمہ حرف کو متضمن نہ ہو تو اس میں کئی لغات ہیں زیادہ فصیح یہ ہے کہ پہلا کلمہ مبنی بر فتحہ ہے اور دوسرے کلمہ کا اعراب غیر منصرف کا ہوگا کَبَعْلَبَكَ نَحْوُ جَاءَنِيْ بَعْلَبَكَ وَرَأَيْتُ بَعْلَبَكَ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَ جیسے جَاءَنِيْ بَعْلَبَكَ وَرَأَيْتُ بَعْلَبَكَ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَ۔

چھتیسواں درس

پہلی بات: اسماءاصوات کی تعریف
دوسری بات: مرکب کی تعریف
تیسری بات: مرکبات کا حکم باعتبار اعراب

پہلی بات: اسماءاصوات کی تعریف

اسماءاصوات کی تعریف: اسماءاصوات وہ ہیں جو کسی جانور کی آواز نقل کرتے ہوئے منہ سے نکلیں۔ جیسے نَخَّ اونٹ کا بٹھانے کے لیے یہ آواز نکالی جاتی ہے۔

اسماءاصوات کے مبنی ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ غیر کے ساتھ ترکیب میں واقع نہیں ہوتے اور اگر ترکیب میں واقع ہو جائے تو ترکیب ان پر اثر نہیں کرتی بلکہ بطور حکایت کے ان کو ذکر کیا جاتا ہے۔

دوسری بات: مرکب کی تعریف

مرکب ہر وہ اسم ہے جو دو کلموں سے مرکب ہو ان دونوں کلموں کے درمیان بغیر کسی نسبت کے (خواہ نسبت اضافی ہو یا اسنادی)

تیسری بات: مرکبات کا حکم باعتبار اعراب

مرکب دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا دوسرا کلمہ کسی حرف کو متضمن ہو گا یا نہیں، اگر حرف کو متضمن ہو تو مرکب بنائی ہو گا اور اس کا اعراب یہ ہو گا کہ اس کے دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوں گے۔ جیسے أَحَدَ عَشَرَ سے لیکر تِسْعَةَ عَشَرَ میں ہر دو جز مبنی بر فتحہ ہیں۔

مبنی بر فتحہ ہونے کی وجہ: اس میں پہلے جز کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ترکیب کی وجہ سے وسط کلام (درمیان کلام) میں آجاتا ہے اور وسط کلام محل اعراب نہیں ہوتا ہے محل اعراب کلمے کا آخری حرف ہوتا ہے اور دوسرا مبنی اس لیے ہے کہ وہ متضمن حرف ہے اور قاعدہ ہے جو کلمہ حرف کو متضمن ہو وہ مبنی ہوتا ہے۔

سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس میں پہلا جز معرب ہے اور دوسرا جز مبنی ہے اور اگر دوسرا کلمہ متضمن حرف نہ ہو تو یہ مرکب منع صرف ہو گا۔

مرکب منع صرف کے مبنی ہونے میں مختلف لغتیں ہیں سب سے فصیح لغت جس کو مصنفؒ نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا پہلا جز مبنی بر فتحہ اور دوسرا جز معرب ہو گا اور دوسرے جز کا اعراب غیر منصرف والا ہو گا۔ جیسے جَاءَنِيْ بَعْلَبَكَ وَرَأَيْتُ بَعْلَبَكَ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَ

الدرس السابع والثلاثون

اَلْكِنَايَاتُ

فَصْلٌ: اَلْكِنَايَاتُ هِيَ أَسْمَاءٌ تَدُلُّ عَلٰى عَدَدٍ مُبْهَمٍ وَهِيَ كَمْ وَكَذَا، أَوْ حَدِيْثٍ مُبْهَمٍ وَهُوَ كَيْتَ وَذَيْتَ. وَاعْلَمْ اَنَّ كَمْ عَلٰى قِسْمَيْنِ اِسْتِفْهَامِيَّةٌ وَمَا بَعْدَهَا مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ عَلَى التَّمِييزِ نَحْوُ: كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ، وَخَبَرِيَّةٌ وَمَا بَعْدَهَا مَجْرُورٌ مُفْرَدٌ نَحْوُ: كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ، أَوْ مَجْمُوْعٌ نَحْوُ: كَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ، وَمَعْنَاهُ التَّكْثِيْرُ وَتَدْخُلُ مِنْ فِيْهِمَا تَقُولُ: كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيْتُهُ وَكَمْ مِنْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ، وَقَدْ يُحْذَفُ التَّمْيِيْزُ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ نَحْوُ: كَمْ مَالُكَ؟ أَيْ كَمْ دِيْنَارًا مَالُكَ؟ وَكَمْ ضَرَبْتُ أَيْ كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ

ترجمہ:

کنایات وہ اسماء ہیں جو عدد مبہم پر دلالت کرتے ہوں اور وہ کَمْ وَکَذَا ہیں یا وہ مبہم بات پر دلالت کرتے ہوں اور وہ کَیْتَ وَذَیْتَ ہیں اور جان لو کہ بے شک کَمْ دو قسم پر ہے اول استفہامیہ ہے اور اس کے مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے بر بنائے تمیز جیسے کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ اور دوسری قسم کَمْ خبریہ ہے اس کا مابعد مجرور مفرد ہوتا ہے جیسے کَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ اور یا مجموع ہوتا ہے جیسے کَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ اور اس کے معنی کثرت بیان کرنے کے ہیں اور مِنْ ان دونوں میں داخل ہوتا ہے جیسے تو کہے کَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيْتُهُ (کتنے ہی آدمی ہیں میں نے ان سے ملاقات کی) اور کَمْ مِنْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ (کتنا ہی مال ہے کہ میں نے اس کو خرچ کردیا) اور کبھی تمیز کو قرینہ موجود ہونے کی وجہ سے حذف کردیا نَحْوُ کَمْ مَالُكَ ؟ أَيْ كَمْ دِيْنَارًا مَالُكَ؟ وَ كَمْ ضَرَبْتُ أَيْ كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ **جاتا ہے جیسے** كَمْ مَالُكَ یعنی كَمْ دِيْنَارًا مَالُكَ اورکَمْ ضَرَبْتُ یعنی كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ

سینتیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: اسم کنایہ کی تعریف

دوسری بات: کَمْ کی دو اقسام اور کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کے مابعد کا حکم باعتبار اعراب کے

تیسری بات: کَمْ خبریہ اور کَمْ استفہامیہ میں مِنْ بیانیہ آنے کا ذکر

چوتھی بات: تمیز کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

پہلی بات: اسم کنایہ کی تعریف

اسم کنایہ وہ اسم ہے جو عدد مبہم یا حدیث مبہم پر دلالت کرے، عدد مبہم پر دلالت کرے جیسے كَمْ وَكَذَا یا حدیث مبہم پر دلالت کرے جیسے كَيْتَ وَذَيْتَ یہ دونوں تکرار کے ساتھ آتے ہیں اور ان کے درمیان حرف عطف لانا ضروری ہوتا ہے۔

دوسری بات: كَمْ کی دو اقسام

اور كَمْ استفہامیہ اور كَمْ خبریہ کے مابعد کا حکم بااعتبار اعراب کے

كَمْ کی اقسام:

كَمْ کی دو قسمیں ہیں: (۱) كَمْ استفہامیہ (۲) كَمْ خبریہ

کمْ استفہامیہ کے مابعد کا حکم: کمْ استفہامیہ کا مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے بنا بر تمیز جیسے كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) اس میں كَمْ مبہم ممیّز ہے اور رَجُلاً تمیز ہے جو کہ مفرد منصوب ہے ممیّز تمیز ملکر مبتدا اور عِنْدَكَ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ہوئی۔

کمْ خبریہ کے مابعد کا حکم: کمْ خبریہ کا مابعد مفرد مجرور ہوگا یا جمع مجرور۔

مفرد مجرور کی مثال: كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ (بہت سا مال میں نے خرچ کیا) اس میں مَال مفرد مجرور ہے اور کم کی تمیز ہے۔

جمع مجرور کی مثال: كَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ (میں بہت سے آدمیوں سے ملاقات کی) اس میں رِجَال جمع مجرور ہے اور کمْ کی تمیز ہے۔

کمْ خبریہ کا ترجمہ تکثیر والا ہوتا ہے یعنی کمْ خبریہ کے معنی انشاء تکثیر کے ہیں ۔

کمْ خبریہ کے مدخول مفرد کے مجرور ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ جب كَمْ خبریہ تکثیر کے لیے ہوتی ہے تو وہ عدد کثیر کے مشابہ ہوگئی۔ جیسے کثرت کے معنی مِأَة والف دیتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ عدد کثیر مفرد کی تمیز ہمیشہ مجرور ہوتی ہے۔

تیسری بات: کمْ خبریہ اور کمْ استفہامیہ میں مِنْ بیانیہ آنے کا ذکر

کبھی كَمْ استفہامیہ اور كَمْ خبریہ کی تمیز پر مِنْ بیانیہ داخل ہوتا ہے۔

كَمْ استفہامیہ کی تمیز پر مِنْ بیانیہ داخل ہونے کی مثال: كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيْتَهُ (کتنے آدمیوں سے تونے ملاقات کی)

كَمْ خبریہ کی تمیز پر مِنْ کے داخل ہونے کی مثال: كَمْ مِنْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ (بہت سا مال میں نے خرچ کیا)

چوتھی بات: تمیز کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

کبھی کبھی کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کی تمیز کو قرینہ کی وجہ سے حذف کی جاتی ہے۔

کَمْ استفہامیہ کی تمیز قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کی وجہ: کَمْ مَالُكَ اصل میں تھا کَمْ دِيْنَارًا مَالُكَ (تیرا مال کتنے دینار ہیں) اس میں دِيْنَارًا کَمْ استفہامیہ کی تمیز ہے جس کو حذف کیا گیا ہے اس میں قرینہ یہ ہے کہ کَمْ معرفہ پر داخل نہیں ہوتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اس میں دِيْنَارًا تمیز محذوف ہے۔

کَمْ خبریہ کی تمیز قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کی مثال: کَمْ ضَرَبْتُ اصل میں کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ (بہت مارا میں نے مارنا) اس میں ضَرْبَة تمیز کو حذف کیا گیا ہے اور حذف پر قرینہ یہ ہے کہ کَمْ فعل پر داخل نہیں ہوتا لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں ضَرْبَة فعل محذوف ہے۔

الدرس الثامن والثلاثون

وَاعْلَمْ أَنَّ «كَمْ» فِي الْوَجْهَيْنِ يَقَعُ مَنْصُوْبًا إِذَا كَانَ بَعْدَه فِعْلٌ غَيْرُ مُشْتَغِلٍ عَنْهُ بِضَمِيْرِه نَحْوُ: كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ، وَكَمْ غُلامٍ مَلَكْتَ، مَفْعُولًا بِهِ، وَنَحْوُ: كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ، وَكَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ مَصْدَرًا، وَنَحْوُ: كَمْ يومًا سِرْتَ، وَكَمْ صَوْمٍ صُمْتُ مَفْعُوْلًا فِيْهِ، وَمَجْرُوْرًا إِذَا كَانَ قَبْلَهُ حَرْفُ جَرٍّ أَوْ مُضافٌ نَحْوُ: بِكَمْ رَجُلٍ مَرَرْتَ، وَعَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ، وَغُلَامَ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ، وَمَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ، وَمَرْفُوْعًا إِذَا لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مِنَ الْأَمْرَيْنِ مُبْتَدَءًا إِذَا لَمْ يَكُنْ ظَرْفًا نَحْوُ: كَمْ رَجُلًا إِخْوَتُكَ، وَكَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُهُ، وَخَبَرًا إِنْ كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ: كَمْ يومًا سَفَرُكَ، وَكَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ.

ترجمہ:

اور جان لو کہ بے شک کم دو صورتوں میں منصوب واقع ہوتا ہے جب کہ اس کے بعد ایسا فعل ہو کہ جو کم ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے اور اعراض نہ کررہا ہو اور جیسے کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ اور کَمْ غُلامٍ مَلَكْتُ درانحالیکہ مفعول بہ ہے اور جیسے کَمْ ضَرْبةً ضَرَبْتُ اور کَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ درانحالیکہ مفعول مطلق ہے اور جیسے کَمْ يَومًا سِرْتُ اور کَمْ صَوْمٍ صُمْتَ درانحالیکہ مفعول فیہ ہے اور کَمْ مجرور ہوگا جب اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے بِكَمْ رَجُلٍ مَرَرْتُ وَعَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ وَغُلَامَ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ وَمَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ و مَرْفُوْعًا إِذَا لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَرَرْتُ اور عَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ اور غُلَامَ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ اور مَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ

كَمْ مرفوع ہو گا جب دونوں میں سے کوئی نہ ہو یعنی منصوب مجرور میں سے کوئی نہ ہو مبتدا ہونے کی بناپر اگر ظرف نہ ہو جیسے كَمْ رَجُلًا إِخْوَتُكَ اور كَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُهُ اور كَمْ خبریہ واقع ہو گا اگر ظرف ہو نَحْوُ كَمْ يَوماً سَفَرُكَ وَكَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ جیسے كَمْ يَوماً سَفَرُكَ اور كَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ۔

اڑتیسواں درس

آج کے درس میں کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کے اعراب کے اعتبار سے صورتیں ذکر کی جائیں گی:

کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کب منصوب ہو گا اور کب مجرور ہو گا اور کب مرفوع ہو گا۔

كَمْ استفہامیہ اور كَمْ خبریہ کا اعراب: كَمْ پر تینوں اعراب آسکتے ہیں کبھی یہ منصوب ہو گا اور کبھی مجرور ہو گا اور کبھی مرفوع ہو گا مصنف کَمْ کی دونوں صورتوں یعنی استفہامیہ اور خبریہ میں سے ہر ایک کا موقع بتلاتے ہیں کہ کہاں منصوب ہو گا کہاں مجرور اور کہاں مرفوع ہو گا۔

كَمْ محلاً منصوب ہونے کی تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت: یہ ہے کہ مفعول بہ ہونے کی بناپر منصوب ہو گا جب اس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل اس کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اعراض کرنے والا نہ ہو یعنی اس فعل میں عمل کی استعداد ہو تو یہ كَمْ ہمیشہ محلا منصوب ہو گا۔

كَمْ خبریہ کی مثال: كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ (بہت سے آدمیوں کو میں نے مارا) اس میں كَمْ ممیز رَجُلًا تمیز ملکر مفعول بہ مقدم ضَرَبْتُ فعل بافاعل۔

کَمْ استفہامیہ کی مثال: كَمْ غُلامٍ مَلَكْتُ (تو کتنے غلاموں کا مالک بنا) یہ كَمْ خبریہ مفعول بہ ہونے کی مثال ہے اس میں كَمْ ممیز مضاف غلام تمیز مضاف الیہ، ممیز مضاف اپنے تمیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم ملکت فعل بافاعل۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ کبھی مفعول مطلق ہونے کی بناپر کَمْ محلاً منصوب ہو گا جب اس میں مفعول مطلق ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔

كَمْ استفہامیہ کی مثال: كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ (کتنی مار تو نے ماری) یہ كَمْ استفہامیہ مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیز ہے اور ضَرْبَةً تمیز ہے ممیز تمیز سے ملکر مفعول مطلق مقدم اور ضَرَبْتُ فعل بافاعل۔

كَمْ خبریہ کی مثال: كَمْ ضَرْبَة ضَرَبْتُ (بہت ہی مار میں نے ماری ہے) یہ كَمْ خبریہ مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیز ہے اور ضَرْبَةٍ تمیز، ممیز تمیز سے ملکر مفعول مطلق مقدم اور ضَرَبْتُ فعل بافاعل

تیسری صورت: كَمْ کبھی مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلا منصوب ہو گا جب اس میں مفعول فیہ ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔

کَمْ استفہامیہ کی مثال: کَمْ یَوْمًا سِرْتُ (کتنے دن تو نے سیر کی) یہ کَمْ استفہامیہ مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیز ہے یَوْمًا تمیز ہے ممیز تمیز ملکر مفعول فیہ مقدم سِرْتُ فعل بافاعل۔

کَمْ خبریہ کی مثال: کَمْ صَوْمٍ صُمْتَ (بہت دنوں میں نے روزہ رکھا) یہ کَمْ خبریہ مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیز مضاف ہے اور صَوْمٍ تمیز مضاف الیہ ہے ممیز مضاف تمیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مقدم صُمْتَ فعل بافاعل۔

کَمْ محلاً مجرور ہونے کی صورتیں: کَمْ خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ یہ کبھی محلا مجرور ہوتا ہے جب اس سے پہلے حرف جر ہو یا مضاف ہو۔

کَمْ استفہامیہ مجرور بحرف جر کی مثال: بِکَمْ رَجُلاً مَرَرْتُ (کتنے آدمیوں کے پاس سے تو گذرا) اس میں باء حرف جر ہے کَمْ ممیز اور رَجُلٍ تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر محلا مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مقدم مررت فعل کے لیے۔

کَمْ خبریہ بحرف جر کی مثال: عَلٰی کَمْ رَجُلٍ حَکَمْتُ (بہت سے آدمیوں پر میں نے حکم کیا) اس کی ترکیب پہلے والی ترکیب کے مطابق ہے۔

کَمْ استفہامیہ مجرور باضافت کی مثال: غُلَامَ کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ (کتنے آدمیوں کے غلاموں کو تو نے مارا) اس میں غُلَامَ مضاف کَمْ ممیز رَجُلاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ہوا ضَرَبْتُ فعل کا۔

کَمْ خبریہ مجرور باضافت: مَالَ کَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ (بہت سے آدمیوں کا مال میں نے چھین لیا) ترکیب حسب سابق ہے۔

کَمْ محلاًّ مرفوع کی صورتیں:

کَمْ استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں صورتوں میں مرفوع ہوگا جب منصوب اور مجرور ہونے کا کوئی سبب نہ پایا جائے۔

پہلی صورت: مبتدا ہونے کی بناپر مرفوع ہو جب کَمْ ظرف نہ ہو کیونکہ کَمْ ظرف ہو تو مبتدا نہیں بن سکتا ہے۔

کَمْ استفہامیہ کی مثال جب مبتدا ہونے کی بناپر مرفوع ہو:

کَمْ رَجُلًا إِخْوَتُكَ (کتنے مرد تیرے بھائی ہیں) اس میں کَمْ ممیز رَجُلًا تمیز، ممیز تمیز ملکر مبتدا إِخْوَتُكَ خبر ہے۔

کَمْ خبریہ کی مثال جب مبتدا ہونے کی بناپر مرفوع ہو:

کَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُهُ (بہت سے مردوں کو میں نے مارا) اس میں کَمْ ممیز مضاف رَجُلٍ تمیز مضاف الیہ ممیز مضاف تمیز مضاف الیہ سے ملکر مبتدا ضَرَبْتُه فعل بافاعل۔

دوسری صورت: کَمْ خبر واقع ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اگر تمیز ظرف ہو تو کَمْ اپنی تمیز سے ملکر خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا اور مابعد مبتدا ہوگا اس لیے کہ ظرف مبتدا نہیں بن سکتا ہے۔

كَمْ استفهامیہ کی مثال جب خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور خبر ظرف ہو:

كَمْ يَوْمًا سَفَرُكَ (کتنے دن تیرا سفر رہا) اس میں كَمْ استفہامیہ ممیّز مضاف يَوْمًا مضاف الیہ اس کی تمیز، ممیز تمیز سے ملکر خبر مقدم سَفَرُكَ مبتدا مؤخر ہے۔

كَمْ خبریہ کی مثال جب خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور خبر ظرف ہو:

كَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ (میرا روزہ رکھنا بہت مہینوں میں ہوا) اس میں كَمْ ممیّز مضاف شَهْرٍ تمیز مضاف الیہ ہے ممیّز مضاف تمیز مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم صَوْمِيْ مبتدا مؤخر ہے۔

الدرس التاسع والثلاثون

اَلظُّرُوْفُ الْمَبْنِيَّةُ

فَصْلٌ: اَلظُّرُوْفُ الْمَبْنِيَّةُ عَلٰى أَقْسامٍ، مِنْهَا مَا قُطِعَ عَنِ الْإِضَافَةِ بِأَنْ حُذِفَ الْمُضَافُ إِلَيْهِ كَقَبْلُ وَبَعْدُ وَفَوْقُ وَتَحْتُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: «لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ» أَىْ مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ،هذا اذا كان المحذوف منويا للمتكم والا لكانت معربة، وعلى هذا قرئ (لله الامر من قبل ومن بعد) وَتُسَمَّى الْغَايَاتُ. وَمِنْهَا حَيْثُ بُنِيَتْ تَشْبِيْهًا لهابِالْغَايَاتِ لِمُلَازِمَتِهَا الْإِضَافَةَ إِلَى الْجُمْلَةِ فى الْاَكْثَرِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: «سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لاَ يَعْلَمُوْنَ»، وَقَدْ تُضَافُ إِلَى الْمُفْرَدِ كَقَوْلِ الشّاعِرِ: أَمَا تَرٰى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا نَجْمٌ يُضِيْءُ كَالشِّهَابِ سَاطِعًا، أيْ مَكَانَ سُهَيْلٍ، فَحَيْثُ هٰذَا بِمَعْنٰى مَكَانٍ وَشَرْطُهُ اَنْ يُضَافَ اِلَى الْجُمْلَةِ نَحْوُ: اِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ.

ترجمہ:

یہ فصل ظروف مبنیہ کی بحث میں ہے ظروف مبنیات وہ چند قسموں پر ہے بعض ان میں سے وہ ہیں جو اضافت سے کاٹ دیئے گئے ہوں اس طور پر کہ مضاف الیہ حذف کیا گیا ہو جیسے قَبْلُ وَبَعْدُ وَفَوْقُ وَ تَحْتُ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ (اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں سارے امور پہلے کے اور بعد کے) یعنی ہر شئ کے پہلے اور ہر شئ کے بعد کے امور سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اور اس کو غایت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ ان میں سے حیث ہے اس کو مبنی کیا گیا ہے غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس کے لازم ہونے کی وجہ سے اضافت الی الجملہ کی طرف اکثر صورتوں میں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لاَ يَعْلَمُوْنَ (ہم ان کو ڈھیل دیتے رہیں گے اس طور پر کہ وہ

جانتے نہ ہوں گے) اور کبھی وہ (حیث) مضاف کر دیا جاتا ہے مفرد کی طرف جیسے شاعر کا قول: شعر کا ترجمہ: دیکھتا نہیں تو سہل ستارے کی جگہ کو اس حالمیں کہ وہ بلند ہونے والا ہے وہ ستارہ ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکنے والا ہے۔

یعنی سہیل کے طلوع ہونے کی جگہ کی طرف پس یہ حیث اس جگہ مکان کے معنی میں ہے۔اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مضاف ہو جملہ کی طرف جیسے اِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسْ زَيْدٌ (زید کے بیٹھنے کی جگہ میں بیٹھ)

انتالیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ظروف مبنیہ کی پہلی قسم کی وضاحت

دوسری بات: ظروف مبنیہ کی دوسری قسم کی وضاحت

پہلی بات: ظروف مبنیہ کی پہلی قسم کی وضاحت

ظروف مبنیہ میں سے پہلی قسم **قَبْلُ وَبَعْدُ وَفَوْقُ وَتَحْتُ** ہے

اور یہ مَقْطُوْعٌ عَنِ الْاِضافةِ ہوتے ہیں یعنی ان کا مضاف الیہ حذف کر لیا جاتا ہے۔ جیسے قبل، بعد، فوق، تحت باری تعالیٰ کا فرمان ہے لِلّٰهِ الأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ یہاں قبل اور بعد کے مضاف الیہ حذف کیے گئے ہیں اصل میں تھا مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ ان کا نام ظروف غایات رکھا جاتا ہے اس لیے کہ کلام کی غایت وہ ہوتی ہے جو ان کا مضاف الیہ ہوتا ہے لیکن جب مضاف الیہ حذف ہو گیا تو کلام کی غایت یہی بن گئی اسی وجہ سے ان کا نام ظروف غایات رکھا جائے گا۔

فائدہ: ان ظروف غایات کی تین حالتیں ہیں۔

۱)... ان کا مضاف الیہ مذکور ہو۔

۲)... مضاف الیہ محذوف ہو، نسیا منسیا ہو۔

۳)... مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں معنی باقی ہو اس وقت یہ مبنی ہوتے ہیں مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں حرف جیسے احتیاج پائی جاتی ہے اور مبنی بر ضم اس لیے کہ نقصان کی تلافی ہو جائے۔

مضاف الیہ متکلم کے ذہن میں نہ ہو: رُبَّ بَعْدِ كَانَ خَيْرًا مِنْ قَبْلٍ (بہت سی بعد والی چیزیں بہتر ہیں پہلے والی چیزوں سے) اس میں مضاف الیہ متکلم نس یا منسیا ہے یعنی متکلم کے ذہن میں نہیں ہے اس لیے یہ معرب ہے۔

مضاف الیہ محذوف منوی ہو: اللہ کا فرمان ہے لِلّٰهِ الأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ یہ اصل میں تھا لِلّٰهِ الأَمْرُ مِن قَبْلُ کل

شیءوَمِن بَعْدُکل شیءاس میں کل شیء مضاف الیہ کو حذف کیا گیا ہے لیکن نیت میں موجود ہے یعنی مضاف الیہ محذوف منوی ہے یہ صورت مبنی بر ضمہ ہے۔

ظروف مبنیہ کی غایات کہنے کی وجہ تسمیہ: غایات، غایۃ کی جمع ہے غایت انتہا کو کہتے ہیں ان اسماء کو غایات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ متکلم جب کلام کررہا ہو تو اس وقت توقع یہی ہوتی ہے کہ وہ کلام کو مضاف الیہ پر ختم کرے گا پس جب مضاف الیہ کو حذف کیا جائے تو خلاف توقع متکلم کلام کو ان اسماء پر ختم کرتا ہے اس لیے ان اسماء غایات کہتے ہیں کہ ان پر کلام کی انتہا ہو جاتی ہے۔

دوسری بات: ظروف مبنیہ کی دوسری قسم کی وضاحت

ظروف مبنیہ میں سے دوسری قسم حیث ہے

اور اس کے مبنی ہونے کی وجہ: حیث کا لفظ مبنی اس لیے ہے کہ یہ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے لیکن حقیقتاً وہ جملہ اس کا مضاف الیہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مضاف الیہ حقیقتاً وہ مصدر ہے جس کو وہ جملہ متضمن ہوتا ہے جملہ بحیثیت جملہ نہ ہو مضاف ہوتا ہے نہ مضاف الیہ بلکہ بتاویل مصدر مضاف الیہ ہوتا ہے۔

اب یہاں دیکھنے میں تو جملہ مضاف الیہ لگ رہا ہے حالانکہ مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو کہ عبارت میں مذکور نہیں، بلکہ محذوف منوی ہے تو اب مضاف الیہ محذوف ہونے کی وجہ سے یہ مشابہ ہو گیا حروف غایات کے، اور حروف غایات مبنی ہیں تو حیث بھی ان کی مشابہت کی وجہ سے مبنی ہو گیا۔

مثال: اِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ (بیٹھ جہاں زید بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں حیث کی اضافت زَيْدٌ جَالِسٌ کی طرف ہو رہی ہے زَيْدٌ جَالِسٌ بظاہر مضاف الیہ لگ رہا ہے حَيْثُ کا لیکن حقیقت میں مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو جملہ کو متضمن ہے گویا اصل میں تھا اِجْلِسْ حَيْثُ جُلُوْسَ زَيْدٍ یعنی مَكَانَ جُلُوْسِ زَيْدٍ یہاں حَيْثُ بمعنی مکانً مضاف اور جُلُوْسِ زَيْدٍ مضاف الیہ (بیٹھ زید کے بیٹھنے کی جگہ پر)

مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ (عنقریب ہم مہلت دیں گے ان کو ایسی جگہ سے کہ وہ نہیں جانتے ہوں گے) اس مثال میں بظاہر دیکھنے میں لَا يَعْلَمُوْنَ مضاف الیہ ہے حیث کے لیے لیکن حقیقت میں مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو لَا يَعْلَمُوْنَ میں متضمن ہے اصل میں یوں تھا حَيْثُ عَدْمِ عِلْمِهِمْ اس میں عَدْمِ عِلْمِهِمْ مصدر ہے جو لَا يَعْلَمُوْنَ سے سمجھا جارہا ہے۔

کبھی کبھی حیث مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے: حیث کی اضافت اکثر جملہ کی طرف ہوتی ہے البتہ کبھی مفرد کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے اس صورت میں بعض کے ہاں مبنی اور بعض کے نزدیک معرب ہو گا۔

حیث مفرد کی طرف مضاف ہونے کی مثال

شعر أمّا تَرٰى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا نَجْماً يُضِيْءُ كَالشِّهَابِ سَاطِعًا

ترجمہ: دیکھتا نہیں تو سہل ستارے کی جگہ کو اس حال میں کہ وہ بلند ہونے والا ہے وہ ستارہ ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکنے والا ہے۔

محل استشہاد: اس مثال میں حَيْثُ مضاف اور سُهَيْل مضاف الیہ ہے جو کہ مفرد ہے۔

شعر کی ترکیب: ہمزہ استفہامیہ یا نافیہ، تَرٰى فعل، ضمیر انت فاعل، حَيْثُ مضاف، سُهَيْل **ذوالحال**، طَالِعًا حال، ذوالحال حال سے ملکر مضاف الیہ حَيْثُ مضاف کے لیے، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا تَرٰى فعل کا، نَجْمٌ موصوف، يُضِيْءُ فعل، هوَ ضمیر مستتر فاعل، كَ حرف جر، الشِّهَابِ ذوالحال، سَاطِعًا **حال**، ذوالحال حال سے ملکر مجرور ہوا كَ حرف جر کے لیے، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق يُضِيْءُ فعل سے، يُضِيْءُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی نَجْماً موصوف کے لیے، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ ہوا تَرٰى فعل کے لیے، تَرٰى فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الدرس الأربعون

وَمِنْهَا إِذَا وَهِيَ لِلْمُسْتَقْبَلِ وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ صَارَ مُسْتَقْبَلًا نَحْوُ: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ، وَفِيهَا مَعنَى الشَّرطِ، وَيَجُوزُ أَنْ تَقَعَ بَعْدَهَا الْجُمْلَةُ الْاِسْمِيَّةُ نَحْوُ: آتِيْك إِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ وَالْمُخْتَارُ الْفِعْلِيَّةُ، نَحْوُ: آتِيْك إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ، وَقَدْ تَكُوْنُ لِلْمُفاجَأَةِ فَيُخْتَارُ بَعْدَهَا الْمُبتَدَأُ، نَحْوُ: خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبْعُ وَاقِفٌ. وَمِنْهَا إِذْ، وَهِيَ لِلْمَاضِيْ وَتَقَعَ بَعْدَهَا الْجُمْلَتَانِ اَلْاِسْمِيَّةُ وَالْفِعلِيَّةُ، نَحْوُ: جِئْتُك إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَإِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ. وَمِنْهَا أَيْنَ وَأَنّٰى لِلْمَكَانِ بِمَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ، نَحْوُ: أَيْنَ تَمْشِيْ، وَأَنّٰى تَقْعُدُ، وَبِمَعْنَى الشَّرْطِ نَحْوُ: أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ، وَأَنّٰى تَقُمْ أَقُمْ.

ترجمہ:

اور ظروف مبنیہ میں سے إِذَا ہے اور یہ مستقبل کے لیے آتا ہے اور جب یہ فعل ماضی پر داخل ہو تو وہ ماضی مستقبل کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ (جب آئے گی اللہ کی مدد) اور اس میں شرط کے معنی ہوتے ہیں اور جائز ہے کہ اس کے بعد جملہ اسمیہ واقع ہو جیسے اٰتِيْكَ إِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ (میں تیرے پاس آؤنگا جب سورج طلوع ہوگا) اور جملہ فعلیہ لانا پسندیدہ ہے جیسے أُتِيْكَ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ (آؤنگا میں تیرے پاس جب سورج طلوع ہوگا) اور کبھی کبھی مُفاجاۃ کے لیے بھی آتا ہے پس اس کے بعد مبتدا لانا مختار اور پسندیدہ ہے جیسے خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (نکلا میں

پس اچانک درندہ کھڑا تھا) اور ظروف مبنیہ میں سے ایک اِذْ ہے اور وہ ماضی کے لیے آتا ہے اور اس کے بعد دونوں قسموں کے جملے یعنی جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ واقع ہوتے ہیں جیسے جِئْتُكَ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور اِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ اور ظروف مبنیہ میں سے ایک اِذْ ہے اور وہ ماضی کے لیے آتا ہے اور اس کے بعد دونوں قسموں کے جملے یعنی جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ واقع ہوتے ہیں جیسے جِئْتُكَ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ **اور** إِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ **اور** ظروف مبنیہ میں سے أَيْنَ **اور** أَنّٰى ہیں یہ ظروف مکان کے لیے آتے ہیں کبھی استفہام کے معنی میں آتے ہیں جیسے أَيْنَ تَمْشِيْ (تو کہاں جارہا ہے)اور أَنّٰى تَقْعُدُ (تو کہاں بیٹھا ہے) اور کبھی شرط کے معنی کے لیے آتے ہیں نَحْوُ أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ وَأَنّٰى تَقُمْ أَقُمْ جیسے أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ (تو جہاں بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا) أَنّٰى تَقُمْ أَقُمْ (تو جہاں کھڑا ہو گا میں وہاں کھڑا ہوں گا)۔

چالیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ظروف مبنیہ کی تیسری قسم کی وضاحت

دوسری بات: ظروف مبنیہ کی چوتھی قسم کی وضاحت

پہلی بات: ظروف مبنیہ کی تیسری قسم کی وضاحت

ظروف مبنیہ کی تیسری إِذَا ہے

اور مبنی اس لیے ہے کہ یہ حرف شرط کو متضمن ہوتا ہے اور حروف شرط مبنی ہیں تو یہ بھی مبنی ہوگا۔

اِذَا کا عمل: مستقبل کے معنی کے لیے آتا ہے اور جب یہ ماضی کے صیغہ پر داخل ہو تو اسے مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے۔

جیسے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ (جب آئے گی اللہ کی مدد)

اِذَا میں شرط کے معنی بھی پائے جاتے ہیں:

اور إِذَا جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی مثال: أُتِيْكَ إِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ

جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کی مثال: أُتِيْكَ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

پس إِذَا کا فعل پر داخل ہونا اولی اور مختار ہے کیونکہ شرط جملہ فعلہ ہوتی ہے۔

کبھی کبھی اِذَا مُفاجَاۃ کے لیے بھی آتا ہے: مُفاجَاۃ کے معنی کسی کام کا ہونا یا اچانک کسی سے ملاقات ہونا، جب إِذَا مُفاجَاۃ کے لیے آئے تو پسندیدہ یہ ہے کہ اس کے بعد مبتدا مذکور ہو۔

مثال: خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (میں نکلا اچانک درندہ کھڑا تھا)

دوسری بات: ظروف مبنیہ کی چوتھی قسم کی وضاحت

ظروف مبنیہ کی چوتھی قسم إذْ ہے

اور یہ مبنی اس لیے ہے کہ اس کی وضع اور بنا حروف کی طرح ہے حروف مبنی ہوتے ہیں اس لیے یہ بھی مبنی ہوگا۔

إذْ فعل ماضی کے لیے آتا ہے اگر فعل مستقبل پر داخل ہو تو اسے بھی ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے إذْ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے اور جملہ اسمیہ پر بھی۔

جملہ فعلیہ کی مثال: جِئْتُكَ إذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ جملہ اسمیہ کی مثال: إذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ

وضاحت: أَيْنَ وَأَنّٰى ظروف مکان کے لیے آتے ہیں کبھی استفہام کے معنی میں اور کبھی شرط کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور یہ مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں ان کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حرف شرط اور حروف استفہام کے معنی کو متضمن ہیں۔

استفہام کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: أيْنَ تَمْشِيْ (تو کہاں جارہا ہے) اور أَنّٰى تَقْعُدُ (تو کہاں بیٹھا ہے)

شرط کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: أيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ (تو جہاں بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا أنّٰى تَقُمْ أَقُمْ (تو جہاں کھڑا ہوگا میں وہاں کھڑا ہوں گا۔

الدرس الحادي والأربعون

وَمِنْهَا مَتٰى لِلزَّمَانِ شَرْطًا اَوْ اِسْتِفْهامًا نَحْوُ: مَتٰى تَصُمْ أَصُمْ، وَمَتٰى تُسَافِرُ. وَمِنْهَا كَيْفَ لِلْاِسْتِفْهَامِ حَالًا نَحْوُ: كَيْفَ أَنْتَ؟ أيْ فِي أيِّ حَالٍ أَنْتَ. وَمِنْهَا أَيَّانَ لِلزَّمَانِ اِسْتِفْهَامًا نَحْوُ: أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ. وَمِنْهَا مُذْ وَمُنْذُ بِمَعْنٰى أَوَّلِ الْمُدَّةِ اِنْ صَلُحَ جَوَابًا لِمَتٰى نَحْوُ: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ أَوْ مُنْذُ يَوْمُ الْجُمْعَةِ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ: مَتٰى مَا رَأَيْتَ زَيْدًا، أَيْ أَوَّلُ مُدَّةِ انْقِطَاعِ رُؤْيَتِيْ إيَّاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَبِمَعْنٰى جَمِيْعِ الْمُدَّةِ إنْ صَلُحَ جَوَابًا لِكَمْ نَحْوُ: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ أَوْ مُنْذُ يَوْمَانِ، فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ: كَمْ مُدَّةً مَا رَأيْتَ زَيْدًا، أَيْ جَمِيْعُ مُدَّةٍ مَا رَأَيْتُهُ يَوْمَانِ. وَمِنْهَا لَدٰى وَلَدُنْ بِمَعْنٰى عِنْدَ نَحْوُ: اَلْمَالُ لَدَيْكَ، وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أنَّ عِنْدَ لا يُشْتَرَطُ فِيْهِ الْحُضُوْرُ، وَيُشْتَرَطُ ذٰلِك فِيْ لَدٰى وَلَدُنْ. وَجَاءَ فِيْهِ لُغَاتٌ اُخَرُ: لَدْنِ، لُدْنِ، لَدَنْ، لَدْ، لُدْ، لِدْ.

ترجمہ:

اور ظروف مبنیہ میں سے ایک مَتٰی ہے جو زمان کے لیے آتا ہے شرط اور استفہام معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے تَصُمْ أَصُمْ اور مَتٰى تُسَافِرْ أُسافِرْ اور ظروف مبنیہ میں سے ایک۔ ہے حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے كَيْفَ أَنْتَ أيْ فِي أيِّ حَالٍ أَنْتَ (تو کس حالت میں ہے) ظروف مبنیہ میں سے ایک أَيَّانَ ہے یہ استفہام زمانی کے لیے آتا

ہے جیسے أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ (کب ہوگا جزا کا دن) ظروف مبنیہ میں سے مُذْ اور مُنْذُ ہیں جو اول مدت کو بیان کرتے ہیں اگر مَتٰی کے جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے مَا رَأَيْتُهُ مُذْ اَوْمُنْذُ يَوْمُ الْجُمْعَةِ (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا ہے) اس شخص کے جواب میں جو کہے مَتٰى مَارَأَيْتَ زَيْدًا (کب سے تو نے زید کو نہیں دیکھا) یعنی اس کو میری رؤیت کے انقطاع کی اول مدت یوم جمعہ ہے اور یہ جمیع مدت کے معنی میں بھی آتا ہے اگر وہ كَمْ کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے مَا رَأَيْتُهُ مُذْاَوْمُنْذُ يَوْمَانِ (میں نے اس کو دو دنوں سے نہیں دیکھا) اس شخص کے جواب میں جس نے کہا كَمْ مُدَّةً مَارَأَيْتَ زَيْدًا (کتنی مدت سے تو نے زید کو نہیں دیکھا) یعنی تمام مدت جس میں میں نے اس کو نہیں دیکھا دو دن ہیں اور ظروف مبنیہ میں سے لَدٰی اور لَدُنْ ہیں جو عِنْدَ کے معنی دیتے ہیں جیسے اَلْمَالُ لَدَيْكَ (مال تیرے پاس ہے) عِنْدَ اور لَدٰی وَ لَدُنْ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ عِنْدَ کے لیے شئی کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے اور شئی کا حاضر ہونا لَدٰی اور لَدُنْ میں ضروری ہے اور لَدٰی اور لَدُنْ کی اور بھی لغات آئی ہیں جیسے لَدْنِ،لُدْنَ،لُدْنِ،لَدَنْ ، لَدْ ، لُدْ، لِدْ۔

اکتالیسواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ظروف مبنیہ کی چھٹی قسم متی کی وضاحت

دوسری بات: ظروف مبنیہ کی ساتویں قسم کیف کی وضاحت

تیسری بات: ظروف مبنیہ کی آٹھویں قسم أَيَّانَ کی وضاحت

چوتھی بات: ظروف مبنیہ کی نویں قسم مُذْ اور مُنْذُ کی وضاحت

پانچویں بات: ظروف مبنیہ کی دسویں قسم لدٰی وَلدُنْ اور عندَ کی وضاحت

پہلی بات: ظروف مبنیہ کی چھٹی قسم متی کی وضاحت

ظروف مبنیہ میں سے ایک مَتٰی ہے جو زمانہ کے ساتھ مختص ہے اور شرط واستفہام کے لیے آتا ہے اور اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں شبہ معنوی پائی جاتی ہے کہ یعنی استفہام اور شرط کے معنی کو متضمن ہوا کرتے ہیں۔

شرط کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: تَصُمْ أَصُمْ (جب تو روزہ رکھے گا میں بھی روزہ رکھوں گا)

استفہام کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: مَتٰی تُسَافِرْ أُسافِرْ (تو کب سفر کرے گا)

دوسری بات: ظروف مبنیہ کی ساتویں قسم کیف کی وضاحت

ظروف مبنیہ میں سے ساتویں قسم کیف ہے اور کیف حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے كَيْفَ أَنْتَ سے اگر

استفہام کرے تو اس کا مطلب اس کے حالت دریافت کرنا ہوتا ہے یعنی فِي أَيِّ حَالٍ أَنْتَ کے معنی میں ہے یہ مبنی اس لیے ہے کہ یہ حروف استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اور حروف تمام مبنی ہوتے ہیں لہٰذا یہ بھی مبنی ہوگا۔

تیسری بات: ظروف مبنیہ کی آٹھویں قسم أَيَّانَ کی وضاحت

ظروف مبنیہ میں آٹھویں قسم أَيَّانَ ہے یہ استفہام زمانی کے لیے آتا ہے جیسے أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ (کب ہوگا جزا کا دن) اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے۔

چوتھی بات: ظروف مبنیہ کی نویں قسم مُذْ اور مُنْذُ کی وضاحت

مُذْ اور مُنْذُ یہ دونوں کبھی ابتدائے مدت کے لیے آتے ہیں اور کبھی جمیع مدت کے لیے آتے ہیں اب اگر مَتٰی کے جواب میں واقع ہونے کی صلاحیت رکھیں تو ابتدائے مدت کے لیے ہوں گے جیسے جب کوئی سوال کرے مَتٰی مَارَأَيْتَ زَيْدًا (تونے کب سے زید کو نہیں دیکھا ہے) اس کے جواب میں واقع ہوگا مَا رَأَيْتُه مُذْ اَوْمُنْذُ يَوْمُ الْجُمْعَةِ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے اس کو نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے اور اگر مُذْ اور مُنْذُ كَمْ کے جواب میں واقع ہونے کی صلاحیت رکھیں تو جمیع مدت کے لیے آئیں گے جیسے کوئی سوال کرے كَمْ مُدَّةً مَا رَأَيْتَ زَيْدًا (کتنی مدت سے تونے زید کو نہیں دیکھا) اس کے جواب میں کہا جائے گا مَا رَأَيْتُهُ مُذْاَوْمُنْذُ يَوْمَانِ (میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا) یعنی اس کو نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے۔

پانچویں بات: ظروف مبنیہ کی دسویں قسم لَدٰى وَلَدُنْ اور عِنْدَ کی وضاحت

لَدٰى وَ لَدُنْ اور عِنْدَ کے درمیان فرق یہ ہے کہ لدٰی و لدُنْ کے لیے شئ کا فی الحال موجود ہونا شرط ہے جب کہ عندَ کے لیے شئ کا موجود اور پاس ہونا فی الحال شرط اور ضروری نہیں ہے۔

لدٰی اور لدُنْ کی دوسری لغات بھی منقول ہیں جیسے لَدْنِ، لُدْنَ، لُدْنِ، لَدَنْ ، لَدْ ، لُدْ ، لِدْ

الدرس الثاني والاربعون

وَمِنْهَا قَطُّ لِلْمَاضِي الْمَنْفِيِّ نَحْوُ: مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ. وَمِنْهَا عَوْضُ لِلْمُسْتَقْبَلِ الْمَنْفِيِّ نَحْوُ: لَا أَضْرِبُه عَوْضُ. وَاعْلَمْ أَنَّهُ إِذَا أُضِيفَ الظُّرُوْفُ إِلَى الْجُمْلَةِ اَوْ اِلٰى اِذْ جَازَ بِنَاؤهَا عَلَى الْفَتْحِ كقَوْلِه تعَالٰى: ﴿هَذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ﴾ وَكَيَوْمَئِذٍ وَحِيْنَئِذٍ، وَكَذٰلِك مِثْلُ وَغَيْرُ مَعَ مَا وَأَنْ وَأَنَّ، تَقولُ: ضَرَبْتُهُ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ، وَغَيْرَ أَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ. وَمِنْهَا أَمْسِ بِالْكَسْرِ عِنْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ.

ترجمہ:

ظروف مبنیہ میں سے قَطُّ بھی ہے جو ماضی منفی کے لیے آتا ہے جیسے مَا رَأَیْتُہُ قَطُّ (میں نے اس کو ہرگز نہیں دیکھا) ظروف مبنیہ میں سے عَوْضُ بھی ہے یہ مستقبل کی نفی کے لیے آتا ہے جیسے لَا أَضْرِبُہُ عَوْضُ (میں اس کو ہرگز نہ ماروں گا) اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب ظروف کی اضافت کی جائے جملہ کی یا اِذْ کی طرف تو ان کا مبنی بر فتحہ ہونا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ھٰذَا یَوْمُ یَنفَعُ الصَّادِقِیْنَ صِدْقُھُمْ (آج کا دن وہ ہے کہ صادقین کو ان کی سچائی نفع دے گی) اور جیسے یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ اور اسی طرح کلمہ مِثْلُ اور غَیْرُ بھی مَا کے ساتھ اور سسس مصدریہ کے ساتھ اور ان کے ساتھ (یعنی جب ان کی طرف مضاف ہوں تو یہ بھی مبنی بر فتحہ ہوں گے) جیسے تو کہے گا ضَرَبْتُہُ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَیْدٌ (میں نے اس کو مارا مثل مارنے زید کے) اور جیسے غَیْرَ أَنْ ضَرَبَ زَیْدٌ (میں نے اس کو مارا بغیر مارنے زید کے) اور ظروف مبنیہ میں سے ایک أَمْسِ ہے سین کے کسرہ کے ساتھ اہل حجاز کے نزدیک۔

بیالیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ظروف مبنیہ کی گیارہویں قسم قَطُّ کی وضاحت

دوسری بات: ظروف مبنیہ کی بارہویں قسم عوض کی وضاحت

تیسری بات: بعض وہ ظروف جو معرب ہے انہیں مبنی بنانے کا قاعدہ

چوتھی بات: ظروف مبنیہ کی تیرہویں قسم امْس کی وضاحت

پہلی بات: ظروف مبنیہ کی گیارہویں قسم قَطُّ کی وضاحت

قَطُّ مبنی اس لیے ہے کہ اس میں ایک لغت قَطْ بسکون الطاء بھی آتی ہے اور قَطُّ کی بنا اور وضع حروف کی طرح ہے اور حروف تمام مبنی ہوتے ہیں لہٰذا قَطّ بھی مبنی ہوگا اور اسی پر قَطُّ کو بھی محمول کیا گیا ہے۔

دوسری بات: ظروف مبنیہ کی بارہویں قسم عوض کی وضاحت

اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مضاف الیہ ظروف غایات یعنی قبل اور بعد وغیرہ کی طرح محذوف معنوی ہوتا ہے لہٰذا مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حرف کے مشابہ ہے پس لَا أَضْرِبُہُ عَوْضُ کے معنی ہیں لَا أَضْرِبُہُ دَھرًا (میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا)

تیسری بات: بعض وہ ظروف جو معرب ہے انہیں مبنی بنانے کا قاعدہ

بعض ظروف مبنی نہیں ہوتے ہیں بلکہ معرب ہوتے ہیں لیکن جب ان کو جملہ کی طرف مضاف کریں یا اِذْ کی طرف مضاف کریں اوراِذْ آگے جملہ کی طرف مضاف ہو تو یہ ظروف بھی مبنی بر فتحہ ہوں گے هٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ اس میں يَوْمُ کا مبنی بر فتحہ ہونا جائز ہے اس میں يَوْمُ ظرف کی اضافت يَنفَعُ الصَّادِقِيْنَ جملہ کی طرف ہو رہی ہے۔

اسی طرح يَوْمَئِذٍ اور حِيْنَئِذٍ میں يَوْمَ اور حِيْنَ اِذْ کی طرف مضاف ہیں اوراِذْ آگے جملہ کی طرف مضاف ہے جس کو محذوف کر کے اس کے عوض میں اِذٍ پر تنوین لے آئے ہیں اصل میں تھا يَوْمَ اِذٍ كَانَ كَذَا، حِيْنَ اِذٍ كَانَ كَذَا اس میں يَوْمَ اور حِيْنَ جملے کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں۔

لفظ مِثْلُ اور غَيْرُ کو مبنی بر فتحہ پڑھنا جائز ہے لفظ مِثْلُ اور غَيْرُ کو مبنی بر فتحہ پڑھنا او وقت جائز ہے جب مضاف ہوں لفظ مَا کی طرف یا أَنْ مصدریہ کی طرف یا أَنَّ مثقلہ کی طرف جیسے ضَرَبْتُه مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ اس مثال میں لفظ مِثْلُ کی اضافت مَا کی طرف ہو رہی ہے لہٰذا اس کو مبنی بر فتحہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح غَيْرَ أَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ اس مثال میں غَيْرُ کی اضافت أَنْ مصدریہ کی طرف ہے لہٰذا غَيْرُ کو مبنی بر فتحہ پڑھنا جائز ہے۔

چوتھی بات: ظروف مبنیہ کی تیرہویں قسم امْس کی وضاحت

لفظ أَمْس اہل حجاز کے نزدیک مبنی بر کسرہ ہے اور معرفہ ہے (بمعنی گذشتہ کل) اور بعض کے ہاں أَمْسُ معرب معرفہ ہے لیکن جب یہ مضاف ہو یا اس پر الف لام داخل ہو یا نکرہ کیا جائے تو بالاتفاق معرب ہوگا جیسے مَضٰى اَمْسُنَا (گذر گیا ہمارا کل) اسی طرح مَضَى الْاَمْسُ الْمُبَارَكُ (گذر گیا کل گذشتہ مبارک) اسی طرح كُلُّ غَدٍ صَارَ اَمْسًا (ہر آنیوالا کل ہو جاتا ہے کل گذشتہ) اس میں پہلی مثال أَمْس کے مضاف ہونے کی ہے اور دوسری مثال اس پر الف لام داخل ہونے کی ہے ور تیسری مثال نکرہ ہونے کی ہے لہٰذا ان تینوں مثالوں میں بالاتفاق أَمْس معرب ہوگا۔

تمارین

سوال نمبر ۱: اسم مبنی کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟ مبنی الاصل کے مشابہ ہونے سے کیا مراد ہے اور اس کی صورتیں کتنی ہیں مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۲: اسماء مبنیات کتنے اور کون کون سے ہیں بمع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۳: اسم ضمیر کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟ نیز تقدم لفظی و معنوی اور حکمی کی تعریف اور ان کی مثالیں لکھئے؟

سوال نمبر ۴: ضمیر شان اور قصہ کی تعریف بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۵: ضمیر منفصل اور متصل کیا ہے؟ ہر ایک کی مثال بھی لکھیں؟ نیز ضمیر منفصل کا استعمال کب جائز نہیں ہے مثال سے واضح کریں؟ نیز ضمیر منفصل کب استعمال ہوتی ہے بمع مثال تحریر کریں؟

سوال نمبر ۶: اسم اشارہ کی تعریف اور مثال ذکر کرنے کے بعد اسم اشارہ مؤنث اور اسم اشارہ مذکر کی مثالوں سے وضاحت کریں؟ نیز اسماء اشارات کون کون سے ہیں اور ان کا استعمال کیسے ہوتا ہے بمع امثلہ وضاحت سے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۷: اسم موصول کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۸: وہ اسماء موصولہ جو مؤنث مفرد اور مذکر مفرد کے ساتھ خاص ہیں تحریر کریں؟

سوال نمبر ۹: وہ اسماء موصولہ لکھیں جو تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۰: وہ اسماء موصولہ لکھیں جو جمع مذکر اور جمع مؤنث کے ساتھ خاص ہیں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۱: اَيٌّ اور اَيَّةٌ کب مبنی ہوتے ہیں اور کب معرب ہوتے ہیں تمام صورتیں بمع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۱۲: اسم موصول کے عائد سے کیا مراد ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۳: من اور ما کیسے استعمال ہوتے ہیں بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۴: اسم موصول کے عائد کو حذف کرنا کب جائز ہے؟

سوال نمبر ۱۵: کیا الف لام بمعنی الذی اسم موصول استعمال ہوتا ہے؟ اس کی شرط اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۶: کیا ذو بمعنی الذی اسم موصول استعمال ہوتا ہے مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۷: فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِيْ وَجَدِّيْ وَبِئْرِيْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَيْتُ اس بیت کا سلیس ترجمہ کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ شعر کس کی مثال ہے؟

سوال نمبر ۱۸: اسم فعل کی تعریف اور اس کے احکام لکھیں اور بتائیں کہ قطام، غلاب اور حضار اسماء افعال میں سے ہیں یا نہیں؟ نیز اسماء افعال کے اوزان بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: اسم صوت کیا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۰: اسم مرکب کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز اسم مرکب مبنی بر فتحہ کب ہوتا ہے اور کس صورت میں اسم مرکب کا پہلا اسم مبنی بر فتحہ ہوتا اور دوسرا اسم غیر منصرف ہوتا ہے مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۱: اسم کنایہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز اسماء کنایات کتنے ہیں بمع امثلہ لکھنے کے بعد کم کی کتنی اقسام ہیں بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۲: کم کی تمیز کو کب حذف کر دیا جاتا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۳: کم کی تمیز کب مرفوع، منصوب اور مجرور ہوتی ہے مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۴: کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی تمیز کے اعراب تحریر کریں؟ نیز کم کے اعراب لکھیں؟

سوال نمبر ۲۵: ظروف مبنیہ کتنے اور کون کون سے ہیں مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۲۶: غایات کسے کہتے ہے؟ اور غایت والے حروف کون کون سے ہیں؟ اور ان سے اضافت منقطع کب ہوتی ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۷: حیث کے مبنی ہونے کی وجہ اور شرط بمع مثال تحریر کریں؟ نیز کیا حیث مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۲۸: کیا اذا شرط کا فائدہ دیتا ہے اور مثال سے واضح کریں؟ نیز اذا مفاجات کے لیے کب استعمال ہوتا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۹: کیا اذ مفاجات کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ اور یہ کب مفاجات کے لیے آتا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۰: این اور انّٰی کس معنی میں استعمال ہوتے ہیں ؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۱: کیف، ایان، مذ، منذ کس معنی میں استعمال ہوتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۲: مذ اور منذ بمعنی جمیع المدۃ کے لیے استعمال ہونے کی مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳۳: لدی اور لدن کا معنی کیا؟ اور ان میں کتنی لغات ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۴: لدی اور لدن اور عند میں فرق کیا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۵: قط اور عوض کس لیے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۳۶: ظروف مبنی بر فتحہ کب ہوتے ہیں؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۷: مثل اور غیر کا ما اور اَنْ اور اَنَّ کے ساتھ استعمال ہونے کی کیا حکم ہے؟

الدرس الثالث والأربعون

اَلْخَاتِمَةُ فِيْ سَائِرِ أَحْكَامِ الْاِسْمِ وَلَوَاحِقِهِ غَيْرِ الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ:

فَصْلٌ: اِعْلَمْ اِنَّ الْاِسْمَ عَلٰى قِسْمَيْنِ مَعْرِفَةٌ وَنَكِرَةٌ، اَلْمَعْرِفَةُ اِسْمٌ وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ وَهِىَ سِتَّةُ أَقْسَامٍ: اَلْمُضْمَرَاتُ وَالْأَعْلَامُ وَالْمُبْهَمَاتُ أَعْنِيْ أَسْمَاءَ الْإِشَارَاتِ وَالْمَوْصُوْلَاتِ وَالْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ وَالْمُضَافُ إِلٰى أَحَدِهَا اِضَافَةً مَعْنَوِيَةً، وَالْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ. وَالْعَلَمُ مَا وُضِعَ لِشَيءٍ مُعَيَّنٍ لَا يَتَنَاوَلُ غَيْرَهُ بِوَضْعٍ وَاحِدٍ، وَأَعْرَفُ الْمَعارِفِ الْمُضْمَرُ الْمُتِكَلِّمُ نَحْوُ أَنَا وَنَحْنُ ثُمَّ الْمُخاطَبُ نَحْوُ أَنْتَ ثُمَّ الْغائِبُ نَحْوُ هُوَ ثُمَّ الْعَلَمُ، ثُمَّ الْمُبْهَمَاتُ، ثُمّ الْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ، ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِالنِّداءِ وَالْمُضَافُ وَهُوَ فِيْ قُوَّةِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ. وَالنَّكِرَةُ مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ غَيرِ مُعَيَّنٍ كَرَجُلٍ وَفَرَسٍ.

ترجمہ:

خاتمہ اسم کے تمام احکام اور اس کے ملحقات کے بیان میں مشتمل ہے علاوہ معرب و مبنی کے اور اس میں چند فصلیں ہیں۔اور جان لو کہ اسم کی دو قسمیں ہیں معرفہ اور نکرہ معرفہ وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو شئ معین کے لیے اور اس کی چھ اقسام ہیں اول مضمرات، دوم اعلام، سوم مبہمات (یعنی اسماء اشارات واسماء موصولات) چہارم معرف باللام، پنجم ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہونا اضافت معنوی کے ساتھ، ششم معرف بالنداء اور علم وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو شئ معین کے لیے جو ایک وضع کے ساتھ غیر کو شامل نہ ہو اور سب سے أَعْرَفُ الْمَعارِفِ ضمیر متکلم ہے جیسے أَنَا ،نَحْنُ پھر ضمیر مخاطب ہے جیسے أَنْتَ پھر ضمیر غائب ہے جیسے هوَ پھر علم ہے پھر مبہمات ہیں پھر الْمُعرَّفُ بِاللَّامِ ہے پھر الْمعرَّف بِالنِّداءِ ہے اور مضاف دراصل مضاف الیہ کی قوۃ میں ہوتا ہے اور نکرہ وہ اسم ہے جو شئی لِشَيْءٍ غَيرِ مُعَيَّنٍ كَرَجُلٍ وَفَرَسٍ غیر معین کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ،فَرَسٌ

تریالیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات : معرفہ کی تعریف اور اس کی اقسام

دوسری بات: نکرہ کی تعریف اور اس کی اقسام

پہلی بات: معرفہ کی تعریف اور اس کی اقسام

معرفہ کی تعریف: معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو چاہے ذات کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے

زَيْدٌ، اَلرَّجُلُ وغیرہ اور چاہے جنس کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے اُسَامَةِ (اسد کی جنس کا علم ہے)

معرفہ کی اقسام:

معرفہ کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) مضمرات (۲) اعلام (۳) مبہمات (یعنی اسماء اشارات و اسماء موصولات) (۴) الْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ

(۵) وہ اسم جو ان چاروں قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو اضافت معنوی کے ساتھ (۶) الْمُعَرَّفُ بِالنِّداءِ

علم کی تعریف: علم وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اس حال میں کہ ایک ہی وضع کے ساتھ غیر کو شامل نہ ہو۔

أَعْرَفُ الْمَعارِفِ: معرفہ میں سب سے کامل و اکمل تعریف کے اعتبار سے ضمیر متکلم ہے خواہ واحد کی ہو یا جمع کی جیسے أَنَا، نَحْنُ اس کے بعد درجہ ضمیر مخاطب أَنْتَ کا ہے جیسے پھر اس کے بعد ضمیر غائب هُوَ أَعْرَفُ الْمَعارِفِ ہوتی ہے اس کے بعد عَلَم پھر مبہمات کا درجہ ہے اس کے بعد الْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ کا ہے پھر الْمُعَرَّفُ بِالنِّداءِ ہے۔

اور مضاف تعریف کے مذکورہ مراتب کے اعتبار سے اور قوت کے اعتبار سے اپنے مضاف الیہ کی قوت کے مساوی ہوتا ہے کیونکہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے تعریف کا فیض حاصل کرتا ہے لہٰذا اسی کے مرتبہ میں ہو گا۔

دوسری بات: نکرہ کی تعریف اور اس کی اقسام

نکرہ کی تعریف: نکرہ وہ اسم ہے جو کسی غیر معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ، فَرَسٌ

الدرس الرابع والأربعون

أَسْماءُ الْعَدَدِ

فَصْلٌ: أَسْماءُ الْعَدَدِ مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى كَمِّيَّةِ آحَادِ الْأَشْيَاءِ، وَأُصُوْلُ الْعَدَدِ اِثْنَتَا عَشْرَةَ كَلِمَةً: وَاحِدَةٌ إِلٰى عَشْرَةٍ وَمِائَةٌ وَأَلْفٌ، وَاسْتِعْمَالُه مِنْ وَاحِدٍ وَاثْنَيْنِ عَلَى الْقِيَاسِ أَعْنِيْ لِلْمُذَكَّرِ بِدُوْنِ التَّاءِ وَلِلْمُؤنَّثِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ فِي رَجُلٍ: وَاحِدٌ وَفِيْ رَجُلَيْنِ: اِثْنَانِ وَفِيْ اِمْرَأَةٍ: وَاحِدَةٌ وَفِيْ اِمْرَأَتَيْنِ: اِثْنَتَانِ وثنتان. وَمِنْ ثَلَاثَةٍ إِلٰى عَشَرَةٍ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ أَعْنِيْ لِلْمُذَكَّرِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ: ثَلَاثَةُ رِجَالٍ إِلٰى عَشَرَةِ رِجَالٍ، وَلِلْمُؤنَّثِ بِدُوْنِهَا تَقُوْلُ: ثَلَاثُ نِسْوَةٍ إِلٰى عَشْرِ نِسْوَةٍ. وبَعْدَ الْعَشَرَةِ تَقُوْلُ: أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَاثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، وثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا إلى تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، وَإِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً وَاثْنَتَا عَشْرَةَ اِمْرَأَةً، وَثَلَاثَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً إِلٰى تِسْعَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً.

ترجمہ:

اسماء عدد وہ اسماء ہیں جنہیں وضع کیاگیا ہے تاکہ دلالت کریں اشیا کے افراد کی مقدار پر اصول عدد بارہ ہیں وَاحِدٌ سے عَشَرَةٌاورمِائَةُ (سو) اور أَلْفُ (ہزار) اور ان کا استعمال وَاحِدٌ سےاثْنَيْنِ تک قیاس کے مطابق ہے یعنی مذکر کے لیے بغیر تاء کے اور مؤنث کے لیےتاء کے ساتھ جیسے توکہے گا ایک مرد میں وَاحِدٌاور دو مردوں میں اِثْنَانِ اورایک عورت میں وَاحِدَةٌ اور دو عورتوں میں اِثْنَتَانِ اور ثَلَاثَةٌ سےعَشَرَةٌ تک خلاف قیاس آئے گا یعنی مذکر کے لیےتاء کے ساتھ جیسے تم کہوگے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ سے عَشَرَةُ رِجَالٍ تک اور مؤنث کے لیے بغیر تاء کے ساتھ جیسے توکہے گا ثَلَاثُ نِسْوَةٍ سے عَشْرُ نِسْوَةٍ تک۔اور عَشَرَةٌ کے بعد تم کہو(مذکر کے لیے)أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًااوراِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا اورثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا سے لیکر تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا تک وَإِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً وَاثْنَتَا عَشْرَةَ اِمْرَأَةً وَثَلَاثَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً إِلٰى تِسْعَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً اور(مؤنث کے لیے)إِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً اوراِثْنَتَا عَشْرَةَ اِمْرَأَةً اورثَلَاثَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً سے لیکرتِسْعَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةًتک۔

چوالیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: اسم عدد کی تعریف اوراصل عدد کی تعداد

دوسری بات: ایک اور دو کا قاعدہ

تیسری بات: تین سے دس تک کا قاعدہ

چوتھی بات: گیارہ اور بارہ کا قاعدہ

پہلی بات: اسم عدد کی تعریف اوراصل عدد کی تعداد

اسم عدد کی تعریف: اسم عدد وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہے تاکہ چیزوں کے افراد کی مقدار کو بیان کرے۔

اصول عدد بارہ ہیں: یعنی اصل عدد کل بارہ کلمے ہیں اور وہ یہ ہیں وَاحِدٌ سے عَشَرَةٌ تک دس ہوئے اور مِائَةُ (سو) اور أَلْفُ (ہزار) یہ کل بارہ ہوئے باقی جتنے اعداد ہیں ان ہی سے بنائے جاتے ہیں چاہے بواسطہ حرف عطف ہوں یابواسطہ حرف عطف نہ ہوں۔

دوسری بات: ایک اور دو کا قاعدہ

ایک اور دو کا قاعدہ: ایک اور دو میں عدد ہمیشہ قیاس کے موافق ہوتا ہے یعنی مذکر میں بغیر تاء اور مؤنث میں تاء کے

ساتھ۔ جیسے واحد مذکر کے لیے وَاحِدٌ اور تثنیہ مذکر کے لیے اِثْنَانِ اور واحد مؤنث کے لیے وَاحِدَۃٌ اور تثنیہ مؤنث کے لیے اِثْنَتَانِ، ثِنْتَانِ آتا ہے۔

فائدہ: عام طور پر ایک اور دو کا عدد استعمال نہیں ہوتا بلکہ معدود ہی مفرد اور تثنیہ کی شکل میں عدد کو بیان کرتی ہے جیسے رَجُلٌ (ایک مرد) رَجُلَانِ (دو مرد) البتہ یہ عدد میں تاکید کے لیے استعمال ہو سکت ہے جیسے عِنْدِیْ رَجُلٌ وَاحِدٌ، عِنْدِیْ رَجُلَانِ اِثْنَانِ اور مؤنث میں جیسے عِنْدِیْ اِمْرَأَۃٌ وَاحِدُۃ، عِنْدِیْ اِمْرَأَتَانِ اِثْنَتَانِ

تیسری بات: تین سے دس تک کا قاعدہ

تین سے دس تک کا قاعدہ: تین سے دس تک عدد ہمیشہ مخالف قیاس آتا ہے یعنی اگر تمیز مذکر ہو تو عدد مؤنث آتا ہے اور تمیز اگر مؤنث ہو تو عدد مذکر آتا ہے۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں:

ثَلَاثَۃُ رِجَالٍ، أَرْبَعَۃِ رِجَالٍ، خَمْسَۃ رِجَالٍ، سِتَّۃُ رِجَالٍ، سَبْعَۃ رِجَالٍ، ثَمَانِیَۃِ رِجَالٍ، تِسْعَۃُ رِجَالٍ، عَشَرَۃُ رِجَالٍ

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں:

ثَلَاثُ نسوۃٍ، أَرْبَعُ نسوۃٍ، خَمْسُ نسوۃٍ، سِتُّ نسوۃٍ، سَبْعُ نسوۃٍ، ثَمَانِیُ نسوۃٍ، تِسْعُ نسوۃٍ، عَشْرُ نسوۃٍ،

چوتھی بات: گیارہ اور بارہ کا قاعدہ

گیارہ اور بارہ کا قاعدہ: گیارہ اور بارہ میں عدد کے دونوں جز تمیز کے موافق ہوں گے۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: إِحْدٰی عَشَرَۃَ اِمْرَأَۃً اور اِثْنَتَا عَشَرَۃَ اِمْرَأَۃً

تیرہ سے انیس تک کا قاعدہ: تیرہ سے لیکر انیس تک تمیز مذکر ہونے کی صورت میں عدد کے پہلے جز کو مؤنث اور دوسرے جز کو مذکر لایا جائے گا اور تمیز اگر مؤنث ہو تو عدد کا پہلا جز مذکر اور دوسرا جز مؤنث لایا جائے گا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں:

ثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا، أَرْبَعَۃِ عَشَرَ رَجُلًا، خَمْسَۃِ عَشَرَ رَجُلًا، سِتَّۃَ عَشَرَ رَجُلًا، سَبْعَۃِ عَشَرَ رَجُلًا، ثَمَانِیَۃِ عَشَرَ رَجُلًا، تِسْعَۃَ عَشَرَ رَجُلًا

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں:

ثَلَاثَ عَشْرَۃَ اِمْرأَۃً، أَرْبَعَ عَشْرَۃَ اِمْرأۃ، خَمْسَ عَشْرَۃَ اِمْرأَۃً، سِتَّ عَشْرَۃَ مْرأَۃً،
سَبْعَ عَشْرَۃَ اِمْرأَۃً، ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ اِمْرأَۃً، تِسْعَ عَشْرَۃَ اِمْرأَۃً

الدرس الخامس والأربعون

وَبَعْدَ ذٰلِكَ تَقُولُ: عِشْرُوْنَ رَجُلًا وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤنَّثِ إِلٰى تِسْعِيْنَ رَجُلًا وإِمْرَأَةً، وَوَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، وإِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً، وَاثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، واِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً، وَثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، وَثَلٰثَ وَّعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً اِلٰى تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ رَجُلًا، وَتِسْعٍ وَّتِسْعِيْنَ امْرَأَةً. ثُمَّ تَقُولُ: مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ امْرَأَةٍ، وَأَلْفُ رَجُلٍ وَأَلْفُ امْرَأَةٍ، وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا امْرَأَةٍ، وَأَلْفَا رَجُلٍ وَأَلْفَا امْرَأَةٍ بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤنَّثِ، فَإِذَا زَادَ عَلٰى الْأَلْفِ وَالْمِائَةِ يُسْتَعْمَلُ عَلٰى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ. وَيُقَدَّمُ الْأَلْفُ عَلَى الْمِائَةِ والمائة علىَ الْآحَادِ، وَالْآحَادُ عَلَى الْعَشَرَاتِ تَقُوْلُ: عِنْدِيْ أَلْفٌ وَمِائَةٌ وَوَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، وَأَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاِثْنَانِ وَعِشْرُونَ رَجُلًا، وَأَرْبَعَةُ آلَافٍ، وَتِسْعُ مِائَةٍ وَخَمْسَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً، وَعَلَيْك بِالْقِيَاسِ.

ترجمہ:

اور (انیس) کے بعد تو کہے گا عِشْرُوْنَ رَجُلًا اورعِشْرُوْنَ امْرَأَةً مذکر اور مؤنث میں فرق کے بغیر تِسْعِيْنَ رَجُلًا تک اورتِسْعِيْنَ اِمْرَأَةً تک وَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا(اکیس مرد) اوراِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً (اکیس عورتیں) اور اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا(بائیس مرد) اور اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً (بائیس عورتیں) اور ثَلَاثٌ عِشْرُوْنَ رَجُلًا(تیئیس مرد) اورثَلَاثَةٌوَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً (تیئیس عورتیں) سے لیکر تِسْعَةٍ وتِسْعِيْنَ رجلاً (ننانوے مرد) اور تِسْعٍ وتِسْعِيْنَ امْرَأَةً (ننانوے عورتیں) تک پھر تو کہے گا مِائَةُ رَجُلٍاورمِائَةُ امْرَأَةٍ اور أَلْفُ رَجُلٍ اور أَلْفُ امْرَأَةٍ اور مِائَتَا رَجُلٍ اور مِائَتَا امْرَأَةٍ اور أَلْفَا رَجُلٍ اور أَلْفَا امْرَأَةٍ مؤنث و مذکر کے درمیان فرق کے بغیر پھر جب أَلْف اور مِائَة پر زائد ہو جائے تو اسی طریقہ پر استعمال کیا جائے گا جو آپ پہچان چکے ہیں، اور (بڑے اعداد کی ترتیب اس طرح ہو گی) أَلف کو مقدم کیا جائے گا مِائَة پر اور اُحاد کو مقدم کیا جائے گا عَشَرَات پر جیسے تو کہے عِنْدِيْ أَلْفٌ وَمِائَةٌ وَوَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَأَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاِثْنَانِ وَعِشْرُونَ رَجُلًا(میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد اور میرے پاس دو ہزار دو سو بائیس مرد) أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَخَمْسَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً(اور چار ہزار نو سو پینتالیس عورتیں ہیں)۔

پینتالیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: بیس سے نوے تک عقود کا قاعدہ
دوسری بات: بیس کے بعد ہر دہائی میں تین سے لیکر نو تک کا قاعدہ
تیسری بات: سو، دو سو اور ہزار کا قاعدہ
چوتھی بات: کئی اعداد جمع ہوں تو اس کو ذکر کرنے کا طریقہ

پہلی بات: بیس نوے تک عقود کا قاعدہ

بیس سے نوے تک عقود (دہائیوں) کا قاعدہ: بیس سے لیکر نوے تک عقود ہمیشہ مذکر ہوتے ہیں تمیز چاہے مذکر ہو چاہے مؤنث جیسے عِشْرُوْنَ رَجُلًا، عِشْرُوْنَ، ثَلاَ ثُوْنَ رَجُلًا ،ثَلاَ ثُوْنَ اِمْرَأَةً،أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا،أَرْبَعُوْنَ اِمْرَأَةً، خَمْسُوْنَ رَجُلًا، خَمْسُوْنَ اِمْرَأَةً، سِتُّوْنَ رَجُلًا، سِتُّوْنَ اِمْرَأَةً، سَبْعُوْنَ رَجُلًا، سَبْعُوْنَ اِمْرَأَةً، ثَمَانُوْنَ رَجُلًا، ثَمَانُوْنَ اِمْرَأَةً، تِسْعُوْنَ رَجُلًا، تِسْعُوْنَ اِمْرَأَةً

بیس سے ننانوے تک ہر دہائی کے پہلے اور دوسرے عدد کا قاعدہ: یہ ہے کہ عدد کا جز اول تمیز کے موافق اور دوسرا جز ہمیشہ مذکر ہوگا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: وَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا ، اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا
جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: إِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً ،اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً

دوسری بات: بیس کے بعد ہر دہائی میں تین سے لیکر نو تک کا قاعدہ

بیس کے بعد ہر دہائی میں تین سے لیکر نو تک کا قاعدہ: یہ ہے کہ عدد کا پہلا جز تمیز کے خلاف ہوگا یعنی اگر تمیز مذکر ہے تو عدد کا پہلا جز مؤنث اور تمیز اگر مؤنث ہے تو عدد کا پہلا جز مذکر آئے گا جب کہ عدد کا دوسرا جز ہمیشہ یعنی ننانوے تک مذکر ہی رہے گا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں:

ثَلاَثَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا،أَرْبَعَة وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا....الخ

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں:

ثَلَاثَ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً، أَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً....الخ

پھر تو کہے گا مِائَةُ رَجُلٍاورمِائَةُ امْرَأَةٍ اورأَلْفُ رَجُلٍ اورأَلْفُ امْرَأَةٍ اورمِائَتَا رَجُلٍ اورمِائَتَا امْرَأَةٍ اورأَلْفَا رَجُلٍ اورأَلْفَا امْرَأَةٍ

تیسری بات: سو، دو سو اور ہزار کا قاعدہ

سو، دو سو اور ہزار کا قاعدہ: سو اور دو سو اور ہزار میں مذکر اور مؤنث کا عدد یکساں ہوگا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: مِائَةُ رَجُلٍ (سو مرد) مِائَتَا رَجُلٍ (دو سو مرد) أَلْفُ رَجُلٍ (ہزار مرد) أَلْفَا رَجُلٍ (دو ہزار مرد)
جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: مِائَةُ امْرَأَةٍ (سو عورتیں) مِائَتَا امْرَأَةٍ (دو سو عورتیں) أَلْفُ امْرَأَةٍ (ہزار عورتیں) أَلْفَا امْرَأَةٍ (دو ہزار عورتیں)

چوتھی بات: کئی اعداد جمع ہوں تو اس کو ذکر کرنے کا طریقہ

وضاحت: مصنفؒ یہاں سے فرما رہے ہیں کہ عدد جب مِائَةٌ اور أَلْفٌ سے آگے بڑھ جائے تو اس کا ذکر کرنے کا ایک طریقہ تو وہی ہے جو آپ پہلے پہچان چکے ہیں یعنی جو کچھ طریقہ عدد کے ذکر کرنے کا ایک سے لیکر ننانوے تک ہے اسی طریقہ سے یہاں بھی ذکر کیا جائے صرف مِائَةٌ یا أَلْفٌ کا اضافہ ہوگا۔

بہت سارے اعداد جمع ہونے کی صورت: جب بہت سارے اعداد جمع ہو جائیں تو ان کے استعمال کا طریقہ یہ ہوگا کہ سب سے بڑے عدد کو پہلے ذکر کیا جائے گا اس کے بعد اس سے چھوٹا عدد اس کے بعد سے چھوٹا عدد ذکر کیا جائے گا أَلْفٌ مثلاً مِائَةٌ پر اور مِائَةٌ کا أحَاد پر اور أحَاد کو عَشَرَات پر مقدم کیا جائے گا۔

چند مختلف مثالیں: عِنْدِيْ أَلْفٌ وَمِائَةٌ وَوَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَأَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا (میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد اور میرے پاس دو ہزار دو سو بائیس مرد) اور أَرْبَعَةُ الَافٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَخَمْسَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً (اور چار ہزار نو سو پینتالیس عورتیں ہیں)

الدرس السادس والاربعون

وَاعْلَمْ اَنَّ الْوَاحِدَ وَالْاِثْنَيْنِ لَا مُمَيِّزَ لَهُمَا لِأَنَّ لَفْظَ الْمُمَيِّزِ يُغْنِيْ عَنْ ذِكْرِ الْعَدَدِ فِيْهِمَا تَقُوْلُ عِنْدِيْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ وَأَمَّا سَائِرُ الْأَعْدَادِ فَلَابُدَّ لَهَا مِنْ مُمَيِّزٍ فَتَقُوْلُ مُمَيِّزُ الثَّلَاثَةِ إِلَى الْعَشَرَةِ مَخْفُوْضٌ وَمَجْمُوْعٌ تَقُولُ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ وَثَلَاثُ نِسْوَةٍ إِلَّا إِذَا كَانَ الْمُمَيِّزُ لَفْظَ الْمِائَةِ فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ مَخْفُوْضًا مُفْرَدًا تَقُولُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَالْقِيَاسُ ثَلَاثُ مِئَاتٍ أَوْ مِئِيْنَ. وَمُمَيِّزُ أَحَدَ عَشَرَ إِلٰى تِسْعٍ وَتِسْعِيْنَ مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ: أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، وَإِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ امْرَأَةً وَمُمَيِّزُ مِائَةٍ وَأَلْفٍ وَتَثْنِيَتِهِمَا وَجَمْعِ الْأَلْفِ مَخْفُوضٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ: مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ اِمْرَأَةٍ وَأَلْفُ رَجُلٍ وَأَلْفُ اِمْرَأَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَأَةٍ وَأَلْفَا رَجُلٍ وَأَلْفَا اِمْرَأَةٍ وَثَلَاثَةُ آلَافِ رَجُلٍ وَثَلَاثُ آلَافِ اِمْرَأَةٍ، وَقِسْ عَلٰى هٰذَا.

ترجمہ:

اور جان لو کہ بے شک وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ دونوں کے لیے کوئی ممیّز نہیں ہے اس لیے کہ ممیّز کا لفظ ان میں عدد کے ذکر سے بے نیاز کرتا ہے جیسے تو کہے عِنْدِيْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ (میرے پاس ایک مرد ہے اور دو مرد ہیں) اور ان کے علاوہ باقی جتنے اعداد بھی ہیں تو ان کے لیے کسی تمیز دینے والے کی ضرورت ہے پس تین سے لیکر دس تک تمیز دینے والا مجرور اور جمع کا صیغہ ہوگا جیسے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ وَثَلَاثُ نِسْوَةٍ لیکن جب تمیز دینے والا لفظ مِائَة ہو تو اس وقت وہ مفرد اور مجرور ہوگا جیسے تو کہے گا ثَلَاثُ مِائَةٍ اور تِسْعُ مِائَةٍ اور قیاس کا تقاضا ہے ثَلَاثُ مِئَاتٍ یا ثَلَاثُ مِئِيْنَ آئے۔ اور گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز منصوب مجرور ہوگی جیسے تو کہے گا أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا (گیارہ مرد) إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً (گیارہ عورتیں) اور تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا (ننانوے مرد) تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ امْرَأَةً (ننانورے عورتیں) اور مِائَةُ اور أَلْفُ کی تمیز اور ان دونوں کے تثنیہ (یعنی مِائَةُ اور أَلْفُ) کی تمیز ہے اَلْفٌ جمع (یعنی اٰلافیا اُلُوْف) کی تمیز مجرور اور مفرد ہوتی ہے، جیسے تو کہے گا مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ امْرَأَةٍ وَأَلْفُ رَجُلٍ أَلْفُ امْرَأَةٍ وَوَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَأَةٍ وَأَلْفَا رَجُلٍ وَأَلْفَا رَجُلٍ وَأَلْفَا اِمْرَأَةً وَثَلَاثَةُ اٰلَافِ رَجُلٍ وَثَلَاثُ اٰلَافِ امْرَأَةٍ اس پر دیگر کو قیاس کریں (ان تمام مثالوں میں تمیز مفرد مجرور ہے)

چھیالیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: ایک اور دو کے عدد کی تمیز کا قاعدہ

دوسری بات: تین سے دس تک عدد کی تمیز کا قاعدہ

تیسری بات: گیارہ سے ننانوے تک اعداد کی تمیز کا قاعدہ

چوتھی بات: مِائَةُ اور أَلْفُ اور ان دونوں کی تثنیہ اور أَلْفُ کی جمع کی تمیز کا قاعدہ

پہلی بات: ایک اور دو کے عدد کی تمیز کا قاعدہ

ایک اور دو کے عدد کی تمیز کے سلسلے میں قاعدہ: ایک اور دو معدود خواہ مذکر ہو یا مؤنث عدد (ممیّز) سے مستغنی کر دیتا ہے اس لیے کہ ایک اور دو میں معدود کے لفظوں ہی سے عدد کا معنی حاصل ہو جاتا ہے لہٰذا اب الگ عدد لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب معدود مذکر ہو، مثالیں: عِنْدِيْ رَجُلٌ وَعِنْدِيْ رَجُلَانِ

جب معدود مؤنث ہو، مثالیں: عِنْدِيْ اِمْرَأَةٌ وَعِنْدِيْ اِمْرَأَتَانِ

وَأَمَّا سَائِرُ الْأَعْدَادِ: مصنفؒ اس عبارت سے فرمارہے ہیں کہ ایک اور دو کے عدد کے علاوہ باقی تمام اعداد کے لیے تمیز کو ہونا ضروری ہے۔

دوسری بات: تین سے دس تک عدد کی تمیز کا قاعدہ

تین سے دس تک عدد کی تمیز کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کی تمیز جمع مجرور ہو گی۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: ثَلَاثَةُ رِجَالٍ،أَرْبَعَة رِجَالٍ

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: ثَلَاثُ نسوة،أَرْبَعُ نسوة

لفظ مِائَة جب تمیز واقع ہو تو اس کا قاعدہ: لفظ مِائَة جب تمیز واقع ہو تو مفرد مجرور ہو گی۔

مثالیں: ثَلَاثُ مِائَةٍ اور تِسْعُ مِائَةٍ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ثَلَاثُ مِئَاتٍ یا ثَلَاثُ مِئِيْنَ آئے۔

تیسری بات: گیارہ سے ننانوے تک اعداد کی تمیز کا قاعدہ

گیارہ سے ننانوے تک اعداد کی تمیز منصوب مفرد ہو گی جیسے تو کہے گا مذکر کے لیے أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا اور مؤنث کے لیے إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ امْرَأَةً ان میں رَجُلًا اور امْرَأَةً مفرد بھی ہے اور منصوب بھی ہے۔

چوتھی بات: مِائَةُ اور أَلْفُ اور ان دونوں کی تثنیہ اور أَلْفُ کی جمع کی تمیز کا قاعدہ

مِائَةُ اور أَلْفُ اور ان دونوں کی تثنیہ اور أَلْفُ کی جمع کی تمیز کا قاعدہ: مِائَةُ اور أَلْفُ اور ان کے تثنیہ مِائَتَانِ اور أَلْفَانِ اور أَلْفُ کی جمع اٰلَاف، اُلُوْف ان سب کی تمیز مفرد اور مجرور ہو گی۔

مثالیں: مذکر کے لیے تو کہے مِائَةُ رَجُلٍ ،مِائَتَا رَجُلٍ ،أَلْفُ رَجُلٍ ،أَلْفَا رَجُلٍ ،ثَلَاثَةُ اٰلَافِ رَجُلٍ اور مؤنث کے لیے تو کہے مِائَةُ امْرَأَةٍ ، مِائَتَا اِمْرَأَةٍ، أَلْفُ امْرَأَةٍ ،أَلْفَا اِمْرَأَةً ، ثَلَاثُ اٰلَافِ امْرَأَةٍ ان تمام مثالوں میں تمیز مفرد اور مجرور ہے۔ باقی کو ان پر قیاس کریں۔

اسمائے عدد کا نقشہ

للمذكر	للمؤنث
أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا	إِحْدَى عَشَرَةَ امْرَأَةً
اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا	اثْنَتَا عَشَرَةَ امْرَأَةً
ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا	ثَلَاثَ عَشْرَةَ امْرَأَةً
أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا	أَرْبَعَ عَشَرَةَ امْرَأَةً
خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلًا	خَمْسَ عَشَرَةَ امْرَأَةً

للمذكر	للمؤنث
سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلًا	سِتَ عَشَرَةَ امْرَأَةً
سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا	سَبْعَ عَشَرَةَ امْرَأَةً
ثَمَانِيَةَ عَشَرَ رَجُلًا	ثَمَانِيَ عَشَرَةَ امْرَأَةً
تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا	تِسْعَ عَشَرَةَ امْرَأَةً
عِشْرُونَ رَجُلًا	عِشْرُونَ امْرَأَةً

۲۱ تا ۲۹ امثلہ

للمذكر	للمؤنث
وَاحِدٌ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	إِحْدَى وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
اثْنَانِ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
ثَلَاثَةَ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	ثَلَاثَ وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
أَرْبَعَةَ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	أَرْبَعْ وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
خَمْسَةَ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	خَمْسَ وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
سِتَّةَ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	سِتْ وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	سَبْعٌ وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	ثَمَانِيٌ وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ رَجُلًا	تِسْعٌ وَعِشْرُونَ امْرَأَةً
ثَلاثُونَ رَجُلًا	ثَلاثُونَ امْرَأَةً
أَرْبَعُونَ رَجُلًا	أَرْبَعُونَ امْرَأَةً
خَمْسُونَ رَجُلًا	خَمْسُونَ امْرَأَةً
سِتُونَ رَجُلًا	سِتُونَ امْرَأَةً

للمذكر	للمؤنث
سَبْعُونَ رَجُلًا	سَبْعُونَ امْرَأَةً
ثَمَانُونَ رَجُلًا	ثَمَانُونَ امْرَأَةً
تِسْعُونَ رَجُلًا	تِسْعُونَ امْرَأَةً
تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ رَجُلًا	تِسْعٌ وَتِسْعُونَ امْرَأَةً
مِائَةُ رَجُلٍ	مِائَةُ امْرَأَةٍ
مِائَةُ رَجُلٍ وَرَجُلَانِ	مِائَةٌ امْرَأَةٍ وَامْرَأَتَانِ
مِائَةٌ وَثَلَاثَةُ رِجَالٍ	مِائَةٌ وَثَلَاثُ نِسَاءٍ
مِائَةٌ وَأَرْبَعَةُ رِجَالٍ	مِائَةٌ وَأَرْبَعُ نِسَاءٍ
مِائَةٌ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ رَجُلًا	مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَتِسْعُونَ امْرَأَةً
مِائَتَا رَجُلٍ	مِائَتَا امْرَأَةٍ
ثَلَاثُ مِائَةِ رَجُلٍ	ثَلَاثُ مِائَةِ امْرَأَةٍ
أَلْفُ رَجُلٍ	أَلْفَا رَجُلٍ
ثَلَاثَةُ آلَافِ رَجُلٍ	ثَلَاثَةُ آلَافِ امْرَأَةٍ

وفي الأعداد الكبيرة نقول: أَلْفٌ وَمِائَةٌ وَوَاحِدٌ وَعِشْرُونَ رَجُلًا، أَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاثْنَانِ وَعِشْرُونَ رَجُلًا.

الدرس السابع والأربعون

فَصْلٌ: اَلْاِسْمُ إِمَّا مُذَكَّرٌ وَإِمَّا مُؤنَّثٌ، فَالْمُؤنَّثُ مَا فِيْهِ عَلَامَةُ التَّأْنِيْثِ لَفْظًا أَوْ تَقْدِيْرًا، وَالْمُذَكَّرُ بِخِلَافِهِ، وَعَلَامَاتُ التَّأنِيْثِ ثَلَاثَةٌ: اَلتَّاءُ كَطَلْحَةَ، وَالْأَلِفُ الْمَقْصُوْرَةُ كَحُبْلٰى، وَالْأَلِفُ الْمَمْدُوْدَةُ كَحَمْرَاءَ، وَالْمُقَدَّرَةُ هُوَ التَّاءُ فَقَطْ كَأَرْضٍ وَدَارٍ، بِدَلِيْلِ أُرَيْضَةٍ وَدُوَيْرَةٍ، وَالْمُؤنَّثُ عَلٰى قِسْمَيْنِ: حَقِيْقِيٌّ وَهُوَ بِإِزَائِهِ مُذَكَّرٌ مِنَ الْحَيْوَانِ كَامْرَأَةٍ وَنَاقَةٍ، وَلَفْظِيٌّ وَهُوَ مَا بِخِلَافِهِ كَظُلْمَةٍ وَعَيْنٍ، وَقَدْ عَرَفْتَ اَحْكَامَ الْفِعْلِ إِذَا أُسْنِدَ اِلَى الْمُؤنَّثِ فَلَا نُعِيْدُهَا.

ترجمہ:

تیسری فصل اسم یا تو مذکر ہوگا یا مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظاً موجود ہو یا تقدیراً اور مذکر وہ اسم ہے جس اس کے برخلاف ہو اور علامت تانیث تین ہیں اول تاء جیسے طَلْحَة دوم الف مقصورہ جیسے حُبْلٰی (حاملہ عورت) سوم الف ممدودہ جیسے حَمْرَاءَ (سرخ رنگ والی) اور علامت تانیث مقدرہ صرف تاء ہوتی ہے جیسے أَرْضٌ اور دَار میں اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کی تصغیر أُرَيْضَة اور دُوَيْرَة آتی ہے پھر مؤنث دو قسم پر ہے ایک مؤنث حقیقی ہے اور وہ وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں حیوان مذکر ہو جیسے اِمْرَأَةٍ اور نَاقَةٍ اور مؤنث لفظی وہ مؤنث ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے ظُلْمَة، عَيْن اور تحقیق فعل کے احکام کو جب اس کی نسبت مؤنث کی طرف کی جائے آپ جان چکے ہیں ہم یہاں دوبارہ نہیں دہرائیں گے۔

سنتالیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: اسم کی اقسام مذکر اور مؤنث کی تعریفات

دوسری بات: مؤنث کی علامات کا ذکر

تیسری بات: مؤنث کی قسمیں حقیقی اور لفظی کا ذکر

پہلی بات: اسم کی دو اقسام مذکر اور مؤنث کی تعریفات

اسم کی دو قسمیں ہیں (۱) مذکر (۲) مؤنث

مذکر کی تعریف: مذکر وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث موجود نہ ہو۔

مؤنث کی تعریف: مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظاً یا تقدیراً موجود ہو۔

دوسری بات: مؤنث کی علامات کاذکر

علامات تانیث تین ہیں :

۱)...تاء تانیث خواہ ظاہرہ جیسے طَلْحَة یا مقدرہ ہو جیسے أَرْضٌ

تاء تانیث ظاہرہ: جو اسماء کے آخر میں آتی ہے اور وقف کی حالت میں ہ بن جاتی ہے جیسے طَلْحَة

تاء تانیث مقدرہ: جو اسم میں ظاہر نہ ہو بلکہ اس کی تصغیر نکالنے سے ظاہر ہوتی ہے جیسے اَرْضٌ کی تصغیر اُرَیْضَة اور دَارٌ کی تصغیر دُوَیْرَة آتی ہے کیونکہ تصغیر میں صیغہ کے حروف اصلی سب واپس آجاتے ہیں۔

۲)...الف مقصورہ جیسے حُبْلٰی

۳)...الف ممدودہ جیسے حَمْرَاءُ

تیسری بات: مؤنث کی قسمیں حقیقی اور لفظی کاذکر

مؤنث کی دو قسمیں ہیں: (۱) مؤنث حقیقی (۲) مؤنث لفظی

مؤنث حقیقی کی تعریف: مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابل کوئی حیوان مذکر ہو۔ جیسے اِمْرَأَةٌ اور نَاقَةٌ

مؤنث لفظی کی تعریف: مؤنث لفظی وہ ہے جس کے مقابلے میں حیوان مذکر نہ ہو۔ جیسے ظُلْمَةٌ اور عَیْنٌ کے ان کے مقابلے میں حیوان مذکر نہیں ہے۔

وَقَدْ عَرَفْتَ....الخ: فعل کی اسناد مؤنث کی طرف کرنے کے احکام گذر چکے ہیں للہٰذا انہیں اعادہ نہیں کیا جارہا ہے۔

الدرس الثامن والاربعون

اَلْمُثَنّٰى

فَصْلٌ: اَلْمُثَنّٰى اِسْمٌ أُلْحِقَ بِآخِرِهِ أَلِفٌ أَوْ يَاءٌ مَفْتُوْحٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَكْسُوْرَةٌ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَه آخَرُ مِثْلَهُ نَحْوُ: رَجُلانِ وَرَجُلَيْنِ، هٰذَا فِي الصَّحِيْحِ، أَمَّا الْمَقْصُوْرُ فَإِنْ كَانَتْ أَلِفُه مُنْقَلِبَةً عَنْ وَاوٍ وَكَانَ ثُلَاثِيًّا رُدَّ إِلَى أَصْلِه، كَعَصَوَانِ فِيْ عَصَا، وَإِنْ كَانَتْ عَنْ يَاءٍ أَوْ وَاوٍ وَهُوَ أَكْثَرُ مِنَ الثُّلَاثِيِّ أَوْ لَيْسَتْ مُنْقَلِبَةً عَنْ شَيْءٍ تُقْلَبُ يَاءً كَرَحَيَانِ فِيْ رَحًى، وَمَلْهَيَانِ فِيْ مَلْهًى، وَحُبَارَيَانِ فِيْ حُبَارٰى، وَحُبْلَيَانِ فِيْ حُبْلٰى، وَأَمَّا الْمَمْدُوْدُ فَإِنْ كَانَتْ هَمْزَتُه أَصْلِيَّةً تَثْبُتُ كَقُرَّاءَانِ فِيْ قُرَّاءٍ، وَإِنْ كَانَتْ لِلتَّأْنِيثِ تُقْلَبُ وَاوًا كَحَمْرَاوَانِ فِيْ حَمْرَاءٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدَلًا مِنْ اَصْلٍ وَاوًا أَوْ يَاءً جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ

ككِسَاوَانِ وَكِسَاءَانِ، وَيَجِبُ حَذْفُ نُونِهِ عِنْدَ الْإِضَافَةِ تَقُوْلُ: جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمَا مِصْرٍ، وَكَذٰلِكَ تُحْذَفُ تَاءُ التَّانِيْثِ فِيْ تَثْنِيَةِ الْخُصْيَةِ وَالْاِلْيَةِ خَاصَّةً تَقُوْلُ: خُصْيَانِ وَالْيَانِ؛ لِأَنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ، فَكَأَنَّهُمَا شَيْءٌ وَاحِدٌ. وَاعْلَمْ! انه إِذَا أُرِيْدَ إِضَافَةُ الْمُثَنّٰى إِلَى الْمُثَنّٰى يُعَبَّرُ عَنِ الْأَوَّلِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَفَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا، وَذٰلِكَ لِكَرَاهَةِ اِجْتِمَاعِ التَّثْنِيَتَيْنِ فِيْمَا تَاَكَّدَ الاِتِّصَالُ بَينَهُمَا لَفْظًا وَمَعْنًى.

ترجمہ:

فصل: مثنّٰی کی بحث میں مثنّٰی وہ اسم ہے جس کے آخر الف یا یاء ما قبل مفتوح اور نون مکسور لاحق کیا گیا ہو تاکہ یہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے مثل میں ایک اور (مفرد) بھی ہے جیسے رَجُلانِ وَ رَجُلَيْنِ یہ الحاق صحیح میں ہے بہر حال اسم مقصورہ میں تو اگر اس کا الف واو سے بدلا ہوا ہے یا ثلاثی تھا جو بعد میں اپنے اصل کی جانب لوٹادیا گیا ہے جیسے عَصَوانِ عَصَا میں اور اگر وہ الف واو یا یاء سے بدلا ہوا ہے اور حال یہ ہے کہ یہ ثلاثی سے زائد (یعنی رباعی ہے) یا کسی چیز سے بدلا ہوا نہیں ہے تو الف یاء سے بدل دیا جائے گا جیسے رَحَيَانِ میں رَحٰی ،مَلهَيَانِ میں مَلْهٰی،حُبَارَيَانِ میں حُبَارٰی اورحَبْلَيَانِ میں حُبْلٰی اور بہر حال الف ممدودہ پس اگر اس کا ہمزہ اصلی ہو تو باقی رکھا جائے گا جیسے قَرَّاءَانِ قَرَّاء میں اور اگر تانیث کے لیے تھا تو وہ الف واو سے بدل دیا جائے گا جیسے حَمْرَاوَانِ حَمْرَاء میں اور اگر اصل سے ہی واو یا یاء سے بدلا ہوا تھا تو اب تثنیہ میں یہ دونوں وجہ جائز ہیں جیسے كِسَاوَانِ اور كِسَاءَانِ اور اس کے نون کو حذف کرنا اضافت کے وقت واجب ہے تو کہے گا جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ (میرے پاس زید کے دو غلام آئے) اورجَاءَنِيْ مُسْلِمَا مِصْرٍ (میرے پاس شہر کے دو مسلمان آئے) اسی طرح تاء تانیث حذف کر دی جائے گی اَلْخُصْيَة اور اَلْاِلْيَة کی تثنیہ میں خاص کر کے جیسے تو کہے گا خُصْيَانِ (دو خصیہ) اِلْيَانِ (دو سرین) کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم ملزوم ہیں پس گویا وہ دونوں شئ واحد ہیں۔ اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب کسی تثنیہ کی تثنیہ کی طرف اضافت کی جائے تو اول تثنیہ کو لفظ کے تھ تعبیر کیا جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا اور فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا اور یہ اس لیے کہ دو تثنیہ کا اجتماع سمجھا گیا ہے کہ اُس جگہ جہاں دونوں کا اتصال موکد وہ لفظًا بھی اور معنًی بھی۔

اڑتالیسواں درس

آج کے درس میں چھ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات : مثنّٰی کی تعریف اور اقسام

دوسری بات: اسم مقصورہ کو مثنّٰی بنانے کی چند صورتیں
تیسری بات: الف ممدودہ کو مثنّٰی بنانے کی چند صورتیں
چوتھی بات : مثنّٰی سے اضافت کے وقت نون اعرابی گرنے کا ذکر
پانچویں بات: الْخُصْيَة اور الْاِلْيَة کو مثنّٰی بناتے وقت تاء کو حذف کرنے کا ذکر
چھٹی بات : مثنّٰی کی اضافت مثنّٰی کی طرف کرنے کا قاعدہ

پہلی بات: مثنّٰی کی تعریف اور اقسام

مثنّٰی کی تعریف: تثنیہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف و نون مکسورہ (حالت رفعی) میں اور یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ (حالت نصبی و جری) میں لاحق کیا گیا ہو تاکہ لحوق اس بات پر دلالت کرے کہ اس مفرد کی مثل اس کے ساتھ ایک اور (مفرد) بھی ہے جیسے رَجُلانِ (دو مرد) حالت رفعی میں اور رَجُلَيْنِ حالت نصبی و جری میں۔

مثنّٰی کی تین اقسام: (۱) مثنّٰی صحیح (۲) مثنّٰی اسم مقصورہ (۳) مثنّٰی اسم ممدودہ

مثنّٰی صحیح: وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے رَجُلانِ
مثنّٰی اسم مقصورہ: وہ ہے کہ جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے حُبْلٰی
مثنّٰی اسم ممدودہ: وہ ہے کہ جس کے آخر میں الف ممدودہ ہو۔ جیسے حَمْرَاء

مثنّٰی صحیح: اس صورت میں حالت رفعی میں اسم کے آخر میں الف و نون مکسور ہوگا جیسے رَجُلانِ اور حالت نصبی و جری میں یا ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لاحق ہوگا جیسے رَجُلَيْنِ اسم صحیح کے آخر میں الحاق اور زیادتی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تاکہ یہ اسم اس بات کرے کہ اس میں اس کے مثل ایک اور مفرد بھی ہے۔

دوسری بات: اسم مقصورہ کو مثنّٰی بنانے کی چند صورتیں

اسم مقصورہ کو مثنّٰی بنانے کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: جب الف مقصورہ واو سے تبدیل ہو کر آیا ہو اور وہ ثلاثی ہو تو اس کو مثنّٰی بناتے وقت وہ واو لوٹ آئے گا۔ جیسے عَصَا سے عَصَوانِ یہ ثلاثی بھی ہے اور اس کا الف واو سے تبدیل ہو کر آیا ہے لہٰذا اس کی مثنّٰی بناتے وقت واو لوٹ آیا۔

دوسری صورت: اور اگر الف مقصورہ یاء سے تبدیل ہو کر آیا ہو یا واو سے تبدیل ہو کر آیا ہو یا ان میں سے کسی سے تبدیل نہ ہو کر آیا ہو اور وہ ثلاثی نہ ہو تو اس کی مثنّٰی بناتے وقت الف کو یاء سے تبدیل کیا جائے گا جیسے رَحٰی سے رَحَيَانِ، مَلْهٰی سے مَلهَيَانِ، حُبَارٰی سے حُبَارَيَانِ، حُبْلٰی سے حَبْلَيَانِ

تیسری بات: الف ممدودہ کو مثنّٰی بنانے کی چند صورتیں

۱)...الف ممدودہ کا ہمزہ اصلی ہو تو اس کو تثنیہ بناتے وقت اصلی حالت پر برقرار رکھیں گے جیسے قَرَّاءٌ سے قَرَّاءَانِ

۲)...اگر الف ممدودہ کا ہمزہ تانیثی ہو تو تثنیہ بناتے وقت اسے واو سے تبدیل کیا جائے گا جیسے حَمْرَاء کی تثنیہ حَمْرَاوَانِ آئے گی۔

۳)...اور اگر وہ ہمزہ اصل واو یا یاء سے تبدیل ہو کر آیا ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں

(۱) ہمزہ اصلی حالت میں برقرار رکھیں۔

(۲) اسے واو سے تبدیل کردیں۔ جیسے كِسَاءٌ کی تثنیہ كِسَاوَانِ اور كِسَاءَانِ دونوں جائز ہیں۔

چوتھی بات: مثنّٰی سے اضافت کے وقت نون اعرابی گرنے کا ذکر

اضافت کے وقت نون تثنیہ کو حذف کرنا واجب ہے کیونکہ نون تنوین کی طرح نون تثنیہ بھی موجب انفصال ہے اور اضافت موجب اتصال ہے لہٰذا ان دونوں میں منافات کی وجہ سے نون اعرابی کو اضافت کے وقت حذف کردیا جاتا ہے جیسے غُلَامَا زَيْدٍ (زید کے دو غلام) غُلَامَا اصل میں غُلَامَانِ تھا اور جیسے مُسْلِمَا مِصْرٍ (شہر کے دو مسلمان) مُسْلِمَا اصل میں مُسْلِمَانِ تھا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔

پانچویں بات: الْخُصْيَة اور الالْيَة کو مثنّٰی بناتے وقت تاء کو حذف کرنے کا ذکر

جس طرح مثنّٰی کے نون کو تثنیہ بناتے وقت حذف کیا جاتا ہے اسی طرح الْخُصْيَة اور الالْيَة کی تاء کو تثنیہ بناتے وقت حذف کردیا جاتا ہے جیسے الْخُصْيَة کی تثنیہ خُصْيَانِ اور الالْيَة کی تثنیہ اِلْيَانِ پڑھی جائے گی۔

اس کی تاء کو حذف کرنا خلاف قیاس ہے اس لیے کہ قیاس یہ تھا کہ تاء حذف نہ کی جاتی جیسے شَجَرَة کی تثنیہ شَجَرَتَانِ آتی ہے اور ان دونوں میں حذف تاء کا سبب یہ ہے کہ خُصْيَانِ اگرچہ دو چیزیں ہیں لیکن دونوں خصیوں میں سے ہر ایک دوسرے کو لازم ہے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں اسی طرح اليَتَانِ (دونوں سرین) میں سے ہر ایک دوسرے کو لازم ہے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے پس دونوں خُصْيَة اور دونوں والالْيَة شدت اتصال کی وجہ سے شئ واحد ہیں لہٰذا اس شدت اتصال کی وجہ سے اس کا تثنیہ بمنزلہ کلمہ مفردہ کے کرلیا گیا پس اگر تاء تانیث کو ثابت رکھا جائے گا تو اس کا مفرد حکمی کے درمیان میں واقع ہونا لازم آئے گا اور یہ ناجائز ہے کیونکہ علامت تانیث کلمہ مفردہ میں وسط میں نہیں آتی۔

چھٹی بات: مثنّٰی کی اضافت مثنّٰی کی طرف کرنے کا قاعدہ

جب ایک مثنّٰی کی اضافت دوسرے مثنّٰی کی طرف کی جائے تو پہلے والے مثنّٰی کو لفظ جمع کے ساتھ ذکر کریں گے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا (پس تحقیق تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے) یہ اصل میں قَلْبَانِ تھا

اس کو جمع کا صیغہ بنا کر قُلُوبُكُمَا کر دیا گیا اسی طرح فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (تم ان کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالو) میں لفظ أَيْدِيَهُمَا اصل میں يَدَاهُمَا تھا يَدَانِ کو جمع کا صیغہ کے ساتھ ذکر کر کے أَيْدِيَهُمَا ذکر کیا گیا۔

وجہ: یہ ہے کہ دو تثنیہ کا اجتماع ایسے مقام پر ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے جب دونوں میں اتصال موکد پایا جائے لفظاً اور معنیً چنانچہ اضافت میں مضاف مضاف الیہ کے جز ہونے کی وجہ سے اتصال موکد ہونے کی وجہ سے ان دونوں کا تثنیہ ہونا ناپسندیدہ ہے۔

الدرس التاسع والاربعون

اَلْمَجْمُوْعُ

فَصْلٌ: اَلْمَجْمُوْعُ: اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى آحَادٍ مَقْصُوْدَةٍ بِحُرُوْفٍ مُفْرَدَةٍ بِتَغَيُّرٍ اِمَّا لَفْظِيٌّ كَرِجَالٍ فِيْ رَجُلٍ، اَوْ تَقْدِيْرِيٌّ كفُلْكٍ عَلٰى وَزْنِ أُسْدٍ، فَإِنَّ مُفْرَدَهُ أَيْضًا فُلْكٌ، لَكِنَّهُ عَلٰى وَزْنِ قُفْلٍ، فَقَوْمٌ وَرَهْطٌ وَنَحْوُهُ وَاِنْ دَلَّ عَلٰى آحَادٍ لٰكِنَّهُ لَيْسَ بِجَمْعٍ؛ اِذْ لَا مُفْرَدَ لَهُ، ثُمَّ الْجَمْعُ عَلٰى قِسْمَيْنِ: مُصَحَّحٌ وَهُوَ لَا يَتَغَيَّرُ بِنَاءُ وَاحِدِهِ، وَمُكَسَّرٌ وَهُوَ مَا تَغَيَّرَ بِنَاءُ وَاحِدِهِ .وَالْمُصَحَّحُ عَلٰى قِسْمَيْنِ: مُذَكَّرٌ وَهُوَ مَا أُلْحِقَ بِآخِرِهِ وَاوٌ مَضْمُومٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَفْتُوْحَةٌ كَمُسْلِمُوْنَ أَوْ يَاءٌ مَكْسُوْرٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ كَذَلِكَ، لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْهُ نَحْوُ: مُسْلِمِينَ، وَهٰذَا فِي الصَّحِيْحِ. أَمَّا الْمَنْقُوْصُ فَتُحْذَفُ يَاؤُهُ مِثْلُ: قَاضُوْنَ وَدَاعُوْنَ، وَالْمَقْصُوْرُ يُحْذَفُ أَلِفُهُ وَيَبْقٰى مَا قَبْلَهَا مَفْتُوْحًا لِيَدُلَّ عَلٰى أَلِفٍ مَحْذُوْفَةٍ مِثْلُ: مُصْطَفَوْنَ، وَيُخْتَصُّ بِأُوْلِي الْعِلْمِ. وَأَمَّا قَوْلُهُمْ: سِنُوْنَ، وَأَرَضُوْنَ، وَثُبُوْنَ، وَقُلُوْنَ فَشَاذٌّ.

ترجمہ:

پانچویں فصل مجموع کی بحث میں ہے مجموع وہ اسم ہے جو ایسے اُحاد (افراد) پر دلالت کرے جو حروف مفردہ سے مقصود ہوں معمولی تغیر کے ساتھ یا لفظی تغیر ہو۔ جیسے رِجَالٌ رَجُلٌ میں یا تقدیری تغیر ہو جیسے فُلْكٌ أُسْدٌ کے وزن پر اس لیے کہ اس کا مفرد فُلْكٌ ہے لیکن وہ مفرد قُفْلٌ کے وزن پر ہے پس فَقَوْمٌ اور رَهْطٌ اور اس کے مانند اگرچہ وہ افراد پر دلالت کرتے ہیں لیکن وہ جمع کے صیغے نہیں ہیں اس لیے کہ ان کا کوئی مفرد نہیں ہے پس جمع دو قسم پر ہے جمع صحیح وہ جمع ہے جس کے واحد کا وزن تغیر نہ ہو اور دوسری قسم جمع مکسّر ہے وہ وہ جمع ہے کہ جس میں اس کے واحد کا وزن بدل گیا ہو۔ جمع صحیح دو قسم پر ہے اول مذکر ہے اور جمع مذکر وہ ہے جس کے آخر میں واو ما قبل میں مضموم اور نون مفتوح لاحق کیا گیا ہو

جیسے مُسْلِمُونَ اور یاء ما قبل مکسور اور نون مفتوح لایا گیا ہوتا کہ یہ لاحق کرنا اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھی افراد اس سے زائد ہیں جیسے مُسْلِمِينَ اور یہ الحاق (جمع بنانے کے لیے) صحیح میں ہے۔ بہر حال اسم منقوص تو اس میں یاء کو حذف کردی جاتا ہے جیسے قَاضُوْنَ اور دَاعُوْنَ اور اسم مقصورہ میں اس کا الف حذف کردیا جاتا ہے اور باقی رکھا جائے گا اس سے ما قبل مفتوح تاکہ دلالت کرے الف محذوفہ پر۔ جیسے مُصْطَفَوْنَ اور یہ جمع اہل علم کے لیے خاص ہے اور بہر حال ان کا قول سِنُوْنَ اور أَرَضُوْنَ اور ثُبُوْنَ اور قُلُوْنَ پس یہ شاذ ہیں۔

انچاسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی

پہلی بات: جمع کی تعریف اور جمع کی قسمیں جمع سالم اور جمع مکسّر کا ذکر

دوسری بات: جمع سالم کی قسموں کا ذکر اور جمع مذکر سالم صحیح بنانے کا طریقہ

تیسری بات: اسم منقوص اور اسم مقصورہ سے جمع سالم بنانے کا طریقہ

پہلی بات: جمع کی تعریف اور جمع کی قسمیں جمع سالم اور جمع مکسّر کا ذکر

جمع کی تعریف: وہ اسم ہے جو ایسے افراد پر دلالت کرے جو حروف مفردہ سے مقصود ہوتے ہیں مگر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ خواہ لفظی ہو یا تقدیری۔ تغیر لفظی جیسے رَجُلٌ واحد کی جمع رِجَالٌ یا تغیر تقدیری جیسے فُلْكٌ أُسْدٌ کے وزن پر جمع ہے اس کا مفرد بروزن قُفْلٌ ہے۔

جمع کی اقسام:

جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع صحیح یعنی جمع سالم (۲) جمع مکسّر

جمع صحیح کی تعریف: جمع صحیح وہ جمع ہے جس کی جمع بناتے ہوئے اس کے واحد کا وزن تبدیل نہ ہوا ہو۔ جیسے مُسْلِمُونَ اس کا مفرد مُسْلِمٌ ہے۔

جمع مکسّر کی تعریف: وہ جمع ہے جس کی جمع بناتے ہوئے اس کے واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ

بِحَرُوْفٍ مُفْرَدَةٍ: اس فصل سے قَوْمٌ اور رَهطٌ نکل گئے اس لیے کہ یہ قَوْمٌ اور رَهطٌ اور اس کے جیسے دوسرے اسماء اگرچہ جمع والے معنی پر دلالت کرتے ہیں مگر وہ جمع نہیں ہیں کیونکہ ان کا مفرد نہیں ہے۔

دوسری بات: جمع صحیح کی قسموں کا ذکر اور جمع مذکر سالم صحیح بنانے کا طریقہ

جمع صحیح کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم

جمع صحیح کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ: یہ ہے کہ اس کے آخر میں واو ما قبل مضموم اور نون مفتوحہ لگایا جائے جیسے مُسْلِمُونَ یا اس کے آخر میں یاء ما قبل مکسور اور نون مفتوحہ لگایا جائے جیسے مُسْلِمِينَ تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ کبھی اور افراد بھی ہیں جو اس سے زائد ہیں۔

تیسری بات: اسم منقوص اور اسم مقصورہ سے جمع سالم بنانے کا طریقہ

اسم منقوص کی جمع بنانے کا طریقہ: اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ساکن ما قبل مکسور ہو جیسے قَاضِیْ اس کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ واو نون اور یاء نون اس کے آخر میں لانے کے ساتھ اس کے آخر کی یاء کو حذف کر دیا جائے جیسے قَاضِیُ سے قَاضُوْنَ اس میں قَاضُوْنَ اصل میں قَاضِيُوْنَ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس لیے ما قبل کو دے دیا ما قبل کی حرکت دور کرنے کے بعد اب التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا گیا تو قَاضُوْنَ ہوا۔

دوسرا دَاعُوْنَ ہے یہ بھی دَاعِيُوْنَتھا اس کی یاء کو مذکورہ قاعدہ کے تحت حذف کر دیا تو دَاعُوْنَ ہو گیا۔

اسم مقصورہ کی جمع بنانے کا طریقہ: اسم مقصورہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے مُصْطَفٰی اس کی جمع بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے الف کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیں اور آخر میں واو نون کا اضافہ کیا جائے گا اور ما قبل کے فتحہ کو باقی رکھیں گے تاکہ الف محذوف پر دلالت کرے جیسے مُصْطَفٰی سے مُصْطَفَوْنَ ہو گیا۔

وَيُخْتَصُّ بِأُوْلِي الْعِلْمِ: اس عبارت سے مصنف فرمارہے ہیں کہ مذکورہ جمع صحیح بنانے کا طریقہ جو ذکر کیا گیا یعنی واو ما قبل مضموم اور نون مفتوحہ کے ساتھ یہ وزن اُوْلُو الْعِلْمِ یعنی ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: مذکورہ قاعدہ پر ایک اعتراض ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ قانون سِنُوْنَ اور أَرَضُوْنَ اور ثُبُوْنَ اور قَلُوْنَ میں ٹوٹ گیا اس لیے کہ یہ جمع ہیں اور واو نون کے ساتھ لائی گئی ہیں اور غیر ذوالعقول ہیں ؟

جواب: یہ ہے کہ سِنُوْنَ سَنَة کی جمع بمعنی سال اور أَرَضُوْنَ أَرَضٌ کی جمع بمعنی زمین اور ثُبُوْنَ ثُبَة کی جمع بمعنی جماعت اور قَلُوْنَ قُلَّة کی جمع بمعنی چھڑی (گلی ڈنڈا) یہ سب الفاظ نہ تو مذکر اور نہ ہی ذوی العقول ہیں حالانکہ ان کی جمع واو نون کے ساتھ آتی ہے یہ چند الفاظ قاعدہ کے خلاف ضرور ہیں لیکن یہ شاذ ہیں اور نادر الوقوع ہیں۔ بہر حال قاعدہ وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

الدرس الخمسون

وَيَجِبُ أَنْ لَا يَكُوْنَ أَفْعَلَ مُؤنَّثُهُ فَعْلَاءُ كَأَحْمَرَ وَحَمْرَاءَ، وَلَا فَعْلَانَ مُؤنَّثُهُ فَعْلٰى كَسَكْرَانَ وَسَكْرٰى، وَلَا فَعِيْلًا بِمَعْنٰى مَفْعُوْلٍ كَجَرِيْحٍ بِمَعْنٰى مَجْرُوْحٍ، وَلَا فَعُوْلًا بِمَعْنٰى فَاعِلٍ كَصَبُوْرٍ بِمَعْنٰى صَابِرٍ. وَيَجِبُ حَذْفُ نُوْنِهِ بِالْإِضَافَةِ نَحْوُ: مُسْلِمُو مِصْرَ. وَمُؤنَّثٌ وَهُوَ مَا أُلْحِقَ بِاٰخِرِهِ أَلِفٌ وَتَاءٌ نَحْوُ مُسْلِمَاتٌ، وَشَرْطُهُ: إِنْ كَانَ صِفَةً وَلَهُ مُذَكَّرٌ أَنْ يَكُوْنَ مُذَكَّرُه قَدْ جُمِعَ بِالْوَاوِ وَالنُّوْنِ نَحْوُ: مُسْلِمُوْنَ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مُذَكَّرٌ فَشَرْطُهُ أَنْ لَا يَكُوْنَ مُؤنَّثًا مُجَرَّدًا عَنِ التَّاءِ كَالْحَائِضِ وَالْحَامِلِ، وَإِنْ كَانَ اِسْمًا غَيْرَ صِفَةٍ جُمِعَ بِالْأَلِفِ وَالتَّاءِ بِلَا شَرْطٍ كَهِنْدَاتٍ. وَالْمُكَسَّرُ صِيْغَتُهُ فِي الثُّلَاثِيِّ كَثِيْرَةٌ تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ كَرِجَالٍ وَأَفْرَاسٍ وَفُلُوْسٍ، وَفِيْ غَيْرِ الثُّلَاثِيِّ عَلٰى وَزْنِ فَعَالِلَ وَفَعَالِيْلَ قِيَاسًا، كَمَا عَرَفْتَ فِي التَّصْرِيفِ، ثُمَّ الْجَمْعُ أَيْضًا عَلٰى قِسْمَيْنِ جَمْعُ قِلَّةٍ وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلَى الْعَشَرَةِ فَمَا دُوْنَهَا، وَأَبْنِيَتُهُ: أَفْعُلٌ وَأَفْعَالٌ وَفِعْلَةٌ وَأَفْعِلَةٌ وَجَمْعَا الصَّحِيْحِ بِدُوْنِ اللَّامِ كَزَيْدُوْنَ وَمُسْلِمَاتٍ. وَجَمْعُ كَثْرَةٍ وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلٰى مَا فَوْقَ الْعَشَرَةِ، وَأَبْنِيَتُهُ: مَا عَدَا هٰذِهِ الْأَبْنِيَةِ.

ترجمہ:

اور واجب ہے کہ وہ (اسم جس کی جمع لانے کا ارادہ کیا گیا ہے) اس أَفْعَلَ کے وزن پر نہ ہو کہ جس کی مؤنث فَعْلَاءَ کے وزن پر آتی ہے جیسے أَحْمَرَ کی جمع حَمْرَاءَ آتی ہے اور نہ اس فَعْلَانَ کے وزن پر ہو جس کی مؤنث فَعْلٰی آتی ہو جیسے کَسْکْرَانَ کی جمع سَکْرٰی آتی ہے اور نہ وہ اسم اس فَعِیْلٌ کے وزن پر ہو جو مَفْعُوْلٍ کے وزن پر ہو جیسے جَرِیْحٌ بمعنی مَجْرُوْحٌ کے ہے اور نہ وہ ایسا فَعُوْلٌ کے وزن پر جو بمعنی فَاعِلٌ ہو جیسے صَبُوْرٌ صَابِرٌ کے معنی میں ہے اور جمع سالم کے نون کو اضافت کی وجہ سے حذف کرنا واجب ہے جیسے مُسْلِمُو مِصْرَ (جمع صحیح کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم) اور جمع مؤنث وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور تاء کو لایا گیا ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ اس کی شرط یہ ہے کہ اگر صفت کا صیغہ ہو اور اس کے لیے مذکر ہو اور اس مذکر کی جمع واو نون کے ساتھ لائی گئی ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ اور اگر اس کے لیے مذکر نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ وہ اسم ایسا مؤنث کا صیغہ نہ ہو جو تاء سے خالی ہو جیسے الْحَائِضُ اور الْحَامِلُ اور اگر ایسا اسم ہو جو صفت کا صیغہ نہ ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ لائی جائے گی بغیر کسی شرط کے جیسے هِنْدَاتٌ اور جمع مکسّر کے صیغے ثلاثی میں زیادہ ہیں جو سماع سے معلوم ہوتے ہیں جیسے رِجَالٌ اور أَفْرَاسٌ اور فُلُوْسٌ اور غیر ثلاثی میں فَعَالِلُ اور فَعَالِیْلُ کے وزن پر آتے ہیں قیاساً جیسا کہ آپ نے ان کی گردان پڑھ لی ہے پھر جمع بھی دو قسم پر ہے اول جمع قلّت اور جمع قلّت ہو جمع ہے

جو دس اور اس سے کم پر بولی جاتی ہو اور اس کے اوزان یہ ہیں أَفْعُلٌ ،أفْعَالٌ، فِعْلَةٌ ،أَفْعِلَةٌ اور صحیح کی دونوں جمع بغیر لام کے جیسے زَيْدُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ دوسری قسم جمع کثرت ہے یہ وہ جمع ہے جو دس سے زائد پر بولی جاتی ہے اور ان کے اوزان جمع قلّت کے اوزان کے علاوہ ہیں جو ابھی ذکر کیے گئے ہیں۔

پچاسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائی گی:

پہلی بات : اسم ذات اور اسم صفت سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ اور اس کی شرائط

دوسری بات: جمع کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم اور اس کی شرائط

تیسری بات : جمع مکسّر اور جمع قلت و کثرت کے اوزان

پہلی بات: اسم ذات اور اسم صفت سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ اور اس کی شرائط

وضاحت: قاعدے کی وضاحت سے پہلے تمہید کے طور پر اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ وہ اسم جس کی جمع سالم بنائیں گے یا تو اسم ذات ہوگا جیسے زَيْدٌ یا اسم صفت ہوگا یعنی وہ اسم جو ذات کے علاوہ کسی صفت پر دلالت کرے جیسے ضَارِبٌ ، قَائِمٌ وغیرہ

پس اگر وہ اسم ذات ہے تو اس کی جمع سالم بنانے کے لیے تین شرطیں ہیں

پہلی شرط: وہ اسم مذکر ہو، یعنی اس میں تاء تانیث نہ ملفوظ ہو اور نہ مقدر ہو پس طَلْحَة اور عَيْن کی جمع سالم واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

دوسری شرط: وہ اسم ذات عَلم ہو اگر عَلم نہ ہو تو اس کی جمع سالم واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔ جیسے رَجُلٌ اس کی جمع واو اور نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

تیسری شرط: وہ اسم ذات ذوی العقول کا علم ہو اگر ذوی العقول ک اعلم نہ ہو تو اس کی جمع او رنون کے ساتھ نہیں آئے گی جیسے اَعْوَج یہ گھوڑے کا نام ہے اور گھوڑا ذوی العقول نہیں ہے لہٰذا اس کی جمع سالم واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی اور یہ تمام قیود اس وجہ سے اختیار کی گئی ہیں کہ جمع سالم تمام جمعوں میں اشرف ہے اور وہ اسم جو مذکر ہو اور عاقل کا عَلم ہو وہ تمام اسموں میں اشرف ہے لہٰذا اشرف کے لیے اشرف کو خاص کیا۔ جیسے زَيْدٌ کی جمع سالم زَيْدُوْنَ آتی ہے۔

اگر وہ اسم صفت ہو تو اس کی جمع سالم بنانے کی پانچ شرطیں:

اسم صفت سے مراد اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ ہیں۔

پہلی شرط: وہ مذکر عاقل ہو۔

دوسری شرط: وہ صفت مذکر ہو پس عَلّامَة مذکر ہے لہٰذا اس کی جمع نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

تیسری شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے أَفْعَلَ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلَاءَ کے وزن پر آتی ہے جیسے أَحْمَرَ اس کی مؤنث حَمْرَاءَ آتی ہے۔ لہٰذا اس کی جمع واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

چوتھی شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے فَعْلَانَ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلٰی آتی ہے جیسے سَكْرَانَ اس کی مؤنث سَكْرٰی آتی ہے۔ لہٰذا اس کی جمع واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

پانچویں شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے فَعِيْلٌ کے وزن پر نہ ہو جو مَفْعُوْلٌ کے معنی میں ہو جیسے جَرِيْحٌ یہ مَجْرُوْحٌ کے معنی میں ہے اور نہ ایسے فَعُوْلٌ کے وزن پر ہو جو فَاعِلٌ کے معنی آتا ہے جیسے صَبُوْرٌ یہ صَابِرٌ کے معنی میں ہے۔ لہٰذا ان کی جمع واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

قاعدہ: جمع مذکر سالم کے نون کو اضافت کے وقت حذف کرنا واجب ہے جیسے مُسْلِمُو مِصْرَ اصل میں مُسْلِمُونَ تھا اس کی اضافت جب مصر کی طرف کی گئی تو نون حذف ہو گیا۔

دوسری بات: جمع کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم اور اس کی شرائط

جمع مؤنث سالم کی تعریف: وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء لائی جائے جیسے مُسْلِمَاتٌ جمع مؤنث سالم بنانے کی شرائط

پہلی شرط: الف یا تاء کے ساتھ جمع لانے کی شرط یہ ہے کہ اگر صیغہ صفت کا ہو اور اس کے لیے مذکر بھی ہو تو شرط یہ ہے کہ اس کے مذکر کی جمع واو نون کے ساتھ آتی ہے جیسے مُسْلِمَة اس کا مذکر مُسْلِمُوْنَ ہے اور اس کی جمع مُسْلِمُوْنَ واو نون کے ساتھ آتی ہے۔

دوسری شرط: اگر اس اسم کا مذکر نہیں آتا ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ لانے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا مؤنث کا صیغہ تاء سے خالی نہ ہو پس الْحَائِضُ اور الْحَامِلُ کی جمع حَائِضَاتٌ اور حَامِلَاتٌ نہیں آئے گی اس لیے کہ ان کی مؤنث تاء سے خالی ہے۔

تیسری شرط: اگر وہ صفت نہ ہو بلکہ اسم ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ آئے گی بغیر کسی شرط کے۔ جیسے هِنْدٌ کی جمع هِنْدَاتٌ الف تاء کے ساتھ آتی ہے۔

تیسری بات: جمع مکسّر اور جمع قلت وکثرت کے اوزان

جمع مکسّر کے اوزان: جمع مکسّر کے اوزان ثلاثی اور غیر ثلاثی کے مختلف ہیں چنانچہ مصنف نے فرمایا کہ جمع مکسّر کے صیغے

ثلاثی میں سماع سے تعلق رکھتے ہیں ان کا قیاس سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ ان کے لیے کوئی قاعدہ مقرر ہو جیسے رِجَالٌ جمع رِجُلٍ، أَفْرَاسٌ جمع فَرَسٌ ، فُلُوْسٌ جمع فُلسٌ

جمع مکسّر کے اوزان غیر ثلاثی یعنی رباعی اور خماسی میں فَعَالِلُ اور فَعَالِيْلُ کے وزن پر آتے ہیں اور یہ اوزان قیاس کے موافق ہیں جیسا کہ آپ علم صرف میں معلوم کر چکے ہیں۔

جمع کی باعتبار معنی کے دو قسمیں ہیں: (۱) جمع قلّت (۲) جمع کثرت

جمع قلت اور اس کے اوزان

جمع قلت: وہ ہے کہ جو دس اور دس سے کم پر بولی جاتی ہو اور جمع قلّت کے اوزان یہ ہیں

(۱) أَفْعُلٌ جیسے اَفْلَسٌ فُلسٌ کی جمع ہے (۲) أفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جمع ہے

(۳) فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَة غُلَامٌ کی جمع ہے (۴) أَفْعِلَةٌ جیسے اَرْغِفَة رَغِيْفٌ کی جمع ہے

(۵) جمع مذکر سالم (۶) جمع مؤنث سالم جب کہ یہ دونوں الف لام سے خالی ہوں جیسے زَيْدُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ

فائدہ: جمع مؤنث سالم اور جمع مذکر سالم جب الف لام کے ساتھ ہوں وہ بھی جمع کثرت میں داخل ہیں۔

جمع کثرت: وہ جمع ہے جو دس سے زائد پر بولی جائے۔ جمع کثرت کے اوزان جمع قلت کے اوزان کے علاوہ ہیں۔

الدرس الحادي والخمسون

الْمَصْدَرُ

فَصْلٌ: اَلْمَصْدَرُ اِسمٌ يَدُلُّ عَلَى الحَدَثِ فَقَطْ وَيُشْتَقُّ مِنْهُ الْأَفْعَالُ كالضَّرْبِ وَالنَّصْرِ مَثَلًا، وَأَبْنِيَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ غَيْرُ مَضْبُوْطَةٍ تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ، وَمِنْ غَيْرِهِ قِيَاسِيَّةٌ كالْإِفْعَالِ وَالْانْفِعَالِ وَالْاِسْتِفْعَالِ وَالْفَعْلَلَةِ وَالتَّفَعُّلِ مَثَلًا، فَالْمَصْدَرُ إِنْ لَمْ يَكُنْ مَفْعُوْلًا مُطْلَقًا يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ أَعْنِيْ يَرْفَعُ الفاعِلَ إنْ كَانَ لَازِمًا نَحْوُ: أَعْجَبَنِيْ قِيامُ زَيْدٍ، وَيَنْصِبُ مَفْعُوْلًا أَيضًا إنْ كَانَ مُتَعَدِّيًا نَحْوُ: أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا، وَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ مَعْمُوْلِ الْمَصْدَرِ عَلَيْهِ، فَلَا يُقَالُ: أَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ ضَرْبٌ عَمْرًا، وَلَاعَمْرًا ضَرْبٌ زَيْدٌ، وَيَجُوْزُ إِضَافَتُهُ اِلَى الْفَاعِلِ نَحْوُ: كَرِهْتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًا، وَاِلَى الْمَفْعُوْلِ نَحْوُ: كَرِهْتُ ضَرْبَ عَمْرٍو زَيْدًا، وَاَمَّا إِنْ كَانَ مَفْعُوْلًا مُطْلَقًا فَالْعَمَلُ لِلْفِعْلِ الَّذِيْ قَبْلَهُ نَحْوُ: ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًا، فعَمْرٌو مَنْصُوْبٌ بِضَرَبْتُ.

ترجمہ:

مصدر وہ اسم ہے جو حدوث پر دلالت کرے فقط (جیسے ہونا، کرنا وغیرہ) اور اس کے افعال مشتق ہوتے ہیں جیسے الضَّرْبُ (مارنا) اور النَّصْرُ (مدد کرنا) اور اس کے اوزان ثلاثی مجرد سے منضبط نہیں ہیں (یعنی کوئی طے شدہ قانون کے مطابق نہیں ہیں) سماع سے پہچانے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ (یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ) قیاسی ہیں جیسے اِفْعَالٌ، اِنْفِعَالٌ، اِسْتِفْعَالٌ، فَعْلَلَةٌ، تَفَعُّلٌ وغیرہ پس مصدر اگر مفعول مطلق واقع نہ ہو تو وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے اگر وہ لازم ہو جیسے أَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٌ اور مفعول کو نصب دیتا ہے اگر وہ متعدی ہو جیسے أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا اور جائز نہیں ہے مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا پس یہ نہ کہا جائے گا أَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ ضَرْبَ عَمْرًا اور نہ ہی عَمْرًا ضَرْبُ زَيْدٍ کہنا درست ہوگا اور مصدر کی اضافت فاعل کی طرف جائز ہے جیسے کَرِهتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًا یا مفعول بہ کی جانب جیسے کَرِهتُ ضَرْبَ عَمْرًا زَيْدٌ اور بہر حال مصدر اگر مفعول مطلق واقع ہو تو اس وقت عمل اس فعل کا ہوتا ہے جو اس سے پہلے ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًا (مارا میں نے مارنا عمر کو) پس منصوب ہے ضَرَبْتُ کی وجہ سے۔

اکاونواں درس

آج کے درس میں چھ باتیں ذکر کی جائیں گی

پہلی بات : مصدر کی تعریف

دوسری بات: مصدر کے اوزان

تیسری بات: مصدر جب مفعول مطلق واقع نہ ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا

چوتھی بات : مصدر کے معمول کو مصدر مقدم کرنا درست نہیں

پانچویں بات: مصدر کی اضافت فاعل کی طرف درست ہے اور مفعول کی طرف درست ہے

چھٹی بات : مصدر جب مفعول مطلق واقع ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا

پہلی بات: مصدر کی تعریف

مصدر ہر وہ اسم ہے جو صرف حدوث پر دلالت کرے (یعنی کسی کام کا کرنا، ہونا، کھانا، پڑھنا وغیرہ) اور مصدر سے افعال نکلتے ہیں جیسے الضَّرْبُ اور النَّصْرُ وغیرہ (کسی اور چیز پر دلالت نہ کرے یعنی زمانہ اور نسبت الی الفاعل پر دلالت نہ کرے)

دوسری بات: مصدر کے اوزان

ثلاثی مجرد سے مصدر کے اوزان مقرر اور طے شدہ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی قاعدہ ایسا ہے جس کی بنیاد پر دوسرے

اوزان کو قیاس کیا جاسکے صرف سماعی ہیں سننے پر موقوف ہیں غیر ثلاثی مجرد (یعنی رباعی اور خماسی وغیرہ) سے مصدر کے اوزان قیاسی ہیں

مثلا إِفْعَالٌ، انْفِعَالٌ، اِسْتِفْعَالٌ فَعْلَلَةٌ، تَفَعُّلٌ وغیرہ

تیسری بات: مصدر جب مفعول مطلق واقع نہ ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا

مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو یہ وہی عمل کرتا ہے جو اس سے مشتق ہونے والا فعل کرتا ہے (یعنی فعل اگر لازمی ہے تو فاعل کا رفع دیتا ہے اور اگر فعل متعدی ہے تو مفعول کو نصب دیتا ہے) پس مصدر بھی اگر لازم ہو تو فاعل کو رفع دے گا جیسے أَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٌاور مصدر اگر متعدی ہو تو مفعول کو نصب دے گا جیسے أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍعَمْرًا

چوتھی بات: مصدر کے معمول کو مصدر مقدم کرنا درست نہیں

مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ مصدر ضعیف عامل ہے اس کا معمول اس سے مؤخر ہو تو اس پر عمل کرے گا ورنہ نہیں لہٰذا أَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ ضَرْبَ عَمْرًا کہنا اور أَعْجَبَنِيْ عَمْرًا ضَرْبُ زَيْدٍ کہنا جائز نہیں ہے اس میں پہلی مثال میں زَيْدٌ فاعل کو ضَرب مصدر مقدم کیا گیا ہے اور دوسری مثال میں ضَرب مصدر پر اس کے مفعول عمرًا کو مقدم کیا گیا ہے یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

پانچویں بات: مصدر کی اضافت فاعل کی طرف درست ہے اور مفعول کی طرف درست ہے

مصدر بھی چونکہ دیگر اسما کی طرح ایک اسم ہے اس لیے جس طرح دوسرے اسماء کی اضافت فاعل اور مفعول کی طرف جائز ہے اسی طرح مصدر کی بھی اضافت فاعل کی طرف اور مفعول کی طرف جائز ہے فاعل کی طرف مصدر کی اضافت کی مثال جیسے كَرِهتُ ضَرْبَ زَيْدٍعَمْرًا مفعول کی طرف مصدر کی اضافت کی مثال جیسے كَرِهتُ ضَرْبَ عَمْرًا زَيْدٌ اس میں عَمْرًاضَرْب مصدر کا مفعول اور زَيْدٌ اس کا فاعل ہے۔

چھٹی بات: مصدر جب مفعول مطلق واقع ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا

مصدر اگر مفعول مطلق ہو تو یہ عمل نہیں کرے گا بلکہ اس سے پہلے جو فعل ہے وہ اس میں عمل کرے گا اور یہ مصدر اس کا معمول بنے گا کیونکہ عامل قوی کے ہوتے ہوئے عامل ضعیف عمل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ خود معمول بن رہا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًااس میں عَمْرًاضَرَبْتُ کی وجہ سے منصوب ہے۔

الدرس الثاني والخمسون

اِسمُ الفاعِلِ

فَصْلٌ: اِسمُ الفاعِلِ اِسْمٌ يُشْتَقُّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ وَصِيْغَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ عَلٰى وَزْنِ الْفَاعِلِ كَضَارِبٍ وَنَاصِرٍ، وَمِنْ غَيْرِهِ عَلٰى صِيْغَةِ الْمُضَارِعِ مِنْ ذٰلِك الْفِعْلِ بِمِيْمٍ مَضْمُوْمَةٍ مَكَانَ حَرْفِ الْمُضارَعَةِ وَكَسْرِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ كَمُدْخِلٍ وَمُسْتَخْرِجٍ، وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَعْرُوْفِ إِنْ كَانَ فِيْهِ مَعْنَى الْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ وَمُعْتَمِدًا عَلَى الْمُبْتَدَإِ نَحْوُ: زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ، أَوْ ذِي الْحَالِ نَحْوُ: جَاءَنِي زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًوا، أَوْ مَوْصُولٍ نَحْوُ: مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ أَبُوْهُ عَمْرًوا، أَوْ مَوْصُوْفٍ نَحْوُ عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا، أَوْ هَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ: أَقَائِمٌ زَيْدٌ، أَوْ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُ: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ، فَإِنْ كَانَ بِمَعْنَى الْمَاضِيْ وَجَبَتِ الْإِضَافَةُ نَحْوُ: زَيْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو أَمْسِ، هٰذَا إِذَا كَانَ مُنَكَّرًا، أَمَّا إِذَا كَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ يَسْتَوِيْ فِيْهِ جَمِيْعُ الْأَزْمِنَةِ نَحْوُ: زَيْدٌ الضَّارِبُ أَبُوْهُ عَمْرًوا اَلْآنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ.

ترجمہ:

فصل اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو تاکہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہے بطور حدوث کے اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَارِبٌ (مارنے والا) نَاصِرٌ (مدد کرنے والا) اور اسکے علاوہ یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ اس فعل کے مضارع کے صیغہ کے مطابق ہوتا ہے(تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ) وہ یہ کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم شروع میں ہوتی ہے اور آخر سے ماقبل کسرہ ہوتا ہے جیسے مُدْخِلٌ (داخل کرنے والا) مُسْتَخْرِجٌ (خروج کرنے والا)اور یہ وہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے اگر اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو تو(چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر سہارا لیکر عمل کرتا ہے) مبتدا پر سہارا لیکر عمل کرتا ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ یا ذوالحال پر جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًا یا موصول پر جیسے مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ أَبُوْهُ عَمْرًا یا موصوف پر جیسے عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا یا ہمزہ استفہام اس کے شروع میں ہو جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟ یا حرف نفی اس کے شروع میں ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ پس اگر فاعل ماضی کے معنی میں ہو تو اضافت واجب ہے جیسے زَيْدٌضَارِبُ عَمْرٍو أَمْسِ (میں نے عمرو کو گذشتہ کل مارا ہے) یہ اس وقت ہے جب اسم فاعل نکرہ ہو

اور بہر حال جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہوں گے جیسے زَيْدٌ الضَّارِبُ أَبُوْهُ عَمْرًا اَلْاٰنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ (زید جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے آج یا کل آئندہ کا کل گذشتہ)

باونواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی

پہلی بات : اسم فاعل کی تعریف

دوسری بات: اسم فاعل کا وزن

تیسری بات: اسم فاعل کا عمل اور اس کی شرائط

پہلی بات: اسم فاعل کی تعریف

اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور حدوث کے قائم ہے۔

بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ: کا مطلب یہ ہے کہ فعل اس ذات کے ساتھ تین زمانوں میں کسی ایک زمانے کے ساتھ مقید ہے نیز بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ کہہ کر صفت مشبہ کو اسم فاعل سے جدا کر دیا اس لیے کہ اس میں مصدر معنی دائمی ہوتے ہیں۔

دوسری بات: اسم فاعل کا وزن

اسم فاعل کی دو صورتیں ہیں ثلاثی مجرد سے ہوگا یا غیر ثلاثی مجرد سے ہوگا اگر ثلاثی مجرد سے ہے تو اسم فاعل اکثر فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَارِبٌ اور نَاصِرٌ اسم فاعل اگر غیر ثلاثی مجرد ہو تو اسی باب کے فعل مضارع کے وزن پر ہوگا مگر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اور وہ اس طرح کہ علامت مضارع کو گرا کر اس کی جگہ میم مضموم لگادیں گے اور اس کے آخر کے ماقبل کو کسرہ دیں گے جیسے يُدْخِلُ سے مُدْخِلٌ اور يُسْتَخْرِجُ سے مُسْتَخْرِجٌ

تیسری بات: اسم فاعل کا عمل اور اس کی شرائط

اسم فاعل اپنے فعل معروف والا عمل کرے گا اگر اس کا فعل لازمی ہے تو یہ بھی لازمی ہوگا اور اگر اس کا فعل متعدی ہے تو یہ بھی متعدی ہوگا اسم فاعل کے عمل کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں:

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ اسم فاعل چھ چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر سہارا پکڑے ہوئے ہو۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں

(۱) مبتدا پر جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ (۲) ذوالحال جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًا (۳) اسم موصول پر

جیسے مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ أَبُوْهُ عَمْرًا (۴) موصوف پر جیسے عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا (۵) ہمزہ استفہام پر جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟ (۶) حرف نفی پر جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ

بہر حال اسم فاعل جب فعل ماضی کے معنی میں ہو تو اس کو اضافت معنوی کے ساتھ والے اسم کی طرف وجوبًا اضافت کریں گے جیسے زَيْدٌضَارِبُ عَمْرٍو أَمْسِ (زید نے عمرو کو گذشتہ کل مارا)

هٰذَا إِذَا كَانَ مُنَكَّرًا: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اسم فاعل کے لیے زمانہ حال یا استقبال شرط اسی وقت ہے جب وہ نکرہ ہو بہر حال اگر اسم فاعل معرف باللام ہو الف لام موصول داخل ہونے کے بعد تو اس میں تمام زمانے برابر ہوں گے جیسے زَيْدٌالضَّارِبُ أَبُوهُ عَمْرًا اَلْاٰنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ (زید جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے آج یا کل آئندہ کا کل گذشتہ)

الدرس الثالث والخمسون

اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ

اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ مُتَعَدٍّ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ، وَصِيْغَتُهُ مِنَ الْمُجَرَّدِ الثُّلَاثِيِّ عَلٰى وَزْنِ مَفْعُوْلٍ لَفْظًا كَمَضْرُوْبٍ، أَوْ تَقْدِيْرًا كَمَقُوْلٍ وَمَرْمِيٍّ، وَمِنْ غَيْرِهِ كَاِسْمِ الْفَاعِلِ بِفَتْحِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ كَمُدْخَلٍ وَمُسْتَخْرَجٍ، وَيَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَجْهُوْلِ بِالشَّرَائِطِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ اِسْمِ الْفَاعِلِ نَحْوُ: زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُهُ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ.

ترجمہ:

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہو تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہے اور اسم مفعول کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے لفظًا جیسے مَضْرُوْبٌ یا تقدیرًا جیسے مَقُوْلٌ اور مَرْمِيٌّ اور اس کے علاوہ (یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ) سے اسم فاعل کے مانند ہے یہاں آخر سے پہلے (والے حرف پر) فتحہ آئے گا جیسے مُدْخَلٌ اور مُسْتَخْرَجٌ اور یہ اپنے فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے ان شرائط کے ساتھ جو اسم فاعل میں مذکور تھیں جیسے زَيْدٌمَضْرُوْبٌ غُلَامُهُ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ مَضْرُوْبٌ غُلَامُهُ اَلْاٰنَ یا غَدًا یا اَمْسِ۔

ترپنواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات : اسم مفعول کی تعریف

دوسری بات: اسم مفعول کے اوزان

تیسری بات: اسم مفعول کا عمل اور اس کی شرط

پہلی بات : اسم مفعول کی تعریف

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔

دوسری بات: اسم مفعول کے اوزان

اسم مفعول کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے لفظًا جیسے مضروب اور تقدیرًا جیسے مَقُوْلٌ اور مَرْمِيٌّ، مَرْمِيٌّ اصل میں مَرْمُوْيٌ تھا تعلیل کے بعد مَرْمِيٌّ ہوا اسی طرح مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا تعلیل کے بعد مَقُوْلٌ ہوا۔

اور غیر ثلاثی مجرد یعنی ثلاثی مزید فیہ اور رباعی سے اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس کے آخر سے ماقبل میں فتحہ لایا جائے گا جب کہ اسم فاعل کے آخر سے ماقبل میں کسرہ آتا ہے جیسے مُدْخِلٌ سے مُدْخَلٌ اور مُسْتَخْرِجٌ سے مُسْتَخْرَجٌ

تیسری بات: اسم مفعول کا عمل اور اس کی شرط

اسم مفعول وہی عمل کرتا ہے جو فعل مجہول کرتا ہے یعنی نائب فاعل کو رفع دیتا ہے اور باقی مفاعیل کو نصب دیتا ہے۔
اسم مفعول اگر نکرہ ہو تو اس کے عمل کے لیے وہی شرطیں ہیں جو اسم فاعل میں تھیں یعنی اس میں حال یا استقبال کا معنی ہو اور چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا سہارا لیا ہو جیسے زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُهُ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ (زید کا غلام مارا ہوا ہے آج یا کل یا گذشتہ کل) اس میں زَيْدٌ مبتدا ہے مَضْرُوْبٌ اسم مفعول غُلَامُهُ مضاف مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل اَلْاٰنَ یا غَدًا یا اَمْسِ مفعول فیہ۔

الدرس الرابع والخمسون
اَلصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ

فَصْلٌ: اَلصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ اِسْمٌ مَشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لَازِمٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الثُّبُوْتِ، وَصِيْغَتُهَا عَلٰى خِلَافِ صِيْغَةِ اِسْمِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ، وَاِنَّمَا تُعْرَفُ بِالسِّمَاعِ كَحَسَنٍ وَصَعْبٍ وَظَرِيْفٍ، وَهِيَ تَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهَا مُطْلَقًا بِشَرْطِ الْاِعْتِمَادِ الْمَذْكُوْرِ، وَمَسَائِلُهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ؛ لِاَنَّ الصِّفَةَ اِمَّا بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدَةٍ عَنْهَا، وَمَعْمُوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِمَّا مُضَافٌ اَوْ بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدٍ عَنْهُمَا، فَهٰذِهِ سِتَّةٌ، وَمَعْمُوْلُ كُلٍّ مِنْهَا اِمَّا مَرْفُوْعٌ اَوْ مَنْصُوْبٌ اَوْ مَجْرُوْرٌ، فَذٰلِكَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَتَفْصِيْلُهَا: جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهُ ثَلَاثَةُ اَوْجُهٍ، وَكَذٰلِكَ اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ، وَاَلْحَسَنُ وَجْهٌ، وَحَسَنُ وَجْهِهٖ، وَحَسَنُ الْوَجْهِ وَحَسَنُ وَجْهٍ.

ترجمہ:

صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ قائم ہے ثبوت کے طور پر اور اس کا صیغہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے کے خلاف ہوتا ہے اور سماع سے پہچانا جاتا ہے جیسے حَسَنٌ، صَعْبٌ، ظَرِيْفٌ اور وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے مطلقاً (یعنی بغیر زمانہ حال اور استقبال کی شرائط کے) اس شرط کے ساتھ کہ وہ سہارا لے مذکورہ (چھ چیزوں میں سے موصولہ کے علاوہ) پانچ میں سے کسی ایک کا اور اس کے مسائل اٹھارہ ہیں اس لیے کہ صفت یا تو لام کے ساتھ ہو گی یا بغیر لام کے ہو گی اور ان میں سے ہر ایک کا معمول یا تو مضاف ہو گا یا لام کے ساتھ ہو گا یا ان دونوں سے خالی ہو گا پس یہ چھ صورتیں ہو گئیں اور مذکورہ چھ صورتوں میں سے ہر ایک کا معمول یا مرفوع ہو گا یا منصوب ہو گا یا مجرور ہو گا۔ پس یہ اٹھارہ صورتیں ہوئیں (چھ کو تین سے ضرب دینے سے حاصل ہوئیں) ان کی تفصیل یہ ہے جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهُ وَجْهَهُ وَجْهِهٖ اس میں تین صورتیں ہیں اور اسی طرح اَلْحَسَنُ الْوَجْهِ اور اَلْحَسَنُ وَجْهٍ اور حَسَنُ وَجْهِهٖ وَجْهُهُ اور حَسَنُ الْوَجْهِ اور حَسَنَ وَجْهٍ۔

چونواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات : صفت مشبہ کی تعریف

دوسری بات: صفت مشبہ کے اوزان
تیسری بات: صفت مشبہ کا عمل
چوتھی بات : صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں

پہلی بات: صفت مشبہ کی تعریف

صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم بنایا گیا ہو تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور ثبوت کے قائم ہے۔

بمعنی ثبوت: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دلالت اس صفت پر ہوگی جو ذات کے ساتھ بطور دوام کے ثابت ہوگی حادث نہ ہوگی جیسے زَیْدٌ کَرِیْمٌ میں زَیْدٌ میں کَرِیْمٌ کا وصف ثابت ہے۔

دوسری بات: صفت مشبہ کے اوزان

صفت مشبہ کے اوزان سماعی ہیں قیاسی نہیں ہیں۔ ان کے بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے جیسا کہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے لیے تھا۔ جیسے حَسَنٌ (خوبصورت) صَعْبٌ (مشکل دشوار) ظَرِیْفٌ (عقلمند اور خوش طبع)

تیسری بات: صفت مشبہ کا عمل

صفت مشبہ مطلقاً یعنی بغیر زمانہ حال اور استقبال کی شرط کے اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے بشرطیکہ وہ اسم موصول کے علاوہ مذکورہ پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کا سہارا لے۔

(۱) مبتدا (۲) ذوالحال (۳) موصوف (۴) ہمزہ استفہام (۵) حرف نفی

اسم موصول کا سہارا نہ لینے کی وجہ: یہ ہے کہ اس پر داخل ہونے والا لام بالاتفاق موصول کا نہیں ہے۔

چوتھی بات : صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں

صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں: صفت مشبہ کی اٹھارہ قسمیں یا مسائل ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ صفت مشبہ یا تو معرف باللام ہوگا جیسے اَلْحَسَنُ یا معرف باللام نہیں ہوگا جیسے حَسَنٌ پھر ان دونوں صورتوں میں سے ہر ایک کا معمول یا تو مضاف ہوگا جیسے وَجْهُهُ یا معرف باللام ہوگا جیسے الْوَجْهُ یا ان دونوں چیزوں سے خالی ہوگا جیسے وَجْهٌ یعنی نہ مضاف ہوگا نہ معرف باللام ہوگا۔ تو یہ چھ صورتیں ہوئیں اور صفت مشبہ کے معمول کی حالتیں باعتبار اعراب تین ہیں مرفوع، منصوب، مجرور پس مذکورہ چھ صورتوں کو تین سے ضرب دینے سے اٹھارہ صورتیں حاصل ہوئیں۔

اب ان میں نو قسمیں صفت مشبہ معرف باللام کی ہیں اور نو قسمیں غیر معرف باللام کی ہیں۔

صفت مشبہ معرف باللام کی نو قسمیں

قسم المعمول	حالة الرفع	حالة النصب	حالة الجر
إذا كان معمول الصفة مضافًا:	زيد الحسن وجههُ (أحسن)	زيد الحسن وَجْهَهُ (حسن)	زيد الحسن وَجْهِهِ (ممتنع)
إذا كان معمول الصفة معرفًا باللام:	زيد الحسن الوَجْهُ (قبيح)	زيد الحسن الوَجْهَ (أحسن)	زيد الحسن الوَجْهِ (ممتنع)
إذا كان معمول الصفة غير مضاف وغير معرف باللام:	زيد الحسن وَجْهٌ (قبيح)	زيد الحسن وَجْهًا (أحسن)	زيد الحسن وَجْهٍ (ممتنع)

أنواع الصفة المشبهة غير المعرفة باللام:

قسم المعمول	حالة الرفع	حالة النصب	حالة الجر
إذا كان معمول الصفة مضافًا:	زيد حسن وَجْهُهُ (أحسن)	زيد حسن وَجْهَهُ (حسن)	زيد حسن وَجْهِهِ (مختلف فيه)
إذا كان معمول الصفة معرفًا باللام:	زيد حسن الوَجْهُ (قبيح)	زيد حسن الوَجْهَ (أحسن)	زيد حسن الوَجْهِ (أحسن)
إذا كان معمول الصفة غير مضاف وغير معرف باللام:	زيد حسن وَجْهٌ (قبيح)	زيد حسن وَجْهًا (أحسن)	زيد حسن وَجْهٍ (ممتنع)

الدرس الخامس والخمسون

وَهِيَ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ مِنْهَا مُمْتَنِعٌ اَلْحَسَنُ وَجْهٍ وَالْحَسَنُ وَجْهِهِ، وَمُخْتَلَفٌ فِيْهِ حَسَنٌ وَجْهِهِ، وَالْبَوَاقِيْ اَحْسَنُ اِنْ كَانَ فِيْهِ ضَمِيْرٌ وَاحِدٌ، وَحَسَنٌ اِنْ كَانَ فِيْهِ ضَمِيْرَانِ، وَقَبِيْحٌ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ ضَمِيْرٌ. وَالضَّابِطَةُ: اَنَّكَ مَتٰى رَفَعْتَ بِهَا مَعْمُوْلَهَا فَلَا ضَمِيْرَ فِي الصِّفَةِ، وَمَتٰى نَصَبْتَ أَوْ جَرَرْتَ فَفِيْهَا ضَمِيْرُ الْمَوْصُوْفِ نَحْوُ: زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ.

ترجمہ:

اور صفت مشبہ کی یہ اٹھارہ قسمیں ہیں (باعتبار احسن، حسن، قبیح اور ممتنع کے) پانچ قسموں پر مشتمل ہیں ان میں سے بعض ممتنع ہیں جیسے اَلْحَسَنُ وَجْهٍ اور اَلْحَسَنُ وَجْهِهِ اور بعض صورتیں مختلف فیہ ہیں جیسے حَسَنٌ وَجْهِهِ اور باقی صورتیں احسن ہیں اگر ان میں ایک ضمیر موجود ہو تو وہ احسن ہوں گے اور اگر ان میں دو ضمیریں ہوں تو وہ حسن ہو گی اور اگر کوئی ضمیر نہ ہو تو قبیح ہوں گی اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جب تو نے صفت مشبہ کے ذریعے اس کے معمول کو رفع دیا تو صفت میں کوئی ضمیر نہ ہو گی اور جب تو نے صیغہ صفت مشبہ کے ذریعے اس کے معمول کو نصب یا جر دیا تو اس میں موصوف کی ضمیر ہو گی جیسے زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ

پچپنواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں کا حکم

دوسری بات: احسن، حسن اور قبیح کی پہچان

تیسری بات: ضمیر پہچاننے کا ضابطہ

پہلی بات صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں کا حکم

صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں باعتبار حکم کے پانچ قسموں پر مشتمل ہیں:

(۱) ممتنع (۲) مختلف فیہ (۳) احسن (۴) حسن (۵) قبیح

پہلی قسم ممتنع: صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں میں سے دو صورتیں ممتنع ہیں

۱)...اَلْحَسَنُ وَجْهٍ یعنی صیغہ صفت مشبہ معرف باللام ہو اور وہ مضاف ہو ایسے معمول کی طرف جو غیر معرف باللام ہو اور مجر عن الاضافہ۔

امتناع کی وجہ: اس صورت کے ممتنع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ترکیب میں معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہو رہی ہے جو کہ اضافت معنویہ میں ممتنع ہے لہٰذا اس لفظیہ میں بھی مشابہت ہونے کی وجہ سے نحات نے اس کو ممتنع قرار دیا ہے۔

۲)...اَلْحَسَنُ وَجْهِهِ یعنی صیغہ صفت مشبہ معرف باللام ہو اور وہ مضاف ہو ایسے معمول کی طرف جو آگے ضمیر کی طرف مضاف ہو جو ضمیر صیغہ صفت کے موصوف کی طرف لوٹ رہی ہے۔

امتناع کی وجہ: اس صورت کے ممتنع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں اضافت لفظی ہے اور اضافت لفظی تخفیف کا فائدہ دیتی ہے۔

تخفیف کی دو صورتیں ہیں:

(۱) تخفیف مضاف میں ہوگی (۲) مضاف الیہ میں۔

مضاف کے آخر میں نون تنوین، نون تثنیہ اور نون جمع ہو تو اس کو گرا دیتی ہے۔ مضاف الیہ کے آخر میں تخفیف کا فائدہ اس طرح دیتی ہے کہ اس کے ساتھ ضمیر کو حذف کر کے صفت کے اندر مستتر کر دیتی ہے مذکورہ صورت میں اضافت لفظیہ ہونے کے باوجود نہ مضاف میں تخفیف کا افائدہ دیا اور نہ مضاف الیہ میں اس لیے کہ مضاف میں تخفیف لام کی وجہ سے ہوئی یعنی تنوین حذف ہوئی اور پس اضافت لفظی کے باوجود تخفیف کا فائدہ نہ دینے کی وجہ سے یہ صورت ممتنع ہوئی۔

دوسری قسم مختلف فیہ: صیغہ صفت غیر معرف باللام ہو اور مضاف ہو ایسے معمول کی طرف جو آگے ضمیر کی طرف مضاف ہو اور مجرور ہو جیسے زَيْدٌ حَسَنُ وَجْهِهِ

مختلف فیہ ہونے کی وجہ: نحات بصرۃ اور سیبویہ اس صورت کو ممتنع قرار دیتے ہیں اور وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اضافت لفظیہ تخفیف کے لیے پس اس صورت میں مناسب تھا کہ اعلی درجہ کی تخفیف ہوتی لیکن چونکہ یہاں ادنی درجے کی تخفیف ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف مضاف سے تنوین حذف ہوئی ہے اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف نہیں ہوئی حالانکہ اعلیٰ درجے کی تخفیف ممکن تھی لہٰذا اعلیٰ درجے کی تخفیف کے ہوتے ہوئے ادنی درجے کی تخفیف پر اکتفا کرنا قبیح ہے اور نحات کوفہ اس صورت کو بلا قباحت جائز کہتے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ جواز کے لیے فی الجملہ تخفیف کافی ہے اور وہ حذف تنوین ہے جو یہاں پائی گئی۔اس اختلاف کی وجہ سے یہ صورت مختلف فیہ ہے۔

دوسری بات: احسن، حسن اور قبیح کی پہچان

صفت مشبہ کی اٹھارہ اقسام میں سے دو قسمیں تو ممتنع ہوئیں اور ایک قسم مختلف فیہ جس کا ذکر گذر چکا اب باقی پندرہ قسمیں رہ گئی ہیں ان میں سے نو قسمیں احسن اور دو حسن اور چار قبیح ہیں اب یہ کیسے معلوم ہوگا کہ کونسی قسم احسن اور کونسی حسن اور کونسی قبیح اس سلسلے میں ایک ضابطہ اور قاعدہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

ضابطہ: اس سلسلے میں ضابطہ اور قاعدہ یہ ہے کہ صیغہ صفت اپنے معمول کے ساتھ ملکر ما قبل کی صفت بنتا ہے اور اس کا ما قبل موصوف ہوتا ہے پس موصوف او صفت کے درمیان ایک عائد کا ہونا ضروری ہے جو ان دونوں کے درمیان ربط پیدا کرے پھر عائد کی تین صورتیں ہیں

(۱) عائد ایک ضمیر ہو گی (۲) یا دو ضمیریں ہو گی

(۳) یا کوئی ضمیر نہیں ہو گی اگر ایک ضمیر ہوئی تو یہ صورت احسن ہے کیونکہ موصوف صفت کے درمیان ربط پیدا کرنے کے لیے ایک ہی ضمیر کافی ہے لٰہذا جب ایک ضمیر ہو گی تو یہ صورت احسن ہو گی۔

اور جہاں دو ضمیریں ہوں تو وہ صورت حسن کہلائے گی کیونکہ موصوف اور صفت کے درمیان ربط کے لیے جب ایک ضمیر کافی ہے تو دو ضمیریں ہوں تو ایک ضمیر ضرورت سے زائد ہو گی۔ لٰہذا یہ صورت حسن ہو گی اور جہاں کوئی ضمیر نہ ہو تو وہ قبیح ہے۔ موصوف اور صفت کے درمیان ضمیر کا ہونا ضروری ہے اور اس صورت میں ضمیر نہیں ہے لٰہذا یہ صورت قبیح ہو گی۔

احسن والی نو صورتیں درج ذیل ہیں

۱)...زَيْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهُ (حالت رفعی) اس میں ایک ضمیر ہے جو وَجْهُهُ میں ہے۔

۲)... زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ (حالت رفعی) اس میں ایک ضمیر ہے جو وَجْهُهُ میں ہے۔

۳)...زَيْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهَ (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو اَلْحَسَنُ میں ہے۔

۴)...زَيْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهًا (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو اَلْحَسَنُ میں ہے۔

۵)...زَيْدٌ حَسَنٌ الوَجْهَ (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو حَسَنٌ میں ہے۔

۶)...زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهًا (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو حَسَنٌ میں ہے۔

۷)...زَيْدٌ الحَسَنُ الوَجْهِ (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو اَلْحَسَنُ میں ہے۔

۸)...زَيْدٌ حَسَنُ الوَجْهِ (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو حَسَنٌ میں ہے۔

۹)...زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهٍ (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو حَسَنٌ میں ہے۔

احسن والی صورتوں کا نقشہ

حالة الرفع	حالة النصب	حالة الجر
(١). زيد الحَسَنُ وَجْهُهُ (معرف باللام)	(٣). زيد الحَسَنُ الوَجْهَ (معرف باللام)	(٧). زيد الحَسَنُ الْوَجْهِ (معرف باللام)
(٢). زيد حسن وَجْهُهُ (غير معرف باللام)	(٤). زيد الحسن وَجْهًا (معرف باللام)	(٨). زيد حَسَنُ الْوَجْهِ (غير معرف باللام)
	(٥). زيد حسن الْوَجْهَ (غير معرف باللام)	(٩). زيد حسَنُ وَجْهٍ (غير معرف باللام)
	(٦). زيد حَسَنُ وَجْهًا (غير معرف باللام)	

حسن والی دو صورتیں

۱)... زَيْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهَهُ (حالت نصبی) اس میں دو ضمیریں ہیں ایک اَلْحَسَنُ میں ہے اور دوسری وَجْهَهُ میں ہے۔

۲)... زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهٗ (حالت نصبی) اس میں بھی دو ضمیریں ہیں ایک حَسَنٌ میں ہے اور دوسری وَجْهَهُ میں ہے۔

قبیح والی چار صورتیں

ان میں ضمیر بالکل نہ ہونے کی وجہ سے قبیح ہیں۔

۱)... زَيْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ (حالت رفعی) اس میں کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۲)... زَيْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهٌ (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۳)... زَيْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهُ (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۴)... زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهٌ (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

یہ کل اٹھارہ ضمیریں ہوئی۔

تیسری بات: ضمیر پہچاننے کا ضابطہ

ضمیر پہچاننے کا ضابطہ یہ ہے کہ جب تو صفت مشبہ کے معمول کو رفع دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں کوئی ضمیر نہ ہو

گی اس لیے کہ اس وقت اس کا معمول خود اس کا فاعل ہے اور جب صفت مشبہ کے معمول کو نصب یا جر دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں ایک ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف لوٹے گی اور صفت مشبہ کا فاعل بنے گا اس وقت صفت مشبہ مذکر ومؤنث، تثنیہ و جمع ہونے میں موصوف کے مطابق ہوگی کیونکہ ضمیر کا اپنے مرجع کے مطابق ہونا ضروری ہے جیسے زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ اور هِنْدَةٌ حَسَنَةٌ وَجْهُهَا اور اَلزَّيْدَانِ حَسَنَانِ وَجْهًا اور اَلزَّيْدُوْنَ حَسَنُوْنَ وَجْهًا وغیرہ

الدرس السادس والخمسون

اِسْمُ التَّفْضِيْلِ

فصل اِسْمُ التَّفْضِيْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلَى الْمَوْصُوْفِ بِزِيَادَةٍ عَلٰى غَيْرِهٖ، وَصِيْغَتُهُ أَفْعَلُ فَلا يُبْنٰى إِلَّا مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ الَّذِىْ لَيْسَ بِلَوْنٍ وَلَا عَيْبٍ، نَحْوُ: زَيْدٌ أَفْضَلُ النَّاسِ، فَإِنْ كَانَ زَائِدًا عَلَى الثُّلَاثِيِّ أَوْ كَانَ لَوْنًا أَوْ عَيْبًا يَجِبُ أَنْ يُبْنٰى مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ لِيَدُلَّ عَلٰى مُبَالَغَةٍ وَشِدَّةٍ وَكَثْرَةٍ، ثُمَّ يُذْكَرُ بَعْدَهُ مَصْدَرُ ذٰلِكَ الْفِعْلِ مَنصُوْبًا عَلَى التَّمْيِيْزِ كَمَا تَقُوْلُ: هُوَ أَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا، وَأَقْوٰى حُمْرَةً، وَأَقْبَحُ عَرْجًا. وَقِيَاسُهُ أَنْ يَكُوْنَ لِلْفَاعِلِ كَمَا مَرَّ، وَقَدْ جَاءَ لِلْمَفْعُوْلِ قَلِيْلًا نَحْوُ: أَعْذَرُ، وَأَشْغَلُ، وَاَشْهَرُ. وَاِسْتِعْمَالُه عَلٰى ثَلَاثَةِ أَوْجهٍ: اِمَّا مُضَافٌ كَزَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ، اَوْ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحْوُ: زَيْدٌ الْأَفْضَلُ، اَوْ بِمِنْ نَحْوُ: زَيدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، وَيَجُوْزُ فِي الْأَوَّلِ الْاِفْرَادُ وَمُطَابَقَةُ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ لِلْمَوْصُوْفِ نَحْوُ: زَيدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ، وَالزَّيْدَانِ أَفْضَلُ الْقَوْمِ وَأَفْضَلا الْقَوْمِ، وَالزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُ الْقَوْمِ وَأَفْضَلُوا الْقَوْمِ، وَفِي الثَّانِيْ يَجِبُ الْمُطَابَقَةُ نَحْوُ: زَيْدٌ الْأَفْضَلُ وَالزَّيْدَانِ الْأَفْضَلَانِ وَالزَّيْدُوْنَ الْأَفْضَلُوْنَ، وَفِي الثَّالِثِ يَجِبُ كَوْنُهُ مُفْرَدًا مُذَكَّرًا أَبَدًا نَحْوُ: زَيْدٌ وهِنْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، وَالزَّيْدَانِ وَالْهِنْدَانِ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، وَالزَّيْدُوْنَ وَالْهِنْدَاتُ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، وَعَلَى الْأَوْجهِ الثَّلَاثَةِ يُضْمَرُ فِيْهِ الْفَاعِلُ وَهُوَ يَعْمَلُ فِيْ ذٰلِكَ الْمُضْمَرِ وَلَا يَعْمَلُ فِي الْمُظْهَرِ أَصْلًا إِلَّا فِيْ مِثْلِ قَوْلِهِمْ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ، فَإِنَّ الْكُحْلَ فَاعِلٌ لِأَحْسَنَ.

ترجمہ:

اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل (یعنی مصدر) سے مشتق ہو تا کہ دلالت کرے اس ذات پر جو بنسبت اپنے غیر کے معنی مصدری کے ساتھ زیادہ متصف ہو اور اسم تفضیل کا صیغہ أَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے پس اس کا وزن ثلاثی مجرد سے ہی آتا ہے

جو لَوْنٌ اور عَیبٌ کے معنی میں نہ ہو جیسے زَیْدٌأَفْضَلُ النَّاسِ (زید تمام لوگوں سے افضل ہے) پس اگر ثلاثی مجرد سے زائد ہو یا لَوْنٌ یا عَیْبٌ کے معنی میں ہو تو ثلاثی مجرد اس کا وزن لانا واجب ہے تاکہ مبالغہ شدت اور کثرت پر دلالت کرے پھر اس کے بعد فعل کا مصدر ذکر کیا جائے بصورت منصوب تمیز کی بناء پر جیسے تو کہے: هُوَ أَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا (بہت زیادہ سخت ہے ازروئے نکالنے کے) اور أَقْوٰی حُمْرَةً (ازروئے سرخ ہونے کے وہ اس سے بہت قوی) اور أَقْبَحُ عَرْجًا (وہ اس سے ازروئے لنگڑا ہونے کے بہت زیادہ قبیح ہے) اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ فاعل کے لیے ہو جیسے کہ گذر چکا اور کبھی مفعول کے لیے بھی آیا ہے قلت کے ساتھ جیسے أَعْذَرُ (زیادرہ معذور) اور أَشْغَلُ (زیادہ مشغول) اور اَشْهَرُ (زیادہ مشہور) اور اس کا استعمال تین طریقے پر ہے یا اضافت کے ذریعے جیسے زَیْدٌأَفْضَلُ الْقَوْمِ یا معرف باللام بنا کر جیسے زَیْدٌ الْأَفْضَلُ یا من کے ذریعے جیسے زَیْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اور جائز ہے پہلی قسم میں مفرد لانا اور اسم تفضیل کو موصوف کے مطابق لانا جیسے زَیْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ اورالزَّیْدَانِ أَفْضَلُ الْقَوْمِ اور أَفْضَلَا الْقَوْمِ اورالزَّیْدُوْنَأَفْضَلُ الْقَوْمِ اورأَفْضَلُو الْقَوْمِ اور دوسری قسم میں واجب ہے مطابقت (یعنی اسم تفضیل معرف باللام کو موصوف کے مطابق لانا واجب ہے افراد تثنیہ جمع تذکیر تانیث میں) جیسے الْأَفْضَلُوْنَ اور تیسری قسم میں واجب ہے اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانا ہمیشہ جیسے زَیْدٌ وهِنْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اورالزَّیدَانِ وَالْهِنْدَانِ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اورالزَّیْدُوْنَ وَالْهِنْدَاتُ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اور تینوں صورتوں پر اسم تفضیل میں فاعل کی ضمیر ہوتی ہے اور وہ اس ضمیر پر عمل کرتا ہے اور اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا ہے بالکل، مگر اہل عرب اس جیسے کا قول مَا رَأَیْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَیْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَیْنِ زَیْدٍ اس مثال میں الْكُحْلُ فاعل ہے أَحْسَنَ کا۔

چھپنواں درس

آج کے درس میں سات باتیں ہیں:

پہلی بات : اسم تفضیل کی تعریف

دوسری بات: اسم تفضیل کے اوزان

تیسری بات: دو اشکال اور ان کے جوابات

چوتھی بات: جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا ان ابواب سے اسم تفضیل والا معنی لانا ہو تو اس کا طریقہ

پانچویں بات: اسم تفضیل کے استعمال کے طریقے

چھٹی بات: اسم تفضیل کے باعتبار استعمال تینوں طریقوں میں اسم تفضیل کو مفرد، تثنیہ، جمع لانے کا حکم

ساتویں بات: اسم تفضیل کا عمل

پہلی بات: اسم تفضیل کی تعریف

اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ موصوف پر زیادتی کے ساتھ دلالت کرے اپنے غیر کے مقابلے میں ۔

دوسری بات: اسم تفضیل کے اوزان

اسم تفضیل کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مذکر کے لیے اَفْعَلُ کے وزن پر اور مؤنث کے لیے فُعْلٰیکے وزن پر آتا ہے اسم تفضیل کا صیغہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے بھی صرف ان ابواب سے جن میں لونٌ اور عیبٌ کا معنی نہ ہو۔

تیسری بات: دو اشکال اور ان کے جوابات

پہلا اشکال: اسم تفضیل غیر ثلاثی مجرد کے ابواب (یعنی مزید فیہ اور رباعی) سے کیوں نہیں آتا ہے؟

جواب: اگر اسم تفضیل غیر ثلاثی مجرد سے بھی آئے تو پھر یا تو اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت ہو گی یا ان ابواب کے حروف کی حفاظت ہو گی اور یہ دونوں کام ایک وقت میں ممکن نہیں ہے مثلاً دَحْرَجَ یہ رباعی مجرد ہے اس کے لیے اسم تفضیل لایا جائے تو اَدْ حَرَجُ لائیں گے اس صورت میں حرف کی حفاظت تو ہوئی لیکن اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت نہیں ہوئی اور اگر اسم تفضیل کے صیغے کی رعایت کر کے اَدْ حَرُ لائیں تو اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت تو ہو گی لیکن حروف کی حفاظت نہیں ہو گی اس لیے اسم تفضیل کا صیغہ غیر ثلاثی مجرد سے نہیں آتا ہے۔

دوسرا اشکال: اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے ان ابواب سے کیوں نہیں آتا جن میں لَوْنٌ اور عَیْبٌ والا معنی پایا جائے؟

جواب: یہ ہے کہ جن ابواب میں لَوْنٌ اور عَیْبٌ والا معنی پایا جائے تو ان کی صفت مشبہ بھی أَفْعَلُ کے وزن پر آتی ہے اب اگر ان ابواب سے اسم تفضیل بھی لائیں تو التباس پیدا ہو جائے گا اور یہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ یہ صفت مشبہ ہے یا اسم تفضیل ہے جیسے صفت مشبہ سے بھی اَسْوَدٌ (سیاہ رنگ) کا وزن آتا ہے اور اسم تفضیل کا وزن بھی اَسْوَدُ آتا ہے اگر ان کا استعمال اسم تفضیل میں بھی ہو تو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ اَسْوَدٌ کا معنی سیاہ رنگ والا ہے یا زیادہ سیاہ رنگ والا۔ اسی لیے ثلاثی مجرد بھی لَوْنٌ اور عَیْبٌ کے معنی پر ہو تو اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آئے گا۔

چوتھی بات: جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا ان ابواب سے اگر اسم تفضیل والا معنی لانا ہو تو اس کا طریقہ

جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا اگر ان ابواب سے بھی اسم تفضیل والا معنی ہو تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ ثلاثی مجرد ابواب جن میں شدت، کثرت، قوت یا ضعف قبح یا حسن والا معنی ہو تو ان سے اسم تفضیل لا کر پھر جن ابواب سے اسم تفضیل والا معنی مقصود ہو اس کا مصدر بنا بر تمیز کے اس کے بعد منصوب ذکر کیا جائے تاکہ اسم تفضیل والا معنی ہو

جائے جیسے ھُوَ أَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا (وہ نکلنے کے اعتبار سے زیادہ سخت ہے اور أَقْوٰی حُمْرَةً (وہ اس سے سرخی کے اعتبار سے زیادہ قوی) أَقْبَحُ عَرْجًا (وہ اس لنگڑا ہونے کے اعتبار سے زیادہ قبیح ہے)

اسم تفضیل کا قیاسی استعمال یہ ہے کہ وہ فاعل کا معنی دینے کے لیے ہو چونکہ اسم تفضیل اس چیز کہتے ہیں کہ فعل پر اثر کرنے میں زیادتی یا نقصان پر دلالت کرے یہ وصف فاعل میں ہوا کرتا ہے اس لیے اسم تفضیل کا فاعل کے لیے آنا قیاسی ہے جیسا کہ گذر چکا ہے مگر کبھی کبھی مفعول کا معنی کے لیے بھی آتا ہے جیسے أَعْذَرُ (زیادہ عذر والا) أَشْغَلُ (زیادہ مصروف رہنے والا) اَشْهَرُ (زیادہ شہر یافتہ)

پانچویں بات: اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے

اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے یہ ہیں:

(۱) اضافت کے ساتھ (۲) الف لام کے ساتھ (۳) مِنْ کے ساتھ

اضافت کے ساتھ۔ جیسے زَيْدٌ أَفْضَلُ النَّاسِ

الف لام تعریف کے ساتھ۔ جیسے زَيْدٌ الْأَفْضَلُ

مِنْ کے ساتھ۔ جیسے زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

فائدہ: اسم تفضیل کا استعمال ان تینوں طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے اندر زیادتی غیر کی نسبت سے ہوتی ہے اگر تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اس کا استعمال نہ ہو تو پھر زیادتی والا معنی حاصل نہیں ہوگا۔

چھٹی بات: اسم تفضیل کے باعتبار استعمال تینوں طریقوں میں اسم تفضیل کو مفرد، تثنیہ، جمع، لانے کا حکم

پہلی قسم کا حکم: پہلی قسم جب کہ اسم تفضیل کا استعمال اضافت کے ساتھ ہو تو اس کو مفرد لانا بھی جائز ہے اور موصوف کے مطابق لانا بھی جائز ہے۔

اسم تفضیل کو مفرد لانے کی صورت میں مثالیں: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ ، اَلزَّيْدَانِ أَفْضَلُ الْقَوْمِ ، اَلزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُ الْقَوْمِ ان تینوں مثالوں میں اسم تفضیل کا صیغہ مفرد ہے۔

اسم تفضیل کو موصوف کے مطابق لانے کی مثالیں: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ، اَلزَّيْدَانِ أَفْضَلا الْقَوْمِ ،لزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُو الْقَوْمِ

اسم تفضیل کو مفرد لانے کا جواز: یہ ہے کہ اسم تفضیل مستعمل باضافت کی مشابہت اسم اسم تفضیل کے ساتھ ہے جو مستعمل بِمِنْ ہے کیونکہ جس طرح اس کا مفضل علیہ کلام میں موجود ہوتا ہے اسی طرح اس کا مفضل علیہ بھی کلام میں موجود

ہوتا ہے چنانچہ ہو اسم تفضیل جو مستعمل مِنْ کے ساتھ وہ ہمیشہ مفرد ہوتا ہے تو لہٰذا یہ بھی مفرد ہو گا۔

دوسری قسم کا حکم: دوسری قسم اسم تفضیل جب مستعمل معرف باللام ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس صورت میں اسم تفضیل کی موصوف کے ساتھ افراد تثنیہ جمع اور تذکیر وتانیث میں مطابقت ضروری ہے۔

مطابقت کی وجہ: یہ ہے کہ صیغہ صفت اپنے معمول کے ساتھ مل کر ماقبل کی صفت بن رہا ہے تو موصوف صفت کے درمیان مطابقت ہوتی ہے لہٰذا یہاں بھی مطابقت ضروری ہو گی۔

مثالیں: زَيْدٌ الْأَفْضَلُ ، الزَّيْدَانِ الْأَفْضَلَانِ ، الزَّيْدُوْنَ الْأَفْضَلُوْنَ

تیسری قسم کا حکم: تیسری قسم جب کہ اسم تفضیل کا استعمال مِنْ کے ساتھ ہو اس صورت میں اسم تفضیل کے صیغہ کو ہمیشہ مفرد مذکر لانا واجب ہے خواہ اس کا موصوف مثنّٰی ہو خواہ مجموع ہو خواہ مؤنث ہو۔

اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانے کی وجہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم تفضیل کا استعمال مِنْ کے ساتھ حاصل ہے اس کی وجہ سے مِنْ بمنزلہ جز کلمہ کے ہے اور تثنیہ وجمع اور تانیث کی علامات آخر میں لگتی ہیں اب اگر یہ علامات مِنْ سے پہلے لگ جائیں تو درمیان کلمہ میں ان کا آنا لازم ہو گا۔

ساتویں بات: اسم تفضیل کا عمل

اس کا عمل یہ ہے کہ اسم تفضیل تینوں صورتوں میں ہمیشہ ضمیر مستتر پر عمل کرتا ہے اسم ظاہر پر کبھی بھی عمل نہیں کرتا ہے اور یہی ضمیر اس کا فاعل ہوتی ہے۔

اسم ظاہر پر عمل نہ کرنے کی وجہ: یہ ہے کہ اسم تفضیل عامل ضعیف ہے اور اسم ظاہر معمول قوی ہے لہٰذا یہ ضمیر مستتر جو کہ معمول ضعیف ہے اس میں عمل کرتا ہے۔

اسم تفضیل اسم ظاہر پر تین شرائط کے ساتھ عمل کرتا ہے: اسم تفضیل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا ہے لیکن وہ مَارَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ جیسی ترکیبوں میں فاعل مظہر میں بھی عمل کرتا ہے مصنف نے اس ترکیب سے اسم تفضیل کے فاعل مظہر میں عمل کرنے کے لیے تین شرطوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس ترکیب میں یہ تینوں شرطیں پائی جائیں گی وہاں اسم تفضیل فاعل مظہر میں عمل کرے گا اور وہ تین شرطیں یہ ہیں:

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم تفضیل باعتبار لفظ کے ایک شئ کی صفت ہو اور باعتبار معنی کے اس شئ کے متعلق کی صفت ہو اور وہ متعلق اس شئ اور دوسری شئ میں مشترک ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ شئ متعلق اس اعتبار سے کہ اس شئ میں پایا جارہا ہے مفضل ہو اور اس اعتبار سے کہ اس شئ کے غیر میں پایا جارہا ہے مفضل علیہ ہو یعنی وہ مفضل بھی ہو اور مفضل علیہ بھی ہو لیکن دو اعتبار سے۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسم تفضیل منفی ہو۔

یہاں یہ بات سمجھنا چاہیے کہ متعلق شی کا اس شئ کے اعتبار سے مفضل ہونا اور دوسری شئ کے اعتبار سے مفضل علیہ ہونا نفی کے داخل ہونے سے پہلے ہو لیکن نفی کے داخل ہونے کے بعد معنی برعکس ہوں گے جیسا کہ مثال سے واضح ہو جائے گی۔

مثال کی وضاحت: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ (نہیں دیکھا میں نے کوئی آدمی کہ زیادہ اچھا ہو اس کی آنکھ میں سرمہ اس سرمہ سے جو ہے زید کی آنکھ میں)

اثبات والا معنی: اس مثال میں اول اثبات کے معنی کا لحاظ کریں گے تاکہ کلام کے معنی ظاہر ہو جائیں اور پھر اس کے بعد نفی کے معنی کا لحاظ کریں گے۔

چنانچہ اس مثال میں أَحْسَنَ اسم تفضیل ہے جو باعتبار لفظ ایک شئ یعنی رَجُلاً کی صفت ہے اور باعتبار معنی کے رَجُلًا کے متعلق یعنی الْكُحْلُ کی صفت ہے اور یہ الْكُحْلُ رَجُلًا اور زَيْد کی آنکھ میں مشترک ہے اور یہ الْكُحْلُ باعتبار عین رَجُل مفضل ہے اور باعتبار عین زَيْد کے مفضل علیہ ہے اس وقت معنی یہ ہیں میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کی آنکھ میں سرمہ زید کی آنکھ کے سرمہ سے زیادہ اچھا ہے۔

اس میں نفی کے سوا باقی سب شرطیں ظاہر ہو گئیں لیکن جب اس پر نفی داخل ہو گئی تو اب اسم تفضیل مثبت سے منفی ہو جائے گا اور تینوں شرطیں پائی جائیں گی اور نفی کے بعد الْكُحْلُ باعتبار عین رَجُل مفضل علیہ اور باعتبار عین زَيْد مفضل ہے اور نفی کے بعد مقصود زَيْد کی آنکھ کے سرمہ کی تعریف ہے۔

اس مثال میں مَا نافیہ ہے رَأَيْتُ فعل بافاعل رَجُلًا مفعول بہ أَحْسَنَ اسم تفضیل ہے جو الکحل میں عمل کر رہا ہے اسم ظاہر ہے جو أَحْسَنَ کا فاعل ہے۔

نفی کی صورت میں مثال کا ترجمہ یہ ہو گا نہیں دیکھا میں نے کسی شخص کو کہ زیادہ حسین ہو اس کی آنکھ میں سرمہ اس سرمہ کے مقابلے میں جو زید کی آنکھ میں ہے یعنی زید کی آنکھ کا سرمہ تمام انسانوں سے زیادہ حسین ہے۔

وَهٰهُنَا بَحْثٌ: یعنی مثال مَا رَأَيْتُ رَجُلًا.... الخ میں بحث ہے اور وہ یہ ہے کہ مثال مذکور کو اس سے مختصر عبارت کے ساتھ بھی لا سکتے تھے باوجودیکہ دونوں کے معنی ایک ہیں جیسے مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْد اس میں مِنْهُ کی ضمیر مجرور اور فِيْ کو حذف کر دیا اور مزید اختصار کی بھی گنجائش ہے۔

مصنف نے مذکورہ لمبی مثال شاید اس لیے ذکر کی تاکہ مذکورہ تینوں شرطیں صحیح طور پر آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

سوالات

سوال نمبر ۱: معرفہ کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲: نکرہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۳: اسم عدد کسے کہتے ہیں؟ اور اصول عدد بیان کریں؟

سوال نمبر ۴: ۱ اور ۲ کا عدد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۵: ۳ سے لے کر ۱۰ تک کے اعداد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۶: ۱۱ سے ۲۰ تک کے اعداد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۷: ۲۰ کے بعد کے اعداد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۸: ۱۰۰ کے بعد عدد کی تمیز کیسے لائی جائے گی؟

سوال نمبر ۹: ۲۱ سے لے کر ۲۹ تک کے اعداد کی تمیز کیسی لائے جائے گی؟

سوال نمبر ۱۰: مذکر اور مؤنث کی تعریف بمع امثلہ لکھیں؟ مؤنث کی اقسام اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۱: مثنّٰی کی تعریف اور مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۲: اسم مقصور ثلاثی جس میں الف واو سے تبدیل کیا ہو کی تثنیہ کیسے بنے گی؟ مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: اسم ممدودہ کا ہمزہ تثنیہ بناتے وقت کب باقی رہے گا؟

سوال نمبر ۱۴: اسم مقصور ثلاثی مزید جس میں الف یاء یا واو سے تبدیل شدہ ہو کی تثنیہ کیسے بنے گی؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۵: جمع کی تعریف، اقسام اور ان کی مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۶: جمع صحیح کسے کہتے ہیں اور اس کی اقسام کتنی ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۷: جمع مذکر سالم کی تعریف اور مثال لکھیں نیز جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ اور شرائط تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۸: جمع مؤنث سالم کسے کہتے ہیں؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۹: جمع مکسر کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۲۰: جمع قلت اور جمع کثرت کی مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۱: کیا جمع قلت جمع کثرت کی جگہ استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور کب استعمال ہوتی ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۲: جمع قلت کے اوزان بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۳: اسم منقوص اور اسم مقصور جیسے قاضون اور داعون اور مصطفون پر پہلے اعراب لگائیں پھر یہ بتائیں کہ ان مثالوں میں پہلی دو میں یا اور تیسری میں الف کو کیوں گرایا گیا ہے مصنف کے قول سِنُوْنَ وَأَرَضُوْنَ وَثُبُوْنَ وَقَلُوْنَ فَشاذٌّ کا کیا مطلب ہے اور ان الفاظ کے معانی کیا ہیں؟

سوال نمبر ۲۴: مصدر کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۲۵: مصدر فعل کا والا عمل کب کرتا ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۶: کیا مصدر لازم اور متعدی ہوتا ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۷: مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کیا جا سکتا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۸: اسم فاعل کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کس وزن پر آتا ہے؟ نیز اسم فاعل کیا عمل کرتا ہے؟ اس کے عمل کے لیے کیا شرائط ہیں تفصیل سے مثالوں کے ساتھ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۹: اسم فاعل فعل والا عمل کب کرتا ہے؟ مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۳۰: اسم فاعل میں اضافت کب واجب ہے؟

سوال نمبر ۳۱: اسم مفعول کی تعریف کریں؟ اسم مفعول کو ثلاثی مجرد سے مشتق کیسے کرتے ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۳۲: اسم مفعول غیر ثلاثی مجرد سے کیسے مشتق ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۳۳: کیا اسم مفعول فعل والا عمل کرتا ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۴: صفت مشبہ کی تعریف کریں؟ صفت مشبہ کیسے مشتق ہوتی ہے؟ مثالوں کے ساتھ تفصیل سے بیان کریں؟

سوال نمبر ۳۵: صفت مشبہ فعل والا عمل کب کرتی ہے؟ اور اس کی شرط کیا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۶: صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل ہیں ایک مثالی نقشہ بنا کر صرف یہ بتائیں کہ ان میں ممتنع، مختلف فیہ، قبیح، حسن اور احسن کون سے ہیں تفصیل میں نہ جائیں؟

سوال نمبر ۳۷: اسم تفضیل کی تعریف اور اس کے صیغے بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳۸: اسم تفضیل بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ اور بتائیں کہ اسم تفضیل کا استعمال کتنے طریقوں پر ہوتا ہے وہ کون سا طریقہ ہے جس میں موصوف کے ساتھ مطابقت واجب ہے؟

سوال نمبر ۳۹: اسم تفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری ہے یا نہیں مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

التمارين

ذیل کی مثالوں میں ضمائر مرفوعات اور منصوبات اور مجرورات کا تعین کریں۔

(١) هو طالب في مدرسة دينية. (٢) هم عاملون بعملهم.
(٣) فاطمة فرحت بنتيجة الامتحان. (٤) هما فتاتان متدينتان.
(٥) هل أنت مجتهد يا زيد؟ (٦) نحن نتكلم عن زيد وأخويه.

ذیل کی مثالوں میں ضمیر شان اور ضمیر قصہ کا تعین کریں

(١) أولئك هم المفلحون. (٢) قل هو الله أحد.
(٣) إنك أنت السميع العليم. (٤) ألا إنهم هم السفهاء.
(٥) وكلمة الله هي العليا. (٦) إن هذا لهو القصص الحق.

ذیل کی مثالوں میں اسمائے اشارات مذکر، مؤنث، مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے تعین کریں۔

(١) هذا كتاب نافع. (٢) و ذا رجل شريف. (٣) وذان ولدان مهذبان.
(٤) وتان وردتان مفتحتان. (٥) وأولاء بنات نظيفة. (٦) وأولاء تجار صادقون.
(٧) ذه امرأة تعتني بأولادها. (٨) هؤلاء تلميذات لطيفات.

ذیل کی مثالوں میں اسمائے موصولات مذکر، مؤنث، مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے تعین کریں۔

(١) هذا هو الذي أكرمه الملك. (٢) بادرت إلى اللذين شاهدتهما.
(٣) إن التي على الباب أخت عائشة. (٤) رأيت القريتين اللتين فوق الجبل.
(٥) كتبت على السبورة التي أمام الطلاب. (٦) ضربت الولدين اللذين مزقا كتبي.

ذیل کی مثالوں میں مبنیات کا تعین کریں۔

(١) دونك النصيحة واتّعظ بها. (٢) عليك الأدب فإن الدين كله أدب.
(٣) هيهات هيهات لما توعدون. (٤) بله ما لا يعنيك وهلمّ إلى ما ينفعك.
(٥) لك الرأي من قبل ومن بعد. (٦) فتحت الباب فإذا الأستاذ واقف.

سالانہ امتحان کا نصاب

القِسمُ الثَّانِي فِي الفِعلِ

سالانہ نصاب

الدرس الأول

اَلْقِسْمُ الثَّانِيْ فِي الْفِعْلِ

اَلْقِسْمُ الثَّانِيْ فِي الْفِعْلِ وَقَدْ سَبَقَ تَعْرِيْفُه وَأَقْسَامُهُ ثَلَاثَةٌ: مَاضٍ وَمُضَارِعٌ وَأَمْرٌ، اَلْاَوَّلُ اَلْمَاضِيْ وَهُوَ فِعْلٌ دَلَّ عَلٰى زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِك وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الْفَتْحِ إنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ ضَمِيْرٌ مَرْفُوْعٌ مُتَحَرِّك وَلَا وَاوٌ كضَرَبَ وَمَعَ ضَمِيرِ الْمَرْفُوْعِ المتحرك عَلَى السُّكُوْنِ كضَرَبْتُ وَعَلَى الضَّمِّ مَعَ الْوَاوِ كَضَرَبُوْا. اَلثَّانِيْ: اَلْمُضَارِعُ، وَهُوَ فِعْلٌ يَشْبَهُ الْاِسْمَ بِاِحْدٰى حُرُوْفِ أَتَيْنَ فِيْ أَوَّلِهِ لَفْظًا فِيْ اِتِّفَاقِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ نَحْوُ يَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ كضَارِبٍ وَمُسْتَخْرِجٍ وَفِيْ دُخُوْلُ لَامِ التَّاكِيْدِ فِيْ أَوَّلِهِمَا تَقُوْلُ إنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ كَمَا تَقُولُ: إِنَّ زَيْدًا لَقائِمٌ وَفِيْ تَسَاوِيْهِمَا فِيْ عَدَدِ الْحُرُوْفِ وَمَعْنًى فِيْ أَنَّهُ مُشْتَرِك بَيْنَ الْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ كَاِسْمِ الْفَاعِلِ وَلِذٰلِك سَمَّوْهُ مُضَارِعًا أَيْ مُشَابِهًا لِاِسْمِ الْفَاعِلِ وَالسِّيْنُ وَسَوْفَ يُخَصِّصُهُ بِالْاِسْتِقْبَالِ، نَحْوُ: سَيَضْرِبُ وَسَوْفَ يَضْرِبُ، وَاللَّامُ الْمَفْتُوْحَةُ بِالْحَالِ نَحْوُ: لَيَضْرِبُ. وَحُرُوْفُ الْمُضَارَعَةِ مَضْمُوْمَةٌ فِي الرُّبَاعِيِّ نَحْوُ: يُدَحْرِجُ وَيُخْرِجُ؛ لِاَنَّ اَصْلَهُ يُأَخْرِجُ، وَمَفْتُوْحَةٌ فِيْ مَا عَدَاهُ كيَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ. وَاِنَّمَا أَعْرَبُوْهُ مَعَ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْفِعْلِ اَلْبِنَاءُ لمضارعته اىٔ لِمُشَابَهَتِهِ الْاِسْمَ فِيْ مَا عَرَفْتَ وَأَصْلُ الْاِسْمِ اَلْإِعْرَابُ، وَذٰلِك إِذَا لَمْ يَتَّصِلْ بِهِ نُوْنُ تَاكِيْدٍ وَلَا نُوْنُ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ. وَإِعْرَابُهُ ثَلاثَةُ أَنْوَاعٍ: رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَزْمٌ، نَحْوُ: هُوَ يَضْرِبُ، وَلَنْ يَضْرِبَ، وَلَمْ يَضْرِبْ.

ترجمہ:

دوسری قسم فعل کی بحث میں ہے فعل کی تعریف پہلے گذر چکی ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں: ماضی، مضارع، امر اول ماضی ہے اور وہ ایسا فعل ہے جو دلالت کرے اُس زمانے پر جو آپ کے زمانے سے پہلے ہو اور وہ مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک نہ ہو تو مبنی بر سکون ہوگا جیسے ضَرَبَ اور ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مبنی بر سکون ہوگا جیسے ضَرَبْتُ اور واو کے ساتھ مبنی بر ضمہ ہوگا جیسے ضَرَبُوا دوسرا فعل مضارع ہے اور مضارع وہ فعل ہے جو مشابہ ہو اس کے حروف أَتَيْنَ میں سے کسی ایک کے اس کے شروع میں آنے کی وجہ سے خواہ مشابہت لفظی ہو حرکات و سکنات کے متفق

ہونے میں جیسے یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ مشابہ ہے ضَارِبٌ اور مُسْتَخْرِجٌ (اسم) کے اور فعل مضارع مشابہ ہے اسم کے ساتھ ان دونوں کے شروع میں لام تاکید داخل ہونے کی وجہ سے جیسے تو کہے إِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ جیسے تو کہتا ہے إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ (اسم میں) اور فعل مضارع اسم کے مشابہ ہے عدد حروف کے برابر ہونے میں اور خواہ وہ مشابہت معنوی ہو اس بات میں کہ وہ فعل مشترک ہو حال و استقبال میں سِیْنٌ اور سَوْفَ فعل مضارع کو استقبال کے معنی کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں جیسے سَیَضْرِبُ اور سَوْفَ یَضْرِبُ میں اور لام مفتوحہ فعل مضارع کو حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے لَیَضْرِبُ (وہ مارتا ہے) اور حروف مضارع سب کے سب رباعی میں مضموم ہوتے ہیں جیسے یُدَحْرِجُ اور یُخْرِجُ کیونکہ اس کے اصل یُأَخْرِجُ تھی اور ان کے علاوہ میں علامات مضارع مفتوح ہوتی ہے جیسے یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ بے شک فعل مضارع کا نحویوں نے معرب کہا ہے باوجودیکہ فعل میں اصل مبنی ہوتا ہے بوجہ فعل مضارع کی اس کے ساتھ مشابہت کے جیسے آپ پہچان چکے ہیں اور اصل اسم میں معرب ہونا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ اس کے ساتھ متصل نہ ہو نون تاکید اور نہ ہی نون جمع مؤنث اور اس کے تین اعراب ہیں رفع، نصب، جزم جیسے یَضْرِبُ وَ لَنْ یَضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ یَضْرِبُ وَ لَنْ یَضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ۔

پہلا درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: فعل کی اقسام ثلاثہ اور فعل ماضی کی تعریف اور اس کا اعراب

دوسری بات: فعل مضاری کی تعریف اور اس کی اسم کے ساتھ مشابہت لفظی اور معنوی کا بیان

تیسری بات: سِیْنٌ اور سَوْفَ کا فعل مضارع میں عمل

چوتھی بات: فعل مضارع اگر رباعی ہو تو اس کا اعراب اور اس کے معرب ہونے کی وجہ

پہلی بات: فعل کی اقسام ثلاثہ اور فعل ماضی کی تعریف اور اس کا اعراب

ماضی وہ فعل ہے جو آپ کے زمانے سے پہلے والے زمانے پر دلالت کرے اور فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اگر اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک نہ ہو اور واو نہ ہو جیسے ضَرَبَ کیونکہ اگر اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک ہو گی تو مبنی بر سکون ہو گا جیسے ضَرَبْنَ اور ضَرَبْتَ وغیرہ کیونکہ ضمیر مرفوع متحرک فاعل کی ضمیر ہے اس کا فعل کے سات شدید اتصال ہے فعل اس کے ساتھ ملکر بمنزلہ ایک کلمہ ہو گیا اور ایک کلمہ میں چار حرکتوں کا پے در پے جمع ہونا ناجائز ہے لہٰذا فعل کے

آخری حرف کو ساکن پڑھنا ضروری ہے اور اگر آخر میں واو ہو تو واو کی مناسبت کی وجہ سے مبنی بر ضمہ ہو گا جیسے ضَرَبُوْا جیسے اسم فاعل مشترک ہے حال واستقبال اور اسی وجہ سے نحویوں نے اس کا نام مضارع رکھا ہے۔

دوسری بات: فعل مضارع کی تعریف اور اس کی اسم کے ساتھ مشابہت لفظی اور معنوی کا بیان

فعل مضارع کی تعریف: فعل مضارع وہ فعل ہے جو حروف اَتَیْنَ میں سے کسی کے آنے کی وجہ سے اسم کے مشابہ ہو۔

مضارع کی اسم سے مشابہت: فعل مضارع کی اسم کے ساتھ دو طرح مشابہت ہے:

(۱) مشابہت لفظی (۲) مشابہت معنوی پھر مشابہت لفظی کی تین صورتیں ہیں:

مشابہت لفظی کی پہلی صورت: یہ ہے کہ فعل مضارع اسم فاعل کے مشابہ ہو گا حرکات وسکنات میں موافق ہونے کی وجہ سے جیسے یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ مشابہ ہے حرکات وسکنات میں ضَارِبٌ اور مُسْتَخْرِجٌ اسم فاعل کے۔

مشابہت لفظی کی دوسری صورت: یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل کے شروع میں لام تاکید (مفتوحہ) آتا ہے سی طرح فعل مضارع کے شروع میں بھی لام تاکید (مفتوحہ) آتا ہے جیسے إِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ فعل مضارع کے شروع میں لام تاکید آیا ہے اسی طرح إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ میں اسم فاعل کے شروع میں بھی لام تاکید آیا ہے۔

مشابہت لفظی کی تیسری صورت: یہ ہے کہ فعل مضارع تعداد حروف میں مساوی ہو گا اسم فاعل کے جیسے یَضْرِبُ اور ضَارِبٌ

مشابہت معنوی: فعل مضارع کی اسم کے ساتھ مشابہت معنوی یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل میں زمانہ حال اور استقبال ہوتا ہے اسی طرح فعل مضارع میں بھی زمانہ حال اور استقبال ہوتا ہے پس یہ زمانہ حال واستقبال میں مشترک ہیں۔

فعل مضارع کی وجہ تسمیہ: فعل مضارع کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مضارع کے معنی ہیں مشابہ کے چونکہ فعل مضارع مذکورہ چیزوں میں اسم فاعل کے مشابہ ہے اس لیے کہ اس کو مضارع کہتے ہیں۔

تیسری بات: سِیْنُ اور سَوْفَ کا فعل مضارع میں عمل

فعل مضارع ویسے تو حال اور استقبال دونوں کے لیے آتا ہے لیکن جب فعل مضارع کے شروع میں سِیْنُ یا سَوْفَ آجائے تو یہ فعل مضارع کو استقبال کے معنی کے لیے خاص کر دیتے ہیں جیسے سَیَضْرِبُ کے معنی ہیں عنقریب مارے گا اور اسی طرح سَوْفَ یَضْرِبُ کے معنی ہیں وہ عنقریب مارے گا۔

سِیْنُ اور سَوْفَ میں فرق: سِیْنُ اور سَوْفَ میں فرق یہ ہے کہ سِیْنُ استقبال قریب کے لیے آتا ہے اور سَوْفَ استقبال بعید کے لیے۔

اور اگر فعل مضارع کے شروع میں لام مفتوحہ آجائے تو وہ فعل مضارع کو حال کے معنی کے لیے خاص کر دیتا ہے جیسے لَيَضْرِبُ (وہ مارتا ہے)

چوتھی بات: فعل مضارع اگر رباعی ہو تو اس کا اعراب اور اس کے معرب ہونے کی وجہ

فعل مضارع اگر رباعی ہو تو علامت مضارع مضموم اور اگر اسکے علاوہ ہے تو مفتوح اور حروف مضارعت رباعی میں مضموم ہوتے ہیں رباعی سے مراد وہ مضارع جس کی ماضی چار حرفی ہو خواہ چاروں حروف اصلی ہوں جیسے يُدَحْرِجُ کی ماضی دَحْرَجَ میں چاروں حروف اصلی ہیں یا کوئی حرف زائد ہو جیسے يُخْرِجُ اصل میں يُأَخْرِجُ تھا۔

اور فعل مضارع کے معرب ہونے کی وجہ

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ نحویوں نے فعل مضارع کو معرب کہا ہے حالانکہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے اس کی وجہ بتا رہے ہیں کہ فعل مضارع میں اسم کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے چونکہ معرب کی خصوصیات پائی جاتی ہیں اس لیے کہ فعل مضارع کو بھی معرب کہا گیا ہے (مشابہت کی بحث میں گذر چکی ہے)

فعل مضارع معرب اس وقت ہوگا جب فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید اور نون جمع مؤنث ملے ہوئے نہ ہوں ۔ جب فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید اور نون جمع مؤنث ملے ہوئے ہوں تو وہ فعل مضارع مبنی ہوگا جیسے لَيَضْرِبَنَّ یہ مبنی ہے۔

فعل مضارع کے اعراب:

فعل مضارع کے اعراب تین ہیں:

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جزم جیسے هوَ يَضْرِبُ ، لَنْ يَضْرِبَ ، لَمْ يَضْرِبْ

الدرس الثانی

فَصْلٌ: فِيْ أَصْنَافِ إِعْرَابِ الفِعْلِ، وَهِيَ أَرْبَعَةٌ اَلْأَوَّلُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالجَزْمُ بِالسُّكُوْنِ وَيُخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الصَّحِيْحِ غَيْرِ الْمُخَاطَبَةِ تَقُوْلُ: هُوَ يَضْرِبُ، وَلَنْ يَضْرِبَ، وَلَمْ يَضْرِبْ. وَالثَّانِيْ: أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِثُبُوْتِ النُّوْنِ وَالنَّصْبُ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِهَا وَيُخْتَصُّ بِالتَّثْنِيَةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَالْمُفْرَدَةِ الْمُخاطَبَةِ صَحِيْحًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ تَقُوْلُ: هُمَا يَفْعَلَانِ، وَهُمْ يَفْعَلُوْنَ، وَأَنْتِ تَفْعَلِيْنَ، وَلَنْ يَفْعَلَا، وَلَنْ يَفْعَلُوْا، وَلَنْ تَفْعَلِيْ، وَلَمْ تَفْعَلَا، وَلَمْ تَفْعَلُوْا، وَلَمْ تَفْعَلِيْ. وَالثَّالِثُ: أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ لَفْظًا وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ، وَيُخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْيَائِيِّ وَالْوَاوِيِّ غَيْرِ تَثْنِيَةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ تَقُوْلُ: هُوَ يَرْمِيْ وَيَغْزُوْ، وَلَنْ يَرْمِيَ وَلَنْ يَغْزُوَ، وَلَمْ يَرْمِ وَلَمْ يَغْزُ. وَالرَّابِعُ: أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ، وَيُخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْأَلِفِيِّ غَيْرِ تَثْنِيَةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ، نَحْوُ: هُوَ يَسْعٰى، وَلَنْ يَسْعٰى، وَلَمْ يَسْعَ.

فَصْلٌ: اَلْمَرْفُوْعُ عَامِلُهُ مَعْنَوِيٌّ وَهُوَ تَجَرُّدُه عَنِ النَّاصِبِ وَالْجَازِمِ نَحْوُ هُوَ يَضْرِبُ وَيَغْزُوْ وَيَرْمِيْ وَيَسْعٰى. اَلْمَنْصُوْبُ عَامِلُه خَمْسَةُ أَحْرُفٍ: أَنْ وَلَنْ وَكَيْ وَإِذَنْ وَانْ اَلْمُقَدَّرَةُ، نَحْوُ: اُرِيْدُ أَنْ تُحْسِنَ إِلَيَّ، وَأَنَا لَنْ أَضْرِبَكَ، وَأَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَإِذَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكَ.

ترجمہ:

یہ فصل فعل مضارع کے اعراب کی قسموں میں ہے اور یہ چار قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ حالت رفعی ضمہ کے ساتھ ،حالت نصبی فتحہ کے ساتھ، حالت جزم سکون کے ساتھ اور یہ مختص ہے مفرد صحیح غی مخاطب کے ساتھ تو کہے گاهُوَ يَضْرِبُ وَ لَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ دوسری قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے ک حالت رفعی ثبوت نون کے ساتھ اور حالت نصب و جزم نون کو حذف کرنے کے ساتھ اور یہ مختص ہے تثنیہ اور جمع مذکر اور مفرد مؤنثہ مخاطبہ کے ساتھ خواہ صحیح ہوں یا غیر صحیح تو کہے گاهُمَا يَفْعَلَانِ وَهُمْ يَفْعَلُوْنَ وَأَنْتِتَفْعَلِيْنَ وَلَنْ يَفْعَلَا وَلَنْ يَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلِيْ وَلَمْ تَفْعَلَا وَلَمْ تَفْعَلُوْا وَلَمْ تَفْعَلِيْ اور تیسری قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے کہ حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور حالت جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص یائی اور واوی کے ساتھ درانحالیکہ وہ تثنیہ اور جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہوں تو کہے گا هُوَ يَرْمِيْ وَيَغْزُوْ وَلَنْ يَرْمِيَ وَلَنْ يَغْزُوَ وَلَمْ يَرْمِ وَلَمْ

يَغْزُ اور چوتھی قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے کہ حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جزم لام حذف کے ساتھاور یہ مختص ہے ناقص الفی کے ساتھ اور وہ ناقص الفی تثنیہ اور جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہو جیسے هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَسْعٰى وَلَمْ يَسْعَ

فعل مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ خالی ہوتا ہے رافع، ناصب اور جازم سے جیسے هُوَيَضْرِبُ وَيَغْزُوْ وَ يَرْمِيْ وَ يَسْعٰى فعل مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہو گا فعل مضارع منصوب کے عامل پانچ حروف ہیں أَنْ،لَنْ،كَيْ،إِذَنْ اور اِنْ اَلْمُقَدَّرَةِ جیسے اُرِيْدُ أَنْ تُحْسِنَ إِلَيَّ (میں ارادہ کرتا ہوں کہ تو میرے ساتھ احسان کرے) أَنَا لَنْ أَضْرِبَكَ (اور میں ہر گز نہیں ماروں گا) أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اور إِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ (اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے گا)

دوسرا درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی

پہلی بات: فعل مضارع کے اعراب کی اقسام دوسری بات: فعل مضارع کا عامل ناصب

پہلی بات: فعل مضارع کے اعراب کی اقسام

فعل مضارع کی باعتبار اعراب کے چار اقسام ہیں:

پہلی قسم: حالت رفع لفظی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب لفظی فتحہ کے ساتھ اور حالت جزم سکون کے ساتھ اور یہ قسم مختص ہے مفرد صحیح کے ساتھ جو واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے علاوہ ہو جیسے هو يَضْرِبُ وَ لَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

دوسری قسم: حالت رفع ثبوت نون کے ساتھ اور حالت نصب و جزم حذف نون کے ساتھ، یہ قسم مختص ہے تثنیہ کے ساتھ اور جمع مذکر کے ساتھ اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے تھ چاہے یہ صیغے صحیح ہوں یا غیر صحیح ہوں یہ کل سات صیغے ہیں جیسے هُمَا يَفْعَلَانِ وَهُمْ يَفْعَلُوْنَ وَأَنْتِ تَفْعَلِيْنَ وَلَنْ يَفْعَلَا وَلَنْ يَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلِيْ وَلَمْ تَفْعَلَا وَلَمْ تَفْعَلُوْا وَلَمْ تَفْعَلِيْ

تیسری قسم: حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب لفظی فتحہ کے ساتھ اور حالت جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص یائی اور واوی کے ساتھ درانحالیکہ وہ تثنیہ اور جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہوں، تو کہے گا هُوَ يَرْمِيْ وَيَغْزُوْ وَلَنْ يَرْمِىَ وَلَنْ يَغْزُوَ وَلَمْ يَرْمِ وَلَمْ يَغْزُ

ناقص یائی اور واوی کے پانچ صیغوں کے ساتھ مختص ہیں وہ یہ ہیں واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنثہ غائبہ، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم۔

چوتھی قسم: حالت رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ اور حالت جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص الفی کے ساتھ درانحالیکہ وہ ناقص الفی تثنیہ اور جمع اور واحدہ مخاطبہ نہ ہو اور وہ کل پانچ صیغے ہیں جیسے هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَسْعٰى وَلَمْ يَسْعَ

فعل مضارع جب مرفوع ہو تو اس کا عامل معنوی ہوتا ہے اور عامل معنوی یہ ہے کہ عامل ناصب اور عامل جازم سے خالی ہو جیسے هُوَيَضْرِبُ وَيَغْزُوْ وَ يَرْمِيْ وَ يَسْعٰى یہ کوفیوں کا مذہب ہے مصنف کے ہاں بھی یہی پسندیدہ ہے اس لیے اسے ذکر فرمایا۔

دوسری بات: فعل مضارع کا عامل ناصب

فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف عاملہ پانچ ہیں:

(۱) أَنْ (۲) لَنْ (۳) كَيْ (۴) إِذَنْ (۵) اِنْ مُقَدَّرَة

پہلا عامل ناصب: أَنْ ہے اور یہ اصل ہے نصب دینے میں اور باقی اسی پر محمول ہیں یہ فعل مضارع کو حتمی طور پر نصب دیتا ہے بشرطیکہ علم او ظن کے بعد نہ ہو جیسے اُرِيْدُ أَنْ تُحْسِنَ إِلَيَّ (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ احسان کرے) اس میں تُحْسِنَ فعل مضارع کو نصب اَنْ نے دیا ہے۔

دوسرا عامل ناصب: لَنْ ہے یہ بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے یہ فعل مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس میں نفی اور تاکید کا معنی پیدا کرتا ہے جیسے أَنَا لَنْ أَضْرِبَكَ (اور میں ہر گز تجھے نہیں ماروں گا) اس میں لَنْ نے أَضْرِبَ فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔

تیسرا عامل ناصب: كَيْ ہے یہ سببیت کا معنی دیتا ہے اس کا ماقبل مابعد کے لیے سبب ہوتا ہے جیسے أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اسلام دخول جنت کا سبب ہے اس میں كَيْ نے أَدْخُلَ فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔

چوتھا عامل ناصب: إِذَنْ ہے یہ بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے دو شرطوں کے ساتھ: (۱) اس کا مابعد اپنے ماقبل کا معمول نہ ہو۔

(۲) مضارع بمعنی مستقبل ہو بمعنی حال نہ ہو اور یہ کسی بات کے جواب کے میں داخل ہوتا ہے جیسے کسی نے کہا أَسْلَمْتُ (میں نے اسلام لایا) تو اس کے جواب میں آپ نے کہا إِذَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ یا آپ نے کہا إِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ اس میں إِذَنْ نے تَدْخُلَ اور يَغْفِرَ کو نصب دیا ہے۔

پانچواں عامل ناصب: اِنْ مقدرہ ہے یہ بھی ملفوظہ کی طرح فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

الدرس الثالث

وَتُقَدَّرُ أَنْ فِيْ سَبْعَةِ مَوَاضِعَ بَعْدَ حَتّٰى نَحْوُ : أَسْلَمْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَلَامِ كَيْ نَحْوُ : قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ. وَلَامِ الْجَحدِ نَحْوُ: ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾، وَالْفَاءِ الْوَاقِعَةِ فِي جَوابِ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالنَّفْيِ وَالتَّمَنِّيْ وَالْعَرْضِ، نَحْوُ: أَسْلِمْ فَتَسْلَمَ، وَلَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ، وَهَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ؟ وَمَا تَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ، وَلَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ، وَأَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا، وَبَعْدَ الْوَاوِ الْوَاقِعَةِ فِيْ جَوَابِ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ كَذَٰلِكَ نَحْوُ أَسْلِمْ وَتَسْلَمَ إِلٰى آخِرِ ه وَبَعْدَ أَوْ بِمَعْنٰى إِلٰى اَنْ اَوْ اِلَّا اَنْ نَحْوُ لَاَحْبِسَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ وَبَعْدَ وَاوِ الْعَطْفِ إِذَا كَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَيْهِ اِسْمًا صَرِيْحًا، نَحْوُ: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَتَخْرُجَ.

ترجمہ:

اور اَنْ سات مواقع میں مقدر ہوتا ہے اول حَتّٰی کے بعد جیسے أَسْلَمْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں نے اسلام قبول کیا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اور لَامِ كَيْ کے بعد جیسے قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ (زید کھڑا ہوا تاکہ وہ جائے)اور لَامِ جَحَد کے بعد جیسے وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ (نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ان کو عذاب دے) اور اس فَاء کے بعد جو واقع ہو امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض کے جواب میں امر جیسے أَسْلِمْ فَتَسْلَمَ (تو اسلام قبول کرلے پس تو محفوظ رہے گا) نہی جیسے لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ (نافرمانی مر کت کہ تو عذاب دیا جائے) استفہام جیسے هَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ؟ (کیا تو نے علم حاصل کیا تاکہ نجات پائے) نفی جیسے مَا تَزُوْرُنَا

فَنُكْرِمَكَ(اور نہیں زیارت کرتا تو تاکہ ہم تیرا اکرام کریں) تمنی جیسے لِيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ (کاش میرے لیے مال ہوتا تاکہ اسے خرچ کرتا) عرض جیسے أَلَا تَنْزِلُ بِنَافَتُصِيْبَ خَيْرًا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا تاکہ پس تو بھلائی پاجائے) اور اس واو کے بعد (أَنْ پوشیدہ ہوتا ہے) اور جو واو ان مقامات مذکورہ بالا کے جواب میں واقع ہو جیسے أَسْلِمْ وَتَسْلِمَ (اسلام لے آاور سلامت رہ آخر تک) اور اس اَوْ کے بعد (أَنْ پوشدیدہ ہوتا ہے) اور جو إِلٰى اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے بعد واقع ہو جیسے لَاَحْبِسَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ (میں تجھ کو ضور الضرور روکوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق دے دے(اور واو عطف کے بعد (اَنْ پوشیدہ ہوتا ہے) جب کہ معطوف علیہ اس میں صریح ہو جیسے أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَتَخْرُجَ (تعجب میں ڈالا مجھ کو تیرے قیام نے یہاں تک تو نکلے)

تیسرا درس

آج کے درس میں ان مقامات کا ذکر کیا جائے گا جن میں اَنْ مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے:

سات مقامات میں ان مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے:

پہلا مقام: حتّٰی کے بعد جیسے أَسْلَمْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْجَنَّةَ یہ اصل میں تھا أَسْلَمْتُ حَتّٰى اَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ یہاں پر أَدْخُلَ فعل مضارع کو اَنْ مقدّرہ نے نصب دیا ہے۔

دوسرا مقام: لَامِ كَيْ کے بعد جیسے قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ یہ اصل میں تھا قَامَ زَيْدٌ لِاَنْ يَذْهَبَ یہاں پر يَذْهَبَ فعل مضارع کو اَنْ نے نصب دیا ہے۔

تیسرا مقام: لَامِ جَحَد کے بعد جیسے وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ یہ اصل میں تھا وَمَا كَانَ اللهُ لِاَنْ يُعَذِّبَهُمْ یہاں پر فعل مضارع کو اَنْ مقدّرہ نے نصب دیا ہے۔

لَامِ جَحَد وہ ہوتا ہے جو کَانَ منفی کے بعد واقع ہو۔

فائدہ: ان تین جگہوں میں اَنْ اس لیے مقدر ہوتا ہے کہ یہ تینوں حروف جارہ ہیں اور حروف جارہ اسم پر داخل ہوتے ہیں نہ کہ فعل پر پس ہم نے ان حروف کے بعد اَنْ مقدّرہ نکالا تاکہ فعل مصدر کے معنی میں ہو جائے اور مصدر اسم ہوتا ہے۔

چوتھا مقام: اَنْ اس فاء کے بعد مقدّرہ ہوتا ہے جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں:

۱)...امر کی مثال: أَسْلِمْ فَتَسْلِمَ یہ اصل میں تھا أَسْلِمْ فَاَنْ تَسْلِمَ (تو اسلام لا تاکہ تو سلامت رہے) تَسْلِمَ کو اَنْ مقدّرہ نے نصب دیا ہے۔

۲)...نہی کی مثال: لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ (نافرمانی نہ کر کہ تجھے عذاب دیا جائے) یہ اصل میں تھا لَا تَعْصِ فَاَنْ تُعَذَّبَ اس میں بھی اَنْ مقدّرہ نے تُعَذَّبَ کو نصب دیا ہے۔

۳)...استفہام کی مثال: هَلْ تَعْلَّمُ فَتَنْجُوَ؟ (کیا تو سیکھتا ہے کہ نجات پائے) یہ اصل میں تھا هَلْ تَعْلَّمُ فَاَنْ تَنْجُوَ؟ تَنْجُوَ کو اَنْ مقدّرہ نے نصب دیا ہے یہاں اَنْ فاء استفہام کے جواب میں واقع ہے۔

۴)... نفی کی مثال: مَا تَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ (تو ہماری زیارت نہیں کرتا کہ ہم تیرا اکرام کریں) یہ اصل میں تھا مَا تَزُوْرُنَا فَاَنْ نُكْرِمَكَ اس میں نُكْرِمَ فعل مضارع کو اَنْ مقدّرہ نے نصب دیا ہے اور یہاں اَنْ فاء نفی کے جواب میں واقع ہے۔

۵)... تمنّی کی مثال: لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ (کاش میرے پاس مال ہوتا کہ میں اس کو خرچ کرتا) یہ اصل میں تھا لَيْتَ لِيْ مَالًا فَاَنْ أُنْفِقَهُ اس میں أُنْفِقَ فعل مضارع کو اَنْ مقدّرہ نے نصب دیا ہے یہاں اَنْ فاء تمنّی کے جواب میں واقع ہے۔

۶)... عرض کی مثال: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا کہ تو بھلائی تک پہنچے) یہ اصل

میں أَلَاَ تَنْزِلُ بِنَافَاَنْ تُصِيْبَ خَيْرًا تھا تُصِيْبَ فعل مضارع کو اَنْ نے نصب دیا اور یہاں اَنْ فاء عرض کے جواب میں واقع ہے۔

پانچواں مقام: اس واو کے بعد اَنْ مقدّر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جو مذکورہ چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو جیسے فاء واقع تھا۔ امر کی مثال جیسے أَسْلِمْ وَتَسْلِمَ (اسلام لا اور تو سلامتی پاتا) یہ اصل میں تھا أَسْلِمْ و اَنْ تَسْلِمَ، اَنْ مقدّرہ نے تَسْلِمَ فعل مضارع کو نصب دیا ہے اور یہاں امر کے جواب میں واقع ہے باقی کو اسی طرح قیاس کر لیں صرف فاء کی جگہ واو آئے گا۔

چھٹا مقام: اس أَوْ کے بعد بھی اَنْ مقدّر ہوتا ہے جو اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے معنی میں ہو جیسے لَاَحْبِسَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ یہاں پر اَوْ اِلٰی اَنْ کے معنی میں ہے تو تقدیری عبارت یہ ہوگی لَاَحْبِسَنَّكَ إِلٰى اَنْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ (البتہ میں تجھے ضرور روکے رکھوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دے دے) اور أَوْ اِلَّا اَنْ کے معنی ہو تو تقدیری عبارت یوں ہوگی لَاَحْبِسَنَّكَ اِلَّافِيْ وَقْتٍ اَنْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ (میں تجھے البتہ ضرور روکے رکھوں گا ہر وقت مگر اس وقت کہ تو مجھے میرا حق دے دے)

ساتواں مقام: واو عاطفہ کے بعد بھی اَنْ مقدّر ہوتا ہے جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو (بلکہ تمام حروف عاطفہ کے بعد مقدّر ہوتا ہے) واو عطف کے بعد اَنْ اس لیے مقدّر مانا جاتا ہے تاکہ فعل کا عطف اسم پر لازم نہ آئے اور جملے کا عطف مفرد پر نہ ہو جیسے أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَ تَخْرُجَ (مجھ کو تیرا کھڑے ہونے اور نکلنے نے تعجب میں ڈالا) اس میں قِيَامُكَ اسم صریح معطوف علیہ اور تَخْرُجَ فعل معطوف ہے اور اس وقت فعل کا عطف اسم پر لازم آتا ہے اور نیز جملہ کا عطف مفرد پر لازم آتا ہے جو ناجائز ہے لہٰذا واو کے بعد اَنْ مقدّر مانا جس سے تَخْرُجَ فعل مصدر کی تاویل میں ہو گیا اور اسم مفرد کا عطف اسم مفرد پر ہو گیا ای أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَخُرُوْجُكَ و تَخْرُجَ وَاَنْ تَخْرُجَ ہو گیا۔

الدرس الرابع

وَيَجُوْزُ إِظْهَارُ أَنْ مَعَ لَامِ كَيْ نَحْوُ: أَسْلَمْتُ لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَمَعَ وَاوِ الْعَطْفِ نَحْوُ: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُك وَأَنْ تَخْرُجَ، وَيَجِبُ إِظْهَارُ «أَنْ» فِيْ لَامِ «كَيْ» إِذَا اِتَّصَلَتْ بِلَا النَّافِيَةِ نَحْوُ: لِئَلَّا يَعْلَمَ. وَاعْلَمْ أَنَّ «أَنْ» اَلْوَاقِعَةَ بَعْدَ الْعِلْمِ لَيْسَتْ هِيَ النَّاصِبَةَ لِلْفِعْلِ الْمُضَارِعِ، وَإِنَّمَا هِيَ الْمُخَفَّفَةُ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ نَحْوُ: عَلِمْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ، قَالَ اللهُ تَعَالىٰ: ﴿عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى﴾، وَ«أَنْ» اَلْوَاقِعَةُ بَعْدَ الظَّنِّ جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ: النَصبُ بِهَا، وَأَنْ تَجْعَلَهَا كَالْوَاقِعَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ نَحْوُ: ظَنَنْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ.

ترجمہ:

اور جائز ہے أَنْ کا ظاہر کرنا لَامِ كَيْ کے ساتھ جیسے أَسْلَمْتُ لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ اور واو عاطفہ کے ساتھ جیسے أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَأَنْ تَخْرُجَ اور واجب ہے أَنْ کا ظاہر کرنا لَامِ كَيْ میں جب وہ ملا ہوا ہو لَا نافیہ کے ساتھ جیسے لِئَلَّا يَعْلَمَ اور جان لو بے شک وہ اَنْ جو عَلِمَ يَعْلَمَ کے بعد واقع ہو وہ فعل مضارع کو نصب دینے والا نہیں ہے بلکہ وہ أَنْ مُخَفَّفَة مِنَ الْمُثَقَّلَةِ ہوگا جیسے عَلِمْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى (جان لیا ہے اللہ تعالیٰ نے تحقیق عنقریب تم میں سے بعض مریض ہوں گے) اور وہ أَنْ جو ظَنَّ يَظُنَّ کے بعد واقع ہونے والا ہو اس میں دو وجہ جائز ہیں کہ ایک یہ کہ ان کی وجہ سے نصب اور یہ کہ تو اس کو بنائے اس أَنْ کے مثل جو عَلِمَ يَعْلَمَ کے الْعِلْمِ نَحْوُ ظَنَنْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ بعد واقع ہونے والا ہو جیسے ظَنَنْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ (میں نے گمان کیا کہ تحقیق وہ عنقریب کھڑا ہوگا یا یہ معنی کہ میں نے گمان کیا اس بات کا کہ عنقریب وہ کھڑا ہوگا)

چوتھا درس

آج کے درس میں أَنْ کے متعلق چار قاعدوں کا ذکر:

پہلا قاعدہ: لَامِ كَيْ اور واو عاطفہ کے ساتھ اَنْ کو ظاہر کرنا جائز ہے لَامِ كَيْ کے ساتھ أَنْ ظاہر کرنے کی مثال: أَسْلَمْتُ لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ واو عطف کے بعد اَنْ ظاہر کرنے کی مثال: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَأَنْ تَخْرُجَ

دوسرا قاعدہ: لَامِ كَيْ جب لَا نافیہ کے ساتھ متصل ہو تو اَنْ کا ظاہر کرنا واجب ہے تاکہ دو لاموں کا اجتماع لازم نہ آئے دو لاموں کے جمع ہونے سے جملہ ثقیل اور بھاری ہو جاتا ہے جیسے لِئَلَّا يَعْلَمَی ہاں لَامِ كَيْ کے بعد أَنْ کو ظاہر کیا گیا ہے یہ اصل میں تھا لِاَنْ لَا يَعْلَمَ البتہ پھر نون کو لَام کر کے لا نافیہ میں مدغم ہو گیا تو لِئَلَّا يَعْلَمُوا۔

تیسرا قاعدہ: وہ أَنْ جو ظَن کے بعد واقع ہو (یعنی ہر اس باب کے بعد واقع ہو جس میں یقین والا معنی ہو) تو وہ أَنْ ناصبہ نہیں ہوگا بلکہ وہ أَنْ مُخَفَّفَة مِنَ الْمُثَقَّلَةِ ہوگا لفظوں میں أَنْ ہوگا لیکن حقیقت میں اَنَّ ہوگا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى یہ اصل میں تھا عَلِمَ أَنَّ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى

چوتھا قاعدہ: وہ أَنْ جو ظن کے بعد واقع ہو اس میں ہو تو اس میں دو وجہ جائز ہیں پہلی وجہ اس کو أَنْ ناصبہ بنایا جائے۔ دوسری وجہ یہ کہ اس کو أَنْ مُخَفَّفَة مِنَ الْمُثَقَّلَةِ بنایا جائے لہٰذا مضارع پر رفع و نصب دونوں جائز ہوں گے جیسے ظَنَنْتُ أَنْ سَيَقُوْمَ اور ظَنَنْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ دونوں جائز ہیں۔

الدرس الخامس

اَلْمَجْزُوْمُ عَامِلُهُ: لَمْ وَلَمَّا وَلَامُ الْأَمْرِ وَلَا فِيْ النَّهْيِ وَكَلِمُ الْمُجَازَاتِ، وَهِيَ: إِنْ وَمَهْمَا وَإِذْ مَا وَحَيْثُمَا وَأَيْنَ وَمَتٰى وَمَنْ وَأَيُّ وَأَنّٰى وَإِنْ اَلْمُقَدَّرَةُ، نَحْوُ: لَمْ يَضْرِبْ، وَلَمَّا يَضْرِبْ، وَلِيَضْرِبْ، وَلا تَضْرِبْ، وَإِنْ تَضْرِبْ اِضْرِبْ ... إِلٰى آخِرِهَا. وَاعْلَمْ أَنَّ «لَمْ» تَقْلِبُ الْمُضَارِعَ مَاضِيًا منفياً، وَلَمَّا كَذٰلِكَ، إِلَّا اَنَّ فِيْهَا تَوَقُّعًا بَعْدَهُ وَدَوَامًا قَبْلَهُ نَحْوُ: قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ، وَاَيْضًا يَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ بَعدَ «لَمَّا» خَاصَّةً تَقُوْلُ: نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا، أَيْ لَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ، وَلَا تَقُوْلُ: نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ.

وَاَمَّا كَلِمُ الْمُجَازَاتِ حَرْفًا كَانَتْ أَوْ اِسْمًا فَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ لِتَدُلَّ عَلٰى أَنَّ الْأُوْلٰى سَبَبٌ لِلثَّانِيَةِ، وَتُسَمَّى الْأُوْلٰى شَرْطًا، وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً، ثُمَّ إِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَالْجَزَاءُ مُضَارِعَيْنِ يَجِبُ الْجَزْمُ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ: إِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ، وَإِنْ كَانَا مَاضِيَيْنِ لَمْ تَعْمَلْ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ: إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ، وَإِنْ كَانَ الْجَزَاءُ وَحْدَهُ مَاضِيًا يَجِبُ الْجَزْمُ فِي الشَّرْطِ نَحْوُ: إِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ، وَإِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَحْدَهُ مَاضِيًا جَازَ فِي الْجَزَاءِ الْوَجْهَانِ، نَحْوُ: إِنْ جِئْتَنِيْ اُكْرِمْكَ وَاُكْرِمُكَ.

ترجمہ:

فعل مضارع مجزوم کا عامل لَمْ اور لَمَّا اور لام امر اور لائے نہی اور کلمات مجازات یعنی کلمات شرط و جزا ہیں اور کلمات مجازات یہ ہیں إِنْ، مَهْمَا ،إِذْ مَا ،حَيْثُمَا ،أَيْنَ ،مَتٰى ،مَنْ ،أَيُّ ،أَنّٰى ہیں اور وہ اِنْ جو مقدر ہوتا ہے (شرط کے ساتھ) جیسے لَمْ يَضْرِبْ وَلَمَّا يَضْرِبْ وَلِيَضْرِبْ وَلا تَضْرِبْ وَإِنْ تَضْرِبْ اِضْرِبْ... إِلٰى آخِرِهَا وَإِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اور جان لو کہ تحقیق لَمْ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور لَمَّا بھی اسی طرح فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے مگر بے شک لَمَّا میں امید ہوتی ہے اس کے بعد اور دوام ہوتا ہے اس سے پہلے جیسے قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ (کھڑا ہوا امیر ابھی تک سوار نہیں ہوا) اور اسی طرح جائز ہے فعل کا حذف کرنا لَمَّا کے بعد خاص کر کے تو کہے گا نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا (شرمندہ ہوا زید اور نہیں) یعنی (نفع نہیں دیا اس کو شرمندگی نے) اور تو یہ نہیں کہے گا نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ اور بہر حال کلمات مجازات خواہ حرف ہوں یا اسم پس یہ داخل ہوتے ہیں دو جملوں پر تا کہ دلالت کرے اس بات پر کہ پہلا جملہ سبب ہوتا ہے دوسرے جملہ کے لیے اور ان میں سے پہلے کا نام رکھا جاتا ہے شرط اور دوسرے کا جزا پھر اگر شرط اور جزا دونوں فعل مضارع ہوں تو ان دونوں میں لفظاً جزم واجب ہے جیسے إِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ اور اگر وہ دونوں ماضی ہوں تو کلمات مجازات ان دونوں پر لفظاً عمل نہیں کریں گے جیسے إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور اگر جزا اکیلا ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہے جیسے إِنْ

تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ اور اگر شرط اکیلے ماضی ہو تو جزا میں دو صورتیں جائز ہیں جیسے إِنْ جِئْتَنِيْ أُكْرِمْكَ وَ أُكْرِمُكَ۔

پانچواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: فعل مضارع کے عامل جازم کا ذکر

دوسری بات: لَمْ اور لَمَّا کا عمل اور ان کے درمیان فرق

تیسری بات: کلمات مجازات اور ان کا عمل

چوتھی بات: کلمات مجازات کی عمل کے اعتبار سے چار صورتیں

پہلی بات: فعل مضارع کے عامل جازم کا ذکر

فعل مضارع کے عامل جازم: لَمْ ،لَمَّا، لام امر ،لائے نہی اور کلمات مجازات اور وہ ہیں إِنْ ،مَهْمَا،إِذْ مَا، حَيْثُمَا، أَيْنَ ، مَتٰى، مَنْ ، أَيُّ ، أَنّٰى اور وہ اِنْ جو مقدر ہوتا ہے۔کلمات مجازات سے مراد وہ کلمات ہیں جو شرط اور جزاء پر داخل ہوتے ہیں ۔مثالیں: بالترتیب جیسے لَمْ يَضْرِبْ ،لَمَّا يَضْرِبْ ،لِيَضْرِبْ ،لا تَضْرِبْ ،إِنْ تَضْرِبْ، اَضْرِبْ

دوسری بات: لَمْ اور لَمَّا کا عمل اور ان کے درمیان فرق

لَمْ اور لَمَّا کا عمل: لَمْ اور لَمَّا فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

لَمْ اور لَمَّا کے درمیان فرق

پہلا فرق: لَمَّا زمانہ تکلم کے بعد نفی ہونے کی امید ہوتی ہے اور زمانہ تکلم سے پہلے دوام ہوتا ہے جیسے قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكُبْ (امیر کھڑا ہوا ہے اور سوار نہیں ہوا) یعنی سوار ہونے کی امید ہے لیکن قَامَ الْاَمِيْرُ لَمْ يَرْكُبْ میں سوار ہونے کا امکان نہیں۔

دوسرا فرق: لَمَّا کے بعد فعل کو حذف کرنا جائز ہے کوئی قرینہ موجود ہو جیسے نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا یہ اصل میں لَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ تھا جب کہ لَمْ میں یہ جائز نہیں پس تو نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ نہیں کہہ سکتا۔

تیسری بات: کلمات مجازات کا عمل

کلمات مجازات خواہ حروف ہوں یا اسم ان کے حوالے سے دو باتیں ذکر کی جائیں گی

پہلی بات: یہ کہ یہ کلمات دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں جن میں سے پہلا جملہ دوسرے جملے کے لیے سبب ہوتا ہے اور پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزا کہتے ہیں۔

دوسری بات: یہ کہ کلمات مجازات کی عمل کے اعتبار سے تین صورتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

چوتھی بات: کلمات مجازات کی عمل کے اعتبار سے چار صورتیں

پہلی صورت: کلمات مجازات جن دو جملوں پر داخل ہوں اگر وہ دونوں جملے فعل مضارع کے ہوں تو یہ فعل مضارع کے دونوں جملوں کو جزم دیں گے اور اس صورت میں لفظًا جزم دینا واجب ہے کیونکہ مضارع معرب ہے اس میں جزم آسکتی ہے جیسے إِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ (اگر تو میری عزت کرے گا تو میں بھی تیری عزت کروں گا)

دوسری صورت: اگر شرط اور جزا والے دونون جملے ماضی کے ہوں تو اس صورت میں کلمات مجازات ان دونوں جملوں میں لفظی عمل نہیں کرینگے کیونکہ ماضی مبنی ہوتی ہے۔ لفظوں میں عامل کا اثر ظاہر نہیں ہوگا جیسے إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا)

تیسری صورت: اگر صرف جزا ماضی ہو اور شرط والا جملہ مضارع ہو تو شرط یعنی فعل مضارع میں جزم واجب ہوگی جزا میں جزم واجب نہیں ہوگی کیونکہ وہ ماضی ہے جیسے إِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا)

چوتھی صورت: اگر شرط والا جملہ ماضی ہو اور جزا والا جملہ فعل مضارع ہو تو اس وقت جزا میں دو صورتیں جائز ہیں ایک جزم دوسری رفع۔ جزم اس لیے کہ جزا مضارع معرب ہے جزم کی صلاحیت رکھتا ہے اور رفع اس لیے کہ جب شرط پر اس کے ماضی ہونے کی وجہ سے جزم نہیں آیا تو اس کے تابع ہو کر جزا میں بھی جزم نہ ہونی چاہیے جیسے إِنْ جِئْتَنِيْ أُكْرِمْكَ اور أُكْرِمُكَ دونوں جائز ہیں (اگر تو میرے پاس آیا تو میں تیرا اکرام کروں گا)

الدرس السادس

وَاعْلَمْ أَنَّه إِذَا كَانَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا بَغَيْرِ «قَدْ» لَمْ يَجُزِ الْفَاءُ فِيهِ نَحْوُ: إِنْ أَكْرَمْتَنِيْ أَكْرَمْتُكَ، قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿وَمَنْ دخَلَه كَانَ آمِنًا﴾، وَإِنْ كَانَ مُضَارِعًا مُثْبَتًا أَوْ مَنْفِيًّا بِلَا جَازَ فِيهِ الْوَجْهَانِ نَحْوُ: إِنْ تَضْرِبْنِيْ أَضْرِبْك، أَوْ فَأَضْرِبُك، وَإِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا أَضْرِبْك أَوْ فَلَا أَضْرِبُكَ، وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْجَزَاءُ أَحَدَ الْقِسْمَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ فَيَجِبُ فِيهِ الْفَاءُ، وَذٰلِك فِيْ أَرْبَعِ صُوَرٍ، اَلْأُوْلٰى: أَنْ يَكُوْنَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا مَعَ قَدْ، كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ﴾، وَالثَّانِيَةُ: أَنْ يَكُوْنَ مُضَارِعًا مَنْفِيًّا بِغَيْرِ لَا كَقَوْلِه تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يَبْتغَ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ وَالثَّالِثَةُ: أَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً كَقَوْلِه تَعَالى: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَه عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾، وَالرَّابِعَةُ: أَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً إِنْشَائِيَّةً إِمَّا أَمْرًا كَقَوْلِه تَعَالى: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ وَإِمَّا نَهْيًا كَقَوْلِه تَعَالٰى: ﴿فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ﴾. وَقَدْ تَقَعُ إِذَا مَعَ الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ مَوضِعَ الْفَاءِ كَقَوْلِه تَعَالٰى: ﴿وَإِنْ تُصِبْهُمْ

سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ﴾.

ترجمہ:

اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب جزا فعل ماضی ہو بغیر قد کے تو اس میں فاء لانا جائز نہیں ہے جیسے إِنْ أَكْرَمْتَنِيْ أَكْرَمْتُكَ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَمَنْ دخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا (وہ شخص جو اس بیت اللہ میں داخل ہو تو ہوگا امن والا) اور اگر جزا فعل مضارع مثبت یا منفی بلا ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے إِنْ تَضْرِبْنِيْ أَضْرِبْكَ یافَأَضْرِبُكَ اور إِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا أَضْرِبْكَ یا فَلَا أَضْرِبُكَ اور اگر جزا مذکورہ دونوں قسموں میں سے کوئی ایک قسم نہ ہو تو پس واجب ہے اس میں فاء اور یہ چار صورتوں میں ہے اول یہ کہ جزا ماضی قد کے ساتھ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ (اگر اس نے چوری کی ہے تو پس اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی اس سے پہلے) دوسری صورت یہ ہے کہ مضارع منفی بغیر لا کے ہو جیسے وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (اور جو اسلام کے علاوہ اور کوئی دین تلاش کرے گا وہ اس سے ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا)

تیسری صورت یہ ہے کہ جزا جملہ اسمیہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (جو شخص ایک نیکی لائے گا اس کے لیے دس نیکیاں ہوں گی)

اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جزا جملہ انشائیہ امر ہو جیسے قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (اے محمد ﷺ فرمادیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو) یا نہی ہو جیسے فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ (اگر تم ان عورتوں کو مؤمن جانو تو ان کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ) اور کبھی کبھی جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو فاء کی جگہ اذا (مفاجاتیہ) واقع ہوتا ہے جیسے وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ (اور اگر کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جو ان کے ان گناہوں کے سبب سے ہے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں تو وہ اچانک ناامید ہو جاتے ہیں)۔۔

چھٹا درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: جزا پر فاء کے داخل ہونے کے جواز اور عدم جواز کے اعتبار سے صورتیں

دوسری بات: وہ صورتیں جہاں جزا میں فاء کا لانا واجب ہے

تیسری بات: جزا جب جملہ اسمیہ ہو تو کبھی فاء کی جگہ اِذَا مفاجاتیہ لانے کا ذکر

پہلی بات: جزاپر فاء کے داخل ہونے کے جواز اور عدم جواز کے اعتبار سے صورتیں

پہلی صورت: جس میں فاء کو جزاپر لانا ممتنع ہے وہ صورت یہ ہے کہ جب جزاماضی ہو بغیر قد کے تو اس میں فاء کالانا جائز نہیں ہے کیونکہ حرف شرط نے ماضی کے معنی میں اثر کیا ہے کہ اس کو مستقبل کے معنی میں کر دیا ہے لہٰذا جزا کو شرط کے ساتھ ربط دینے کے لیے کسی اور حرف کی ضرورت نہیں۔

پہلی مثال: إِنْ أَكْرَمْتَنِيْ أَكْرَمْتُكَ اس میں أَكْرَمْتُكَ ماضی بغیر قد کے ہے لہٰذا اس پر فاء کالانا جائز نہیں۔

دوسری مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ دخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا اس میں كَانَ ماضی بغیر قد کے ہے لہٰذا فاء کالانا جائز نہیں۔

دوسری صورت: جزامیں فاء کالانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں وہ یہ کہ اگر جزامضارع مثبت ہو یا مضارع منفی ہو لا کے ساتھ تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی فاء کا جزامیں لانا اور نہ لانا۔

مضارع مثبت کی مثال: إِنْ تَضْرِبْنِيْ أَضْرِبْكَ یا فَأَضْرِبُكَ دونوں جائز ہیں۔

مضارع منفی بلا کی مثال: إِنْ تَشْتِمْنِيْ لَاأُضْرِبْكَ یا فَلَا أَضْرِبُكَ دونوں جائز ہیں۔

دوسری بات: وہ صورتیں جہاں جزامیں فاء کالانا واجب ہے

پہلی صورت: جب جزا فعل ماضی قد کے ساتھ ہو تو وہاں جزامیں فاء کالانا واجب ہے جیسے إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ اس میں فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ جزا ہے جو کہ فعل ماضی قد کے ساتھ لہٰذا جزامیں فاء کالانا واجب ہے۔

دوسری صورت: جب فعل مضارع منفی ہو بغیر لا کے تو جزامیں فاء کالانا واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ اس میں فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ جزا فعل مضارع بغیر لا ہے لہٰذا جزامیں فاء کالانا واجب ہے۔

تیسری صورت: جب جزاجملہ اسمیہ ہو تو جزامیں فاء کالانا واجب ہے جیسے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا اس میں فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جزا ہے جو کہ اسمیہ ہے لہٰذا فاء جزائیہ لانا واجب ہے۔

چوتھی صورت: جب جملہ انشائیہ جزامیں واقع ہو تو بھی جزامیں فاء کالانا واجب ہے پھر جملہ انشائیہ چاہے امر ہو یا نہی۔

امر کی مثال: جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ اس میں فَاتَّبِعُوْنِيْ جزا ہے اور جملہ انشائیہ امر ہے لہٰذا فاء کالانا واجب ہے۔

نہی کی مثال: جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ اس میں فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ جزا اور انشائیہ نہی ہے لہٰذا جزامیں فاء کالانا واجب ہے۔

تیسری بات: جزاجب جملہ اسمیہ ہو تو کبھی فاء کی جگہ إِذَا مفاجاتیہ لانے کاذکر

جب جزاجملہ اسمیہ ہو تو کبھی کبھی فاء کی جگہ إِذَا مفاجاتیہ بھی آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اس میں وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ اس میں إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ جملہ اسمیہ ہے جس پر فاء کی جگہ إِذَا مفاجاتیہ داخل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح فاء تعقیب والے معنی پر لالت کرتی ہے اسی طرح إِذَا بھی تعقیب والے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

الدرس السابع

وَإِنَّمَا تُقَدَّرُ «إِنْ» بَعْدَ الْأَفْعَالِ الْخَمْسَةِ الَّتِيْ هِيَ الْأَمْرُ نَحْوُ: تَعلَمْ تَنْجُ، وَالنَّهْيُ نَحْوُ: لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ، وَالْإِسْتِفْهَامُ نَحْوُ: هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ، وَالتَّمَنِّيْ نَحْوُ: لَيْتَكَ عِنْدِيْ أَخْدِمْكَ، وَالْعَرْضُ نَحْوُ: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا. وَبَعْدَ النَّفْيِ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَحْوُ: لَا تَفْعَلُ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا، وَذٰلِكَ إِذَا قَصَدَ أَنَّ الْأَوَّلَ سَبَبٌ لِلثَّانِيْ كَمَا رَأَيْتَ فِي الْأَمْثِلَةِ، فَإِنَّ مَعْنٰى قَوْلِنَا: تَعلَمْ تَنْجُ، هُوَ إِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ، وَكَذٰلِكَ الْبَوَاقِيْ، فَلِذٰلِك اِمْتَنَعَ قَوْلُكَ: لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ؛ لِامْتِنَاعِ السَّبَبِيَّةِ؛ إِذْ لَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ: إِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ.

ساتواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: إِنْ شرطیہ پانچ افعال کے بعد مقدّر ہو کر فعل مضارع کو جزم دیتا ہے

دوسری بات: إِنْ بعض مواقع پر نفی کے بعد بھی مقدّر ہوتا ہے

پہلی بات: إِنْ شرطیہ پانچ افعال کے بعد مقدّر ہو کر فعل مضارع کو جزم دیتا ہے

پہلی جگہ: امر کے بعد إِنْ مقدّر ہوتا ہے جیسے تَعَلَّمْ تَنْجُ (تو اگر سیکھے گا تو نجات پائے گا) یہ اصل میں تھا تَعَلَّمْ إِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ

دوسری جگہ: نہی کے بعد بھی اِنْ مقدّر ہوتا ہے جیسے لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ اصل عبارت یہ ہے لَا تَكْذِبْ إِنْ لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ (جھوٹ مت بول اگر تو جھوٹ نہیں بولے گا تو تیرے لیے بہتر ہو گا)

تیسری جگہ: استفہام کے بعد جیسے هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ (کیا تو ہماری زیارت کرے گا اگر تو ہماری زیارت

کرے گا تو ہم تیری عزت کریں گے) اصل عبارت یہ تھی هَلْ تَزُوْرُنَا إِنْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ

چوتھی جگہ: تمنّی کے بعد جیسے لَيْتَكَ عِنْدِيْ أَخْدِمْكَ اصل عبارت یہ تھی لَيْتَكَ عِنْدِيْ اَخدمک یعنی لیتك عندی ان تکن عندی، تَكُنْ عِنْدِيْ أَخْدِمْكَ (کاش تو میرے پاس ہوتا اگر تو میرے پاس ہوتا تو میں تیری خدمت کرتا)

پانچویں جگہ: عرض کے بعد جیسے أَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا اصل عبارت یہ تھی أَلَا تَنْزِلُ بِنَا إِنْ تَنْزِلْ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں اترتے اگر آپ ہمارے پاس اترتے تو آپ بھلائی کو پہنچتے)

دوسری بات: اِنْ بعض مواقع پر نفی کے بعد بھی مقدّر ہوتا ہے

إِنْ بعض مواقع پر نفی کے بعد بھی مقدّر ہوتا ہے جیسے لَاتَفْعَلُ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا(شر کا کام نہ کرو تیرے لیے بہتر ہوگا) یہ اصل یہ تھا إِنْ لَاتَفْعَلُ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا

فائدہ: یہ عبارت شاید سہواً ذکر کی گئی ہے ورنہ یہ بات درست نہیں ہے کہ إِنْ نافیہ کے بعد مقدّر ہوتا ہے کیونکہ نفی خبر محض ہے اس میں طلب کے معنی نہیں ہوتے اور إِنْ وہاں مقدّر ہوتا ہے جہاں طلب کے معنی ہوں۔

إِنْ کے مقدّر ہونے کے لیے شرط:

وَ ذٰلِكَ إِذَا قَصَدَ....الخ اس عبارت سے یہ بات بتائی جارہی ہے کہ اشیائے مذکورہ کے بعد اِنْ شرطیہ مقدّر کرنا اس وقت ہے جب یہ قصد کیا جائے کہ اول ثانی کے لیے سبب ہے اور جہاں اول ثانی کے لیے سبب نہ ہو وہاں شرط فوت ہونے کی وجہ سے ان کو مقدّر کرنا درست نہ ہوگا مذکورہ اشیائے خمسہ میں چونکہ اول ثانی کے لیے سبب ہے اس لیے ان کا مقدّر کرنا درست ہے جیسے ہمارے قول تَعَلَّمْ تَنْجُ کا معنی ہے کہ إِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ (اگر تو سیکھے گا تو نجات پائے گا) اب یہاں سیکھنا نجات کا سبب ہے اسی طرح باقی مثالوں پر غور کریں وہاں اول ثانی کے لیے سبب ہے۔

اسی وجہ سے تیرا یہ قول ممتنع ہوگا جیسے لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ(کفر مت کر داخل ہو جائے گا نار میں) یہاں اگرچہ لَاتَكْفُرْ نہی ہے کیونکہ اِنْ مقدّر کرنے کی صورت میں عبارت یوں ہوگی إِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ (اگر تو کفر نہ کرے تو نار میں داخل ہوگا) حالانکہ یہ درست نہیں بلکہ وہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے اور نار میں داخل ہونے کا سبب کفر ہے پس یہاں اول ثانی کے لیے سبب نہ ہونے کی وجہ سے ان کا مقدّر کرنا درست نہیں ہے۔

الدرس الثامن

الْأَمْرُ

وَالثَّالِثُ الْأَمْرُ، وَهُوَ صِيْغَةٌ يُطْلَبُ بِهَا الْفِعْلُ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ بِأَنْ تَحْذِفَ مِنَ الْمُضَارِعِ حَرْفَ الْمُضارَعَةِ ثُمَّ تَنْظُرَ فَإِنْ كَانَ مَا بَعْدَ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ سَاكِنًا زِدتَّ هَمزَةَ الْوَصْلِ مَضْمُوْمَةً إِنِ انْضَمَّ ثَالِثُهُ نَحْوُ: اُنْصُرْ، مَكسورَةً إِنِ انْفَتَحَ أَوِ انكَسَرَ ثَالِثُهُ كَاِعْلَمْ وَاِضْرِبْ وَاسْتَخرِجْ، وَإِنْ كَانَ مُتَحَرِّكا فَلَا حَاجَةَ إِلَى الْهَمْزَةِ نَحْوُ: عِدْ وَحَاسِبْ، وَالْأَمْرُ مِنْ بَابِ الْإِفْعَالِ مِنَ الْقِسْمَ الثَّانِيْ، وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلٰى عَلَامَةِ الْجَزْمِ، كَاِضْرِبْ وَاُغْزُ وَارْمِ وَاسْعَ وَاِضْرِبَا وَاضْرِبُوْا وَاضْرِبِيْ.

ترجمہ:

اور تیسرا امر ہے اور امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل حاضر سے فعل طلب کیا جاتا ہے بایں صورت کہ فعل مضارع سے حرف مضارع (علامت مضارع) کو حذف کر دیا جائے تو دیکھ پس اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہے تو ہمزہ وصل مضموم اس کے شروع میں اضافہ کردے اگر اس کا تیسرا حرف (یعنی عین کلمہ) مضموم ہو جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اور ہمزہ مکسور کا شروع میں اضافہ کر دے اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو جیسے یَعْلَمُ سے اِعْلَمْ اور یَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور یَسْتَخْرِجُ سے اسْتَخْرِجْ اور اگر حرف مضارعت کے بعد والا حرف متحرک ہے تو ہمزہ وصلی کی ضرورت نہیں ہے جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور یُحَاسِبُ سے حَاسِبْ اور امر کا صیغہ باب افعال سے قسم ثانی سے آتا ہے اور وہ علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے، کَاِضْرِبْ وَ اُغْزُ وَارْمِ وَ اِسْعَ وَ اِضْرِبَاوَ اِضْرِبُوْا وَ اِضْرِبِیْ، جیسے اِضْرِبْ وَ اُغْزُ وَارْمِ وَ اِسْعَ وَ اِضْرِبَاوَ اِضْرِبُوْا وَ اِضْرِبِیْ۔

آٹھواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: امر کی تعریف — دوسری بات: امر بنانے کا طریقہ

تیسری بات: سوال مقدّر کا جواب — چوتھی بات: امر کا اعراب

پہلی بات: امر کی تعریف

امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے۔

دوسری بات: امر بنانے کا طریقہ

امر حاضر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع سے علامت مضارع کو حذف کرنے بعد دیکھیں کہ اس کے بعد ساکن ہے متحرک اگر ساکن ہے تو عین کلمہ کو دیکھیں گے اگر وہ مضموم ہے تو اس کے شروع میں ہمزہ وصلی مضموم کا اضافہ کیا جائے گا جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اور اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہے تو شروع میں ہمزہ مکسورہ اضافہ کیا جائے گا جیسے **يَعْلَمُ سے اِعْلَمْ اور يَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور يَسْتَخْرِجُ سے اسْتَخْرِجْ** اور اگر علامت مضارع کو حذف کرنے بعد مابعد والا حرف متحرک ہو تو اس صورت میں اِس کو اپنے حال پر چھوڑیں گے شروع میں ہمزہ لانے کی ضرورت نہیں ہے پس آخر میں وقف کر دیں گے جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور تُحاسِبُ سے حَاسِبْ

تیسری بات: سوال مقدّر کا جواب

سوال: آپ کا دعٰوی درست نہیں ہے کہ اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ مضمومہ لائیں گے اور اگر مفتوح یا مکسور ہو تو شروع میں ہمزہ مکسور لائیں گے کیونکہ باب افعال میں تُکْرِمُ سے علامت مضارع کو حذف کیا تو بعد والا حرف ساکن تھا پس عین کلمہ مکسور ہونے کی وجہ سے اس کے شروع میں ہمزہ مکسورہ آنا چاہیے تھا جب کہ ہمزہ مفتوحہ آرہا ہے جیسے اَکْرِمْ

جواب: باب افعال کا امر دوسری قسم سے ہے اس لیے کہ اس میں علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد دوسرا حرف ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے اس لیے کہ تُکْرِمُ اصل میں تُأَکْرِمُ تھا تاء کے حذف کرنے کے بعد ہمزہ قطعی ہے جو کہ متحرک ہے اس لیے کہ ہمزہ لایا ہی نہیں گیا اور جو ہمزہ نظر آرہا ہے وہ قطعی ہے وصلی نہیں۔

چوتھی بات: امر کا اعراب

امر حاضر معلوم علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے اور علامت جزم تین ہیں:

۱)... سکون کے ساتھ جیسے اِضْرِبْ

۲)... حرف علت کے حذف کے ساتھ جیسے اُغْزُ ، اِرْمِ ، اِسْعَ

۳)... نون اعرابی کے حذف کرنے کے ساتھ جیسے اِضْرِبَا ، اِضْرِبُوْا ، اِضْرِبِيْ

الدرس التاسع

فِعْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ

فَصْلٌ: فِعْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ هُوَ فِعْلٌ حُذِفَ فَاعِلُهُ وَأُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ بِهِ مَقَامَهُ، وَيُخْتَصُّ بِالْمُتَعَدِّيْ، وَعَلَامَتُهُ فِي الْمَاضِيْ أَنْ يَكُوْنَ أَوَّلُه مَضْمُوْمًا فَقَطْ، وَمَا قَبْلَ آخِرِهِ مَكْسُوْرًا فِي الْأَبْوَابِ الَّتِيْ لَيْسَتْ فِيْ أَوَائِلِهَا هَمْزَةُ وَصْلٍ وَلَا تَاءٌ زَائِدَةٌ، نَحْوُ: ضُرِبَ وَدُحْرِجَ وَاُكْرِمَ، وَأَنْ يَكُوْنَ أَوَّلُهُ وَثَانِيهِ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبلَ آخِرِهِ كَذَلِكَ فِيْمَا فِيْ أَوَّلِه تَاءٌ زَائِدَةٌ، نَحْوُ: تُفُضِّلَ وَتُضُوْرِبَ، وَأَنْ يَكُوْنَ أَوَّلُهُ وَثَالِثُهُ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبلَ آخِرِهِ مَكْسُورًا كَذَلِكَ فِيْمَا فِيْ أَوَّلِه هَمْزَةُ وَصْلٍ، نَحْوُ: اُسْتُخْرِجَ وَاُقْتُدِرَ، وَالْهَمْزَةُ تَتْبَعُ الْمَضْمُوْمَ إِنْ لَمْ تُدْرَجْ. وَفِي الْمُضَارِعِ أَنْ يَكُوْنَ حَرْفُ الْمُضَارَعَةِ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ آخِرِهِ مَفْتُوْحًا نَحْوُ: يُضْرَبُ وَيُسْتَخْرَجُ، إِلَّا فِيْ بَابِ الْمُفَاعَلَةِ وَالْإِفْعَالِ وَالتَّفْعِيلِ وَالْفَعْلَلَةِ وَمُلْحَقَاتِهَا الثَّمَانِيَةِ فَإِنَّ الْعَلَامَةَ فِيْهَا فَتْحُ مَا قَبْلَ الْآخِرِ فَقَطْ نَحْوُ: يُحَاسَبُ وَيُدَحْرَجُ، وَفِي الْأَجْوَفِ فِيْ مَاضِيْهِ: قِيْلَ وَبِيعَ، وَبِالْاِشْمَامِ قِيْلَ وَبِيعَ، وَبِالْوَاوِ قُولَ وَبُوِعَ، وَكَذَلِكَ بَابُ اُخْتِيْرَ وَاُنْقِيْدَ، دُوْنَ اُسْتَخِيْرَ وَاُقِيْمَ؛ لِفَقْدِ فُعِلَ فِيْهِمَا، وَفِي مُضَارِعِهِ تُقْلَبُ العَينُ أَلِفًا نَحْوُ: يُقَالُ وَيُبَاعُ، كَمَا عَرَفْتَ فِي التَّصرِيفِ مُسْتَقْصًى.

ترجمہ:

فِعْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ وہ فعل ہے جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا گیا ہو اور یہ فعل متعدی کے ساتھ خاص ہے اور اس کی علامت ماضی میں یہ ہے کہ اس کے شروع میں حرف مضموم ہو فقط اور آخر سے پہلا حرف مکسور ہو ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزہ وصل اور تاء زائدہ نہ ہو جیسے ضُرِبَ ،دُحْرِجَ، اُكْرِمَ اور یہ کہ اس کا اول اور ثانی مضموم ہو اور اس کے آخر سے ما قبل والا حرف اسی طرح ہو (یعنی مکسور ہو) ان ابواب میں جن کے پہلے حرف میں تاء زائد ہو جیسے تُفُضِّلَ اور تُضُوْرِبَ اور یہ کہ اس کا اول اور ثالث حرف مضموم اور اس کے آخر سے ما قبل والا بھی ایسا ہی ہو (یعنی مکسور ہو) ان ابواب میں جب کہ اول میں ہمزہ وصل ہو جیسے اُسْتُخْرِجَ اور اُقْتُدِرَ اور ہمزہ تابع ہوگا حرف مضموم کے اگر درمیان نہ ہو۔ اور فعل مضارع میں فعل مجہول کی علامت یہ ہے کہ حرف مضارع مضموم ہو اور آخر سے ما قبل والا حرف مفتوح ہو جیسے يُضْرَبُ اور يُسْتَخْرَجُ مگر باب مُفَاعَلَة اور اِفْعَال اور تَفْعِيْل اور فَعْلَلَة اور ان کے آٹھوں ملحق ابواب میں کیونکہ مجہول کی علامت ان ابواب میں ما قبل آخر کا فتحہ ہے جیسے يُحَاسَبُ اور يُدَحْرَجُ اور اجوف میں اس

کی فعل مجہول کی ماضی قِيْلَ اوربِيعَ ہے اوراشمام کے ساتھ بھی قِيْلَ اور بِيعَ اور واو کے ساتھ قُولَ اور بُوعَ بھی پڑھا گیا ہے ،اسی طرح اُخْتِيْرَاور اُنْقِيْدَ کا باب ہے مگر اُسْتَخِيْرَاور اُقِيْمَ نہیں پڑھا گیا ہے فُعِلَ کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان دونوں میں اوراس مضارع کے صیغہ میں عین کلمہ الف سے بدل دیا جائے گا جیسے يُقَالُ اور يُبَاعُ جیساکہ صرف کی کتابوں میں آپ تفصیل سے ان قواعد کو پڑھ چکے ہیں۔

نواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: فعل مجہول کی تعریف

دوسری بات: فعل مجہول کی علامت کے اعتبار سے تین صورتیں

تیسری بات: فعل مضارع مجہول کی علامت

چوتھی بات: باب مُفاعَلَة **اور** إِفْعَال وغیرہ میں فعل مضارع مجہول کی علامت

پانچویں بات: اجوف میں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی علامت

پہلی بات: فعل مجہول کی تعریف

فعل مجہول وہ فعل ہوتا ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور اس کی جگہ مفعول کو رکھ دیا گیا ہو اور یہ مختص ہے فعل متعدی کے ساتھ کیونکہ عل لازم کا مفعول نہیں ہوتا۔

دوسری بات: فعل مجہول کی علامت کے اعتبار سے تین صورتیں

پہلی علامت: یہ ہے کہ ماضی کا صرف پہلا حرف مضموم ہوتا ہے اور آخر سے پہلے والا حرف مکسور ہوتا ہے اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں ہمزہ وصلیہ اور تاء زائدہ نہیں ہوتی ہے۔

ثلاثی مجرد مجہول کی مثال: ضُرِبَ (مارا گیا) رباعی مجرد مجہول کی ماضی سے مثال: دُحْرِجَ (بہت پھیرا گیا)

ثلاثی مزید فیہ سے ماضی مجہول کی مثال: اُكْرِمَ (اکرام کا کیا گیا)

دوسری علامت: یہ ہے کہ ماضی کا پہلا اور دوسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر میں ماقبل مکسور اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں تاء زائدہ ہو باب تفعّل سے ماضی مجہول جیسے تُفُضِّلَ اور تفاعل سے ماضی مجہول جیسے تُضُوْرِبَ اور باب تفعلل سے ماضی مجہول جیسے تُدُحْرِجَ

تیسری علامت: یہ ہے کہ ماضی کا پہلا اور تیسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر سے پہلے والا حرف مکسور ہو اور یہ

علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں ہمزہ وصلیہ آتا ہے باب استفعال ماضی مجہول جیسے اُسْتُخْرِجَ اور باب افتعال ماضی مجہول جیسے اُقْتُدِرَ

وَالْهَمْزَةُ تَتْبَعُ الْمَضْمُوْمَ إِنْ لَمْ تُدْرَجْ: یہ عبارت کلام سابق کا تتمہ ہے یعنی ماضی مجہول میں ہمزہ وصل مضموم ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس کے مابعد حرف مضموم ہوتا ہے (اگرچہ ہمزہ وصل میں کسرہ ہے) لیکن ہمزہ وصل کا حرف مضموم کے تابع ہونا اس وقت جب کہ ہمزہ تلفظ میں ساقط نہ ہو اس لیے کہ اگر وہ مکسور ہو تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آئے گا اور عربوں کے ہاں یہ ناپسندیدہ ہے جیسا کہ ضمّہ سے کسرہ کی طرف خروج ناپسندیدہ ہے اور حرف ساکن بیچ میں آنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ حرف ساکن کوئی مانع قوی نہیں ہے کیونکہ سکون ایک مردہ صفت ہے جس کی وجہ سے حرف ساکن ایک مردہ حرف ہے پس اس کا ہونا نہ ہوا ن برابر ہے لہٰذا حرف ساکن کوئی مانع نہیں لیکن اگر ہمزہ وصل تلفظ میں ساقط ہو جائے تو اس وقت وہ تابعیت سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔

تیسری بات: فعل مضارع مجہول کی علامت

علامت مضارع مضموم ہوتی ہے اور اس کے آخر سے پہلے والا حرف مفتوح جیسے يُضْرَبُ اور يُسْتَخْرَجُ یہ علامت تمام ابواب میں ہو گی سوائے چار بابوں مُفاعَلَة اور إِفْعَال اور تَفْعِيْل اور فَعْلَلَة کے اسی طرح ملحقات ابواب میں جو کہ سات ہیں نہیں ہو گی۔

چوتھی بات: باب مُفاعَلَة اور إِفْعَال وغیرہ میں فعل مضارع مجہول کی علامت

باب مُفاعَلَة اور إِفْعَال اور تَفْعِيْل اور فَعْلَلَة کے ملحقات ابواب میں فعل مجہول کی علامت:

ان ابواب میں مجہول کی علامت حرف آخر کے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے کیونکہ ان ابواب میں معلوم اور مجہول دونوں میں علامت مضارع مضموم ہوتی ہے جیسے يُحَاسَبُ، يُكْرَمُ، يُصَرَّفُ، يُدَحْرَجُ آخر سے ماقبل کا فتحہ اس لیے ہے تاکہ فعل معروف اور مجہول میں امتیاز ہو جائے۔

فَعْلَلَة کے ملحقات یہ ہیں: جَلْبَبَ، قَلْنَسَ، جَوْرَبَ، سَرْوَلَ، شَرْيَفَ، خَيْعَلَ، قَلْسٰى

فائدہ: فَعْلَلَة کے ملحقات سات ہیں بعض نسخوں میں آٹھ لکھنا کاتب کی غلطی ہے۔

پانچویں بات: اجوف میں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی علامت

اجوف کی ماضی مجہول جس کا عین کلمہ الف سے بدلا ہوا س کی تین صورتیں

پہلی صورت: قِيْلَ اور بِيعَ ہے پس قِيْلَ اصل میں قُوِلَ تھا اب قاف کی حرکت دور کرنے کے بعد واو کا کسرہ ماقبل کو

نقل کر کے دے دیا اب واو ساکن ہے اور اس کا ماقبل مکسور واو کو یاء سے بدل دیا گیا ہو تو قِيْلَ ہوا اور بیع اصل میں بُيِعَ تھا یاء کی حرکت دور کرنے کے بعد یاء کا کسرہ یاء کو دے دیا تو بِيعَ ہوا اور یہ لغت آنے والی دونوں لغتوں سے فصیح ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ قِيْلَ اور بِيعَ کا اشمام کے ساتھ پڑھنا اشمام سے مراد یہ ہے کہ فاء کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کی طرف مائل کر کے اور عین کلمہ جو کہ یاء ہے اس کو تھوڑا سا واو کی طرف مائل کر کے پڑھنا تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ فاء کلمہ اصل میں مضموم ہے۔

تیسری صورت: واو ساکنہ کے ساتھ قُوْلَ اور بُوْعَ پڑھنا جو کہ اصل میں قُوِلَ اور بُوِعَ تھے واو اور یاء کی حرکت کو حذف کر دیا گیا اب قُوْلَ اور بِيْعَ ہو گئے پھر بِيْعَ میں يُوْسَر والا قانون جاری ہوا اور یاء کو ضمہ دے دیا اب یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے یاء کو واو سے بدل دیا تو بُوْعَ ہو گیا۔

وَكَذَالِكَ بَابُ أُخْتِيْرَ: یعنی جس طرح اجوف کے ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول میں تین صورتیں ہیں اسی طرح اجوف کے باب افتعال اور انفعال کی ماضی مجہول میں بھی تین صورتیں جاری ہو سکتی ہیں کیونکہ اول دو حرفوں کو ہٹا دیں تو فعل کا وزن تیار ہو جاتا ہے تو یہ فعل حکمی ہے اب أُخْتِيْرَ سے تِيْرَ اور اُنْقِيْدَ سے قِيْدَ ہوئے اب یہ قِيْلَ اور بِيعَ کی طرح ہیں لہٰذا ان کو تین طریقے سے پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن اجوف کے باب استفعال اور باب افعال کی ماضی مجہول میں یہ تین صورتیں جاری نہیں ہو سکتیں ان میں صرف پہلی صورت جاری ہو گی کیونکہ ان میں حرف علت سے ماقبل اصل کے اعتبار سے ساکن ہے اصل میں اُسْتَخْيِرَ اور اُقْوِمَ تھے پس ان میں فُعِلَ والا وزن نہیں پایا جاتا ہے۔

فِي مُضَارِعِهِ تُقْلَبُ....الخ: یعنی اجوف کے مضارع مجہول میں عین کلمہ الف سے بدل دیا جائے گا خواہ عین کلمہ میں واو ہو یا یاء ہو جیسا کہ تم علم صرف میں اچھی طرح جان چکے ہیں چنانچہ يَقُوْلُ کو يُقَالُ اور يَبِيْعُ کو يُبَاعُ پڑھا جائے گا۔

الدرس العاشر

فَصْلٌ: اَلْفِعْلُ اِمَّا مُتَعَدٍّ وَهُوَ مَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى غَيْرِ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ، وإِمَّا لَازِمٌ وَهُوَ بِخِلَافِهِ كَقَعَدَ وَقَامَ، وَالْمُتَعَدّى قَدْ يَكُونُ إِلٰى مَفْعُوْلٍ وَاحِدٍ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا، وَإِلٰى مَفْعُوْلَيْنِ كَأَعْطٰى زَيْدٌ عَمْرًوا دِرْهَمًا، وَيَجُوْزُ فِيْهِ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى أَحَدِ مَفْعُوْلَيْهِ كَأَعْطَيْتُ زَيْدًا وَأَعْطَيْتُ دِرْهَمًا، بِخِلَافِ بابِ عَلِمْتُ، وَإِلٰى ثَلَاثَةِ مَفَاعِيْلَ نَحْوَ: أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا، وَمِنْهُ أَرٰى وَاَنْبَأَ وَنَبَّأَ وَأَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَحَدَّثَ، وَهٰذِهِ السَّبْعَةُ مَفْعُوْلُهَا الأَوَّلُ مَعَ الْأَخِيْرِيْنَ كَمَفْعُوْلَىْ أَعْطَيْتُ فِيْ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰى أَحَدِهِمَا، تَقُوْلُ: أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا، وَالثَّانِيْ مَعَ الثَّالِثِ كَمَفْعُوْلَي عَلِمْتُ فِيْ عَدَمِ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰى أَحَدِهِمَا، فَلَا تَقُوْلُ: أَعْلَمْتُ زَيْدًا خَيْرَ النَّاسِ، بَلْ تَقُوْلُ أَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًوا خَيْرَ النَّاسِ.

ترجمہ:

فعل یا متعدی ہوگا اور متعدی وہ فعل ہے جس کے معنٰی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) اور یا لازم ہوگا اور لازم وہ فعل ہے جو اس کے بر خلاف ہو (یعنی اس کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف نہ ہو جو فاعل کے علاوہ ہو) جیسے قَعَدَ وَقَامَ (وہ بیٹھا اور وہ کھڑا ہوا) اور فعل متعدی کبھی مفعول واحد کی طرف ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا اور کبھی فعل متعدی ہوتا ہے دو مفعولوں کی طرف جیسے أَعْطٰى زَيْدٌ عَمْرًا دِرْهَمًا اور جائز ہے، اس میں دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اختصار کرنا جیسے أَعْطَيْتُ زَيْدًا یا أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا بخلاف باب عَلِمْتُ کے اور کبھی فعل متعدی ہوتا ہے تین مفعولوں کی طرف جیسے أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا (اللہ تعالیٰ نے بتایا زید کو عمرو کا فاضل ہونا) اور اسی قبیل سے ہے أَرٰي ، اَنْبَأَ ، نَبَّأَ ،أَخْبَرَ ،خَبَّرَ ،حَدَّثَ اور ان ساتوں افعال کا مفعول اول آخر کے دونوں مفعولوں کے ساتھ أَعْطَيْتُ کے دونوں مفعولوں کے مانند ہے ان میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنے کے جواز میں جیسے کہے گا أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا اور ان افعال کے مفعول ثانی اور ثالث باب عَلِمْتُ کے دونوں مفعولوں کے مانند ہیں ان میں سے کسی ایک مفعول پر اکتفا کرنے کے عدم جواز میں پس یہ نہیں کہہ سکتا أَعْلَمْتُ زَيْدًا خَيْرَ النَّاسِ بلکہ تو کہے گا أَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًا خَيْرَ النَّاسِ (میں نے زید کو بتایا عمرو کا خیر الناس ہونا)۔

دسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: فعل متعدی اور فعل لازم کی تعریف

دوسری بات: فعل متعدی کی اقسام

تیسری بات: متعدی بسہ مفعول سے متعلق قواعد

پہلی بات: فعل متعدی اور فعل لازم کی تعریف

فعل متعدی کی تعریف: فعل متعدی وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) اس فعل کو سمجھنے کے لیے فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت ہے۔

فعل لازم کی تعریف: فعل لازم وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف نہ وہ جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے قَعَدَ (وہ بیٹھا) اور قَامَ (وہ کھڑا ہوا) اب یہ دونوں فعل مفعول کے محتاج نہیں۔

دوسری بات: فعل متعدی کی اقسام

فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: متعدی بیک مفعول یعنی وہ فعل جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو مارا)

دوسری قسم: وہ فعل جو متعدی دو مفعولوں کی طرف اور ایک پر اکتفا جائز ہے جیسے أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا (میں نے زید کو ایک درہم دیا) اس کو أَعْطَيْتُ زَيْدًا اور أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا دونوں پڑھنا جائز ہے۔

تیسری قسم: وہ فعل جو متعدی ہو دو مفعولوں کی طرف اور ایک پر اکتفا جائز نہ ہو یعنی یا تو دونوں کو حذف کریں گے یا دونوں کو ذکر کریں گے اور یہ افعال قلوب میں ہوتا ہے جیسے ظَنَنْتُ زَيْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل ہونے گمان کیا)

چوتھی قسم: متعدی بسہ مفعول یعنی وہ فعل جو متعدی ہو تین مفعولوں کی طرف یہ سات افعال ہیں۔ وہ سات افعال یہ ہیں اَعلَمَ أَرٰي ، اَنْبَأَ ، نَبَّأَ ،أَخْبَرَ ،خَبَّرَ ،حَدَّثَ جیسے أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا (اللہ تعالیٰ نے زید کو علم میں ڈالا کہ عمرو فاضل ہے) یہاں أَعْلَمَ تینوں مفعولوں کی طرف متعدی ہے اسی پر باقی کو قیاس کریں۔

تیسری بات: متعدی بسہ مفعول سے متعلق قواعد

قاعدہ ۱: ان ساتوں افعال کا پہلا مفعول آخر کے دونوں مفعولوں کے ساتھ باب أَعْطَيْتُ کے دونوں مفعولوں کی مانند ہے دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک پر جواز اقتصار میں۔ پس ان کے پہلے مفعول کو دوسری اور تیسری کے بغیر ذکر کر سکتے ہیں لہٰذا أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا کہنا درست ہے وران کے دوسرے اور تیسرے مفعول کو پہلے مفعول کے بغیر بھی ذکر کر سکتے ہیں جیسے تو کہہ سکتا ہے أَعْلَمَ اللّٰهُ عَمْرًا فَاضِلًا

قاعدہ۲ ان ساتوں فعلوں کا دوسرا اور تیسرا مفعول باب عَلِمْتُ کے دو مفعولوں کی مانند ہے کسی ایک پر عدم جواز اقتصار میں پس ان کے دوسرے اور تیسرے مفعول کا اکٹھا حذف کرنا جائز ہے لیکن دوسرے اور تیسرے میں سے کسی ایک کے ذکر کرتے وقت دوسرے کا ذکر ضروری ہے پس أَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًا خَيْرَ النَّاسِ کہہ سکتے ہیں کیونکہ ان فعلوں کا دوسرا اور تیسرا مفعول حقیقت میں باب عَلِمْتُ کے مفعول ہیں۔

الدرس الحادى عشر

أَفْعَالُ الْقُلُوْبِ

فَصْلٌ: أَفْعَالُ الْقُلُوْبِ: عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَرَأَيْتُ وَزَعَمْتُ وَوَجَدْتُ، وهِيَ أَفْعَالٌ تَدْخُلُ عَلَى الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ، فَتَنْصِبُهُمَا عَلَى الْمَفْعُوْلِيَّةِ نَحْوُ: عَلِمْتُ زَيْدًا عالِمًا. وَاعْلَمْ اَنَّ لِهٰذِهِ الْأَفْعَالِ خَوَاصَّ، مِنْهَا: اَنْ لَا تُقْتَصَرَ عَلٰى أَحَدِ مَفْعُوْلَيْهَا بِخِلَافِ بَابِ أَعْطَيْتُ، فَلَا تَقُوْلُ: عَلِمْتُ زَيْدًا، وَمِنْهَا جَوَازُ الْإِلْغَاءِ إِذَا تَوَسَّطَتْ نَحْوُ: زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ، أَوْ تَأَخَّرَتْ نَحْوُ: زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ، وَمِنْهَا إِنَّهَا تُعَلَّقُ عَنِ الْعَمَلِ إِذَا وَقَعَتْ قَبْلَ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ: عَلِمْتُ أَزَيْدٌ عِنْدَك أَمْ عَمْرٌو؟ وَقَبْلُ النَّفْيِ نَحْوُ: عَلِمْتُ ما زَيْدٌ فِي الدَّارِ، وَقَبْلَ لَامِ الْاِبْتِدَاءِ نَحْوُ: عَلِمْتُ لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ، وَمِنْهَا يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ فَاعِلُهَا وَمَفْعُوْلُهَا ضَمِيْرَيْنِ لِشَيْءٍ وَاحِدٍ نَحْوُ: عَلِمْتُنِيْ مُنْطَلِقًا، وَظَنَنْتُك فَاضِلًا. وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ ظَنَنْتُ بِمَعْنٰى اِتَّهَمْتُ، وَعَلِمْتُ بِمَعْنٰى عَرَفْتُ، وَرَأَيْتُ بِمَعْنٰى أَبْصَرْتُ، وَوَجَدْتُ بِمَعْنٰى أَصَبْتُ الضَّالَةَ، فَتَنْصِبُ مَفْعُوْلًا وَاحِدًا فَقَطْ، فَلَا تَكُوْنُ حِيْنَئِذٍ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ.

افعال قلوب عَلِمْتُ، ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ، رَأَيْتُ، زَعَمْتُ، وَجَدْتُہیں یہ ایسے افعال ہیں جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں دونوں کو مفعول ہونے کی بناپر نصب دیتے ہیں جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا عالِمًا اور جان لو کہ ان افعال کی کچھ خصوصیات اور خاصے ہیں اول ان میں سے یہ ہے کہ افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز نہیں بخلاف باب أَعْطَيْتُ کے (کہ اس کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز ہوتا ہے) لہٰذا عَلِمْتُ زَيْدًا نہیں کہہ سکتے ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے عمل کو لغو کردیتا ہے جب یہ وسط میں واقع ہوں جیسے زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ یا افعال قلوب آخر میں واقع ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ افعال قلوب استفہام، نفی

اور لام ابتدا سے پہلے واقع ہوں تو یہ متعلق ہوں گے (یعنی لفظاً عمل نہیں کریں گے اور معنیً عمل کرین گے) جیسے عَلِمْتُ أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌ؟ اور نفی سے پہلے جیسے عَلِمْتُ ما زَيْدٌ فِي الدَّارِ اور لام ابتدا سے پہلے جیسے عَلِمْتُ لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ اور ان میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان افعال کا فاعل اور مفعول شیٔ واحد کی دو ضمیریں ہوں یہ جائز ہے جیسے عَلِمْتُنِيْ مُنْطَلِقًا اور ظَنَنْتُكَ فَاضِلًا اور جان لو کہ ظَنَنْتُ کبھی اِتَّهَمْتُ کے معنی میں ہوتا ہے اور عَلِمْتُ بمعنی عَرَفْتُ اور رَأَيْتُ بمعنی أَبْصَرْتُ اور وَجَدْتُ بمعنی أَصَبْتُ آتا ہے پس اس صورت میں یہ مفعول واحد کو نصب دیتے ہیں صورف اس وقت یہ افعال قلوب نہ ہوں گے جیسے وَجَدْتُ الكِتابَ۔

گیارہواں درس

پہلی بات: افعال قلوب کی تعداد

دوسری بات: افعال قلوب کا عمل

تیسری بات: افعال قلوب کی خصوصیات

چوتھی بات: افعال قلوب اگر اپنے معنی میں مستعمل نہ ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے اور نہ ہی افعال قلوب والا عمل کریں گے

پہلی بات: افعال قلوب کی تعداد

افعال قلوب حصر استقرائی کے لحاظ سے سات ہیں ورنہ عَرَفْتُ، اِعْتَقَدتُّ اور اَرَدتُّ بھی افعال قلوب میں سے ہیں اور دو مفعول کی جانب متعدی ہو کر مستعمل ہوتے ہیں مگر ان پر افعال قلوب کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

افعال قلوب سات ہیں : عَلِمْتُ ، ظَنَنْتُ ،حَسِبْتُ ،خِلْتُ ،رَأَيْتُ ، زَعَمْتُ ، وَجَدْتُ

دوسری بات: افعال قلوب کا عمل

افعال قلوب کا عمل یہ ہے کہ یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں یہ مبتدا اور خبر دونوں کو نصب دیتے ہیں مفعول ہونے کی بنا پر۔

تیسری بات: افعال قلوب کی خصوصیات

پہلی خصوصیت: افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اکتفا جائز نہیں بر خلاف باب أَعْطَيْتُ کے کہ ان کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا جائز ہے لہذا عَلِمْتُ زَيْدًا کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے دونوں مفعول بمنزلہ ایک کلمے کے ہوتے ہیں۔

دوسری خصوصیت: ان کا عمل لغو و بیکار کر دینا جائز ہے جب کہ یہ افعال اپنے دونوں مفعولوں کے درمیان مذکور ہوں جیسے زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ یا جملے کے آخر میں مذکور ہوں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ

تیسری خصوصیت: جب افعال قلوب استفہام، نفی اور لام ابتدا سے پہلے واقع ہوں تو یہ معلق ہوں گے یعنی لفظاً عمل نہیں کریں گے اور معنًی عمل کریں گے ان کے معلق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نفی، استفہام اور لام ابتدا صدارت کلام کو چاہتے ہیں اگر ان سے پہلے والے افعال کو عمل دیں تو ان کی صدارت ختم ہو جائے گی۔

استفہام سے پہلے واقع ہونے کی مثال: عَلِمْتُ أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌ ؟

نفی سے پہلے واقع ہونے کی مثال: عَلِمْتُ ما زَيْدٌ فِي الدَّار

کام ابتدا سے پہلے واقع ہونے کی مثال: عَلِمْتُ لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ

ان تینوں صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظًا باطل ہو جاتا ہے لیکن معنًی یہ عمل کرتے یں اور دونون جز بنا بر مفعولیت محلا منصوب بنتے ہیں پس معنی یہ ہوں گے کہ عَلِمْتُ أَحَدُهُمَا بِعَيْنِهِ عِنْدَكَ اور عَلِمْتُ زَيْدًا لَيْسَ فِي الدَّار اور عَلِمْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقٌ مصنفؒ نے قبل الاستفہام کہا تاکہ اسم استفہام کو بھی شامل ہو جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصٰى

چوتھی خصوصیت: افعال قلوب کے خواص میں سے ایک خاصیت یہ ہے ان میں جائز ہے کہ ان کا فاعل اور مفعول اول دونوں ضمیر متصل شئ واحد کیلئے ہوں جو کہ دونوں متصل ہوں صرف متکلم کے لیے یا صرف مخاطب کے لیے یا صرف غائب کے لیے جیسے عَلِمْتُنِيْ مُنْطَلِقًا(میں نے اپنے آپ کو چلنے والا جانا) اس میں فاعل اور مفعول دونوں متکلم کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شئ واحد یعنی متکلم کی طرف لوٹ رہی ہیں اور جیسے ظَنَنْتَكَ فَاضِلًا (تو نے اپنے آپ کو فاضل گمان کیا) اس میں فاعل اور مفعول دونوں مخاطب کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شئ واحد یعنی مخاطب کی طرف لوٹ رہی ہیں یہ اجتماع دوسرے افعال میں جائز نہیں پس ضَرَبْتُنِيْ کہنا جائز نہیں بلکہ اس صورت میں فصل کریں گے اور ضَرَبْتُ نَفْسِيْ کہیں گے۔

چوتھی بات: افعال قلوب اگر اپنے معنی میں مستعمل نہ ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے اور نہ ہی افعال قلوب والا عمل کریں گے

افعال قلوب میں سے بعض افعال کے دوسرے معنی بھی ہیں جب افعال قلوب ان معنوں میں مستعمل ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے اور اس وقت ان کا عمل بھی افعال قلوب والا نہ ہو گا بلکہ یہ صرف ایک مفعول کی طرف متعدی ہوں گے۔

جیسے ظَنَنْتُ بمعنی اِتَّهَمْتُ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس ظَنَنْتُ زَیْداً (میں نے زید پر تہمت لگائی) کہنا درست ہوگا اور عَلِمْتُ بمعنی عَرَفْتُ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس عَلِمْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو پہچانا) کہنا درست ہے اور رَأَیْتُ زَیْدًا بمعنی أَبْصَرْتُ زَیْدًا ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس رَأَیْتُ زَیْدًا بمعنی أَبْصَرْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو دیکھا) کہنا درست ہے اور وَجَدْتُ بمعنی أَصَبْتُ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا پس وَجَدْتُ الضَّالَّةَ (میں گمشدہ چیز کو پالیا) کہنا درست ہے۔

الدرس الثانی عشر

اَلْأَفْعَالُ النَّاقِصَةُ

فَصْلٌ: اَلْأَفْعَالُ النَّاقِصَةُ هِیَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيْرِ الْفَاعِلِ عَلٰى صِفَةٍ غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا، وَهِيَ كَانَ وَصَارَ وَظَلَّ وَبَاتَ ...... إِلٰى اٰخِرِهَا، تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَةِ لِإِفَادَةِ نِسْبَتِهَا حُكمَ مَعْنَاهَا، فَتَرْفَعُ الْأَوَّلَ وَتَنْصِبُ الثَّانِيْ، فَتَقُوْلُ: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا، وَكَانَ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: نَاقِصَةٌ وَهِيَ تَدُلُّ عَلٰى ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا فِي الْمَاضِيْ إِمَّا دَائِمًا نَحْوُ: ﴿كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾، أَوْ مُنْقَطِعًا نَحْوُ: كَانَ زَيْدٌ شَابًّا، وَتَامَّةٌ بِمَعْنٰى ثَبَتَ وَحَصَلَ نَحْوُ: كَانَ الْقِتَالُ، أَيْ حَصَلَ الْقِتَالُ، وَزَائِدَةٌ مَا لَا يَتَغَيَّرُ بِإِسْقَاطِهَا مَعْنَى الْجُمْلَةِ، كَقَوْلِ الشَّاعِرِ:

جِيَادُ ابْنَيْ أَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

اَیْ: عَلَى الْمُسَوَّمَةِ.

ترجمہ:

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو ایسی صفت پر ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں جو ان کے مصدر والی صفت کے علاوہ ہوں (یعنی جزم والی صفت کے علاوہ ہوں) اور وہ افعال ناقصہ كَانَ ،صَارَ ،ظَلَّ ،بَاتَ وغیرہ ہیں۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنی کا حکم اور اثر اس کی نسبت کو عطا کریں (یعنی افعال ناقصہ اپنے معنی حکم اور اثر خبر کو عطا کریں) پس اول کو رفع دیتے ہیں اور ثانی کو نصب دیتے ہیں پس تو کہے گا كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا اور کلمہ كَانَ تین قسم پر ہے اول ناقصہ اور یہ دلالت کرتا ہے اپنے فاعل کے لیے زمانہ ماضی میں اپنی خبر کے ثابت ہونے پر خواہ

یہ ثبوت زمانہ ماضی میں دائمی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا یا منقطع ہو یعنی خبر اس سے جدا ہونے والی ہو جیسے كَانَ زَيْدٌ شَابًّا (زید جوان تھا) اور کَانَ کی دوسری قسم تامہ ہے جو بمعنی ثَبَتَ اور حَصَلَ ہے جیسے كَانَ الْقِتَالُ یعنی حَصَلَ الْقِتَالُ (لڑائی ہوئی) اور کَانَ کی تیسری قسم زائدہ ہے جس کے گرانے سے جملہ کا معنی تبدیل نہیں ہوتا ہے جیسے شاعر کا قول ہے شعر کا ترجمہ: میرے بیٹے ابو بکر کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں سے جن پر تیز روی کے نشان لگے ہوئے ہیں بلند تر ہیں۔

بارہواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی

پہلی بات: افعال ناقصہ کی تعریف

دوسری بات: افعال ناقصہ کی تعداد

تیسری بات: افعال ناقصہ کا عمل

چوتھی بات: کانَ کی اقسام

پہلی بات: افعال ناقصہ کی تعریف

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر جو ان کی صفت مصدر کے علاوہ ہو ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

فائدہ: غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا اس قید سے افعال ناقصہ کے علاوہ تمام افعال خارج ہو گئے اس لیے کہ تمام افعال فاعل کو اپنے مصدر کی صفت پر ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں مثلاً ضَرَبَ فعل اپنے فاعل کے لیے صفت ضرب ثابت کر رہا ہے لیکن افعال ناقصہ اپنے فاعل کے لیے اس صفت کو ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں جو صفت ان کے مصدر کے علاوہ ہو اور وہ صفت ان کی خبر ہوتی ہے جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا ہونے والا تھا) اس میں کانَ نے اپنے فاعل زَيْدٌ کے لیے صفت قیام کو ثابت کیا جو اس کی خبر ہے ور یہ صفت قیام اس کی صفت مصدر کینونت کے علاوہ ہے۔

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ: ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ افعال دوسرے افعال کی طرح صرف فاعل کے ساتھ بغیر خبر کے تام نہیں ہوتے ہیں لہٰذا یہ نقصان سے خالی نہیں ہیں اس لیے انہیں افعال ناقصہ کہتے ہیں۔

دوسری بات: افعال ناقصہ کی تعداد

افعال ناقصہ کل سترہ ہیں ان میں سے تیرہ اصل ہیں اور وہ یہ ہیں کَانَ ، صَارَ ،أَصْبَحَ،أَمْسَى ،أَضْحَى ،ظَلَّ ،بَاتَ ، عَادَ ،مَا زَالَ ،مَا بَرِحَ ،مَا فَتِئَ ،مَا انْفَكَ ،مَا دَامَ ،لَيْسَ چار ملحق ہیں اور وہ یہ ہیں کَادَ،اٰضَ،غَدَا ،رَاحَ

تیسری بات: افعال ناقصہ کا عمل

افعال ناقصہ جملہ اسمیہ یعنی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنی کا اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطا کریں جیسے مثلاً صَارَ ہے اس معنی انتقال صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا (زید غنی ہوگیا) اس مثال میں صَارَ فعل ناقص ہے جملہ اسمیہ زَيْدٌ غَنِيٌّ پر داخل ہے اور اپنے معنی انتقال کا حکم اور اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطا کر رہا ہے کہ زید ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوگیا ہے یعنی فقر سے غناء کی طرف منتقل ہوگیا ہے تو غناء کی جو نسبت ہے زید کی طرف وہ منتقل الیہ ہے اور زید منتقل ہونے والا ہے۔

افعال ناقصہ جملہ اسمیہ کے اول جز یعنی مبتدا کو رفع اور جز ثانی یعنی خبر کو نصب دیتے ہیں اور اب ان کو مبتدا اور خبر نہیں کہیں گے بلکہ افعال ناقصہ کا اسم وخبر کہیں گے جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا ہونے والا ہے)

چوتھی بات: كَانَ کی اقسام

کلمہ كَانَ کی تین اقسام ہیں:

(۱) كَانَ ناقصہ (۲) كَانَ تامہ (۳) كَانَ زائدہ

۱)... **كَانَ ناقصہ:** كَانَ ناقصہ وہ ہوتا ہے جو صرف فاعل پر تام نہیں ہوتا ہے بلکہ خبر کا محتاج ہوتا ہے جو اپنے فاعل کے لیے زمانہ ماضی میں اپنی خبر کے ثابت ہونے پر دلالت کرے خواہ یہ ثبوت زمانہ ماضی میں دائمی ہو جیسے كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے) یا منقطع ہو یعنی خبر اسم سے جدا ہونے والی ہو جیسے كَانَ زَيْدٌ شَابًّا (زید جوان تھا)

۲)... **كَانَ تامہ:** كَانَ تامہ وہ ہوتا ہے جو صرف فاعل پر تام ہوتا ہے خبر کی طرف محتاج نہیں ہوتا ہے اور یہ بمعنی ثَبَتَ اور حَصَلَ ہے جیسے كَانَ الْقِتَالُ یعنی حَصَلَ الْقِتَالُ (لڑائی ہوئی)

۳)... **كَانَ زائدہ:** كَانَ زائدہ وہ ہوتا ہے جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو یعنی اس کے ساقط ہونے کی وجہ سے جملہ کا معنی متغیر نہیں ہوگا مثال شعر کے ذریعہ دے رہے ہیں۔

جِيَادُ ابْنِيْ أَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

ترجمہ: میرے بیٹے ابو بکر کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں سے جن پر تیز روی کے نشان لگے ہوئے ہیں بلند تر ہیں۔

محل استشہاد: اس مثال میں عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ میں كَانَ زائدہ ہے اس کے بغیر بھی شعر کا معنی پورا ہو رہا ہے گویا کلام میں یہ زائدہ ہے۔

ترکیب: جِيَادُ مضاف اِبْنِيْ مبدل منہ أَبِيْ بَكْرٍ بدل، بدل مبدل منہ ملکر مضاف الیہ جِيَادُ کے لیے جِيَادُ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، تَسَامٰى فعل ہی ضمیر مستتر فاعل، عَلٰى حرف جر كَانَ زائدہ الْمُسَوَّمَةِ موصوف الْعِرَابِ صفت،

موصوف صفت سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق تَسَامٰی فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر جیاؤ مبتدا کے لیے مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الدرس الثالث عشر

وَصَارَ لِلْاِنْتِقَالِ نَحْوُ: صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا، وَأَصْبَحَ وَأَمْسٰى وَأَضْحٰى تَدُلُّ عَلٰى اِقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِتِلْكَ الْأَوْقَاتِ نَحْوُ: أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا، أَيْ كَانَ ذَاكِرًا فِيْ وَقْتِ الصُّبْحِ، وَبِمَعْنٰى صَارَ نَحْوُ: أَصْبَحَ زَيْدٌ غَنِيًّا، وَتَامَّةٌ بِمَعْنٰى دَخَلَ فِي الصَّبَاحِ وَالضُّحٰى وَالْمَسَا، وَظَلَّ وَبَاتَ يَدُلَّانِ عَلَى اقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِوَقْتَيْهِمَا نَحْوُ: ظَلَّ زَيْدٌ كَاتِبًا، وَبِمَعْنٰى صَارَ. وَمَا زَالَ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا انْفَكَّ تَدُلُّ عَلٰى اِسْتِمْرَارِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا مُذْ قَبِلَهُ نَحْوُ: مَا زَالَ زَيْدٌ أَمِيْرًا، وَيَلْزِمُهَا حَرْفُ النَّفْيِ، وَمَا دَامَ يَدُلُّ عَلٰى تَوْقِيْتِ أَمْرٍ بِمُدَّةِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا نَحْوُ: أَقُوْمُ مَا دَامَ الْأَمِيْرُ جَالِسًا، وَلَيْسَ يَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ معنى الْجُمْلَةِ حَالًّا، وَقِيْلَ: مُطْلَقًا، وَقَدْ عَرَفْتَ بَقِيَّةَ أَحْكَامِهَا فِي الْقِسْمِ الْأَوَّلِ، فَلَا نُعِيْدُهَا.

ترجمہ:

اور صَارَ جو انتقال کے لیے آتا ہے جیسے صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا اور أَصْبَحَ ، أَمْسٰى ، أَضْحٰى مضمون جملہ کو ان اوقات کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا (زید صبح کے وقت میں ذکر کرنے والا تھا) اور (یہ تینوں کبھی) بمعنی صَارَ بھی ہوتے ہیں جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ غَنِيًّا (زید غنی ہوگیا) (اور یہ تینوں) تامہ بھی ہوتے ہیں اس وقت أَصْبَحَ کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الصَّبَاحِ اور أَضْحٰى کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الضُّحٰى اور أَمْسٰى کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الْمَسَا اور ظَلَّ اور بَاتَ یہ دونوں مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظَلَّ زَيْدٌ كَاتِبًا (زید دن کے وقت کاتب ہوگیا) اور یہ دونوں کبھی بمعنی صار ہوتے ہیں جیسے ظَلَّ زَيْدٌ غَنِيًّا بمعنی صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا ہے (زید غنی ہوگیا) اور مَازَالَ ، مَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ ،مَا انْفَكَّ دلالت کرتے ہیں اپنے فاعل کے لیے اپنی خبر کے ثبوت کے استمرار دوام پر دلالت کرتے ہیں جب سے فاعل نے خبر قبول کیا جیسے مَا زَالَ زَيْدٌ أَمِيْرًا (ہمیشہ زید امیر ہے) اور ان کو حرف نفی لازم ہے اور مَادَامَ دلالت کرتا ہے شیٔ کی تعیین پر اس مدت میں کہ اس کی خبر اس کے فاعل کے لیے ثابت ہے جیسے أَقُوْمُ مَادَامَ الْأَمِيْرُ جَالِسًا (میں کھڑا رہوں گا جب امیر بیٹھنے والا ہے) اور لَيْسَ معنی جملہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے فی الحال اور بعض حضرات نے مطلقًا کہا ہے اور ان افعال ناقصہ کے بقیہ احکام تم قسم اول میں پہچان چکے ہو پس ان کو نہیں دھرائیں گے۔

تیرہواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی

پہلی بات: افعال ناقصہ کا استعمال

دوسری بات: مَازَالَ ، مَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ ،مَا انْفَكَ ان کیساتھ حرف نفی لازم ہونے کا ذکر

پہلی بات: افعال ناقصہ کا استعمال

صَارَ انتقال کے لیے آتا ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جیسے صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا (زید غنی ہو گیا) یعنی اِنْتَقَلَ زَيْدٌ مِنَ الْفَقْرِ اِلَى الْغِنَا(زید حالت فقر سے حالت غنا کی طرف منتقل ہوا)

أَصْبَحَ ، أَمْسٰى ، أَضْحٰى یہ تینوں افعال تین معنوں کے لیے آتے ہیں

۱)... مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے کے لیے جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا یہ اصل میں تھا كَانَ ذَاكِرًا فِيْ وَقْتِ الصُّبْحِ ،أَمْسٰى زَيْدٌ مَسْرُوْرًا (زید شام کے وقت خوش ہونے والا تھا) اورأَضْحٰى زَيْدٌ حَزِيْنًا (زید چاشت کے وقت غمگیں تھا)

۲)... اور یہ تینوں افعال کبھی صَارَ کے معنی میں آتے ہیں اس وقت ان کے معنی ان کے اوقات کالحاظ نہیں ہو گا جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌغَنِيًّا (زید غنی ہو گیا)

۳)... یہ تینوں افعال کبھی کبھی تامہ ہوتے ہیں اس وقت یہ دَخَلَ کے معنی میں ہوں گے جیسے أَصْبَحَ کا معنی ہو گا دَخَلَ فِي الصَّباحِ اور أَضْحٰى کا معنی ہو گا دَخَلَ فِي الضُّحٰى اورأَمْسٰى کا معنی ہو گا دَخَلَ فِي الْمَسَا

ظَلَّ اور بَاتَ: یہ دونوں بھی مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظَلَّ زَيْدٌ كَاتِبًا یعنی حَصَلَ كِتَابَتُهُ فِي النَّهَارِ (زید کی کتابت دن میں حاصل ہوئی) اور جیسے بَاتَ زَيْدٌ قَائِمًا اَىْ حَصَلَ نَوْمُهُ فِي اللَّيْلِ (زید کی نیند رات میں حاصل ہوئی) اور یہ دونوں کبھی کبھی بمعنی صَارَ بھی ہوتے ہیں جیسے ظَلَّ زَيْدٌغَنِيًّا (زید غنی ہو گیا) ظَلَّ زَيْدٌفَقِيْرًا (زید فقیر ہو گیا)

دوسری بات: «مَازَالَ ، مَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ ،مَا انْفَكَ» کا عمل اوران کیساتھ حرف نفی لازم ہونے کا ذکر

مَازَالَ ، مَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ ،مَا انْفَكَ: یہ چاروں افعال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر ثبوت ان کے فاعل کے لیے دائمی ہے جب سے فاعل نے خبر کو قبول کیا ہے جیسے مَا زَالَ زَيْدٌ أَمِيْرًا (زید ہمیشہ سے امیر ہے) یعنی جب سے زید نے امارت قبول کی اس وقت سے زید کی امارت دائمی ہے کبھی جدا نہیں ہوئی۔

وَيَلْزِمُهَا حَرْفُ النَّفِيْ: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ چاروں افعال کو حرف نفی لازم ہے یعنی جب ان افعال سے دوام واستمرار کا رادہ کیا جائے تو حرف نفی اس کو لازم ہوگی کیونکہ حرف نفی کی وجہ سے ان میں دوام واستمرار کا معنی پیدا ہوگا اس لیے کہ ان افعال کے معنی میں نفی پائی جاتی ہے جیسے زَالَ کا معنی زائل ہونا اسی طرح بَرِحَ اور فَتِئَ کا معنی بھی زائل ہونا ہے اور انْفَكَ کا معنی جدا ہونا ہے جب ان افعال پر مانافیہ داخل ہوتا ہے تو نفی کی نفی ہو جاتی ہے اور ضابطہ ہے نفی النفی اثبات واستمرار یعنی نفی کی نفی سے ثبوت اور دوام واستمرار کا معنی پیدا ہو جاتا ہے پس مَازَالَ کا معنی ہوگا نہیں زائل ہوا یعنی ہمیشہ رہا۔

مَادَامَ: یہ کسی امر کو مدت کے ساتھ موقت کرنے پر دلالت کرتا ہے جب تک فاعل کے لیے اس کی خبر کا ثبوت ہے جیسے أَقُوْمُ مَادَامَ الْأَمِيْرُ جَالِسًا (میں کھڑا رہوں گا جب تک امیر بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں متکلم نے اپنے کھڑے ہونے کی مدت کو امیر کے بیٹھنے کی مدت تک موقت و متعین کر دیا۔

لَيْسَ: زمانہ حال میں مضمون جملہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے اور بعض کا یہ کہنا ہے لَيْسَ مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے۔ افعال ناقصہ کے بقیہ احکام چونکہ پہلی قسم میں گذر چکے ہیں مصنف فرما رہے ہیں کہ یہاں ان کو دوبارہ دہرانے کی حاجت نہیں۔

الدرس الرابع عشر

أَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ

فَصْلٌ: أَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ هِيَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى دُنُوِّ الْخَبَرِ لِفَاعِلِهَا، وَهِيَ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: اَلْأَوَّلُ: لِلرَّجَاءِ وَهُوَ عَسٰى، وَهُوَ فِعْلٌ جَامِدٌ لَا يُسْتَعْمَلُ مِنْهُ غَيْرُ الْمَاضِيْ، وَهُوَ فِي الْعَمَلِ مِثْلُ كَادَ، إِلَّا أَنَّ خَبَرَهُ فِعْلٌ مُضَارِعٌ مَعَ «أَنْ» نَحْوُ: عَسٰى زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ، وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْخَبَرِ عَلٰى اِسْمِهِ نَحْوُ: عَسٰى أَنْ يَقُوْمَ زَيْدٌ، وَقَدْ يُحْذَفُ «أَنْ» نَحْوُ: عَسٰى زَيْدٌ يَقُوْمُ. وَالثَّانِيْ لِلْحُصُوْلِ وَهُوَ كَادَ، وَخَبَرُهُ مُضَارِعٌ دُوْنَ «أَنْ» نَحْوُ: كَادَ زَيْدٌ يَقُوْمُ، وَقَدْ تَدْخُلُ «أَنْ» عَلٰى خَبَرِهِ نَحْوُ: كَادَ زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ. وَالثَّالِثُ لِلْأَخْذِ وَالشُّرُوْعِ فِي الْفِعْلِ وَهُوَ طَفِقَ وَجَعَلَ وَكَرَبَ وَأَخَذَ، وَاسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ كَادَ، طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ، وَاَوْشَكَ وَاسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ عَسٰى وَكَادَ.

ترجمہ:

یہ فصل افعال مقاربہ کے بیان میں ہے افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جنہیں خبر کو اپنے فاعل کے نزدیک کرنے پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے اور وہ تین قسم پر ہیں پہلی قسم رجاء (یعنی امید) کے لیے اور وہ عَسٰی ہے اور عَسٰی

فعل جامد ہے اس سے ماضی کے علاوہ دوسرے فعل استعمال نہیں کیا جاتا اور یہ عمل میں کادَ کی طرح ہے (یعنی اس کی بھی خبر فعل مضارع ہوتی ہے) فرق اتنا ہے کہ عَسٰی کی خبر فعل مضارع ان کے ساتھ ہوتی ہے اور کَادَ کی بغیر أَنْ کے جیسے عَسٰی زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ اور جائز ہے خبر مقدم کرنا اس کے اسم پر جیسے عَسٰی أَنْ يَقُوْمَ زَيْدٌ اور کبھی کبھی ان کو حذف کیا جاتا ہے جیسے عَسٰی زَيْدُ يَقُوْمُ اور دوسری قسم حصول کے لیے آتی ہے اور وہ کَادَ ہے اور اس کی خبر مضارع ہوتی ہے بغیر أَنْ کے جیسے کَادَ زَيْدٌ يَقُوْمُ (زید کھڑے ہونے کے قریب ہے) اور کبھی کبھی اَنْ بھی داخل ہو جاتا ہے جیسے کَادَ زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ (زید کھڑا ہونے کے قریب ہے) اور تیسری قسم الأَخْذ اور الشُّرُوْع فِي الْفِعْلِ کے لیے آتی ہے اور **وہ** طَفِقَ اور جَعَلَ اور کَرَبَ اور أَخَذ ہیں اور ان کا استعمال کَادَ کی طرح ہے جیسے طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ (زید نے لکھنا شروع کر دیا) اور اَوْشَكَ بھی اور عَسٰی کی طرح کَادَ ہے۔

چودھواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: افعال مقاربہ کی تعریف

دوسری بات: افعال مقاربہ کی اقسام

پہلی بات: افعال مقاربہ کی تعریف

افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو خبر کو اپنے فاعل سے نزدیک کرنے پر دلالت کریں۔

فائدہ افعال مقاربہ کا عمل: یہ افعال بھی افعال ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

دوسری بات: افعال مقاربہ کی اقسام

۱)... لِلرَّجَاءِ یعنی امید کے لیے۔

۲)... لِلْحُصُوْلِ یعنی حصول کے لیے۔

۳)... اَلْأَخْذُ وَالشُّرُوْعِ فِي الْفِعْلِ (یعنی فعل میں شروع ہونے کے لیے)۔

پہلی قسم للرَّجَاء: یعنی امید کے لیے ہے باعتبار امید کے خبر کو فاعل کے قریب کرنے کے لیے ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متکلم امید اور طمع رکھتا ہے نہ کہ یقین کہ حصول خبر فاعل کے لیے قریب ہے اور وہ عَسٰی ہے جیسے عَسٰی زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے)

وَهوَ فِعْلٌ جَامِدٌ: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ عَسٰی فعل جامد ہے اس سے ماضی کے سوا اور کوئی صیغہ نہیں آتا ہے

جیسے اس سے امر، نہی، مضارع، اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے نہیں آتے ہیں۔

وَهُوَ فِي الْعَمَلِ مِثْلُ كَادَ: اور فعل عَسٰى کا عمل فعل كَادَ کی طرح ہے یعنی وہ كَادَ کی طرح اسم کو رفع دیتا ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے۔

عَسٰى اور كَادَ میں فرق: یہ ہے کہ عَسٰى کی خبر مضارع أَنْ کے ساتھ ہوتی ہے اور فعل كَادَ کی خبر فعل مضارع بغیر اَنْ کے ہوتی ہے جیسے عَسٰى زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ (امید ہے کہ زید عنقریب کھڑا ہو) اس میں زَيْدٌ عَسٰى کا اسم ہونے کی بناپر مرفوع ہے اور أَنْ يَقُوْمَ محل نصب میں ہے اور اس کی خبر ہے۔

وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْخَبَرِ عَلٰى اِسْمِهٖ: اور عَسٰى کی خبر کی تقدیم اس کے اسم پر جائز ہے جیسے عَسٰى زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ اس مثال میں أَنْ يَقُوْمَ عَسٰى کا فاعل ہونے کی بناپر محلاً مرفوع ہے اور زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ کا فاعل ہے اور اس صورت میں عَسٰى تامہ ہے اس کی خبر کی ضرورت نہیں ہے اور پہلی صورت میں عَسٰى ناقصہ ہے۔

وَقَدْ تُحْذَفُ أَنْ: اور کبھی استعمال اول میں عَسٰى کی خبر سے أَنْ مصدریہ کو كَادَ کے ساتھ مقابت میں مشابہت کی وجہ سے حذف کردیا جاتا ہے جیسے عَسٰى زَيْدٌ يَقُوْمُ

دوسری قسم لِلْحُصُوْلِ: دوسری قسم حصول کے لیے ہے یعنی وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کے لیے یقیناً قریب ہے نہ کہ بطور امید کے اور وہ كَادَ ہے اس کی خبر فعل مضارع بغیر اَنْ کے ہوتی ہے جیسے كَادَ زَيْدٌ يَقُوْمُ (زید یقیناً کھڑا ہونے کے قریب ہے) اس میں زَيْدٌ كَادَ کا اسم ہے اور يَقُوْمُ محلاً منصوب ہو کر كَادَ کی خبر ہے اور أَنْ مصدر كَادَ کی خبر پر بھی داخل ہوتا ہے کیونکہ عَسٰى کے ساتھ مشابہت ہے جیسے كَادَ زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ

تیسری قسم: فعل کے شروع کرنے کے لیے ہے یعنی وہ اس امر پر دلالت کرنے کے لیے ہے کہ متکلم فاعل کے لیے خبر کے حصول کے قریب کی خبر دیتا ہے اس لیے کہ متکلم فاعل کو اس کے شروع کا یقین ہے نہ کہ امید ہو طَفِقَ اور اس تیسری قسم کے لیے طَفِقَ بمعنی اَخذ اور جَعَلَ بمعنی طَفِقَ اور كَرَبَ بمعنی قرب اور أَخَذَ بمعنی شرع جیسے طَفِقَ زَيْدٌ يَخْرُجُ (زید نے یقیناً نکلنا شروع کردیا ہے)

وَاسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ كَادَ: اور ان چاروں الفاظ یعنی طَفِقَ ، جَعَلَ ، كَرَبَ ،أَخَذَ کا استعمال كَادَ کی طرح ہے پس یہ چاروں كَادَ کی طرح اسم اور خبر کو چاہتے ہیں پھر ان کی خبر كَادَ کی خبر کی طرح فعل مضارع بغیر اَنْ کے ہوتی ہے جیسے طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ (زید نے یقیناً لکھنا شروع کردیا ہے)

وَ اَوْشَكَ وَاسْتِعْمَالُهٗ مِثْلُ عَسٰى وَكَادَ: اور اَوْشَكَ کا استعمال عَسٰى اور كَادَ کے استعمال کی طرح ہے یعنی کبھی خبر أَنْ کے ساتھ مثل عَسٰى اور کبھی بغیر أَنْ کے كَادَ کے مثل ہے جیسے اَوْشَكَ زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ یا اَوْشَكَ زَيْدٌ يَقُوْمُ

الدرس الخامس عشر

فِعْلَا التّعَجُّبِ

فَصْلٌ: فِعْلَا التّعَجُّبِ مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ التَّعْجُّبِ، وَلَهُ صِيْغَتَانِ: مَا أَفْعَلَهُ، نَحْوُ: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا أَيْ: أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَيْدًا، وَفِيْ أَحْسَنَ ضَمِيْرٌ وَهُوَ فَاعِلُهُ. وَأَفْعِلْ بِهِ نَحْوُ: أَحْسِنْ بِزَيْدٍ. وَلَا يُبْنَيَانِ إِلَّا مِمَّا يُبْنٰى مِنْهُ أَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ، وَيُتَوَصَّلُ فِي الْمُمْتَنِعِ بِمِثْلِ مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا فِي الْأَوَّلِ، وَاَشْدِدْ بِاِسْتِخْرَاجِهِ فِي الثَّانِيْ كَمَا عَرَفْتَ فِيْ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ، وَلَا يَجُوْزُ التَّصْرِيْفُ فِيْهِمَا بِتَقْدِيْمٍ وَلَا تَأْخِيْرٍ وَلَا فَصْلٍ، وَالْمَازِنِيُّ أَجَازَ الْفَصْلَ بِالظَّرْفِ نَحْوُ: مَا أَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا.

ترجمہ:

تعجب کے دونوں فعل وہ ہیں جو وضع کیے گئے ہیں انشاء تعجب کے لیے دو صیغے ہیں اول مَا أَفْعَلَهُ جیسے مَا أَحْسَنَ زَيْدًا یعنی کس چیز نے زید کو حسین بنایا اور أَحْسَنَ میں ایک ضمیر ہے جو اس کا فاعل ہے دوسرا صیغہ أَفْعِلْ بِهِ ہے جیسے أَحْسِنْ بِزَيْدٍ یعنی کتنا ہی حسین ہے زید اور یہ دو صیغے نہیں بنائے جاتے مگر انہی افعال سے جن سے اسم تفضیل بنائے جاتے ہیں اور ذریعہ اور وسیلہ بنایا جاتا ہے ممتنع میں مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا سے اول میں اور اَشْدِدْ بِاِسْتِخْرَاجِهِ سے ثانی میں جیسا کہ تم اسم تفضیل میں پڑھ چکے ہو اور ان دونوں میں تصرف جائز نہیں ہے تقدم کی نہ تاخر کی اور نہ فصل کی اور امام مازنی نے ظرف کے ذریعے فصل کو جائز رکھا ہے جیسے مَا أَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا (کیا ہی عمدہ ہے وہ چیز جس نے آج زید کو حسین بنایا)

پندرہواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: فعل تعجب کی تعریف

دوسری بات: فعل تعجب کے صیغے

تیسری بات: فعل تعجب کے صیغے جن افعال سے آتے ہیں اور جن سے نہیں آتے ان کا ذکر

چوتھی بات: جن افعال سے فعل تعجب کے صیغے نہیں آتے ہیں ان سے فعل تعجب لانے کا طریقہ

پہلی بات: فعل تعجب کی تعریف

فعل تعجب وہ ہے جو انشاء تعجب کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

مصنف نے انشاء تعجب کی قید لگا کر وہ افعال نکال دیئے جو تعجب کی خبر دیتے ہیں جیسے تَعَجَّبَ وغیرہ

دوسری بات: فعل تعجب کے صیغے

افعال تعجب کے دو صیغے ہیں: (۱) مَا أَفْعَلَهُ (۲) أَفْعِلْ بِهِ

(۱) مَا أَفْعَلَهُ ہے جیسے مَا أَحْسَنَ زَيْدًا أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَيْدًا (یعنی کس چیز نے زید کو صاحب حسن کردیا) اس میں ما استفہامیہ بمعنی أَيُّ شَيْءٍ کے ہو کر مبتدا ہے أَحْسَنَ فعل ماضی ہے اس میں ضمیر ہُوَ مستتر اس کا فاعل ہے اور زَيْدًا مفعول بہ جملہ ہو کر خبر ہے۔

(۲) أَفْعِلْ بِهِ ہے جیسے أَحْسِنْ بِزَيْدٍ اس میں أَحْسِنْ امر کا صیغہ ہے لیکن بمعنی ماضی أَحْسَنَ ہے اور بِزَيْدٍ میں باء جارہ زائدہ ہے اور زَید اس کا فاعل ہے اور ہمزہ صیرورت کا ہے اور اس صورت میں أَحْسِنْ میں کوئی ضمیر نہیں ہوگی کیونکہ اس کا فاعل زَید موجود ہے پس أَحْسِنْ بِزَيْدٍ کے معنی یہ ہوں گے صَارَ زَيْدٌ ذَا حُسْنٍ (زید صاحب حسن ہوگیا)

تیسری بات: فعل تعجب کے صیغے جن افعال سے آتے ہیں اور جن سے نہیں آتے ان کا ذکر

فعل تعجب کے دونوں صیغے بھی انہی ابواب سے تیار ہوتے ہیں جن سے اسم تفضیل بنایا جاسکتا ہے یعنی صرف ثلاثی مجرد سے۔ ثلاثی مجرد بھی وہ جس میں لون وعیب کا معنی نہ ہو باقی ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ اسی طرح ثلاثی مجرد جس میں لون وعیب کا معنی ہے ان سے یہ صیغے نہیں آتے ہیں ۔

چوتھی بات: جن افعال سے فعل تعجب کے صیغے نہیں آتے ہیں ان سے فعل تعجب لانے کا طریقہ

ہر اس فعل سے جس سے صیغہ تعجب بنانا ممتنع ہے یعنی ثلاثی مجرد جس میں لون اور عیب کا معنی ہوں اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے فعل تعجب کے پہلے صیغے کو مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا میں أَشَدَّ سے اور اس کے دوسرے صیغہ کو اَشْدِدْ بِاِسْتِخْرَاجِهِ میں اَشْدِدْ سے اور مثل کلمات جیسے اَضْعِفْ یا اَحْسِنْ یا اَقْبِحْ وغیرہ سے بناتے ہیں اس طور پر کہ ان الفاظ کو ذکر کرنے کے بعد جن ابواب سے فعل تعجب لانا ممتنع ہے اس کے مصدر کو آگے ذکر کیا جائے اور پھر فعل ممتنع کے مصدر اس کا مفعول بہ بنایا جائے یا اس کو باجارہ کا مجرور بنایا جائے۔

اول کی مثال: مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا (لفظی ترجمہ کس چیز نے اس کے نکلنے کو صاحب شدت کیا۔ بامحاورہ ترجمہ اس کا باہر نکلنا کیا ہی سخت ہے)

ثانی کی مثال: اَشْدِدْ بِاِسْتِخْرَاجِهِ (لفظی ترجمہ اس کا نکلنا صاحب شدت ہوا، بامحاورہ ترجمہ اس کا باہر نکلنا کیا ہی سخت ہے)

وَلَا يَجُوْزُ التَّصْرِيْفُ فِيْهِمَا: مصنف اس عبارت سے یہ بات بیان فرما رہے ہیں کہ فعل تعجب کے دونوں صیغوں

میں تقدیم وتاخیر کا تصرف جائز نہیں اول میں مفعول بہ کو مقدم کرنا اور ثانی میں جار مجرور کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا مَازَيْدًا أَحْسَنَ یابِزَيْدٍ أَحْسِنْ کہنادرست نہیں ہے اسی طرح ان کے اور معمول کے درمیان فاصلہ کرنا بھی جائز نہیں ہے لہٰذا مَا أَحْسَنَ فِي الدَّارِ زَيْدًا یا أَحْسِنْ فِي الدَّارِبِزَيْدٍ کہنا بھی درست نہیں ہے لیکن امام مازنی کے ہاں ان میں اور ان کے معمول میں ظرف کے ساتھ فصل جائز ہے کیونکہ ظرف میں وہ وسعت ہوتی ہے جو غیر ظرف میں نہیں ہوتی ہے لہٰذاان کے ہاں مَا أَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا (یعنی کس چیز نے آج زید کو صاحب حسن بنایا) کہنا جائز ہے اسی طرح أَحْسِنْ الْيَوْمَ بِزَيْدٍ بھی جائز ہے۔

الدرس السادس عشر

أَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ

فَصْلٌ: أَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ مَدْحٍ أَوْ ذَمٍّ، اَمَّا مَدْحٌ فَلَهُ فِعْلَانِ: نِعْمَ وَفَاعِلُه اِسْمٌ مَعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحْوُ: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، اَوْ مُضَافٌ إِلَى الْمَعَرَّفِ بِاللَّامِ نَحْوُ: نِعْمَ غُلامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ، وَقَدْ يَكُوْنُ فَاعِلُهُ مُضْمَرًا، وَيَجِبُ تَمْيِيْزُهُ بِنَكِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ نَحْوُ: نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ، أَوْ بِمَا نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَنِعِمَّا هِيَ﴾ أَيْ: نِعْمَ شَيْئًا هِيَ، وَزَيْدٌ يُسَمّٰى الْمَخْصُوْصَ بِالْمَدْحِ. وَحَبَّذَا نَحْوُ: حَبَّذَا زَيْدٌ، «حَبَّ» فِعْلُ الْمَدْحِ وَفَاعِلُهُ «ذَا»، وَالْمَخْصُوْصُ بالمدح«زَيْدٌ»، وَيَجُوْزُ أَنْ يَقَعَ قَبْلَ مَخْصُوْصِهٖ أَوْ بَعْدَهٗ تَمْيِيزٌ نَحْوُ: حَبَّذَا رَجُلًا زَيْدٌ، وَحَبَّذَا زَيْدٌ رَجلًا. أَوْ حَالٌ نَحْوُ: حَبَّذَا رَاكِبًا زَيْدٌ، وَحَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا، وَاَمَّا الذَّمُّ فَلَهُ فِعْلَانِ أَيْضًا: بِئْسَ نَحْوُ: بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، وَبِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو، وَبِئْسَ رَجُلًا عَمْرٌو. وَسَاءَ نَحْوُ: سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، وَسَاءَ غُلامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ، وَسَاءَ رَجُلًا زَيْدٌ، وَسَاءَ مِثْلُ بِئْسَ فِيْ سَائِرِ الْأَقْسَامِ.

ترجمہ:

افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جو انشاء مدح وذم کے لیے وضع کیے گئے ہیں بہر حال افعال مدح پر اس کے لیے دو فعل ہیں اول نِعْمَ ہے اس کا فاعل وہ اسم ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ یا اس کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا جیسے نِعْمَ غُلامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ اور کبھی نِعْمَ کا فاعل مضمر یعنی مستتر ہوتا ہے اس وقت اس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لاناواجب ہے جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ (زید اچھا ہے از روئے مرد ہونے کے) یا اس کی تمیز لفظ ما

ہو گی جو نکرہ بمعنی شئ کے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان فَنِعِمَّا هِيَ أَيْ نِعْمَ شَيْئًا هِيَ اور زید کو الْمَخْصُوصُ بِالْمَدْحِ کا نام دیا جاتا ہے (یعنی مذکورہ مثالوں میں فاعل کے بعد جو زید واقع ہے اس کو مخصوص بالمدح کہتے ہیں) دوسرا فعل حَبَّذَا ہے جیسے حَبَّذَا زَيْدٌ حَبَّ فعل مدح ہے اور ذَا اس کا فاعل ہے اور زید الْمَخْصُوصُ بِالْمَدْحِ ہے (معنی کیا ہی عمدہ ہے زید) اور جائز ہے مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد کوئی تمیز مذکور ہو جیسے حَبَّذَا رَجُلًا زَيْدٌ اور حَبَّذَا زَيْدٌ رَجُلًا یا مخصوص بالمدح کے بعد یا پہلے حال واقع ہے جیسے حَبَّذَا رَاكِبًا زَيْدٌ اور حَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا اور بہر حال افعال ذم اس کے دو فعل ہیں اول بِئْسَ ہے جیسے بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اور بِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو اور بِئْسَ رَجُلًا عَمْرٌو(برا ہے مرد عمرو اور برا ہے مرد کا غلام عمرو اور برا ہے وہ باعتبار مرد ہونے کے) دوسرا فعل سَاءَ ہے جیسے سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (برا مرد زید) اور سَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ (برا ہے مرد کا غلام زید) اور سَاءَ رَجُلًا زَيْدٌ وَسَاء (برا ہے وہ باعتبار مرد کے زید) اور سَاءَ مثل بِئْسَ کے ہے تمام اقسام میں۔

سولہواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: افعال مدح وذم کی تعریف اور افعال مدح کے صیغے

دوسری بات: نِعْمَ کے فاعل سے متعلق

تیسری بات: افعال ذم کے صیغے اور ان کے استعمال سے متعلق

پہلی بات: افعال مدح وذم کی تعریف اور افعال مدح کے صیغے

افعال مدح وذم کی تعریف: افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جو انشاء مدح وذم کے لیے وضع کیے گئے ہوں پس مَدَحْتُ زَيْدًا (میں نے زید کی مدح کی) اور ذَمَمْتُ زَيْدًا(میں نے زید کی مذمت کی) یہ انشاء مدح وذم ہے اور كَرُمَ زَيْدٌ اور شَرُفَ زَيْدٌ اور عُوْرَ زَيْدٌ اخبار مدح وذم کے لیے ہیں نہ کہ انشاء مدح وذم کے لیے مذکورہ تعریف سے یہ خارج ہوں گے۔

افعال مدح وذم کے صیغے: افعال مدح وذم کے دو صیغے ہیں نِعْمَ اور حَبَّذَا

دوسری بات: نِعْمَ کے فاعل سے متعلق

نِعْمَ کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زید اچھا مرد ہے) یا اس کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ پہلی مثال میں الرَّجُلُ نِعْمَ کا فاعل ہے اور دوسری مثال میں غُلَامُ الرَّجُلِ نِعْمَ کا فاعل ہے۔

کبھی نِعْمَ کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے اس وقت اس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لانا ضروری ہے جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ اس مثال میں نِعْمَ میں ضمیر ہُوَ مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے اور رَجُلًا اس کی تمیز ہے (زید اچھا ہے ازروئے مرد ہونے کے) یا اس کی تمیز لفظ مَا ہوگی جو نکرہ ہے اور بمعنی شَیْئٌ کے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَنِعِمَّا هِيَ أَيْ : نِعْمَ شَيْئًا هِيَ اس مثال میں نِعْمَ میں ضمیر ہُوَ مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے اور مَا نکرہ ہے بمعنی شَيْئٌ یہ مَا نہ موصولہ اور نہ موصوفہ ہے اور یہ مخصوص بالمدح ہے۔ دوسرا فعل حَبَّذَا ہے جیسے حَبَّذَا زَيْدٌ اس میں حَبّ فعل مدح ذَا اس کا فاعل ہے اور زید الْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ ہے۔

تیسری بات: افعال ذم کے صیغے اور ان کے استعمال سے متعلق

افعال ذم کے دو صیغے ہیں بِئْسَ اور سَاءَ ، بِئْسَ اور سَاءَ کا استعمال نِعْمَ کی طرح ہے یعنی ان دونوں کا فاعل یا معرف باللام ہوگا یا معرف باللام کی طرف مضاف ہوگا یا ان کا فاعل ضمیر مستتر ہوگی جس کی تمیز یا تو نکرہ منصوبہ ہوگی یا مَا نکرہ بمعنی شَيْئٌ ہوگی۔

مثال: بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زید برا مرد ہے) یہ بِئْسَ کا فاعل معرف باللام ہونے کی مثال ہے اس میں زَيْدٌ مخصوص بالذم ہے۔

بِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو: بِئْسَ کے فاعل کے معرف باللام کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے اور بِئْسَ رَجُلًا عَمْرٌو یہ فاعل ضمیر مستتر ہونے کی مثال ہے جس کی تمیز رَجُلًا نکرہ منصوبہ ہے۔

دوسرا فعل سَاءَ کی مثالیں: سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اور سَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ اور سَاءِ رَجُلًا زَيْدٌ پس سَاءَ تمام اقسام میں بِئْسَ کے مانند ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱: فعل مضارع کے اقسام تفصیل سے لکھیں اور مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲: فعل مضارع کے عوامل ناصبہ بمع امثلہ تحریر کرنے کے بعد اَن وجوبًا اور جوازًا کب مقدر ہوتا ہے مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

سوال نمبر ۳: فعل مضارع کے عوامل جازمہ کو مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

سوال نمبر ۴: لم اور لما میں کیا فرق ہے؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: کیا لما کے بعد فعل کا حذف کرنا جائز ہے؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں؟

سوال نمبر ۶: كَلِمَة الْمَجَازَاة کسے کہتے ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۷: شرط اور جزاء پر جزم دینا کب واجب ہے؟ مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۸: شرط اور جزاء میں كَلِمَةِ الْمَجَازَاة کب عمل نہیں کرتے ہیں ؟ مثالیں بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۹: صرف شرط میں جزم دینا کب واجب ہے؟ مثال بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۰: شرط اور جزاء میں جزم کب جائز ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۱: جزاء پر فاء کا داخل کرنا کب جائز ہے اور کب ناجائز ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۲: جزاء پر فاء کا وجوبًا داخل ہونے کی جگہیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: کونسے افعال کے بعد اِن مقدر ہوتا ہے؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۴: فعل امر کی تعریف کریں؟ فعل امر بنانے کا طریقہ بیان کریں؟

سوال نمبر ۱۵: فعل مالم یسم فاعلہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز فعل مجہول بنانے کا طریقہ تفصیل سے بیان کریں؟

سوال نمبر ۱۶: فعل لازم کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۷: فعل متعدی تعریف، اقسام اور مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۸: افعال قلوب کتنے اور کون سے ہیں؟ اور ان کا عمل کیا ہے؟ مثالیں بھی ذکر کریں اور ان کے خواص تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: افعال ناقصہ کی تعریف اور عمل لکھیں؟

سوال نمبر ۲۰: افعال ناقصہ کی اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۱: کان اور اس کے اخوات کا معنی اور استعمال لکھیں؟

سوال نمبر ۲۲: جِيَادُ اِبْنِىْ أَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ اَىْ عَلَى الْمُسَوَّمَةِ کان کے زائد ہونے کا کیا مطلب ہے؟اور یہ بھی بتائیں کہ مصنف نے اس شعر کو کس مقصد کے لیے ذکر کیا ہے؟اور شعر کا ترجمہ اور ترکیب بھی کیجئے؟

سوال نمبر ۲۳: فعل مقاربہ کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۴: فعل تعجب کی تعریف لکھیں اور یہ بتائیں کہ فعل تعجب کے صیغہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

سوال نمبر ۲۵: افعال مدح وذم کی تعریف اور مثال لکھیں؟نیز افعال مدح وذم کتنے اور کون کون سے ہیں تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۶: نعم کا فاعل کیا ہوتا ہے مذکر ہوتا ہے یا مؤنث؟مثال سے واضح کریں؟

التمارين

ذیل کی مثالوں میں فعل ماضی مبنی بر فتحہ، ضمہ، اور سکون کا تعین کریں۔

(۱) إنّ هؤلاء درسوا الفقه. (۲) شرحت لك الدرس ولكنك ما فهمت.
(۳) أنقضت العهد بعد ميثاقه؟ (٤) ركب خضر السفينة وخرقها.
(٥) طلبت العفو والمغفرة من الله. (٦) جاء المجاهدون وهزموا جنود الكفار.

ذیل کی مثالوں میں فعل مضارع کی اعراب کے اعتبار سے اقسام اور ان کے عامل رافع، ناصب، اور جازم کا تعین کریں۔

(۱) يسرني جهدك وتقرأ. (۲) سافر أبواي ولما يرجعا.
(۳) يحزنني خروجك وتسافر. (۷) لن تفشوا سرّ صديقكم.
(٥) أتريد أن تبيع أرضك؟ (٦) يجب أن تلقي أخاك بوجه طلق.

ذیل کی مثالوں میں فعل ماضی اور مضارع میں شرط اور جزاء کا تعین کریں۔

(۱) متى تأتنا نستقبلك. (۲) لو تأنّى العامل ما ندم.
(۳) ما تضيّع من وقتك تندم عليه. (٤) من يكن عجولًا تكثر زلّاته.
(٥) أينما تكونوا أزركم. (٦) إن تحسنوا إلى الناس تنالوا مودَّتهم.

ذیل کی مثالوں میں جزاء پر فاء کا دخول جوازاً اور وجوباً کا تعین کریں۔

(۱) إن تجتهد فالأستاذ يفرح. (۲) إن تقلْ صدقًا فلا أضربك.
(۳) إن تغب كثيرًا تفتك الدروس. (٤) ما تعمل من خير فالله يعلمه.
(٥) هل تحضر عندنا نطعمك. (٦) هل تدرِّسنا ندرس عندك.

ذیل کی مثالوں میں افعال قلوب اور اس کے عمل کی وضاحت کریں۔

(۱) وجدت الفراغ مفسدة. (۲) وجدت العفو يزيد العبد عزًّا.
(۳) أخال المتكبر في نفسه كبيرًا وفي أعين الناس صغيرًا.

ذیل کی مثالوں میں افعال ناقصہ کی اقسام اور اس کے عمل کا تعین کریں۔

(۱) جاء الذي كان أكرمته. (۲) مررت برجل كان كريم.

القسم الثالث في الحروف

اَلْقِسْمُ الثَّالِثُ فِي الْحُرُوْفِ

الدرس السابع عشر

وَقَدْ مَضٰى تَعْرِيْفُهُ، وَأَقْسَامُهُ سَبْعَةُ عَشَرَ: حُرُوْفُ الْجَرِّ، وَالْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ، وَحُرُوْفُ الْعَطْفِ، وَحُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ، وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ، وَحُرُوْفُ الْإِيْجَابِ، وَحُرُوْفُ الزِّيَادَةِ، وَحَرْفَا التَّفْسِيْرِ، وَحُرُوْفُ الْمَصْدَرِ، وَحُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ، وَحُرُوْفُ التَّوَقُّعِ، وَحُرُوْفُ الْاِسْتِفْهَامِ، وَحُرُوْفُ الشَّرْطِ، وَحُرُوْفُ الرَّدْعِ، وَتَاءُ التَّأْنِيْثِ الساكنة، وَنُوْنُ التَّنْوِيْنِ، وَنُوْنُ التَّأْكِيْدِ.

حُرُوْفُ الْجَرِّ: حُرُوْفٌ وُضِعَتْ لِإِفْضَاءِ فِعْلٍ وَشِبْهِهِ أَوْ مَعْنَى الْفِعْلِ إِلٰى مَا تَلِيْهِ نَحْوُ: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ، وَأَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ، وَهٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوْك، أَيْ أُشِيْرُ إِلَيْهِ فِيْهَا.

سترہواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حروف کی اقسام

دوسری بات: حروف جارہ اور اس کا استعمال

پہلی بات: حروف کی اقسام

حروف کی سترہ اقسام ہیں۔

(۱) حروف جارہ (۲) حروف مشبہ بالفعل (۳) حروف عطف (۴) حروف تنبیہ (۵) حروف نداء (۶) حروف ایجاب (۷) حروف زیادہ (۸) حروف تفسیر (۹) حروف مصدر (۱۰) حروف تخصیص (۱۱) حروف توقع (۱۲) حروف استفہام (۱۳) حروف شرط (۱۴) حروف ردع (۱۵) تائے تانیث ساکنہ (۱۶) نون تنوین (۱۷) نون تاکید

دوسری بات: حروف جارہ اور اس کا استعمال

حروف جارہ وہ حروف ہیں جو فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کو اس اسم تک پہنچانے کے لیے وضع کیے گئے ہیں جو ان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

فعل کو اسم کے قریب کرنے کی مثال: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (گذرا میں زید کے ساتھ) اس مثال میں مَرَرْتُ فعل کو باحرف جر نے زید اسم تک پہنچایا ہے۔

شبہ فعل کو اسم کے قریب کرنے کی مثال: أَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ (میں گذرنے والا ہوں زید کے ساتھ) اس مثال میں مَارٌّ اسم فاعل شبہ فعل ہے اس کو باء حرف جر نے زید تک پہنچایا ہے۔
معنی فعل کو اسم تک پہنچانے کی مثال: هٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوْكَ (یہ گھر میں تیرا باپ ہے) اس مثال میں هٰذَا یہ معنی فعل ہے کیونکہ اس میں هَا اُنَبِّهُ کے معنی میں ہے اور ذَا أُشِيْرُ کے معنی میں ہے پس هٰذَا فِي الدَّارِ کے معنی أُشِيْرُ إِلَيْهِ فِيْهَا ہے (میں اس گھر کی طرف اشارہ کرتا ہوں) اب اس میں هٰذَا معنی فعل کو فِيْ حرف جر نے الدَّارِ جو کہ اسم ہے اس تک پہنچادیا ہے۔

الدرس الثامن عشر

وَهِيَ تِسْعَةَ عَشَرَ حَرْفًا: مِنْ وَهِيَ لِابْتِدَاءِ الْغَايَةِ، وَعَلَامَتُهُ أَنْ يَصِحَّ فِيْ مُقَابَلَتِهِ الْاِنْتِهَاءُ كَمَا تَقُوْلُ: سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ. وَلِلتَّبْيِيْنِ وَعَلَامَتُهُ أَنْ يَصِحَّ وَضْعُ لَفْظِ الَّذِيْ مَكَانَهُ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ﴾. وَلِلتَّبْعِيْضِ وَعَلَامَتُهُ أَنْ يَصِحَّ لَفْظُ بَعْضٍ مَكَانَهُ نَحْوُ: أَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ. وَزَائِدَةٌ وَعَلَامَتُهُ أَنْ لَا يَخْتَلَّ الْمَعْنٰى بِإِسْقَاطِهَا نَحْوُ: مَا جَاءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ. وَلَا تُزَادُ فِي الْكَلَامِ الْمُوْجَبِ خِلَافًا لِلْكُوْفِيِّيْنَ. وَأَمَّا قَوْلُهُمْ: «قَدْ كَانَ مِنْ مَّطَرٍ» وَشِبْهُه فَمُتَاَوَّلٌ.

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:
پہلی بات: حروف جارہ میں سے «من» کا استعمال
دوسری بات: مِن زائدہ کے بارے میں کوفیین اور بصریین کا اختلاف:
تیسری بات: «مِنْ» جن معنوں میں استعمال ہوتا ہے اس کا ذکر

پہلی بات: حروف جارہ میں سے «مِنْ» کا استعمال

حرف مِنْ اور اس کا استعمال: یہ چار معنوں کے لیے آتا ہے
(۱) ابتداء غایت کے لیے (۲) تبیین کے لیے (۳) تبعیض کے لیے (۴) زائدہ
(۱) **ابتداء غایت کے لیے:** یعنی اس چیز کی ابتدا بتانے کے لیے جس کی کوئی انتہاء ہو اس کی علامت یعنی ہی ابتداء غایت کے لیے جب ہوگا جب اس کے مقابلے میں إِلَی کا آنا صحیح ہو جو کہ انتہائے غایت کے لیے آتا ہے۔
مثال: سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ (میں نے سیر کی بصرہ سے کوفہ تک)

(۲) **تبیین کے لیے:** یعنی مقصود کے اندر جو ابہام ہوتا ہے اس کی وضاحت کے لیے آتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اگر مِنْ کو ہٹا کر اس کی جگہ اَلَّذِيْ رکھ دیا جائے تو یہ صحیح ہو جیسے فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ اس میں مِنْ کی جگہ اَلَّذِيْ رکھ دی جائے تو معنی درست ہوتا ہے یعنی اَلَّذِيْ الْأَوْثَانَ یہاں مِنْ تبیین یعنی وضاحت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

(۳) **تبعیض کے لیے:** بھی آتا ہے یعنی فعل بعض مجرور کے ساتھ متعلق ہے اس کی علامت یہ ہے کہ مِنْ کی جگہ اگر لفظ بَعْض رکھ دیا جائے تو معنی صحیح رہے جیسے أَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ اَیْ بَعْضَ الدَّرَاهِمِ اس میں مِنْ کی جگہ اگر بَعْض رکھ دیا تو معنی درست ہوتا ہے اس لیے یہاں مِنْ تبعیض کے لیے ہے۔

زائدہ ہوتا ہے: کبھی مِنْ کلام میں زائدہ بھی ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو کلام سے گرا دینے سے معنی میں کوئی فرق نہ آئے یعنی کلام میں ہونا نہ ہونا برابر ہو جیسے مَا جَاءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ (میرے پاس کوئی نہیں آیا) اس میں حرف مِنْ کلام میں نہ ہوتا اور مَا جَاءَنِيْ أَحَدٌ ہوتا تب بھی کلام درست ہوتا تو یہاں مِنْ زائدہ ہے۔

دوسری بات: مِنْ زائدہ کے بارے میں کوفیین اور بصریین کا اختلاف:

مِنْ کلام موجب (جس میں نفی، نہی، استفہام نہ ہو) میں زائدہ ہوتا ہے یا کلام غیر موجب میں (جس میں نفی، نہی، استفہام ہو)

بصریین: کے نزدیک مِنْ کلام غیر موجب میں زائدہ ہوتا ہے اور کلام موجب میں زائدہ نہیں ہوتا ہے جیسے مَا جَاءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ میں مصنفؒ کے نزدیک بصریین کا مذہب مختار ہے اس لیے اس کو پہلے ذکر کر دیا۔

کوفیین: کے نزدیک مِنْ کلام موجب میں زائدہ ہوتا ہے جیسے قَدْ كَانَ مِنْ مَّطَرٍ

نحات کوفہ کہتے ہیں عربوں کے اس قول میں مِنْ زائدہ ہے جو کہ کلام موجب میں واقع ہے۔

وَاَمَّا قَوْلُهُمْ قَدْ كَانَ: مصنفؒ اس عبارت سے کوفیوں کو جواب دے رہے ہیں کہ عرب کا قول قَدْ كَانَ مِنْ مَّطَرٍ اور اس کے ہم مثل مُتَاَوَّلٌ (یعنی تاویل کیے ہوئے ہیں) ہیں یعنی عرب کا مذکورہ قول میں زائدہ نہیں ہے بلکہ یا تو تبعیض کے لیے ہے جیسے قَدْ كَانَ مِنْ مَّطَرٍ اَیْ بَعْضُ مَطَرٍ کے معنی میں ہے یا تبیین کے لیے ہے قَدْ كَانَ شَيْءٌ مِنْ مَّطَرٍ یا بطور حکایت واقع ہے گویا کہ کسی کہنے والے نے کہا هل كَانَ مِنْ مَّطَرٍ؟ اس جواب میں کہا قَدْ كَانَ مِنْ مَّطَرٍ

تیسری بات: مِنْ جن معنوں میں استعمال ہوتا ہے اس کا ذکر

۱)... کبھی مِنْ بمعنی فِيْ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

۲)... کبھی مِنْ بمعنی باء آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ اَیْ بِطَرْفٍ خَفِيٍّ

۳)... کبھی مِنْ بمعنی بدل آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيا مِنَ الْآخِرَةِ اَیْ بِدْلِ الْآخِرَةِ

۴)... کبھی مِنْ بمعنی عَلٰی آتا ہے جیسے وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ اَیْ عَلَى الْقَوْمِ

۵)... کبھی من بمعنی قسم آتا ہے جیسے مِنْ رَبِّیْ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا

۶)... کبھی من فصل کے لیے آتا ہے جب مِنْ دو متضاد چیزوں میں سے دوسرے پر داخل ہو جیسے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ

الدرس التاسع عشر

وَإِلٰى، وَهِيَ لِانْتِهَاءِ الْغَايَةِ كَمَا مَرَّ، وَبِمَعْنٰى مَعَ قَلِيْلًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾. وَحَتّٰى، وَهِيَ مِثْلُ إِلٰى نَحْوُ: نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّى الصَّبَاحِ، وَبِمَعْنٰى مَعَ كَثِيْرًا نَحْوُ: قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةِ. وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلَى الظَّاهِرِ فَلَا يُقَالُ: حَتَّاهُ، خِلَافًا لِلْمُبَرَّدِ، وَقَوْلُ الشَّاعِرِ:

فَــلَا وَاللّٰهِ لَا يَــبْقٰى أُنَــاسٌ فَتًى حَتَّـاكَ يَـا ابْـنَ أَبِيْ زِيَـادٍ فَشَاذٌّ.

انیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حروف جارہ میں سے إِلٰی کا استعمال

دوسری بات: حروف جارہ میں سے حَتّٰی کا استعمال

تیسری بات: حَتّٰی اور إِلٰی میں فرق

پہلی بات: حروف جارہ میں سے إِلٰی کا استعمال

حروف جارہ میں سے دوسرا حرف إِلٰی ہے یہ انتہائے غایت کے لیے آتا ہے یہ مِنْ ابتدائیہ کے مقابلے میں واقع ہوتا ہے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ اور کبھی إِلٰی بمعنی مَعَ کے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ (تم اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو) یہاں إِلٰی بمعنی مَعَ کے ہے۔

دوسری بات: حروف جارہ میں سے حَتّٰی کا استعمال

حروف جارہ میں سے تیسرا حرف جار حَتّٰی ہے یہ بھی إِلٰی کی طرح انتہاء غایت کے لیے آتا ہے جیسے نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّى الصَّبَاحِ (میں گذشتہ رات سویا صبح تک)

وَبِمَعْنٰی مَعَ کَثِیْرًا: اورحَتّٰی بمعنی مَعَ ہو کر کلام عرب میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے جیسے قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاۃِ اَیْ مَعَ الْمُشَاۃِ (حاجی لوگ مع پیادہ پاحاجیوں کے آگئے) اَلْمُشَاۃِ جمع مَاشٍ کی ہے

حَتّٰی بمعنی مَعَ کثرت سے آتا ہے اور حَتّٰی بمعنی اِلٰی کم آتا ہے۔

تیسری بات: حَتّٰی اور اِلٰی میں فرق

یہ ہے کہ اِلٰی اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے جیسے اِلٰی زَیْدٍ اور اِلَیْہِ کہنا درست ہے اور حَتّٰی صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے لہٰذا حَتَّاہُ کہنا درست نہیں۔

خِلَافًا لِلْمُبَرِّدِ: امام مبردؒ حَتّٰی جارہ کو ضمیر پر داخل ہونے کر جائز کہتے ہیں اور وہ استدلال میں شاعر کا شعر پیش کرتے ہیں جس میں حَتّٰی ضمیر پر داخل ہوا ہے جیسے مذکورہ شعر میں حَتَّاكَ میں كَ ضمیر پر داخل ہوا ہے۔

مصنفؒ امام مبردؒ کو یہ جواب دیتے ہیں کہ اس طرح کا شعر شاذ ہے یعنی جمہور نحات کے نزدیک مذکورہ شعر میں جو حَتّٰی كَ ضمیر پر داخل ہے یہ شاذ ہے جس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔

شعر

فَلَا وَاللهِ لَا یَبْقٰی اُنَاسٌ فَتًی حَتَّاكَ یَا ابْنَ أَبِیْ زِیَادٍ

ترجمہ: خدا کی قسم کوئی آدمی بھی باقی نہیں رہے گا اور نوجوان بھی یہاں تک کہ اب اے ابن زیاد تو بھی باقی نہیں رہے گا۔

محل استشہاد: مذکورہ شعر میں حَتّٰی كَ حرف پر داخل ہے اس میں چند حضرات کا اختلاف ہے۔

۱)... جمہور نحات کا قول ہے کہ حَتَّاكَ یَا ابْنَ أَبِیْ زِیَادٍ میں حَتّٰی جو کہ ضمیر مجرور كَ پر داخل ہوا ہے جس پر قیاس کرنا ممتنع ہے لیکن یہ بات شاذ ہے۔

۲)... صاحب مبرد حَتّٰی کو ضمیر مجرور پر داخل ہونا جائز قرار دیتے ہیں۔

۳)... مصنفؒ کا قول بھی یہی ہے کہ یہ کلام شاذ ہے۔

ترکیب: فَلَا میں لَا زائدہ ہے وَاللهِ اُقْسِمُ جار مجرور متعلق کے ہو کر قسم ہوا، لَا یَبْقٰی فعل کے لیے، اُنَاسٌ مبدل منہ فَتًی بدل ہوا، اب مبدل منہ مع البدل ملکر فاعل ہوا لَا یَبْقٰی فعل کے لیے حَتَّاكَ جار مجرور متعلق ہوا لَا یَبْقٰی سے اب لَا یَبْقٰی فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یَا حرف ندا، ابْنَ مضاف أَبِیْ مضاف الیہ مضاف زِیَادٍ مضاف الیہ أَبِ مضاف مع مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا پہلے مضاف کے لیے، أَبِ مضاف مع مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا، ابْنَ مضاف کے لیے، أَبِ مضاف مع المضاف الیہ ملکر منادی ہوا، أَب یَا حرف مع المنادی ملکر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

الدرس العشرون

وَ«فِيْ» هِيَ لِلظَّرْفِيَّةِ نَحْوُ: زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَالْمَاءُ فِي الْكُوْزِ، وبِمَعْنٰى عَلٰى قَلِيْلًا نَحْوُ قَوْلِه تَعَالٰى: وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ. وَالْبَاءُ وَهِيَ لِلْإِلْصَاقِ نَحْوُ: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ أَىْ اِلْتَصَقَ مُرُوْرِىْ بِمَوْضِعٍ يَقْرُبُ مِنْهُ زَيْدٌ، وَلِلْاِسْتِعَانَةِ نَحْوُ: كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ، وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّعْدِيَةِ كقَوْلِه تَعَالىٰ: ﴿إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ﴾، وَلِلْمُصَاحَبَةِ كخَرَجَ زَيْدٌ بِعَشِيْرتِه، وَلِلْمُقَابَلَةِ كبِعْتُ هٰذَا بِذَاكَ، وَلِلظَّرْفِيَّةِ كجَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ، وَلِلتَّعْدِيَةِ كَذَهَبتُ بِزَيْدٍ، وَزَائِدَةٌ قِيَاسًا فِي الْخَبَرِ الْمَنْفِيِّ نَحْوُ: مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ، وَفِي الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ: هَلْ زَيْدٌ بِقائِمٍ، وَسَمَاعًا فِي الْمَرْفُوْعِ نَحْوُ: بِحَسْبِك زَيْدٌ،اىٔ حسبك زيد وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا، وَفِي الْمَنْصُوْبِ نَحْوُ: أَلْقٰى بِيَدِه.

بیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حروف جارہ میں سے فی اور اس کا استعمال

دوسری بات: حروف جارہ میں سے با اور اس کا استعمال

پہلی بات: حروف جارہ میں سے فی اور اس کا استعمال

حروف جارہ میں سے فِيْ ہے اور فِيْ ظرفیت کے لیے آتا ہے یعنی اپنے مابعد کو اپنے ماقبل کے لیے ظرف کے یے آتا ہے جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ ظرفیت کے لیے ہے یعنی اپنے مابعد کو اپنے ماقبل کے لیے ظرف بتانے کے لیے آتا ہے جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ (زید گھر میں ہے) اورالْمَاءُ فِي الْكُوْزِ (پانی مشکیزہ میں ہے)

اور حرف فِيْ عَلٰى کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن یہ کم آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ (میں تم کو کھجور کے تنوں پر ضرور سولی دونگا)

دوسری بات: حروف جارہ میں سے با اور اس کا استعمال

حروف جارہ میں سے پانچواں حرف با ہے اور با چند معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں:

(۱) الصاق کے لیے (۲) استعانت کے لیے (۳) تعلیل کے لیے (۴) مصاحبت کے لیے

(۵) مقابلہ کے لیے (۶) تعدیہ کے لیے (۷) ظرفیت کے لیے (۸) زائدہ۔

۱)... الصاق کے لیے: یعنی اس امر کا فائدہ دینے کے لیے کہ کوئی چیز اس کے مجرور کے ساتھ ملصق اور متصل ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍاَیْ اِلْتَصَقَ مُرُوْرِیْ بِمَوْضِعٍ يَقْرُبُ مِنْهُ زَيْدٌ (میں زید کے پاس گذرا یعنی میرا گذرنا اس جگہ کے ساتھ کہ جس جگہ سے زید قریب ہے)

۲)... استعانت کے لیے: استعانت کے لغوی معنی مدد چاہنے کے ہیں باستعانت وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ میرے دخول سے میرا فاعل مدد طلب کرتا ہے جیسے كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم کے ساتھ لکھا یعنی قلم کی مدد سے لکھا)

۳)... تعلیل کے لیے: با کبھی تعلیل کے لیے ہوتی ہے یعنی یہ بتلانے کے لیے کہ میرا مدخول فعل کا سبب اور علت ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ (بے شک تم نے اپنے نفسوں پر بچھڑا بنانے کے سبب ظلم کیا) اس میں اتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ (یعنی بچھڑے کی پرستش) ظلم کے لیے سبب اور علت ہے۔

۴)... مصاحبت کے لیے: یعنی اس فائدہ دینے کے لیے کہ اس کا مجرور دوسرے کے ساتھ تعلق فعل میں شریک ہے جیسے خَرَجَ زَيْدٌبِعَشِيْرَتِهٖ (زید اپنے کنبہ کے ساتھ نکلا) اور اس کی علامت یہ ہے کہ با کی جگہ لفظ مع رکھنے سے معنی صحیح رہیں گے۔

۵)... مقابلہ کے لیے: یعنی اس امر کا فائدہ دینے کے لیے کہ اس کا مجرور کسی دوسری شیٔ کے مقابلہ میں ہے جیسے
بِعْتُ هٰذَابِذَاكَ اَیْ بِمُقَابَلَةِ ذَاكَ (میں نے اس کو اس کے مقابلہ میں بیچا)

۶)... ظرفیت کے لیے: جیسے جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ اَیْ فِی الْمَسْجِدِ (میں مسجد میں بیٹھا ہوں)

۷)... تعدیہ کے لیے: یعنی فعل لازم کو فعل متعدی بنادیتی ہے جیسے ذَهَبْتُ بِزَيْدٍ بمعنی اَذْهَبْتُهٗ (میں زید کو لے گیا)

۸)... بازائدہ: یعنی بازائدہ بھی ہوتی ہے زائدہ ہونا دو مقام پر قیاسی ہے اور باقی مقامات پر سماعی ہے۔

قیاسی: جن مقامات پر بازائدہ ہوتی ہے ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ نفی کی خبر پر بازائدہ ہوتی ہے جیسے مَازَيْدٌ بِقَائِمٍ (زید قائم نہیں ہے) اور دوسرا مقام یہ ہے کہ استفہام کی خبر پر بازائدہ ہوتی ہے جیسے هَلْ زَيْدٌ بِقَائِمٍ (کیا زید کھڑا ہے؟)

وَسَمَاعًا فِي الْمَرْفُوْعِ: اس کا عطف قِيَاسًا پر ہے اور باءَ سَمَاعًا مرفوع میں زائد ہوتی ہے خواہ وہ مرفوع مبتدا ہو جیسے بِحَسْبِكَ زَيْدٌ (تجھ کو زید کافی ہے) اس میں مبتدا ہے اس پر بازائدہ ہے خواہ وہ مرفوع ہو جیسے حَسْبُكَ بِزَيْدٍ اس میں زید خبر ہے اس پر بازائدہ داخل ہوا ہے۔

اور خواہ مرفوع فاعل ہو جیسے۔ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اَیْ كَفَى اللّٰهُ شَهِيْدًا اس میں لفظ اللہ فاعل ہے اس پر باء زائدہ داخل ہوا ہے۔

وَفِي الْمَنْصُوْبِ: اس کا عطف مرفوع پر ہے اور با منصوب پر بھی زائدہ ہوتی ہے جیسے أَلْقٰى بِيَدِهِ اَىْ أَلْقٰى يَدَهُ (اس نے اپنے ہاتھ کو ڈالا) اس میں مفعول ہے اس پر باز ائدہ داخل ہوئی ہے۔

الدرس الحادى والعشرون

وَاللَّامُ وَهِيَ لِلْاِخْتِصَاصِ نَحْوُ: اَلْجُلُّ لِلفَرَسِ، وَالْمَالُ لِزَيْدٍ. وَلِلتَّعْلِيْلِ كَضَرَبْتُهُ لِلتَّأْدِيْبِ. وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿رَدِفَ لَكُمْ﴾ اَيْ رَدِفَكُمْ. وَبِمَعْنٰى «عَنْ» إِذَا اسْتُعْمِلَ مَعَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَا سَبَقُونا إِلَيْهِ﴾، وَفِيْهِ نَظَرٌ. وَبِمَعْنَى الْوَاوِ فِي الْقَسَمِ لِلتَّعَجُّبِ، كَقَوْلِ الْهُزَلِيْ شِعْرٌ:

لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْاَيَّامِ ذُوْ حَيَدٍ ... بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَّانُ وَالْآسُ

اکیسواں درس

آج کے درس میں حروف جارہ میں سے ل اور اس کا استعمال کا ذکر کیا جائے گا۔

حروف جارہ میں سے لام اور اس کا استعمال

لام پانچ معنوں کے لیے آتا ہے:

(۱) اختصاص کے معنی میں (۲) تعلیل کے معنی میں (۳) عن کے معنی میں (۴) زائدہ (۵) واو کے معنی میں

۱)... **اختصاص کے لیے:** یعنی اپنے مدخول کو کسی چیز کے لیے ثابت کرنے کے لیے خواہ وہ ثبوت بطریق استحقاق ہو جیسے اَلْجُلُّ لِلفَرَسِ (یہ لگا گھوڑے کے لیے ہے) خواہ بطریق ملکیت ہو جیسے الْمَالُ لِزَيْدٍ (یہ مال زید کا ہے) یعنی اس کی ملکیت ہے۔

۲)... **تعلیل کے لیے:** یعنی یہ بیان کرنے کے لیے کہ اس کا مجرور کسی چیز کی علت ہے خواہ وہ علت ذہنی ہو جیسے ضَرَبْتُهُ لِلتَّأْدِيْبِ (میں نے اس کو مارا ادب سکھانے کے لیے) اس میں تادیب ضرب کی علت غائی ہے جو کہ ذہن میں ہے خواہ علت خارجی ہو جیسے خَرَجْتُ لِمُخَالِفَتِكِ (میں تیرے خوف کی وجہ سے نکلا) اس میں خوف خروج کی علت ہے جو کہ خارجی ہے۔

۳)۔۔ **عن کے معنی میں:** اور لام بمعنی عن ہوتا ہے جب کہ وہ قول یا اس کے مشتقات کے ساتھ واقع ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْراً مَا سَبَقُونا إِلَيْهِ (کہاں ان لوگوں نے جنھوں نے

کفر کیاان لوگوں کے حق میں جو ایمان لائے کہ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو مؤمنین ہم پر اس دین کی طرف سبقت نہ کرتے کے حق میں جو ایمان لائے کہ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو مؤمنین ہم پر اس دین کی طرف سبقت نہ کرتے) یہاں لِلَّذِینَ عَنِ الَّذِینَ کے معنی میں ہے۔

۴)... **زائدہ:** اور لام جارہ زائدہ ہوتا ہے جیسے رَدِفَ لَكُمْ اَیْ رَدِفَكُمْ (وہ تمہارے پیچھے ہوا) اور یہ اس وقت ہوگی جب کہ فعل متعدی بنفسہ ہو پس اس میں متعدی بنفسہ ہے۔

۵)... **لام بمعنی واو:** اور لام جارہ بمعنی واو قسم ہوتا ہے اور اس کا جواب قسم امور عظام میں سے ہوتا ہے جن سے تعجب کیا جاتا ہو جیسے لِلّٰهِ لَا یُؤَخَّرُ الْاَجَلُ اَیْ وَاللّٰهِ (اللہ کی قسم موت مؤخر نہیں ہوتی) اس میں لام واو قسم کے معنی میں ہے اور موت جواب قسم امور عظام میں سے ہے کیونکہ اس کا استعمال امور عظام میں ہوتا ہے اس لیے للہ طَارَ الذُّنُوبُ (اللہ کی قسم مکھی اڑی) نہیں کہا جاتا ہے۔

شاعر ہزلی کا قول

لِلّٰهِ یَبْقٰی عَلَی الْاَیَّامِ ذُوْحَیَدٍ بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّیَّانُ وَ الْاٰسُ

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتاہوں میں کہ زمانہ کے گزرنے پر سینگ والا پہاڑی بکرا ایسے اونچے پہاڑ میں باقی نہیں رہے گا جس میں ظیان اور آس ہے،

شعر کی وضاحت: مطلب یہ ہے کہ دنیا کے آفات سے اور ہلاکت سے کوئی چیز بچ نہیں سکے گی یہاں تک کہ پہاڑی بکرا جو بلند پہاڑ پر انسانوں سے علیحدہ رہتا ہے وہ بھی باقی نہیں رہے گا تو عالم میں کوئی کسی جگہ باقی نہیں رہے گا تو اس شعر میں شاعر آفت اور ہلاکت سے کسی چیز کے سلامت نہ رہنے پر تعجب کر کے قسم اٹھا رہا ہے۔

مشکل لغات: ذُوْحَیَدٍ: گرہ جو پہاڑی بکرا کے سینگ پر ہوتی ہے، مُشْمَخِرٌّ: بلند پہاڑ، الظَّیَّانُ: خوشبودار گھاس جس کو یاسمین کہتے ہیں، الْاٰسُ: بمعنی درخت ریحان

ترکیب: لِلّٰهِ جار مجرور متعلق اُقْسِمُ فعل کے، یَبْقٰی فعل، عَلَی الْاَیَّامِ جار مجرور متعلق یَبْقٰی کے، فاعل ہے یَبْقٰی کا، با حرف جار، مُشْمَخِرٍّ موصوف، بِهِخبر مقدم، الظَّیَّانُ وَالْاٰسُ معطوف علیہ معطوف ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر صفت مُشْمَخِرٍّ موصوف کے لیے، موصوف صفت سے ملکر مجرور با حرف جار کے لیے متعلق کے لیے پھر یہ جملہ جواب قسم ہوا۔

الدرس الثانی والعشرون

وَرُبَّ وَهِيَ لِلتَّقْلِيْلِ، كَمَا أَنَّ كَمْ الخَبَرِيَّةَ لِلتَّكْثِيْرِ، وَتَسْتَحِقُّ صَدْرَ الْكَلَامِ وَلَا تَدْخُلُ إِلَّا عَلٰى نَكِرَةٍ مَوْصُوْفَةٍ، نَحْوُ: رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهُ، أَوْ مُضْمَرٍ مُبْهَمٍ مُفْرَدٍ مُذَكَّرٍ أَبَدًا مُمَيَّزٍ بِنَكِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ، نَحْوُ: رُبَّهُ رَجُلًا، وَرُبَّهُ رَجُلَيْنِ وَرِجَالًا، وَرُبَّهُ امْرَأَةً كَذٰلِكَ، وَعِنْدَ الْكُوْفِيِّيْنَ يَجِبُ الْمُطَابَقَةُ نَحْوُ: رُبَّهُمَا رَجُلَيْنِ، وَرُبَّهُمْ رِجَالًا، وَرُبَّهَا امْرَأَةً، وَقَدْ تَلْحَقُهَا «مَا» اَلْكَافَّةُ، فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ نَحْوُ: رُبَّمَا قَامَ زَيْدٌ، وَرُبَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ. وَلَا بُدَّ لَهَا مِنْ فِعْلٍ مَاضٍ؛ لِأَنَّ رب لِلتَّقْلِيْلِ الْمُتَحَقَّقِ وَهُوَ لَا يَتَحَقَّقُ اِلَّا بِهِ، وَيُحْذَفُ ذٰلِك الْفِعْلُ غَالِبًا كَقَوْلِكَ: رُبَّ رَجُلٍ أَكْرَمَنِيْ، فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ: هَلْ لَقِيْتَ مَنْ أَكْرَمَكَ؟ أَيْ رُبَّ رَجُلٍ أَكْرَمَنِيْ لَقِيْتُهُ، فَإِنَّ «أَكْرَمَنِيْ» صِفَةُ الرَّجُلِ، وَ«لَقِيْتُهُ» فِعْلُهَا وَهُوَ مَحْذُوْفٌ.
وَوَاوُ رُبَّ وَهِيَ اَلْوَاوُ الَّتِيْ يُبْتَدَأُ بِهَا فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ، كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ:

وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسُ — إِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَإِلَّا الْعِيْسُ

بائیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: رُبَّ جارہ اور اس کا استعمال
دوسری بات: رُبَّ کبھی کبھی ما کافّہ کے ساتھ لاحق ہوتا ہے
تیسری بات: اشکال اور اس کا جواب
چوتھی بات: وَاوُ بمعنی رُبَّ اور اس کا استعمال

پہلی بات: رُبَّ جارہ اور اس کا استعمال

حرف جارہ میں سے ساتواں حرف رُبَّ ہے یہ تقلیل کے لیے آتا ہے جیسے کم خبریہ تکثیر کے لیے آتا ہے۔
تقلیل کے لیے: اور رُبَّ انشاء تقلیل کے لیے آتا ہے یعنی اپنے مدخول کے افراد میں قلت پیدا کرنے کے لیے جس طرح کم خبریہ انشاء تکثیر کے لیے آتا ہے
صدر کلام کے لئے: میں آتا ہے اور رُبّ نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے جیسے رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُه (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی)

یارُبَّ ایسی ضمیر مبہم پر داخل ہوتا ہے جو ہمیشہ مفرد مذکر ہوتی ہے اور اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو۔ جیسے رُبَّهٗ رَجُلًا ، رُبَّهٗ رَجُلَيْنِ ، رُبَّهٗ رِجَالًا ، رُبَّهٗ إِمْرَأَةً ضمیر مبہم ہونے کی وجہ سے تمیز کی ضرورت ہوئی اور یہ ضمیر بصریین کے نزدیک ہمیشہ مفرد ہوتی ہے خواہ اس کی تمیز مثنّٰی ہو یا مجموع ہو خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث۔ اس لیے کہ ضمیر مَاحَضَرَ فِي الذِّهْنِ کی طرف لوٹتی ہے اور ایسی چیز کی طرف نہیں لوٹتی ہے جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے کوفیین کے نزدیک ضمیر مبہم کی تمیز کے ساتھ مطابقت ضروری ہے جیسے رُبَّهٗ رَجُلًا ، رُبَّهُمَا رَجُلَيْنِ ، رُبَّهُمْ رِجَالًا ، رُبَّهَا امْرَأَةً، رُبَّهُمَا امْرَأَتَيْنِ ، رُبَّهُنَّ نِسَاءً

دوسری بات: رُبَّ کبھی کبھی ماکافّہ کے ساتھ لاحق ہوتا ہے

اور کبھی کبھی رُبَّ کے ساتھ ماکافّہ لاحق ہوتا ہے جو رُبَّ کے عمل کو روک دیتا ہے اس صورت میں ماکافہ رُبَّ کے ساتھ ملا کر لکھا جائے گا علیحدہ کر کے نہیں لکھا جائے گا۔

فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ: جب رُبَّ کے ساتھ ماکافّہ لاحق ہوتا ہے تو اس وقت وہ دو جملوں (اسمیہ وفعلیہ) پر داخل ہوتا ہے اس وقت وہ اس کی نسبت کی تقلیل یا تکثیر کے لیے ہوگا جو جملہ میں ہے جیسے رُبَّمَا قَامَ زَيْدٌ یہ رُبَّ کے جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کی مثال ہے ،

اور رُبَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ یہ رُبَّ کے جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی مثال ہے۔

وَلَابُدَّ لَهَا مِنْ فِعْلٍ مَاضٍ: مصنفؒ اس عبارت سے یہ بیان فرمارہے ہیں کہ رُبَّ کے ساتھ جو فعل متعلق ہوگا اس کا فعل ماضی ہونا ضروری ہے اس لیے کہ رُبَّ تقلیل محقق کے لیے وضع کیا گیا ہے اور یہ ماضی میں متصور ہے۔

تیسری بات: اشکال اور اس کا جواب

اشکال: قرآن کریم میں رُبَّ فعل مضارع کے ساتھ استعمال ہوا ہے جب کہ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا رُبَّ صرف فعل ماضی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ

جواب: یہ ہے کہ رُبَّ قرآن کریم میں جو فعل مضارع يَوَدُّ پر داخل ہے یہ متأول ہے اور وہاں يَوَدُّ بمعنی فعل ماضی وَدَّ ہے اس لیے کہ وعدہ چونکہ سچا ہونے والا ہے پس وہ بمنزلہ متحقق شدہ کے ہے گویا وہ ہو ہی گیا۔

وَيُحْذَفُ ذٰلِكَ الْفِعْلُ: اور یہ فعل جس سے رُبَّ متعلق ہے اکثر استعمال میں اگر قرینہ ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے جیسے تم سے کوئی شخص پوچھے هَلْ لَقِيْتَ مَنْ أَكْرَمَكَ؟ (کیا تم نے اس شخص سے ملاقات کی جس نے تمہارا اکرام کیا؟) جواب میں رُبَّ رَجُلٍ أَكْرَمَنِيْ کہو أَيْ رُبَّ رَجُلٍ أَكْرَمَنِيْ لَقِيْتُهٗ اس میں لَقِيْتُ رُبَّ کا فعل ہے جو کہ محذوف ہے اور حذف پر قرینہ سوال ہے۔

چوتھی بات: واوُ بمعنی رُبَّ اور اس کا استعمال

حروف جارہ میں سے آٹھواں حرف وَاوُ رُبَّ ہے اور وَاوُ بمعنی رُبَّ وہ ہے جو شروع کلام میں آتی ہے۔

مثال شاعر کا شعر

وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسُ إِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَإِلَّا الْعِيْسُ

ترجمہ: اور میں نے بہت سے شہروں کو طے کیا اس میں سوائے یعافیر اور عیس کے اور کوئی انیس اور دوست نہیں ہے۔

لغات: أَنِيْسُ: بمعنی دوست، الْيَعَافِيْرُ: جمع يَعْفُوْرُ کی ہے بمعنی مٹیالا رنگ کا ہرن، الْعِيْسُ جمع أَعْيَسُ کی اور سفید بالوں والا اونٹ۔

الدرس الثالث والعشرون

وَوَاوُ الْقَسَمِ وَهِيَ تَخْتَصُّ بِالظَّاهِرِ، نَحْوُ: وَاللهِ وَالرَّحْمٰنِ لَأَضْرِبَنَّ، فَلَا يُقَالُ: وَكَ. وَتَاءُ الْقَسَمِ وَهِيَ تَخْتَصُّ بِاللهِ وَحْدَهُ، فَلَا يُقَالُ: تَالرَّحْمٰنِ. وَقَوْلُهُمْ: «تَرَبِّ الْكَعْبَةِ» شَاذٌّ. وَبَاءُ الْقَسَمِ وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْمُضْمَرِ، نَحْوُ: بِاللهِ وَبِالرَّحْمٰنِ وَبِكَ. وَلَا بُدَّ لِلْقَسَمِ مِنَ الْجَوَابِ وَهِيَ جُمْلَةٌ تُسَمَّى الْمُقْسَمُ عَلَيْهَا، فَإِنْ كَانَتْ مُوْجَبَةً يَجِبُ دُخُوْلُ اللَّامِ فِي الْاِسْمِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ، نَحْوُ: وَاللهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ، وَوَاللهِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا، وَ»إِنَّ» فِي الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ: وَاللهِ إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ، وَإِنْ كَانَتْ مَنْفِيَّةً وَجَبَ دُخُوْلُ مَا وَلَا عَلَيْهَا، نَحْوُ: وَاللهِ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ، وَاللهِ لَا يَقُوْمُ زَيْدٌ. وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النَّفْيِ لِزَوَالِ اللَّبْسِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿تَاللهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ﴾ اَيْ لَا تَفْتَؤُ، وَقَدْ يُحْذَفُ جَوَابُ الْقَسَمِ إِنْ تَقَدَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ، نَحْوُ: زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللهِ، أَوْ تَوَسَّطَ الْقَسَمُ، نَحْوُ: زَيْدٌ وَاللهِ قَائِمٌ.

تئیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: "واو قسم" اور اس کا استعمال

دوسری بات: "تاء" قسم اور اس کا استعمال

تیسری بات: "باء" قسم اور اس کا استعمال

چوتھی بات: کبھی جواب قسم حذف کر دیا جاتا ہے

پہلی بات: "واو قسم" اور اس کا استعمال

حروف جارہ میں سے نواں حرف واو قسم ہے اور واو قسم اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے پس وہ اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتی۔ جیسے وَاللّٰہِ وَالرَّحْمٰنِ لَاَضْرِبَنَّ واو قسم اسم ظاہر پر داخل ہوتی ہے لہٰذا وَكَ لَاَضْرِبَنَّ نہیں کہا جاتا ہے۔

دوسری بات: "تاء"قسم اور اس کا استعمال

حرف جارہ میں سے دسواں حرف تاء قسم ہے تاء قسم صرف لفظ اللہ پر آتی ہے اسے علاوہ کسی اسم ظاہر یا ضمیر پر داخل نہیں ہوتی ہے جیسے تَاللّٰہِ پس تَالرَّحْمٰنِ نہیں کہا جاتا۔

اشکال: یہ ہوتا ہے کہ عرب لوگ تَرَبِّ الْكَعْبَةِ استعمال کرتے ہیں ؟

جواب: یہ ہے کہ یہ شاذ ہے اور شاذ کلمعدوم کے حکم میں ہوتا ہے۔

تیسری بات: "باء" قسم اور اس کا استعمال

اور باء قسم اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتی ہے جیسے بِاللّٰہِ ، بِالرَّحْمٰنِ ، بِکَ کہنا بھی درست ہے۔

وَلَابُدَّ لِلْقَسَمِ مِنَ الْجَوَابِ: مصنفؒ حروف قسم کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے جواب قسم کو بیان فرمارہے ہیں پس قسم کے لیے جواب قسم کا ہونا ضروری ہے اور جواب قسم وہ ہے جس پر قسم کھائی جائے جیسے وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا) اس میں وَاللّٰہِ قسم ہے اور لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا جواب قسم ہے۔

وَهِيَ جُمْلَةٌ تُسَمَّى الْمُقْسَمُ عَلَيْهَا: اور جواب قسم جملہ ہوگا اس کا نام الْمُقْسَمُ عَلَيْهَا ہوگا یعنی اس پر قسم کھائی ہوئی ہو۔

فَإِنْ كَانَتْ مُوْجَبَةٌ: اب یہ جملہ جو جواب قسم واقع ہے یا تو جملہ مثبتہ ہوگا یا منفیہ ہوگا اگر جملہ مثبتہ واقع ہو تو جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی صورت میں اس پر لام تاکید کا داخل ہونا ضروری ہے گویا لام جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ مثبتہ کی مثال: وَاللّٰہِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ

جملہ فعلیہ مثبتہ کی مثال: وَاللّٰہِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا

اور مکسورہ صور جملہ اسمیہ پر داخل ہوگا۔ جیسے وَاللّٰہِ إِنَّ زَيْداً لَقَائِمٌ

اور اگر یہ جواب قسم منفی ہو تو جواب میں اور میں سے کسی ایک کا داخل ہونا ضروری ہے۔

مثال: وَاللّٰہِ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ اس میں جملہ اسمیہ میں مَا نافیہ داخل ہے اور وَاللّٰہِ لَا يَقُوْمُ زَيْدٌ یہ جملہ فعلیہ کی مثال ہے جس میں لَا نافیہ داخل ہے۔

مصنفؒ یہاں سے یہ بات بیان فرمارہے ہیں کہ حرف نفی کو کبھی کبھی جملہ فعلیہ منفیہ جب کہ جواب قسم واقع ہو حذف

کر دیا جاتا ہے یہ اس وقت ہے جب منفی کا مثبت سے التباس کا اندیشہ نہ ہو۔

مثال: تَاللهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ اس میں تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ جواب قسم ہے یہ اصل لَا تَفْتَؤُ میں تھا حرف نفی کو حذف کر دیا گیا اس لیے کہ مضارع مثبت جب جواب قسم واقع ہوتا ہے تو اس پر لام کا آنا ضروری ہے اور یہاں چونکہ فعل مضارع پر لام نہیں ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ منفی ہے اور حرف نفی محذوف ہے۔

چوتھی بات: جواب قسم حذف کیئے جانے کا ذکر

اور کبھی جواب قسم حذف کر دیا جاتا ہے اس وقت جب کہ قسم پر ایسا جملہ مقدم ہو جو جواب قسم پر دلالت کر رہا ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللهِ اس کی اصل تقدیری عبارت وَاللهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ ہے۔ زَيْدٌ قَائِمٌ جو قسم پر مقدم ہے وہ جواب قسم کے محذوف ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ یا جواب قسم اس وقت حذف کر دیا جاتا جب کہ قسم اس جملہ کے درمیان میں واقع ہو جو جواب پر دلالت کر رہا ہے جیسے زَيْدٌ وَاللهِ قَائِمٌ اصل میں تھا وَاللهِ زَيْدٌ قَائِمٌ

الدرس الرابع والعشرون

وَعَنْ لِلْمُجَاوَزَةِ نَحْوُ: رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوسِ اِلَى الصَّيْدِ. وَعَلٰى لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ: زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ. وَقَدْ يَكُوْنُ «عَنْ» وَ«عَلٰى» اِسْمَيْنِ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهِمَا «مِنْ»، كَمَا تَقُوْلُ: جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِينِه، وَنَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْفَرَسِ. وَالْكَافُ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ: زَيْدٌ كَعَمْرٍو، وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِه تَعَالٰى: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَىءٌ﴾، وَقَدْ يَكُوْنُ اِسْمًا كَقَوْلِ الشَّاعِرِ:

يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِّ

وَمُذْ وَمُنْذُ لِلزَّمَانِ، إِمَّا لِلْاِبْتِدَاءِ فِي الْمَاضِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ شَعْبَانَ: «مَا رَأَيْتُهٗ مُذْ رَجَبٍ». أَوْ لِلظَّرْفِيَّةِ فِي الْحَاضِرِ، نَحْوُ: مَا رَأَيْتُه مُذْ شَهْرِنَا، وَمُنْذُ يَوْمِنَا، أَيْ فِيْ شَهْرِنَا وَفِيْ يَوْمِنَا. وَخَلَا وَعَدَا وَحَاشَا لِلْاِسْتِثْنَاءِ نَحْوُ: جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ، وَحَاشَا عَمْرٍو، وَعَدَا بَكْرٍ.

چوبیسواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: "عن" اور اس کا استعمال

دوسری بات: "علٰی" اور اس کا استعمال

تیسری بات: "عن" اور "علی" کا اسم ہونے کا ذکر

چوتھی بات: مذ اور منذ اور اس کا استعمال

پانچویں بات: خَلَا وَعَدَا وَ حَاشَا اور ان کا استعمال

پہلی بات: "عن" اور اس کا استعمال

عَنْ حروف جارہ میں سے بارہواں حرف ہے اور عَنْ جارہ مجاوزت کے لیے آتا ہے یعنی اپنے مجرور سے کسی چیز کو دور کرنے کے لیے۔

مثال: رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوسِ اِلَى الصَّيْدِ (میں نے تیر کمان سے شکار کی طرف پھینکا) یعنی تیر کو کمان سے مجاوز کیا شکار کی جانب۔

دوسری بات: عَلٰى اور اس کا استعمال

حروف جارہ میں سے تیرہواں حرف عَلٰى ہے اور عَلٰى استعلاء کے لیے آتا ہے استعلاء کے معنی ہیں بلندی طلب کرنا یعنی جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول پر کسی چیز کی بلندی طلب کی گئی ہے اور استعلاء خواہ حقیقی ہو جیسے زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ (زید چھت پر ہے) یا حکمی ہو جیسے عَلَيْهِ دَيْنٌ (اس پر قرضہ ہے)

تیسری بات: عن اور علی کا اسم ہونے کا ذکر

عَنْ اور عَلٰى کبھی اسم بھی ہوتے ہیں جب کہ ان پر مِنْ جارہ داخل ہو جائے مِنْ کا داخل ہونا ان کے اسم ہونے کی علامت ہے اور اس وقت عَنْ بمعنی جانب ہوگا اور عَلٰى بمعنی فوق ہوگا جیسے جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ (میں اس کے داہنی جانب بیٹھا) اور نَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْفَرَسِ (میں گھوڑے کے اوپر سے اترا)

کاف تشبیہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے چودھواں حرف کاف تشبیہ ہے جو تشبیہ کے لیے آتا ہے تشبیہ کے لیے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے (۱) مشبّہ (۲) مشبّہ بہ (۳) وجہ تشبیہ (۴) حرف تشبیہ

یہاں صرف حرف تشبیہ کو ذکر کیا جاتا ہے جیسے زَيْدٌ كَعَمْرٍو (زید عمر کی طرح ہے)

اور کاف جارہ کبھی زائدہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) اس میں مِثْلِهِ پر کاف جارہ زائدہ ہے۔

اور کاف جارہ کبھی اسم ہوتا ہے بمعنی مثل کے جب کہ اس پر حرف جر داخل ہو۔

مثال: شعر يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِّ اس میں الْبَرَدِ پر کاف اسم ہے بمعنی مثل

ترجمہ: عورتیں ان دانتوں سے ہنستی ہیں جو لطافت (یعنی باریکی) میں پگھلے ہوئے اولے کی مانند ہیں۔

چوتھی بات: مذ اور منذ اور اس کا استعمال

حروف جارہ میں پندرہواں حرف مذ اور سولہواں حرف منذ ہے یہ دونوں ظرف زمان کے لیے آتے ہیں ہی دونوں حرف یا ماضی میں ابتداء زمانہ کے لیے آتے ہیں یعنی زمانہ ماضی میں فعل کی ابتداء کے لیے ہوں گے جیسے شعبان کے مہینہ میں آپ کا قول مَا رَأَيْتُهُ مُذْ رَجَبٍ (میں نے اس کو رجب کے مہینے سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کے نہ دیکھنے کی ابتداء رجب کے مہینہ سے ہے۔

یا زمانہ ضاحر میں ظرفیت کے لیے آتے ہیں یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فعل کا تمام زمانہ یہی زمانہ حاضر ہے جیسے مَا رَأَيْتُهُ مُذْ شَهْرِنَا اور مَا رَأَيْتُهُ مُنْذُ يَوْمِنَا (میں نے اس کو مہینہ میں یا آج کے دن سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کا پورا زمانہ یہ موجودہ مہینہ یا موجودہ دن ہے۔

پانچویں بات: خَلَا وَعَدَا وَ حَاشَا اور ان کا استعمال

حروف جارہ میں سے سترہواں حرف خَلا، اٹھارہواں حرف عَدَا اور انیسواں حرف حَاشَا ہے یہ تینوں حروف استثناء کے لیے آتے ہیں یعنی اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم سے خارج کرنے کے لیے آتے ہیں جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ وَحَاشَا عَمْرٍو وَعَدَا بَكْرٍ

یہ تینوں حروف کبھی حرف ہوتے ہیں اور کبھی فعل۔ ان کے مدخول کو جر دو گے تو یہ حرف جارہ ہوں گے اور جب تم ان کے مدخول کو نصب دو گے تو یہ فعل ہوں گے۔

الدرس الخامس والعشرون

اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ

فَصْلٌ: اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ سِتَّةٌ: إِنَّ، وَأَنَّ، وَكَأَنَّ، وَلَيْتَ، وَلٰكِنَّ، وَلَعَلَّ. هٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ، تَنْصِبُ الْاِسْمَ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ كَمَا عَرَفْتَ، نَحْوُ: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ. وَقَدْ يَلْحَقُهَا «مَا» اَلْكَافَّةُ فَتَكُفُّهَا عَنِ الْعَمَلِ، وَحِيْنَئِذٍ تَدْخُلُ عَلَى الْأَفْعَالِ نَحْوُ تَقُوْلُ: إِنَّمَا قَامَ زَيْدٌ. وَاعْلَمْ أَنَّ «إِنَّ» الْمَكْسُوْرَةَ الْهَمْزَةِ لَا تُغَيِّرُ مَعْنَى الْجُمْلَةِ، بَلْ تُؤَكِّدُهَا، وَأَنَّ الْمَفْتُوْحَةَ الْهَمْزَةِ مَعَ مَا بَعْدَهَا مِنَ الْاِسْمِ وَالْخَبَرِ فِي حُكْمِ الْمُفْرَدِ، وَلِذٰلِكَ يَجِبُ الْكَسْرُ إِذَا كَانَتْ فِيْ ابْتِدَاءِ الْكَلَامِ نَحْوُ: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ، وَبَعْدَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ﴾، وَبَعْدَ الْمَوْصُوْلِ، نَحْوُ: مَا رَأَيْتُ الَّذِيْ إِنَّهُ فِيْ الْمَسَاجِدِ، وَإِذَا كَانَتْ فِيْ خَبَرِهَا اللَّامُ نَحْوُ: إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ. وَيَجِبُ الْفَتْحُ حَيْثُ يَقَعُ فَاعِلًا، نَحْوُ: بَلَغَنِيْ أَنَّ زَيْدًا عَالِمٌ، وَحَيْثُ يَقَعُ مَفْعُوْلًا نَحْوُ: كَرِهْتُ أَنَّك قَائِمٌ، وَحَيْثُ يَقَعُ مُبْتَدَأً نَحْوُ: عِنْدِيْ أَنَّكَ قَائِمٌ، وَحَيْثُ يَقَعُ مُضَافًا إِلَيْهِ نَحْوُ: عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ أَنَّ بَكرًا قَائِمٌ، وَحَيْثُ يَقَعُ مَجْرُوْرًا نَحْوُ: عَجِبْتُ مِنْ أَنَّ بَكرًا قَائِمٌ، وَبَعْدَ «لَوْ» نَحْوُ: لَوْ أَنَّك عِنْدَنَا لَأَكرَمْتُك، وَبَعْدَ «لَوْلَا» نَحْوُ: لَوْلَا أَنَّهُ حَاضِرٌ لَغَابَ زَيْدٌ. وَيَجُوْزُ الْعَطْفُ عَلٰى اِسْمِ إِنَّ الْمَكْسُوْرَةِ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ بِاِعْتِبَارِ الْمَحَلِّ وَاللَّفْظِ نَحْوُ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو وَعَمْرًا

وَاعْلَمْ اَنَّ إِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ يَجُوْزُ دُخُوْلُ اللَّامِ عَلٰى خَبَرِهَا وَقَدْ تُخَفَّفُ فَيَلْزَمُ اللَّامُ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَإِنَّ كُلًّا لَمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ، وَحِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ إِلْغَاؤُهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾.

وَيَجُوْزُ دُخُوْلُهَا عَلَى الْأَفْعَالِ عَلَى الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : وَإِنْ كُنتَ مِنْ قَبْلِه لَمِنَ الْغَافِلِينَ، وَإِنْ نَظُنُّك لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَكَذَالِك أَنَّ الْمَفْتُوْحَةُ قَدْ تُخَفَّفُ فَحِيْنَئِذٍ يَجِبُ إِعْمَالُهَا فِيْ ضَمِيْرِ شَأْنٍ مُقَدَّرٍ فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ بَلَغَنِي أَنْ زَيدٌ عَالِمٌ أَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ بَلَغَنِي أَنْ قَدْ قَامَ زَيدٌ

وَيَجِبُ دُخوْلُ السِّيْنِ أَوْ سَوْفَ أَوْ قَدْ أَوْ حَرْفُ النَّفْيِ عَلَى الْفِعْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى﴾.

وَالضَّمِيْرُ الْمُسْتَتِرُ اِسْمُ أَنَّ وَالْجُمْلَةُ خَبَرُهَا

پچیسواں درس

آج کے درس میں پانچ باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ

دوسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا عمل

تیسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا مدخول

چوتھی بات: إِنَّ اور أَنَّ میں فرق

پانچویں بات: اِنَّ مثقلہ کو مخففہ پڑھنے کی صورت اور اِنْ مخففہ و اِنْ نافیہ کے درمیان فرق کا ذکر

پہلی بات حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ

حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان حروف کی مشابہت فعل کے ساتھ لفظاً بھی ہے اور معناً بھی ہے۔

مشابہت لفظی: اس طرح ہے کہ جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں اسی طرح یہ حروف بھی ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں إِنَّ اور أَنَّ اور لَيْتَ ثلاثی ہیں اور كَأَنَّ اور لٰكِنَّ اور لَعَلَّ رباعی ہیں۔

مشابہت معنوی: اس طرح ہے کہ إِنَّ ،أَنَّ حَقَّقْتُ کے معنی میں ہے اور كَأَنَّ شَبَّهْتُ کے معنی میں ہے لٰكِنَّ اِسْتَدْرَكْتُ کے معنی میں ہے لَيْتَ تَمَنَّيْتُ کے معنی میں ہے اور لَعَلَّ تَرَجَّيْتُ کے معنی میں ہے پس اس اعتبار سے ان حروف کی فعل کے ساتھ مشابہت معنوی ہوئی۔

دوسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا عمل

یہ حروف اسم کی نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

تیسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا مدخول

ان حروف کا مدخول اسم ہوتا ہے یہ حروف فعل پر داخل نہیں ہوتے ہیں فعل پر اس وقت داخل ہوتے ہیں جب کہ ان حروف کے بعد ماکافّہ آجائے اس وقت ماکافّہ ان حروف کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے جیسے إِنَّمَا قَامَ زَيْدٌ اس میں إِنَّ مَا کافّہ کی وجہ سے عمل نہیں کررہا ہے ماکافّہ معنی میں حصر اور تاکید پیدا کردیتا ہے۔

وَاعْلَمْ: مصنفؒ یہاں سے إِنَّ الْمَكْسُوْرَةُ الْهُمْزَةِ اور أَنَّ الْمَفْتُوْحَةُ الْهُمْزَة کے درمیان فرق بیان فرمارہے ہیں ۔

چوتھی بات: إِنَّ اور أَنَّ میں فرق

پہلا فرق: إِنَّ الْمَكْسُوْرَةُ الْهُمْزَة جملہ کے معنی کو تبدیل نہیں کرتا ہے بلکہ جملہ کے معنی کو پختہ اور مضبوط کرتا ہے

مثلاً اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اس مثال میں اِنَّ نے اگلے جملہ کے معنیٰ کو تبدیل نہیں کیا ہے بلکہ مضبوط اور موکد کیا ہے۔ اور أَنَّ الْمَفْتُوحَةُ الْهَمْزَة اپنے مابعد اسم اور خبر سے ملکر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اور جملہ کو مفرد کے حکم میں کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خبر مصدر کی اسم کی طرف اضافت کی جائے۔ مثلاً بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اس کی تقدیری عبارت بَلَغَنِيْ قِيَامَ زَيْدٍ ہے۔

دوسرا فرق: إِنَّ الْمَكْسُوْرَةُ الْهَمْزَة آٹھ مقامات پر آتا ہے مصنفؒ نے چار مقامات کا ذکر کیا ہے اور أَنَّ (الْمَفْتُوْحَةُ الْهَمْزَة) سات مقامات پر آتا ہے۔

إِنَّ (الْمَكْسُوْرَةُ الْهَمْزَةِ) کے مقامات

١)... إِنَّ کلام کی ابتداء میں آتا ہے جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ کیونکہ جملہ ابتداء کلام میں ہوتا ہے اور إِنَّ بھی جملے کے معنیٰ کو پکا کرتا ہے۔

٢)... قَوْلٌ کے بعد یعنی قَالَ يَقُوْلُ کے بعد۔ جیسے يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

٣)... اسم موصول کے بعد۔ جیسے مَارَأَيْتُ الَّذِيْ إِنَّهُ فِيْ الْمَسَاجِدِ

٤)... جب اس کی خبر میں لام ہو۔ جیسے إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ

٥)... جواب قسم میں۔ جیسے وَاللهِ إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ

٦)... حرف نداء کے بعد۔ جیسے يَا بَنِيَّ إِنَّ اللهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ

٧)... حتّٰی ابتدائیہ کے بعد۔ جیسے مَرِضَ فُلَانٌ حَتّٰى اِنَّهُمْ لَايَرْجُوْنَهُ (فلاں بیمار ہوا یہاں تک کہ وہ اس کی امید نہیں رکھتے ہیں)

٨)... حروف تنبیہ کے بعد۔ جیسے أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اَنَّ (الْمَفْتُوْحَةُ الْهَمْزَةِ) کے مقامات:

١)... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر فاعل واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اس میں اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ فاعل واقع ہو رہا ہے۔

٢)... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے كَرِهْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ اس میں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول واقع ہو رہا ہے۔

٣)... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مبتداء واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے عِنْدِيْ أَنَّكَ قَائِمٌ

٤)... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مضاف الیہ واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے عَجَبْتُ مِنْ طُوْلِ أَنَّ بَكْرًا قَائِمٌ (میں بکر کے طول قیام سے متعجب ہوا) یہاں بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہے۔

۵)... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے عَجَبْتُ مِنْ أَنَّ بَكْرًا قائِمٌ یہاں بھی بتاویل مفرد مجرور ہے۔

٦)... جہاں اَنَّ، لَوْ کے بعد۔ جیسے لَوْ أَنَّكَ عِنْدَنَا لَأَكْرَمْتُكَ

۷)... جہاں اَنَّ ، لَوْلَا کے بعد۔ جیسے لَوْلَا أَنَّهُ حَاضِرٌ لَغَابَ زَيْدٌ

مصنفؒ یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ إِنَّ الْمَكْسُوْرَةُ الْهَمْزَةِ کے اسم پر کسی اسم کا عطف کرنا بھی جائز ہے اس صورت میں معطوف کو مرفوع اور منصوب دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

مثال: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌ وَعَمْرًا

معطوف کو مرفوع اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں معطوف کا عطف زَيْدًا کے محل پر ہو رہا ہے اور زَيْدًا ابتداء میں واقع ہونے کی وجہ سے محلًا مرفوع ہے لہٰذا عَمْرٌ کو بھی مرفوع پڑھ سکتے ہیں۔

اور معطوف کو منصوب اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں معطوف یعنی عَمْرًا کا عطف زَيْدًا کے لفظ پر ہو رہا ہے اور زَيْدًا لفظًا منصوب ہے۔۔ کا اسم ہونے کی وجہ سے پس عَمْرًا کا بھی منصوب پڑھ سکتے ہیں۔

وضاحت: مصنفؒ یہاں سے اس بات کو ذکر فرما رہے ہیں اِنَّ مکسورہ کی خبر پر لام کا داخل کرنا جائز ہے کیونکہ یہ لام بھی تاکید آتا ہے اور اِنَّ بھی تاکید کے لیے آتا ہے۔

پانچویں بات: اِنَّ مثقلہ کو مخفف پڑھنے کی صورت اور اِنْ مخففہ واِنْ نافیہ کے درمیان فرق کا ذکر

اِنَّ مثقلہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے بسا اوقات مخفف کیا جاتا ہے اس صورت میں اس کی مشابہت اِنْ نافیہ کے ساتھ ہو جاتی ہے اس لیے کہ اِنْ مخففہ اور اِنْ نافیہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے اس کی خبر پر لام تاکید کا آنا ضروری ہے خواہ اس کو عمل دیا جائے خواہ نہ دیا جائے۔

اِنْ مخففہ کا عمل کرنے کی مثال: وَإِنْ كُلًّا لَمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ اس میں اِنْ مخففہ ہے اور كُلًّا اس کا اسم ہے اور لَمَّا پر جو لام ہے وہ اِنْ مخففہ اور اِنْ نافیہ کے درمیان فرق کرنے والا ہے پھر مَا کو زائدہ کیا تا کہ دو لاموں کا اجتماع لازم نہ آئے جو کہ مکروہ ہے۔

اور اس وقت جب کہ اِنَّ مکسورہ مخففہ ہو تو اس کے عمل کا الغاء یعنی باطل ہونا جائز ہے اور اس میں عمل دینے سے عمل نہ دینا بہتر ہے کیونکہ اِنَّ فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ عمل کرتا تھا اب مخففہ ہونے کی صورت اِنْ دو حرفی ہونے کی وجہ سے مشابہت کامل نہ رہی۔

عمل نہ دینے کی مثال: وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ اس میں اِنْ مخففہ کا عمل باطل ہو گیا ہے۔

وضاحت: اور إِنْ مُخَفَّفَة مِنَ الْمُثَقَّلَة کا ان افعال پر داخل کرنا جائز ہے جو مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور وہ افعال ناقصہ اور افعال قلوب ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَإِنْ كُنتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ یہ افعال ناقصہ پر داخل ہونے کی مثال ہے وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ یہ افعال قلوب پر داخل ہونے کی مثال ہے۔

أَنَّ مثقلہ کو مخففہ پڑھنے کی صورت: مصنف یہاں سے یہ بتارہے ہیں کہ جس طرح اِنَّ مکسورہ کو مخففہ پڑھنا جائز ہے اس طرح أَنَّ مفتوحہ کو بھی مخففہ پڑھنا جائز ہے اس وقت اس کے عمل کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے بعد ضمیر شان مقدر ہوگی جو کہ اس کا اسم بنے گی اور اس کے بعد جو جملہ ہوگا وہ خبر بنے گی پھر وہ جملہ خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔

أَنْ مخففہ جملہ اسمیہ پر آنے کی مثال: بَلَغَنِي أَنْ زَيْدٌ عَالِمٌ

أَنْ مخففہ جملہ فعلیہ پر آنے کی مثال: بَلَغَنِي أَنْ قَدْ قَامَ زَيْدٌ

اور اَنْ مُخَفَّفَةِ مِنَ الْمُثَقَّلَة جب فعل پر واقع ہو تو اس وقت السِّيْنِ یا سَوْفَ یا قَدْ یا حرف نفی کا فعل پر داخل ہونا ضروری ہے تاکہ أَنْ مخففہ اور اَنْ مصدریہ میں فرق ہوجائے کیونکہ۔ مصدریہ ان الفاظ پر داخل نہیں ہوتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى

یہاں مصنفؒ أَنْ مخففہ کی ترکیب بتارہے یں کہ ضمیر شان مستترأَنْ مفتوحہ مخففہ کا اسم ہوگی اور بعد والا جملہ اَنْ کی خبر ہوگا۔

الدرس السادس والعشرون

وَكَأَنَّ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُكَأَنَّ زَيْدًا أَسَدٌ وَهِىَ مُرَكَّبَةٌ مِنْ كَافِ التَّشْبِيهِ وَإِنَّ الْمَكْسُوْرَةِ وَإِنَّمَا فُتِحَتْ لِتَقْدِيمِ الْكَافِ عَلَيْهَا وَتَقْدِيرُه إِنَّ زَيْدًا كَالْأَسَدِ وَقَدْ تُخَفَّفُ فَتُلْغٰى عَنِ الْعَمَلِ نَحْوُ كَأَنْ زَيْدٌ أَسَدٌ

وَلٰكِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَيَتَوَسَّطُ بَيْنَ كَلامَيْنِ مُتَغَايِرَيْنِ فِي الْمَعْنٰى نَحْوُ مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ لٰكِنَّ عَمْرًا جَاءَ وَغَابَ زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكرًا حَاضِرٌ، وَيَجُوْزُ مَعَهَا الْوَاوُ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَلٰكِنَّ عَمْرًوا قَاعِدٌ وَتُخَفَّفُ فَتُلْغٰى نَحْوُ مَشٰى زَيْدٌ وَلٰكِنْ بَكرٌ عِنْدَنَا وَلَيْتَ لِلتَّمَنِّيْ نَحْوُ لَيْتَ هِنْدًا عِنْدَنَا وَاَجَازَ الْفَرَّاءُ لَيْتَ زَيْدًاقَائِمًا بِمَعْنٰى أَتَمَنّٰى

چھبیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: "کَأَنَّ "اور اس کا استعمال

دوسری بات: "لٰکِنَّ"اور اس کا استعمال

پہلی بات: "کَأَنَّ "اور اس کا استعمال

کَأَنَّ لِلتَّشْبِيْهِ: حروف مشبہ بالفعل میں سے تیسرا حرف کَأَنَّ ہے یہ حرف تشبیہ کے لیے آتا ہے اور اس کی ترکیب کاف تشبیہ اور إِنَّ مکسورہ سے ملکر ہوئی ہے پھر کاف تشبیہ جو کہ مؤخر تھا اس کو مقدم ذکر کر دیا ہے اس لیے کہ إِنَّ بجائے أَنَّ ہو گیا اور مجموعہ کَأَنَّ ہو گیا جیسے کَأَنَّ زَيْدًا أَسَدٌ اس کی اصل عبارت یوں تھی إِنَّ زَيْدًا كَالْأَسَدِ

کَأَنَّ کو نون مخففہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اس وقت یہ عمل نہیں کرے گا جیسے کَأَنْ زَيْدٌ أَسَدٌ کیونکہ اس کی لفظی مشابہت فعل کے ساتھ باقی نہیں رہتی ہے۔

دوسری بات: "لٰکِنَّ"اور اس کا استعمال

لٰكِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاكِ : حروف مشبہ بالفعل میں سے چوتھا حرف لٰکِنَّ ہے اور یہ استدراک کے لیے آتا ہے یعنی کلام سابق میں جو وہم پیدا ہوا تھا اسے دور کرنے کے لیے آتا ہے جیسے مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ لٰكِنَّ عَمْرًا جَاءَ

لٰکِنَّ ایسے دو کلاموں کے درمیان واقع ہوتا ہے جو کہ معنی کے اعتبار سے مغایر اور مختلف ہوتے ہیں ان میں جملہ اگر نفی کا ہے تو دوسرا جملہ اثبات کا ہوگا۔ جیسے غَابَ زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ

اور لٰکِنَّ کے ساتھ واو کو ذکر کرنا بھی جائز ہے کیونکہ دونوں استدراک کے لیے آتے ہیں جیسے قَامَ زَيْدٌ وَلٰكِنَّ عَمْرًا قَاعِدٌ

لٰکِنَّ کو کبھی نون مخففہ کے ساتھ بھی پڑھتے ہیں اس صورت میں یہ عمل نہیں کرے گا جیسے مَشٰى ذَهَبَ زَيْدٌ وَلٰكِنَّ بَكْرٌ عِنْدَنَا اس وقت یہ حروف عاطفہ میں سے ہوگا۔

لَيْتَ: حروف مشبہ بالفعل میں سے پانچواں حرف ہے اور یہ تمنی کے لیے آتا ہے یعنی کسی چیز کا بر سبیل محبت طلب کرنا جیسے لَيْتَ هِنْدًا عِنْدَنَا (کاش ہندہ ہمارے پاس ہوتی)

امام فراءؒ لَيْتَ کے دونوں جزوں کو نصب دینے کو جائز کہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ لَيْتَ بمعنی أَتَمَنّٰى فعل ہے گویا لَيْتَ زَيْدًا قَائِمًا بمعنی أَتَمَنّٰى ہے (میں زید کے کھڑے ہونے کی تمنا کرتا ہوں) یہ دونوں مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوئے۔

الدرس السابع والعشرون

وَلَعَلَّ لِلتَّرَجِّيْ كقَوْلِ الشَّاعِرِ:

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ   لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

وَشَذَّ الْجَرُّ بِهَاوَفِيْ لَعَلَّ لُغَاتٌ: عَلَّ وَعَنَّ وَأَنَّ وَلَأَنَّ وَلَعَنَّ

وَعِنْدَ الْمُبَرِّدِ أَصْلُه عَلَّ زِيْدَ فِيْهِ اللَّامُ وَالْبَوَاقِيْ فُرُوْعٌ

ستائیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: " لَعَلَّ "اور اس کا استعمال

دوسری بات: "لَعَلَّ "کا مابعد کو جر دینے کا ذکر

پہلی بات: " لَعَلَّ "اور اس کا استعمال

لَعَلَّ: حروف مشبہ بالفعل میں سے چھٹا حرف لَعَلَّ ہے اور یہ تَرَجِّيْ کے لیے آتا ہے یعنی ایسے کام کے لیے جس کی امید کی جائے جیسے شاعر کا قول

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ   لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

ترجمہ: میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں حالانکہ خود ان میں سے نہیں ہوں شاید اللہ تعالیٰ نیک بننے کی توفیق عطاء فرمائے۔

محل استشہاد: لَعَلَّ اس میں تَرَجِّيْ کے معنی میں ہے۔

ترکیب: أُحِبُّ فعل، آنَا ضمیر مستتر ذوالحال فاعل، الصَّالِحِيْنَ مفعول بہ ہوا، واو حالیہ، لَسْتُ فعل ناقص ضمیر بارز اس کا اسم ہوا، مِنْهُمْ جار مجرور ملکر متعلق ثابت کے ہو کر خبر ہوا، اب لَسْتُ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر حال ہوا، اب آنَا ضمیر ذوالحال مع الحال ملکر فاعل ہوا اُحِبُّ فعل کے لیے، اب اُحِبُّ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، لَعَلَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل لفظ جلال اللہ اس کا اسم ہوا، یَرْزُقُ فعل نون وقایہ، یاء ضمیر مفعول اول ہوا، صَلَاحًا مفعول ثانی ہوا، اب یَرْزُقُ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر خبر ہوا لَعَلَّ کے لیے، اب لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری بات: لَعَلَّ کا مابعد کو جر دینے کا ذکر

وَشَذَّ الْجَرُّ بِهَا: لَعَلَّ کو جارہ بنا کر مابعد کو جر دینا شاذ اور نادر ہے جیسے لَعَلَّ زَیْدٍ قَائِمٌ کہنا۔

وضاحت: اور کلمہ لَعَلَّ میں چند اور لغات بھی ہیں جیسے عَلَّ اور عَنَّ اور أَنَّ اور لَأَنَّ اور لَعَنَّ مبردؒ کے ہاں لَعَلَّ کی اصل عَلَّ ہے اس میں لام زائد کیا گیا تو لَعَلَّ ہوا باقی لغات اس کی فرع ہیں۔

الدرس الثامن والعشرون

حُرُوْفُ الْعَطْفِ

حُرُوْفُ الْعَطْفِ عَشَرَةٌ : اَلْوَاوُ وَالْفَاءُ وَثُمَّ وَحَتّٰى وَأَوْ وَإِمَّا وَأَمْ وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ فَالْاَرْبَعَةُ الْاُوَلُ لِلجَمْعِ فَالْوَاوُ لِلْجَمْعِ مُطْلَقًا نَحْوُ جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو سَوَاءٌ كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا فِي الْمَجِيْءِ أَمْ عَمْرٌو وَالْفَاءُ لِلتَّرْتِيْبِ بِلَامُهْلَةٍ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو إِذَا كَانَ زَيْدٌ مُتَقَدِّمًا وَعَمرٌو مُتَأَخِّرًا بِلَا مُهْلَةٍ وَثُمَّ لِلتَّرْتِيْبِ بِمُهْلَةٍ نَحْوُ دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو إِذَا كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا وَبَيْنَهُمَا مُهْلَةٌ وَحَتّٰى كثُمَّ فِي التَّرْتِيبِ وَالْمُهْلَةِإِلَّاأَنَّ مُهْلَتَهَا أَقَلُّ مِنْ مُهْلَةِ ثُمَّ وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُوْنَ مَعْطُوْفُهَاداخِلًافِي الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ وَهِيَ تُفِيْدُ قُوَّةً فِي الْمَعْطُوْفِ نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْأَنْبِيَاءُ أَوْ ضَعْفًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةُ وَأَوْ وَإِمَّا وَأَمْ ثَلَاثَتُهَا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِأَحَدِ الْأَمْرَيْنِ مُبْهَمًا لَا بِعَيْنِه نَحْوُمَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ وَإِمَّا إِنَّمَا تَكُوْنُ حَرْفَ الْعَطْفِ إِذَا تَقَدَّمَ عَلَيْهَا إِمَّا أُخْرٰى نَحْوُ اَلْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ وَإِمَّا فَرْدٌ وَيَجُوْزُ أَنْ يَتَقَدَّمَ إِمَّا عَلٰى أَوْ نَحْوُ زَيْدٌ إِمَّا كَاتِبٌ أَوْ أُمِّيٌّ، وَأَمْ عَلٰى قِسْمَيْنِ مُتَّصِلَةٌ وَهِيَ مَا يُسْأَلُ بِهَا عَنْ تَعيِيْنِ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ وَالسَّائِلُ بِهَا يَعْلَمُ ثُبُوتَ أَحَدِهِمَا مُبْهَمًا بِخِلَافِ أَوْ وَإِمَّا فَإِنَّ السَّائِلَ بِهِمَا لَا يَعْلَمُ بِثُبُوتِ أَحَدِهِمَا أَصْلًا وَتُسْتَعْمَلُ بِثَلَاثَةِ شَرَائِطِ اَلْأَوَّلُ : أَنْ يَقَعَ قَبْلَهَا هَمْزَةٌ نَحْوُ أَزَيْدٌ عِنْدَك أَمْ عَمْرٌ ؟ اَلثَّانِيْ : أَنْ يَلِيَهَا لَفْظٌ مِثْلَ مَا يَلِيْ الْهَمْزَةَ أَعْنِيْ إِنْ كَانَ بَعْدَ الْهَمْزَةِ اِسْمٌ فَكَذَالِك بَعْدَ أَمْ كَمَا مَرَّ وَإِنْ كَانَ فِعْلٌ فَكَذَالِك بَعْدَهَا نَحْوُ أَقَامَ زَيْدٌ أَمْ قَعَدَ ؟ فَلَا يُقَالُ : أَرَأَيْت زَيْدًا أَمْ عَمْرًوا ؟ وَالثَّالِثُ : أَنْ يَكُوْنَ أَحَدُ الْأَمْرَيْنِ الْمُسْتَوِيَيْنِ مُحَقَّقًا وَإِنَّمَا يَكُوْنُ الاِسْتِفْهَامُ عَنِ التَّعْيِيْنِ فَلِذَالِك يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ جَوَابُ أَمْ بِالتَّعْيِيْنِ دُوْنَ نَعَمْ أَوْ لَا فَإِذَا قِيْلَ أَزَيْدٌ عِنْدَك أَمْ عَمْرٌو ؟ فَجَوَابُهُ بِتَعْيِيْنِ أَحَدِهِمَا

أَمَّا إِذَا سُئِلَ بِأَوْ وَإِمَّا فَجَوَابُهُ نَعَمْ أَوْ لَا وَ مُنْقَطِعَةٌ وَهِيَ مَا تَكُوْنُ بِمَعْنٰى بَلْ مَعَ الْهَمْزَةِ كَمَا

لَوْ رَأَيْتَ شَبَحًا مِنْ بَعِيْدٍ وَقُلْتَ: إِنَّهَا لَإِبِلٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْقَطْعِ ثُمَّ حَصَلَ لَكَ الشَّكُّ أَنَّهَا شَاةٌ فَقُلْتَ: أَمْ هِيَ شَاةٌ تَقْصُدُ الْإِعْرَاضَ عَنِ الْإِخْبَارِ الْأَوَّلِ وَاسْتِئْنَافَ بِسُؤَالٍ آخَرَ مَعْنَاهُ بَلْ هِيَ شَاةٌ ؟ وَاعْلَمْ أَمْ اَلْمُنْقَطِعَةُ لَا تُسْتَعْمَلُ إِلَّا فِي الْخَبَرِ كَمَا مَرَّ وَفِي الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ أَعِنْدَكَ زَيْدٌ أَمْ عَمْرٌو وَسَئَلْتَ اَوَّلًا عَنْ حُصُوْلِ زَيْدٍ ثُمَّ اَضْرَبْتَ عَنِ السُّؤَالِ الْاَوَّلِ وَاَخَذْتَ فِي السُّؤَالِ عَنْ حُصُوْلِ عَمْرٍو وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِأَحَدِ الْأَمْرَيْنِ مُعَيَّنًا فَأَمَّا لَا فَلِنَفْيِ مَا وَجَبَ لِلْأَوَّلِ عَنِ الثَّانِيْ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو

وَبَلْ لِلْاِضْرَابِ عَنِ الْأَوَّلِ وَالْاِثْبَاتِ لِلثَّانِيْ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو وَمَعْنَاهُ بَلْ جَاءَنِيْ عَمْرٌو وَمَا جَاءَ بَكْرٌ بَلْ خَالِدٌ وَمَعْنَاهُ بَلْ مَاجَاءَ خَالِدٌ وَلٰكِنْ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَيَلْزَمُهَا النَّفْيُ قَبْلَهَا نَحْوُمَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو وَبَعْدَهَا نَحْوُقَامَ بَكْرٌ لٰكِنْ خَالِدٌ لَمْ يَقُمْ

اٹھائیسواں درس

آج کے درس میں تین باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حروف عاطفہ اور اس کا استعمال

دوسری بات: أَمْ عاطفہ کی اقسام اور اس کا استعمال کا ذکر

تیسری بات: حروف عاطفہ میں سے لَا اور بَلْ اور لٰكِنْ کا استعمال

پہلی بات: حروف عاطفہ اور اس کا استعمال

اور حروف عاطفہ دس ہیں۔

فَالْاَرْبَعَةِ الْأُوَلُ لِلجَمْعِ : ابتداء چار حروف جمع کے لیے ہیں:

(۱) اَلْوَاوُ (۲) الْفَاءُ (۳) ثُمَّ (۴) حَتّٰى

مصنفؒ آگے ہر حرف کی تفصیل ذکر فرمارہے ہیں ۔

واو عاطفہ کا استعمال: واو مطلق جمع کے لیے آتا ہے یعنی اس میں ترتیب ضروری نہیں بلکہ صرف جمع کے لیے آتا ہے مثلاً جَاءَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا اور عمرو آیا) اب آنے میں خواہ زید پہلے آئے یا عمرو بس صرف دونوں کی آنے کی خبر ہے۔

فاء عاطفہ کا استعمال: فاء ترتیب بلامہلت کے لیے ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو (زید کھڑا ہوا پس عمرو) اس میں اس بات

پر دلالت کر رہا ہے کہ پہلے زید آیا ہے اس کے فوراً بعد ہی عمرو آیا ہے بغیر کسی تاخیر ہے۔

ثُمَّ عاطفہ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے تیسرا حرف ثُمَّ ہے ثُمَّ ترتیب کے لیے آتا ہے مہلت کے ساتھ۔ جیسے دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو (زید داخل ہوا پھر عمرو داخل ہوا) اس میں ثُمَّ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ پہلے زید داخل ہوا ہے اور اس کے کچھ دیر بعد عمرو داخل ہوا ہے اس میں ترتیب تاخیر کے ساتھ ہے۔

حَتّٰى عاطفہ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے چوتھا حرف حَتّٰى ہے حَتّٰى بھی ترتیب اور مہلت میں ثُمَّ کی طرح ہے لیکن حَتّٰى میں ثُمَّ کے نسبت مہلت کم ہوتی ہے حَتّٰى کے علاوہ جتنے حروف عاطفہ ہیں ان میں معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ہوتی ہے لیکن حَتّٰى کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہوتا ہے اور معطوف علیہ کا جز بن جاتا ہے اور یہ یعنی معطوف معطوف علیہ میں داخل ہونا یا تو قوت کا فائدہ دے گا یعنی یہ بتانے کے لیے کہ اس کا معطوف اجزائے معطوف علیہ میں سے ایک قوی جز ہے۔

مثالیں: مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْأَنْبِيَاءُ (لوگ مر گئے یہاں تک کہ انبیاء بھی مر گئے) یا صعف کا فائدہ دے گا جیسے قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةُ (حاجی آگئے یہاں تک کہ پیدل چلنے والے بھی آئے) اس میں پہلی مثال میں الْأَنْبِيَاءُ النَّاسُ میں قوی جز ہیں اور دوسری مثال میں الْمُشَاةُ یعنی پیدل چلنے والے حاجی میں سے جز ضعف ہے۔

حروف عاطفہ میں سے أَوْ، إِمَّا اور أَمْ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے پانچواں حرف أَوْ اور چھٹا حرف إِمَّا اور ساتواں حرف أَمْ ہے یہ تینوں حروف دو امروں میں سے ایک امر کے لیے جو کہ متکلم کے نزدیک متعین نہیں ہے حکم ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں یعنی یہ تینوں اس بات پر دلالت کرنے کے لیے آتے ہیں کہ نسبت معطوف اور معطوف علیہ میں سے کسی ایک کے لیے بطور ابہام کے ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ (میں مرد یا عورت کے پاس سے گذرا)

إِمَّا: بکسر ہمزہ یہ حرف عطف اس وقت ہو گا جب اس سے پہلے دوسرا ہو تا کہ شروع ہی سے یہ معلوم ہو جائے کہ حکم دو امروں میں سے کسی ایک کے لیے ہے جیسے اَلْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ وَإِمَّا فَرْدٌ (عدد یا تو زوج ہے یا فرد)

حرف إِمَّا کو أَوْ پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے زَيْدٌ إِمَّا كَاتِبٌ أَوْ أُمِّيٌّ

دوسری بات: أَمْ عاطفہ کی اقسام اور اس کا استعمال کا ذکر

أَمْ کی دو قسمیں ہیں: (۱) أَمْ متصلہ (۲) أَمْ منقطعہ

أَمْ متصلہ: وہ حرف عطف ہے جس کے ذریعہ کلام میں مذکور دو چیزوں میں سے ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کیا گیا ہو سوال کرنے والا اس بات کو جانتا ہے کہ حکم ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے ہے لَا عَلَى التَّعْيِيْنِ اب سائل اس ابہام کو دور کر کے تعیین کرانا چاہتا ہے۔

بِخِلَافِ أَوْ وَإِمَّا: مصنفؒ اَمْ میں اورأَوْ وَإِمَّا میں فرق بیان فرمارہے ہیں۔

فرق: أَمْ کے ذریعہ سوال کرنے والا کلام میں مذکورہ دو چیزوں میں سے ایک کو غیر معینہ طور پر جانتا ہے کہ حکم ان میں سے کسی ایک کے لیے ہے جب کہ أَوْ اور إِمَّا کے ذریعہ سوال کرنے والا شخص کلام میں مذکورہ دونوں چیزوں میں سے کسی ایک کو بالکل نہیں جانتا ہے نہ بطریق تعیین نہ بطریق ابہام۔

أَمْ کے مستعمل ہونے کے لیے تین شرائط

پہلی شرط: أَمْ متصلہ سے پہلے ہمزہ استفہام لفظوں میں موجود ہو۔

دوسری شرط: أَمْ متصلہ کے ساتھ بھی وہی چیز ملی ہوئی ہو جو کہ ہمزہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے یعنی ہمزہ کے ساتھ فعل ہے تو أَمْ متصلہ کے ساتھ بھی فعل ہو جیسے أَقَامَ زَيْدٌ أَمْ قَعَدَ؟ اگر ہمزہ کے ساتھ اسم ہے تو متصلہ کے ساتھ بھی اسم ہو۔ جیسے أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أمْ عَمْرٌ ؟

احترازی مثال: أَرَأَيْتَ زَيْدًا أَمْ عَمْرًو ؟ کہنا درست نہ ہوگا۔

تیسری شرط: جن الْأَمْرَيْنِ الْمُسْتَوِيَيْنِ کے بارے میں سوال کیا جارہا ہے ان دونوں میں سے ایک متکلم کے نزدیک یقینی ہو اب متکلم مخاطب سے کسی ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کر رہا ہو یہی وجہ ہے کہ جب ہمزہ اور اَم سے سوال کیا جارہا ہو تو جواب میں تعیین ہونا ضروری ہے صرف نَعَم اور لَا سے جواب دینا درست نہیں ہے۔

مثال: أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌ ؟ سے سوال کیا جائے تو اس کے جواب میں نَعَم یا لَا کہنا درست نہیں بلکہ متعینہ طور پر یا زید کا نام ذکر کرے گا یا عمرو کا۔

اور جب أَوْ اور إِمَّا کے ذریعہ سوال کیا جائے تو اس کے جواب میں نَعَم یا لَا کا لانا درست ہے۔ جیسے أَجَاءَكَ زَيْدٌ أَوْ عَمْرٌ ؟ اور أَجَاءَكَ زَيْدٌ إِمَّا عَمْرٌ ؟ کے جواب میں نَعَم یا لَا کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس جگہ سوال سے مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی تیرے پاس آرہا ہے یا نہیں ان سے سوال تعیین کا نہیں ہوتا ہے۔

أَمْ منقطعہ اور اس کا استعمال: أَمْ منقطعہ وہ ہے جو بمعنی بَل اور ہمزہ استفہام ہوتا ہے یعنی جس جگہ اَمْ منقطعہ ہو گا وہاں پہلے والے کلام سے اعراض و اضراب ہوگا اور وہ کلام جو اَمْ منقطعہ کے بعد مذکور ہے اس سے سوال ہوگا جیسے آپ نے دور سے شبیہ (صورت) دیکھی تو آپ نے کہا إِنَّهَا لَإِبِلٌ (بے شک وہ اونٹ ہے) اور یہ بات آپ نے یقین کے ساتھ کہی۔ پھر آپ کو شک ہو گیا اس بات میں کہ وہ بکری ہے اب شک پیدا ہونے کے بعد آپ نے کہا أَمْ هِيَ شَاة اَیْ بَلْ هِيَ شَاة (بلکہ وہ بکری ہے) اب اَمْ منقطعہ کے ذریعہ پہلے والے کلام سے اعراض کر رہا ہے اور دوسرا نیا سوال کر رہا ہے أَمْ هِيَ شَاة اَیْ بَلْ هِيَ شَاة کے معنی میں ہے۔

وضاحت: مصنفؒ یہاں سے اس بات کر ذکر فرمارہے ہیں کہ أمْ منقطعہ صرف خبر میں اور استفہام میں استعمال ہوتا ہے۔
استفہام کی مثال: أَعِنْدَكَ زَيْدٌ أَمْ عَمْرٌو یہاں پہلے زید کے بارے میں سوال کیا گیا پھر اس سے اعراض کر کے عمرو کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔

تیسری بات: حروف عاطفہ میں سے لَا اور بَلْ اور لٰكِنْ کا استعمال

حروف عاطفہ میں سے آٹھواں حرف لَا اور نواں حرف بَلْ اور دسواں حرف لٰكِنْ ہے یہ تینوں حروف عاطفہ دو امروں میں سے کسی ایک کے لیے بطور تعیین کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں۔
لَا: یہ حرف معطوف سے اس حکم کی نفی کرنے کے لیے آتا ہے جو معطوف علیہ کے لیے ثابت ہے
مثال: جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو
بَلْ: یہ حرف معطوف علیہ سے حکم کر پھیرنے اور معطوف کے لیے حکم ثابت کرنے کے لیے آتا ہے۔
مثال: جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو اس کا معنی ہے جَاءَنِيْ عَمْرٌو اور وَمَا جَاءَ بَكْرٌ بَلْ خَالِدٌ اس کا معنی ہے مَا جَاءَ خَالِدٌ
لٰكِنْ: یہ حرف استدراک کے لیے آتا ہے (یعنی کلام سابق میں پیدا ہونے والا وہم دور کرنے کے لیے آتا ہے)
لٰكِنْ سے پہلے یا بعد میں نفی کو ہونا ضروری ہے حرف نفی جب پہلے ہو۔ جیسے مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو اور حرف نفی بعد میں ہو۔ جیسے قَامَ بَكْرٌ لٰكِنْ خَالِدٌ لَمْ يَقُمْ

الدرس التاسع والعشرون

حُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ

فَصْلٌ: حُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ ثَلَاثَةٌ أَلَا وَأَمَّا وَهَا وُضِعَتْ لِتَنْبِيْهِ الْمُخَاطَبِ لِئَلَّا يَفُوْتَهُ شَيْءٌ مِنَ الْكَلَامِ فَأَلَا وَأَمَّالَا تَدْخُلَانِ إِلَّا عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ اَمَا وَالَّذِيْ اَبْكٰى وَاَضْحَكَ وَالَّذِيْ= اَمَاتَ وَاَحْيٰى وَالَّذِيْ اَمْرُهُ الْاَمْرِ أَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ أَمَالَا تَفْعَلْ وَأَلَا لَا تَضْرِبْ. وَالثَّالِثُ هَا تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ هَا زَيْدٌ قَائِمٌ وَالْمُفْرَدِ نَحْوُ هٰذَا وَهٰؤُلَاءِ

انتیسواں درس

آج کے درس میں حروف تنبیہ اور ان کا استعمال کا ذکر کیا جائے گا
مصنفؒ حروف عاطفہ سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے حروف تنبیہ کو بیان فرما رہے ہیں،

حروف تنبیہ تین ہیں: (۱) أَلَا (۲) أَمَا (۳) هَا

یہ تینوں حروف مخاطب کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں تاکہ متکلم کے کلام میں سے کوئی فوت نہ ہو جائے۔

أَلَا، أَمَا : یہ دونوں حروف صرف جملہ پر داخل ہوتے ہیں جملہ خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو۔

جملہ اسمیہ کی مثال: أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ (خبردار وہ ہی فساد کرنے والے ہیں) اس میں۔جملہ اسمیہ پر داخل ہے۔اور جیسے شاعر کا قول

شعر اَمَا وَالَّذِیْ اَبْکٰی وَاَضْحَكَ وَالَّذِیْ اَمَاتَ وَاَحْیٰی وَالَّذِیْ اَمْرُہُ اَلْاَمْرُ

ترجمہ: خبردار قسم ہے اس ذات کی جو رلاتی ہے اور ہنساتی ہے اور قسم ہے اس ذات کی جو مارتی ہے اور زندہ کرتی ہے اور قسم اس ذات کی جس کا حکم حکم ہے (یعنی قیامت کے دن حکمرانی اللہ تعالی کے قبضہ قدرت میں ہو گی)

محل استشهاد: اَمَا اس میں حرف تنبیہ ہے جو جملہ اسمیہ پر داخل ہے۔

ترکیب: اَمَا حرف تنبیہ، واو قسمیہ حرف جار، الَّذِیْ اسم موصول، اَبْکٰی فعل، ھوَ ضمیر مستتر فاعل ہو کر معطوف علیہ ہوا، واو حرف عطف، اَضْحَكَ فعل، ھُوَ ضمیر مستتر فاعل ہو کر معطوف ہوا اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا اُقْسِمُ فعل محذوف سے، واو قسمیہ، الَّذِیْ اسم موصول، اَمَاتَ فعل اپنے فاعل ملکر معطوف علیہ ہوا، واو حرف عطف، اَحْیٰی فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف ہوا، اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا فعل محذوف سے، پھر اُقْسِمُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر قسم ثانی ہوا، واو قسمیہ حرف جار، الَّذِیْ اسم موصول، اَمْرُہُ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا ہوا، اَلْاَمْرُ خبر ہوا، اب مبتدا اپنی خبر سے ملکر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صل سے ملکر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا اُقْسِمُ فعل محذوف سے پھر اُقْسِمُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر قسم ثالث ہوا۔

جملہ فعلیہ کی مثال: أَمَالَا تَفْعَلْ (خبردار تو مت کر) اور أَلَا لَا تَضْرِبْ (خبردار تو مت مار) اس میں پہلی مثال میں أَمَا اور دوسری مثال میں أَلَا جملہ فعلیہ پر داخل ہے۔

هَا: تنبیہ میں سے تیسرا حرف ھا ہے یہ جملہ اسمیہ اور مفرد پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ کی مثال: هَا زَیْدٌ قَائِمٌ (خبردار زید کھڑا ہے)

مفرد پر داخل ہونے کی مثال: هٰذَا وَهٰؤُلَاءِ اس میں ذَا اور ؤُلَاءِ مفرد ہیں۔

الدرس الثلاثون

حُرُوْفُ النِّدَاءِ

فَصْلٌ: حُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ يَاوَ أَيَا وَهَيَا وَأَيْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ فَأَيْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوحَةُ لِلْقَرِيْبِ وَأَيَا وَهَيَا لِلْبَعِيْدِ وَيَا لَهُمَا وَلِلْمُتَوَسِّطِ وَقَدْ مَرَّ أَحْكَامُ الْمُنَادٰى

تیسواں درس

آج کے درس میں حروف نداء اور ان کا استعمال کا ذکر کیا جائے گا

اور حروف نداء پانچ حروف ہیں: (۱) یَا (۲) أَیَا (۳) هَیَا (۴) أَيْ (۵) اَلْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ

أَيْ اور اَلْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ: یہ دونوں حروف نداء قریب کے لیے آتے ہیں۔

أَیَا اور هَیَا: یہ دونوں حروف نداء بعید کے لیے آتے ہیں۔

یَا: یہ حرف نداء قریب، نداء بعید، نداء متوسط اور استغاثہ اور ندبہ کے لیے آتا ہے۔

الدرس الحادى والثلاثون

حُرُوْفُ الْإِيْجَابِ

فَصْلٌ: حُرُوْفُ الْإِيْجَابِ سِتَّةٌ : نَعَمْ وَبَلٰى وَأَجَلْ وَجَيْرِ وَإِنَّ وَأَيْ أَمَّا نَعَمْ فَلِتَقْرِيْرِ كَلَامٍ سَابِقٍ مُثْبَتًا كَانَ أَوْ مَنْفِيًّا نَحْوُ أَجَاءَ زَيْدٌ؟ قُلْتَ نَعَمْ وَاَمَاجَاءَ زَيْدٌ؟ قُلْتَ نَعَمْ وَبَلٰى تَخْتَصُّ بِإِيْجَابِ مَانُفِيَ اِسْتِفْهَامًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى أَوْ خَبَرًا كَمَا يُقَالُ : لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ قُلْتُ بَلٰى أَيْ قَدْ قَامَ وَأَيْ لِلْاِثْبَاتِ بَعْدَ الْاِسْتِفْهَامِ، وَيَلْزَمُهَا الْقَسَمُ كَمَا إِذَا قِيْلَ هَلْ كَانَ كَذَا ؟ قُلْتُ أَيْ وَاللهِ وَأَجَلْ وَجَيْرِ وَإِنَّ لتصديقك الْخَبَرِ كما اذا قيل (جاء زيد قلت اجل)او جير او(ان) ائ اصدقک هذا الخبر -

---

اکتیسواں درس

آج کے درس میں حروف ایجاب اور ان کا استعمال کا ذکر کیا جائے گا

حروف ایجاب چھ ہیں : (۱) نَعَمْ (۲) بَلٰى (۳) أَجَلْ (۴) جَيْرِ (۵) إِنَّ (۶) اِيْ

نَعَمْ: یہ حرف کلام سابق کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے خواہ وہ کلام سابق مثبت ہو یا منفی خواہ استفہام ہو خواہ خبر۔

کلام مثبت کی مثال: جیسے کوئی آپ سے کہے أَجَاءَ زَيْدٌ؟ توآپ جواب میں کہیں گے نَعَمْ

کلام منفی کی مثال: جیسے کوئی آپ سے کہے اَمَاجَاءَ زَيْدٌ ؟توآپ جواب دیں گے نَعَمْ

بَلٰی: کلمہ بَلٰی اس کام کوثابت کرنے کے لیےآتاہے جوپہلے منفی ہو خواہ وہ منفی بصورت استفہام ہو یا بصورت خبر۔

نفی استفہام کی مثال: جیسے اللہ کا فرمان ہے کہ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) تمام ارواح نے جواب دیا بَلٰی

نفی خبر کی مثال: جیسے کوئی کہے لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ (زید کھڑا ہوا) توآپ جواب دیں بَلٰی أَيْ قَدْ قَامَ

اِيْ : کلمہ أَيْ استفہام کے بعد اثبات کے لیے آتاہے اور اس کو قسم لازم ہے جیسے کہا جائے هَلْ كَانَ كَذَا؟ تو تم اس کے جواب میں اِيْ وَاللهِ کہو۔

أَجَلْ، جَيْرِ، إِنَّ: یہ تینوں کلمات خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں خبر خواہ مثبت ہو خواہ منفی۔

مثال: أَجَاءَ زَيْدٌ؟ کہا جائے تو اس کے جواب میں آپ أَجَلْ کہتے ہیں یا جَيْرِ کہتے ہیں یا إِنَّ کہتے ہیں یعنی میں تیری اس خبر کی تصدیق کرتا ہوں۔

الدرس الثانى والثلاثون

حُرُوْفُ الزِّيَادَةِ

فَصْلٌ:حُرُوْفُ الزِّيَادَةِ سَبْعَةٌ إِنْ وَأَنْ وَمَا وَلَا وَمِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ فَإِنْ تُـزَادُ مَعَ مَا النَّافِيَةِ نَحْوُ مَا إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ وَمَعَ مَا الْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ اِنْتَظِرْ مَا إِنْ يَجْلِسَ الْاَمِيْرُ وَمَعَ لَمَّا نَحْوُ لَمَّا إِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ وَأَنْ تُزَادُ مَعَ لَمَّا نَحْوُ قَوِلِهِ تَعَالٰى : فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ وَبَيْنَ وَاوِ الْقَسَمِ وَلَوْ نَحْوُ وَاللهِ أَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ وَمَا تُزَادُ مَعَ إِذْ وَمَتٰى وَأَيَّ وَأَيْنَ وَإِنِ الشَّرْطِيَّةِ كَمَا تَقُولُ : إِذْ مَا صُمْتَ صُمْتُ وَكَذَا الْبَوَاقِيْ وَبَعْدَ بَعْضِ حُرُوْفِ الْجَرِّ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰى : فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ وَعَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ وَمِمَّا خَطِيئاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا وَزَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا أَنَّ عَمْرًوا أَخِيْ وَلَا تُزَادُ مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْيِ نَحْوُ مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو وَبَعْدَ أَنْ اَلْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ وَقَبْلَ الْقَسَمِ نَحْوُقَوْلِهِ تَعَالٰى :لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بِمَعْنٰى أُقْسِمُ. وَأَمَّا مِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ فَقَدْ مَرَّ ذِكْرُهَا فِيْ حُرُوْفِ الْجَرِّ فَلَا نُعِيْدُهَا

بتیسواں درس

آج کے درس میں حروف زیارت اوراس کا استعمال کاذکر کیا جائے گا

حروف زیارت سات ہیں اور وہ یہ ہیں:

(١) إِنْ (٢) أَنْ (٣) مَا (٤) لَا (٥) مِنْ (٦) الْبَاءُ (٧) اللَّامُ

حروف زیارت سے مراد وہ حروف ہیں جو کلام میں زائد ہوتے ہیں جن کے نہ ہونے سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کلام میں ان حروف کولانے کے بعض دیگر فوائد ہوتے ہیں۔ مثلاً کلام زینت کے لیے، برابری وزن کے لیے تاکید کے لیے۔

إِنْ: یہ حرف کبھی مَانافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے کبھی مَامصدریہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے اور کبھی لَمَّا کے ساتھ زائد ہوتا ہے۔

إِنْ مصدریہ مَانافیہ کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: مَا إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ اَیْ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ

إِنْ مصدریہ مَامصدریہ کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: اِنْتَظِرْمَاإِنْ يَجْلِسَ الْاَمِيْرُ اَیْ اِنْتَظِرْوَمُدَّةَ جُلُوْسِ الْاَمِيْرِ

إن کا لَمَّا کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: لَمَّا إِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ اَیْ لَمَّا جَلَسْتَ جَلَسْتُ

أَنْ: حروف زائدہ میں سے دوسرا حرف أَنْ ہے کلمہ لَما کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ (جب کہ خوشخبری دینے والاآیا) اس میں أَنْ زائد ہے اور أَنْ اس وقت بھی زائد ہوتا ہے جب وہ لَوْاور واو قسم کے درمیان واقع ہو جو اس پر مقدم ہے جیسے وَاللهِ أَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ

مَا: تیسرا حرف زائد مَاہے یہ حروف شرطیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے یعنی جب یہ إِذْ ،مَتٰی، أَيُّ ،أَيْنَ اور اِنِ کے ساتھ استعمال ہو لیکن یہ کلمات شرطیہ نہ ہوں تو لفظ مَازائد نہیں ہوگا جیسے إِذْ مَا صُمْتَ صُمْتُ ، مَتٰی مَا تَذْهَبْ اَذْهَبْ،أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى،أَيْنَمَا تَجْلِسْ اَجْلِسْ،فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا

کلمہ مَا بعض حروف جر کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ،اسی طرح عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ اس مثال میں عَمَّا اصل میں عَنْ مَا تھا اسی طرح مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا اس مثال میں مِمَّا اصل میں مِنْ مَا تھا اسی طرح زَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا أَنَّ عَمْرًو أَخِيْ

لَا: یہ کلمہ ایسی واو کے ساتھ زائد ہوگا جو نفی کے بعد واقع ہے۔ جیسے مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌوَ لَا عَمْرٌ اسی طرح اَنْ مصدریہ کے بعد بھی زائد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ اس میں لَا زائد ہے اور یہ أَنْ تَسْجُدَ کے معنی میں ہے اسی طرح قسم سے پہلے بھی زائد ہوتا ہے جیسے لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بمعنی أُقْسِمُ ہے۔

مِنْ ،بَاءُ ،لام : ان تینوں کا ذکر حروف جارہ کی بحث میں گذر چکا ہے دوبارہ اعادہ ضروری نہیں ہے۔

الدرس الثالث والثلاثون

حَرْفَا التَّـفْسِيْرِ

فَصْلٌ: حَرْفَا التَّـفْسِيْرِ أَيْ وَأَنْ فَأَيْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ أيْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ كَأَنَّك تُفَسِّرُه أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَنْ إِنَّـمَا يُفَسَّرُ بِهَا بِمَعْنَى الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيْمُ فَلَا يُقَالُ قُلْتُ لَهُ أَنْ اُكْتُبَ إِذْ هُوَ لَـفْظُ الْقَوْلِ لَامَعْنَاهُ

تینتیسواں درس

آج کے درس میں حروف تفسیر اور اس کا استعمال کا ذکر کیا جائے گا

اور تفسیر کے دو حرف ہیں: (۱) أَيْ (۲) أَنْ

أَيْ: کلمہ أَيْ مبہم چیز کی تفسیر کے لیے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ أيْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ (آپ اہل قریہ سے سوال کریں) یہاں أَهْلَ الْقَرْيَةِ تفسیر ہے۔

أَنْ : اور کلمہ أَنْ سے اس فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو بمعنی قول ہو جیسے امر، ندا اور کتابت وغیرہ

امر کی مثال: اَمَرْتُهُ اَنْ اَقُوْمَ، کتابت کی مثال: كَتَبَ اِلَيْهِ اَنْ اُكْرِمَ

نداء کی مثال: جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيْمُ اس میں نداء بمعنی قول ہے۔

احترازی مثال: قُلْتُ لَهُ أَنْ اُكْتُبَ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اس فعل کی تفسیر کرتا ہے جو قول کے معنی میں ہو جب کہ اس مثال میں صراحۃً لفظ قول کے بعد واقع ہے۔

الدرس الرابع والثلاثون

حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ

فَصْلٌ: حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ ثَلَاثَةٌ مَا وَأَنْ وَأَنَّ فَالْأَوَّلَانِ لِلْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَّـةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ أَيْ بِرَحْبِهَا

وَقَوْلِ الشَّاعِرِ : يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ = وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابَا

وَأَنْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَيْ قَوْلُهُمْ وَأَنَّ لِلْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ أَنَّك قَائِمٌ أَيْ عَلِمْتُ قِيَامَك

چونتیسواں درس

آج کے درس میں حروف مصدر اور اس کا استعمال کا ذکر کیا جائے گا

حروف مصدر تین ہیں: (۱) مَا (۲) أَنْ (۳) أَنَّ

حروف مصدر سے مراد وہ حروف ہیں جو اپنے مدخول کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں ۔ان تینوں میں سے پہلے دو یعنی مَااور أَنْ جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں ۔

مَا کی مثال: وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، مَا نے رَحُبَت کو مصدر کے معنی میں کر دیا۔

قَوْلُ الشَّاعِرِ

يُسِرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهٗ ذَهَابَا

ترجمہ مع وضاحت: آدمی کو راتوں کا گذرنا خوش کرتا ہے اور حالانکہ راتوں کا گذرنا ان کا گذرنا ہے یعنی آدمی راتیں عیش و سرور میں گذارتا ہے اور وہ اس سے غافل ہے کہ ان راتوں کا گذرنا بعینہ اس کی زندگی کا گذرنا ہے۔

محل استشہاد: اس شعر میں يُسِرُّ فعل مضارع معروف بمعنی خوش کرنا ہے اور الْمَرْءُ اس کا مفعول ہے اور مَا مصدریہ صلہ ملکر يُسِرُّ کا فاعل ہے اَیْ يُسِرُّ الْمَرْءَ ذَہَابُ اللَّيَالِيْ اس میں مَا نے مصدریہ کے معنی میں کر دیا۔

ترکیب: يُسِرُّ فعل، الْمَرْءَ مفعول بہ ہو، مَا مصدریہ، ذَهَبَ فعل، اللَّيَالِيْ ذوالحال، واو حالیہ، كَانَ فعل ناقص، ذَهَابُ مصدر مضاف هُنَّ ضمیر مضاف الیہ سے ملکر فعل ناقص کا اسم، لَهٗ ذَهَابَا خبر ہوا، اب كَانَ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر حال ہوا، باللَّيَالِيْ ذوالحال مع الحال ملکر فاعل ہوا ذَهَبَ فعل کے لیے اب ذَهَبَ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر فاعل ہوا يُسِرُّ کا اب يُسِرُّ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

أَنْ : یہ کلمہ بھی فعل پر داخل ہوتا ہے اور مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَيْ قَوْلُهُمْ (پس نہیں تھا قوم کا جواب مگر ان کا قول)

أَنَّ: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے عَلِمْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ أَيْ عَلِمْتُ قِيَامَكَ اس میں أَنَّ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کر دیا۔

الدرس الخامس والثلاثون

حُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ

فَصْلٌ: حُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ أَرْبَعَةٌ وَهِيَ : هَلَّا وَأَلَا وَلَوْلَا وَلَوْمَا وَلَها صَدْرُ الْكَلَامِ وَمَعْنَاهَا حَضٌّ عَلَى الْفِعْلِ إِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ هَلَّا تَأْكُلُ وَلَوْمٌ إِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ هَلَّاضَرَبْتَ زَيْدًا وَحِيْنَئِذٍ لَا تَكُوْنُ تَحْضِيْضًا إِلَّا بِاعْتِبَارِ مَا فَاتَ ولا تَدْخُلُ إلاّ عَلى الفِعْلِ كَمَا مَرَّ وَإِنْ وَقَعَ بَعْدَهَا اِسْمٌ فَبِإِضْمَارِ فِعْلٍ كَمَا تَقُولُ لِمَنْ ضَرَبَ قَوْمًا هَلَّازَيْدًا أَيْ هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًاوَجَمِيْعُهَا مُرَكَّبَةٌ جُزْؤهَا الثَّانِيْ حَرْفُ النَّفْيِ وَالْأَوَّلُ حَرْفُ الشَّرْطِ اَوِ الْإِسْتِفْهَامِ اَوْحَرْفُ الْمَصْدَرِ وَلِلَوْلَا مَعْنىً آخَرُ وَهُوَ اِمْتِنَاعُ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ لِوُجُوْدِ الْجُمْلَةِ الْأُوْلٰى نَحْوُ لَولَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ وَحِيْنَئِذٍ يَحْتَاجُ إِلَى الْجُمْلَتَيْنِ أُوْلَاهُمَا اِسْمِيَّةٌ أَبَدًا

پینتیسواں درس

آج کے درس میں حروف تحضیض اور اس کا استعمال ذکر کیا جائے گا

مصنفؒ اب یہاں سے حروف تحضیض کو بیان فرمارہے ہیں تحضیض سے مراد ابھارنا اور برانگیختہ کرنا ہے یعنی ایسے حروف جن دوسرے کو ابھارا جائے۔

حروف تحضیض چار ہیں: (۱) هَلَّا (۲) أَلَا (۳) لَوْلَا (۴) لَوْمَا

حروف تحضیض کا استعمال: یہ حروف کلام کے شروع میں آتے ہیں اب اگر یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں تو ان حروف کا معنی فعل پر ابھارنا ہوگا جیسے هَلَّا تَأْكُلُ (تو کیوں نہیں کھاتا ہے)

اور اگر یہ حروف ماضی پر داخل ہوں تو یہ مذمت اور ملامت کے لیے آتے ہیں جیسے هَلَّاضَرَبْتَ زَيْدًا (تو نے زید کو کیوں نہیں مارا) جب یہ حروف ماضی پر آئیں تو اس وقت تحضیض باعتبار مافات سے یعنی فوت شدہ چیز پر ابھارنا۔

یہ حروف فعل پر داخل ہوتے ہیں اس لیے کہ ترغیب یا ملامت فعل پر ہوتی ہے خواہ لفظاً موجود ہو یا تقدیراً موجود ہو۔

وضاحت: مصنفؒ اس عبارت سے اس بات کو بیان فرمارہے ہیں کہ حروف تحضیض تو فعل پر داخل ہوتے ہیں لیکن اگر ان حروفوں کے بعد اسم واقع ہو تو وہ فعل مقدر کا معمول ہوگا۔ جیسے آپ کا قول اس شخص کے متعلق جس نے پوری قوم کو مارا ہو سوائے زید کے هَلَّا زَيْدًا اَيْ هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا اس میں زید اسم ہے اور یہ اس فعل کا مفعول بہ ہے جو هَلَّا کے بعد مقدر ہے۔

وَجَمِيْعُهَا مُرَكَّبَةٌ: یہ سب مرکب ہوتے ہیں ان کا جزء ثانی حرف نفی ہوگا اور پہلا جز کبھی شرط، کبھی استفہام اور کبھی مصدر ہوگا۔

وضاحت: مصنفؒ فرمارہے ہیں کہ لَوْلَا کے تحضیض کے علاوہ ایک معنی اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جملہ ثانیہ کا منتفی ہونا بسبب وجود جملہ اولیٰ۔

مثال: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے) چونکہ علی موجود تھ اس لیے عمر ہلاک نہیں ہوئے۔

اور جب لولَا کے دوسرے معنی لیے جائیں اس وقت وہ دو جملوں کی طرف محتاج ہوگا جن میں سے پہلا جملہ ہمیشہ اسمیہ ہوگا اور دوسرا خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ اور اس کو لَوْلَا امتناعی کہتے ہیں اور پہلے کو لَوْلَا تحضیضیہ کہتے ہیں۔

الدرس السادس والثلاثون

حَرْفُ التَّوَقُّعِ

حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ: وَهِيَ فِي الْمَاضِيْ لِتَقْرِيْبِ الْمَاضِيْ إِلَى الْحَالِ نَحْوُ قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ أَيْ قُبَيْلَ هٰذَا وَلِأَجْلِ ذٰلِكَ سُمِّيَتْ حَرْفَ التَّقْرِيْبِ أَيْضًا وَلِهٰذَا تَلْزَمُ الْمَاضِيْ لِيَصْلُحَ اَنْ يَقَعَ حالًاقَدْمَاتَ الشَّيْخُ وَقَدْ وُلِدَ فِيْ يَوْمٍ كذَا وَقَدْ يَجِيْءُ لِلتَّاكِيْدِ إِذَا كَانَ جَوَابًا لِمَنْ يَسْئَلُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟تَقُوْ لُ قَدْ قَامَ زَيْدٌ وَفِي الْمُضَارِعِ لِلتَّقْلِيْلِ نَحْوُ إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ وَإِنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَبْخَلُوَقَدْ يَجِيْءُ لِلتَّحْقِيْقِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى : قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِيْنَ

وَيَجُوْزُ الْفَصْلُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْفِعْلِ بِالْقَسَمِ نَحْوُ قَدْ وَاللهِ أَحْسَنْتَ وَيُحْذَفُ الْفِعْلُ بَعْدَقَدْ عِنْدَ الْقَرِيْنَةِ نَحْوُ قَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا=لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَكَأَنْ قَدِنْ أَيْ وَكَأَنْ قَدْ زَالَتْ

چھتیسواں درس

آج کے درس میں حروف توقع اور اس کا استعمال کا ذکر کیا جائے گا

حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ: اور حرف توقع قَدْ ہے۔

اور قَدْ جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے مثلاً آپ اس شخص کو خبر دیں جو امیر کے سوار ہونے کا منتظر ہو قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ یعنی اب سے کچھ دیر پہلے امیر سوار ہے یعنی قُبَيْلَ هٰذَا بمعنی اس ذرا پیشتر۔ اور اسی وجہ سے کہ قَدْ ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے اس کو حَرْفُ التَّقْرِيْبِ کہتے ہیں۔

چونکہ قَدْ ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے اس لیے ماضی کے لیے بھی لازم ہے کہ اس میں حال کے قریب ہونے

کی صلاحیت موجود ہو۔ اس لیے قَدْمَاتَ الشَّيْخُ وَقَدْ وُلِدَ فِيْ يَوْمِ كَذَا کہنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ حال اور اس کے عامل کے زمانہ میں قرب نہیں ہے۔

اور قَدْ کبھی تاکید بھی آتا ہے جب کہ ماضی جس پر داخل ہے کسی سوال کے جواب میں واقع ہو رہی ہو مثلاً کوئی شخص سوال کرے هَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟ تو آپ اس کے جواب میں کہو گے قَدْ قَامَ زَيْدٌ (تحقیق زید کھڑا ہے)

اور قَدْ کبھی جب مضارع پر داخل ہو تو تقلیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ (تحقیق جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بولتا ہے) اور إِنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَبْخَلُ (تحقیق سخی کبھی بخل کرتا ہے)

اور قَدْ کبھی فعل مضارع تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِيْنَ (تحقیق اللہ تعالیٰ روکنے والوں کو جانتا ہے)

اور قَدْ اور فعل کے درمیان قسم کے ساتھ فصل کرنا بھی جائز ہے جیسے قَدْ وَاللهِ أَحْسَنْتَ (اللہ کی قسم تحقیق تو نے اچھا کیا)

اور قَدْ کبھی کبھی کے بعد فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ موجود ہو جیسے شاعر کا قول

شعر

لغات: أَفِدَ بمعنی قَرُبَ ہے نزدیک ہوا، التَّرَحُّلُ بمعنی کوچ کرنا، غَيْرَ بمعنی إِلَّا ہے رِكَاب بمعنی اونٹ جن پر سفر کرتے ہیں، لَمَّا حرف نفی ہے، رِحَال جمع رحل بمعنی کجاوہ، قَدِنْ میں تنوین ترنم ہے۔

ترجمہ: قریب ہو گیا کہ کوچ کرنا تحقیق ہماری سواریاں انہوں نے کوچ نہیں کیا ہمارے کجاؤں کے ساتھ گویا کہ کوچ کر چکی ہیں یعنی کوچ کریں گی اس لیے کہ کوچ کرنے کا ہمارا پختہ ارادہ ہے۔

محل استشہاد: اس شعر میں قَدْ کا فعل محذوف ہے اور وہ ہے كَانَ

ترکیب: أَفِدَ فعل ماضی، التَّرَحُّلُ بمعنی مستثنٰی منہ غَيْرَ حرف استثناء، أَنَّ حرف مشبہ بالفعل، رِكَابَنَا مضاف مضاف الیہ سے ملکر ان کا اسم ہوا، لَمَّا تَزُلْ فعل، هِيَ ضمیر مستتر ذوالحال، بِرِحَالِنَا جار مجرور ملکر متعلق ہوا لَمَّا تَزُلْ فعل کے لیے، واو حالیہ كَأَنْ مخففہ من المثقلہ حرف از حروف مشبہ بالفعل ہوا، هِيَ ضمیر محذوف اسم ہوا كَأَنْ کے لیے، قَدِنْ دراصل قَدْ زَالَتْ تھا بقَدْ کے بعد فعل حذف ہے اب ترکیب میں قَدْ زَالَتْ فعل هِيَ ضمیر مستتر فاعل ہوا، اب فعل مع الفاعل ملکر خبر كَأَنْ، اب كَانْ واو حالیہ سے اور اسم وخبر سے مل کر حال ہوا هِيَ ضمیر ذوالحال سے اب هِيَ ضمیر ذوالحال حال سے مل کر فاعل ہوا لَمَّا تَزُلْ فعل کے لیے اب لَمَّا تَزُلْ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا أَنَّ کے لیے اب أَنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر مستثنٰی ہوا اب مستثنٰی منہ اپنے مستثنٰی سے مل کر فاعل ہوا أَفِدَ فعل ماضی کے لیے أَفِدَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الدرس السابع والثلاثون
حَرْفَا الْاِسْتِفهَامِ اَلْهَمْزَةُ

حَرْفَا الْاِسْتِفهَامِ اَلْهَمْزَةُ وَهَلْ وَلَهُما صَدْرُ الْكَلَامِ وَتَدْخُلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَةً كانَتْ نَحْوُ أَزَيْدٌ قَائِمٌ؟ اَوْ فِعْلِيَةً نَحْوُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟ وَدُخُولُهُمَا عَلَى الْفِعْلِيَةِ أَكْثَرُ اِذَا الْاِسْتِفْهَامُ بِالفِعْلِ اَوْلٰى وقَدْ تَدْخُلُ الْهَمْزَةُ فِيْ مَوَاضِعَ لَا يَجُوْزُ هَلْ فِيْهَا نَحْوُ أَزَيْدًا ضَرَبْتَ ؟ وَأَتَضْرِبُ زَيْدًا وَهُوَ أَخُوك ؟ وَأَزَيْدٌ عِنْدَك أَمْ عَمْرٌو ؟ أَوَ مَنْ كَانَ وَأَفَمَنْ كَانَ وَاَثُمَّ اِذَا مَاوَقَعَ وَلَا تُسْتَعْمَلُ هَلْ فِيْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ هٰهُنَا بَحْثٌ:

سینتیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حروف استفہام اور اس کے استعمال کا ذکر کیا جائے گا

دوسری بات: ہمزہ اور ھَلْ میں فرق

پہلی بات: حروف استفہام اور اس کے استعمال کا ذکر کیا جائے گا

حروف استفہام کے دو ہیں: (۱) ہمزہ (۲) ھَلْ

اور یہ دونوں حروف ابتداء کلام میں آتے ہیں تاکہ مخاطب کو معلوم ہو سکے کہ آگے کلام کس قسم کا ہے۔

حروف استفہام کا استعمال: یہ دونوں حروف جملے پر داخل ہوتے ہیں جملہ اسمیہ ہو خواہ جملہ فعلیہ ہو البتہ جملہ فعلیہ پر داخل ہونا اکثر ہے کیونکہ فعل سے استفہام بنسبت اسم کے بہتر اولی ہے۔

جملہ اسمیہ کی مثال: أَزَيْدٌ قَائِمٌ ؟ جملہ فعلیہ کی مثال: هَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟

دوسری بات: ہمزہ اور ھَلْ میں فرق

مصنفؒ یہاں سے ہمزہ اور ھَلْ میں فرق کو بیان فرما رہے ہیں کہ ہمزہ کا استعمال بنسبت کے زیادہ ہے یعنی ہمزہ ایسی جگہوں پر داخل ہوتا ہے جہاں ھَلْ کا داخل ہونا ناجائز ہے۔

وہ چار جگہیں درج ذیل ہیں:

۱)... یہ کہ فعل کے ہوتے ہوئے ہمزہ اسم پر داخل ہو۔ جیسے أَزَيْدًا ضَرَبْتَ ؟ جائز ہے جب کہ هَلْ زَيْدًا ضَرَبْتَ ؟ کہنا ناجائز ہے۔

۲)... یہ ہے کہ ہمزہ انکار فعل کے لیے لانا جائز ہے جب کہ هَلْ کالانا جائز ہے جیسے أَتَضْرِبُ زَيْدًا وَهُوَ أَخُوْكَ ؟ (کیا تو زید کو مارتا ہے جب کہ وہ تیرا بھائی ہے) کہنا جائز ہے اور هَلْ تَضْرِبُ زَيْدًا وَهُوَ أَخُوْكَ ؟ کہنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ استفہام انکاری کے لیے صرف ہمزہ آتا ہے نہ کہ هَلْ۔

۳)... یہ ہے کہ ہمزہ أَمْ متصلہ کے ساتھ لانا جائز ہے جب کہ هَلْ کا أَمْ متصلہ کے ساتھ لانا ناجائز ہے جیسے أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌ؟ کہنا جائز ہے اور هَلْ زَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌ ؟ کہنا ناجائز ہے۔

٤)... یہ ہے کہ ہمزہ حروف عطف پر داخل ہو سکتا ہے جیسے أَوَ مَنْ كَانَ ،أَفَمَنْ كَانَ ، اَثُمَّ اِذَا مَاوَقَعَ اور حروف عطف پر هَلْ نہیں آسکتا ہے۔

هٰهُنَا بَحْثٌ: بحث یہ ہے کہ بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں هَلْ آتا ہے اور ہمزہ کا اس جگہ آنا ناجائز ہے۔

پہلی جگہ: یہ ہے کہ هَلْ پر حرف عطف داخل ہوتا ہے جب کہ ہمزہ پر حرف عطف داخل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ

دوسری جگہ: یہ ہے کہ أَمْ کے بعد هَلْ آسکتا ہے جب کہ ہمزہ نہیں آسکتا۔

تیسری جگہ: یہ ہے کہ هَلْ اثبات میں نفی کے لیے آتا ہے نہ کہ ہمزہ جیسے هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ اَىْ لَمْ يُثَوَّبْ

چوتھی جگہ: یہ ہے کہ هَلْ نفی کا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ إِلَّا اس کے بعد اثبات کے لیے لانا جائز ہے نہ کہ ہمزہ جیسے هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّاا الْإِحْسَانُ-

الدرس الثامن والثلاثون

حُرُوْفُ الشَّرْطِ

حُرُوْفُ الشَّرْطِ ثَلاثَةٌ : إِنْ وَلَوْ وَأَمَّا لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَيَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلٰى جُمْلَتَيْنِ اِسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا أَوْ فِعْلِيَّتَيْنِ أَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ فَإِنْ لِلْاِسْتِقْبَالِ وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ إِنْ زُرْتَنِيْ فَأُكْرِمُك وَلَوْ لِلْمَاضِيْ وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ لَوْ تَزُوْرُنِيْ أَكْرَمْتُك

وَيَلْزَمُهَا الْفِعْلُ لَفْظًا كَمَا مَرَّ أَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ إِنْ أَنْتَ زَائِرِيْ فَأَنَا أُكْرِمُك وَاعْلَمْ اَنَّ إِنْ لَا تُسْتَعْمَلُ إِلَّا فِي الْأُمُوْرِ الْمَشْكُوْكَةِ فَلَا يُقَالُ اٰتِيْك إِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَوْ تَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ بِسَبَبِ نَفْيِ الْجُمْلَةِ الْأُوْلٰى كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا وَإِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ فِيْ أَوَّلِ الْكَلَامِ وَتَقَدَّمَ عَلَى الشَّرْطِ يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ الْفِعْلُ الَّذِيْ تَدْخُلُ عَلَيْهِ حَرْفُ الشَّرْطِ مَاضِيًا لَفْظًا نَحْوُ وَاللهِ إِنْ

أَتَيْتَنِيْ لَأَكْرَمْتُك أَوْ مَعْنىً نَحْوُ وَاللهِ إِنْ لَمْ تَأْتِنِيْ لَأَهْجَرْ تُك، وَحِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ الْجُمْلَةُ الثَّانِيَةُ فِي اللَّفْظِ جَوَابًا لِلْقَسَمِ لَا جَزَاءً لِلشَّرْطِ فَلِذَالِك وَجَبَ فِيْهَا مَا وَجَبَ فِيْ جَوَابِ الْقَسَمِ مِنَ اللَّامِ وَنَحْوِهَا كَمَا رَأَيْتَ فِي الْمِثَالَيْنِ وَإِذَا وَقَعَ الْقَسَمِ فِيْ وَسْطِ الْكَلَامِ جَازَ أَنْ يُعْتَبَرَ الْقَسَمُ بِأَنْ يَكُوْنَ الْجَوَابُ لَهُ نَحْوُ إِنْ أَتَيْتَنِيْ وَاللهِ لَأُتِيَنَّك وَجَازَ أَنْ يُلْغٰى نَحْوُ إِنْ تَأْتِنِيْ وَاللهِ أٰتِك وَأَمَّا لِتَفْصِيْلِ مَا ذُكِرَ مُجْمَلًا نَحْوُ اَلنَّاسُ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ أَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَيَجِبُ فِيْ جَوَابِهَا اَلْفَاءُ وَأَنْ يَكُوْنَ الْأَوَّلُ سَبَبًا لِلثَّانِيْ وَأَنْ يُحْذَفَ فِعْلُهَا مَعَ أَنَّ الشَّرْطَ لَا بُدَّ لَهُ مِنَ فِعْلٍ وَذَالِك لِيَكُوْنَ تَنْبِيْهًا عَلٰى أَنَّ الْمَقْصُوْدَ بِهَا حُكْمُ الْاِسْمِ الْوَاقِعِ بَعْدَهَا نَحْوُ أَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ تَقْدِيْرُه مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَحُذِفَ الْفِعْلُ وَالْجَارُّ وَالْمَجرُوْرُ حَتّٰى بَقِيَ أَمَّا فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَلَمَّا لَمْ يُنَاسِبْ دُخُوْلُ الشَّرْطِ عَلٰى فَاءِ الْجَزَاءِ نَقَلُوْا الْفَاءَ اِلَى الْجُزْءِ الثَّانِيْ وَوَضَعُوْا الْجُزْءَ الْاَوَّلَ بَيْنَ اَمَّا وَالْفَاءِ عِوَضًا عَنِ الْفِعْلِ الْمَحْذُوْفِ ثُمَّ ذَالِك الْجُزْءُالاول إِنْ كَانَ صَالِحًا لِلْاِبْتِدَاءِ فَهُوْ مُبْتَدَأٌ كَمَا مَرَّ وَإِلَّا فَعَامِلُه مَايَكُوْنُ بَعْدَ الْفَاءِ كأَمَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَمُنْطَلِقٌ عَامِلٌ فِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ

اڑتیسواں درس

آج کے درس میں چار باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: حروف شرط اوراس کا استعمال

دوسری بات: حرف شرط" إِنْ" اوراس کا استعمال

تیسری بات: حرف شرط"لَوْ" اوراس کا استعمال

چوتھی بات: "أَمَّا"شرطیہ اوراس کا استعمال

پہلی بات: حروف شرط اوراس کا استعمال

حروف شرط تین ہیں: (۱)إِنْ (۲) لَوْ (۳) أَمَّا

حروف شرط کا استعمال: یہ تینوں ابتداء کلام میں آتے ہیں تاکہ مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ آگے کس قسم کا کلام آرہا ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے خواہ وہ دونوں جملے اسمیہ ہوں یا خواہ دونوں جملے فعلیہ ہوں خواہ ان میں سے ایک جملہ اسمیہ ہو دوسرا فعلیہ۔ ان میں سے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

دوسری بات: حرف شرط "إِنْ" اور اس کا استعمال

إِنْ: کلمہ اِنْ زمانہ استقبال کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔ جیسے إِنْ زُرْتَنِيْ فَأُكْرِمُكَ (اگر تو میری زیارت کرے گا تو میں تیرا اکرام کروں گا)

تیسری بات: حرف شرط "لَوْ" اور اس کا استعمال

لَوْ: کلمہ لَوْ زمانہ ماضی کے لیے آتا ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو گا۔ جیسے لَوْ تَزُوْرُنِيْ أَكْرَمْتُكَ (اگر تو میرے زیارت کرتا تو میں تیرا اکرام کرتا)

مصنفؒ فرمارہے ہیں کہ إِنْ اور لَوْ دونوں کے لیے فعل کا ہونا لازمی ہے یہ ہمیشہ فعل پر رہی داخل ہوتے ہیں فعل خواہ لفظاً ہو جیسے مثالوں سے واضح ہے یا تقدیراً۔ جیسے إِنْ أَنْتَ زَائِرِيْ فَأَنَا أُكْرِمُكَ اس میں إِنْ کے بعد فعل مقدر ہے اسی طرح إِنْ كُنْتَ زَائِرِيْ ہے جب فعل حذف کر دیا گیا تو ضمیر متصل منفصل سے بدی گئی اور أَنْتَ ہو گئی۔

مصنفؒ یہاں سے یہ بتارہے ہیں کہ کلمہ إِنْ کا استعمال امور مشکوکہ میں ہوتا ہے یعنی ایسے کاموں میں جن کے ہونے نہ ہونے میں شک ہو کلمہ إِنْ کا استعمال ہوتا ہے پس آپ کا یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ اٰتِيْكَ إِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ کیونکہ سورج کا طلوع ہونا یقینی ہے بلکہ یوں کہا جائے گا کہ اٰتِيْكَ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

لَوْ: لَوْ شرطیہ اس بات پر دلالت کرتا ہے جملہ ثانیہ منتفی ہے بنسبت جملہ اول کے منتفی ہونے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین اور آسمان میں کئی الٰہ ہوتے اللہ کے علاوہ تو فساد برپا ہو جاتا) اس میں جملہ ثانیہ منتفی ہے بسبب جملہ اول کے منتفی ہونے کے یعنی زمین وآسمان میں فساد برپا نہیں ہوا اس لیے کہ اس میں کئی خدا نہیں ہیں۔

اور جب قسم اول کلام میں واقع ہو اور حرف شرط پر مقدم ہو تو پھر اس فعل کا ماضی ہونا ضروری ہے جس پر حروف شرط داخل ہے چاہے لفظاً ماضی ہو جیسے وَاللهِ إِنْ أَتَيْتَنِيْ لَأَكْرَمْتُكَ یا معنًا ماضی ہو جیسے وَاللهِ إِنْ لَمْ تَأْتِنِيْ لَأَهْجُرَنَّكَ (اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس نہیں آئے گا تو میں تجھ کو بے ہودہ الفاظ کہوں گا) اس میں لَمْ تَأْتِنِيْ معنًا ماضی ہے اس لیے کہ نفی جحد بلم مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔

اور اس وقت جملہ ثانیہ باعتبار لفظ کے قسم کا جواب ہو گا نہ کہ شرط کا

فَلِذَالِكَ وَجَبَ فِيْهَا مَا وَجَبَ فِيْ جَوَابِ الْقَسَمِ: یہی وجہ ہے کہ اس پر ان چیزوں کا آنا ضروری اور واجب ہے جن کا جواب قسم پر داخل ہونا ضروری ہے مثلاً لام کا داخل ہونا جملہ موجبہ میں ان کا داخل ہونا جملہ منفیہ میں مَا اور لَا کا داخل ہونا وغیرہ۔

جب حرف شرط یا اس کے غیر کے قسم پر مقدم ہونے کی وجہ سے قسم درمیانِ کلام میں آجائے پھر شرط کا ماضی اور مضارع لانا دونوں جائز ہے کیونکہ یہ بھی جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کیا جائے تو وہاں اس کا ماضی ہونا ضروری ہے جیسے إِنْ تَأْتِنِيْ وَاللهِ أَتَيْتُكَ اور یہ بھی جائز ہے کہ قسم کو لغو قرار دیا جائے اور جواب کو جزاء قرار دیا جائے اب اس جزاء کا ماضی ہونا ضروری نہیں بلکہ مضارع بھی ہو سکتی ہے جیسے إِنْ تَأْتِنِيْ وَاللهِ أَتَيْتُكَ

چوتھی بات: "أَمَّا" شرطیہ اور اس کا استعمال

أَمَّا: أَمَّا شرطیہ اس چیز کی تفصیل کے لیے آتا ہے جس کا متکلم نے مجملاً ذکر کیا ہو۔ جیسے أَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ اس میں سعید اور شقی مجمل ہیں اور أَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا سے سعید کی تفصیل ہے اور أَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا سے شقی کی تفصیل ہے۔

جب تفصیل کے لیے آتا ہے تو اس وقت کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے اور اس میں جملہ اول کا جملہ ثانیہ کے لیے سبب بننا واجب ہے تا کہ فاء اور سببیت کے شرط ہونے پر دلالت کریں۔ جیسے آیت مذکورہ میں فَفِي الْجَنَّةِ اور فَفِي النَّارِ پر جو کہ جواب فاء آئی ہے اور جملہ اول یعنی سعادت جملہ ثانی دخول جنت کا سبب ہے اسی طرح شقاوت دخول نار کا سبب ہے۔

اور کلمہ أَمَّا کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے باوجود اس کے أَمَّا شرط کے لیے فعل کا ہونا ضروری ہے جس پر وہ داخل ہو۔

یہاں سے مصنفؒ أَمَّا کے فعل کے حذف کی وجہ ذکر فرما رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حذف فعل سے اس امر پر تنبیہ ہو جائے کہ أَمَّا سے جو تفصیل ہوئی ہے اس سے مقصود اسم ہے جو أَمَّا کے بعد واقع ہے نہ کہ فعل جیسے أَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ اس کی تقدیری عبارت یوں ہو گی مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ (جو کچھ بھی ہو زید چلنے والا ہے) اس سے فعل يَكُنْ جو شرط ہے اور جار و مجرور جو مِنْ شَيْءٍ ہے حذف کر دیئے گئے اور مَهْمَا کی جگہ أَمَّا کو قائم مقام کر دیا گیا پس أَمَّا فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ رہ گیا۔ اب صرف شرط کو جزاء پر داخل ہونا مناسب نہیں تھا تو ہم نے اس فاء جو جزءاول زَيْدٌ سے نقل کر کے جزءثانی مُنْطَلِقٌ کو دے دیا اور جزءاول کو أَمَّا اور فاء کے درمیان فعل محذوف کے عوض میں رکھ دیا تو اب بن گیا أَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ

اس کے بعد اگر یہ خبر جزءاول یعنی وہ اسم جو أَمَّا کے بعد واقع ہے اگر اس میں مبتداء بننے کی صلاحیت ہے تو اسے مبتداء بنا دیا جائے گا جیسے أَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ میں زید مبتداء ہے اور اگر اس میں مبتداء بننے کی صلاحیت نہ ہو اس طور پر کہ یہ ظرف ہو تو پھر اس میں جزءاول کا عامل وہ ہو گا جو فاء کے بعد ہے جیسے أَمَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ اس میں جزءاول يَوْمَ الْجُمُعَةِ ظرف بننے کی وجہ سے مبتداء بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے لہٰذا اس میں عامل ہے اور وہ يَوْمَ الْجُمُعَةِ کو بنا بر ظرفیت نصب دے رہا ہے۔

الدرس التاسع والثلاثون

حَرْفُ الرَّدْعِ

فَصْلٌ: حَرْفُ الرَّدْعِ كَلَّا وُضِعَتْ لِزَجْرِ الْمُتَكَلِّمِ وَرَدْعِهِ عَمَّا تَكَلَّمَ بِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ كَلَّا أَيْ لَا تَتَكَلَّمْ بِهٰذَا فَإِنَّهُ لَيْسَ كَذَالِك وَهٰذَا بَعْدَ الْخَبَرِ وَقَدْ تَجِيْءُ بَعْدَ الْأَمْرِ أَيْضًا كَمَا إِذَا قِيْلَ لَك اِضْرِبْ زَيْدًا فَقُلْتَ كَلَّا أَيْ لَا أَفْعَلُ هٰذَا قَطُّ وَقَدْ تَجِيْءُ بِمَعْنَى حَقًّا كَقَوْلِهِ تَعَالٰى : كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ وَحِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ اِسْمًا مَبْنِيًّا لِكَوْنِهَا مُشَابِهَةً لِـ)كَلَّا (حرفاً وَقِيْلَ تَكُوْنُ حَرْفًا أَيْضًا بِمَعْنٰى إِنَّ لِتَحْقِيْقِ الجُمْلَةِ نَحْوُ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰى بِمَعْنٰى إِنَّ.

انتالیسواں درس

آج کے درس میں حرف ردع اور اس کا استعمال کاذکر کیا جائے گا

حرف ردع کو بیان فرمارہے ہیں اس کا معنی ہیں جھڑکنا اور باز رکھنا۔

حرف ردع کا استعمال: حرف ردع کَلَّا ہے پھر یہ خبر کے بعد واقع ہو تو متکلم کو اس چیز سے جھڑکنے اور روکنے کے لیے وضع کیا گیا ہے جس کا وہ تکلم کر رہا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ كَلَّا أَيْ لَا تَتَكَلَّمْ بِهٰذَا فَإِنَّهُ لَيْسَ كذالك یہ کَلَّا کے معنی کی تفسیر ہے یعنی وہ ہر گز ایسا نہ کہے تحقیق امر ایسا نہیں ہے۔

کبھی کَلَّا امر کے بعد آتا ہے اس وقت وہ نفی ایجاب کے لیے آتا ہے یعنی جس کا متکلم حکم کرتا ہے مخاطب اس بات سے انکار کرتا ہے جیسے تم سے کوئی کہے اِضْرِبْ زَيْدًا اور تم اس کے جواب میں کہو کہ کَلَّا ہر گز نہیں یعنی لَا أَفْعَلُ هٰذَا قَطُّ (میں اس کو ہر گز نہیں کروں گا) یعنی ہر گز میں زید کو نہیں ماروں گا۔

اور کَلَّا بمعنی حَقًّا بھی آتا ہے یعنی جملہ کی تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (یہ بات ثابت ہے کہ تم عنقریب جان لوگے)

اور اس وقت جب کَلَّا بمعنی حَقًّا آتا ہے تو کَلَّا اسم ہوتا ہے نہ کہ حرف اور وہ اس وقت کَلَّا حرفی کے ساتھ لفظاً اور معناً مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوتا ہے لفظی مشابہت تو ظاہر ہے معنوی مشابہت یہ ہے کہ جیسے کَلَّا حرفی زجر کے لیے آتا ہے اسی طرح کَلَّا اسمی بھی زجر کے لیے آتا ہے۔

مصنفؒ فرمارہے ہیں کہ بعض نحات کے نزدیک کَلَّا جب بمعنی حَقًّا ہوتا ہے تو اس وقت حرف ہوتا ہے نہ کہ اسم

بمعنی إِنَّ جو تحقیق جملہ کے لیے آتا ہے جیسے كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰى بِمَعْنٰى إِنَّ (تحقیق انسان سرکشی کرتا ہے) لیکن یہ مذہب ضعیف ہے اس لیے اس کو قِيْلَ سے ذکر فرمارہے ہیں۔

الدرس الاربعون

تَـاءُ التَّأنِـيْثِ السَّاكِـنَةُ

فَصْلٌ: تَـاءُ التَّأنِـيْثِ السَّاكِـنَةُ تَلْحَقُ الْمَاضِيَ لِيَدُلَّ عَلٰى تَأنِيْثِ مَا اُسْنِدَ إِلَيْهِ الْفِعْلُ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ وَعَرَفْتَ مَوَاضِعَ وُجُوْبِ إِلْحَاقِهَاوَإِذَالَقِيَهَا سَاكِنٌ بَعْدَهَا وَجَبَ تَحْرِيْكُهَا بِالْكَسْرِلِأَنَّ السَّاكِنَ إِذَاحُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ نَحْوُقَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ، وَحَرَكَتُهَالَا تُوْجِبُ رَدَّمَاحُذِفَ لِأَجْلِ سُكُوْنِهَافَلَا يُقَالُ رَمَاتِ الْمَرْأَةُلِأَنَّ حَرَكَتَهَا عَارِضَةٌ وَاقِعَةٌ لِرفْعِ التقاءالساكنين فقَوْلُهُمْ اَلْمَرْأَتَانِ رَمَاتَا ضَعِيْفٌ وَأَمَّا إِلْحَاقُ عَلَامَةِ التَّثْنِيَةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَجَمْعِ الْمُؤنَّثِ فَضَعِيْفٌ فَلَا يُقَالُ قَامَا الزَّيْدَانِ وَقَامُوا الزَّيْدُوْنَ وَقُمْنَ النِّسَاءُوَبِتَقْدِيْرِ الْإِلْحَاقِ لَا تَكُوْنُ الضَّمَائِرَ لِئَلَّا يَلْزَمَ الْإِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ بَلْ عَلَامَاتٌ دَالَّةٌ عَلٰى أَحْوَالِ الْفَاعِلِ كَتَاءِ التَّأنِيْثِ.

چالیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: تاء تانیث ساکنہ اور اس کا استعمال

دوسری بات: فاعل جب اسم ظاہر ہو اور فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور جمع لاحق کی جائے تو خرابیاں لازم آنے کا ذکر کیا جائے گا

پہلی بات: تاء تانیث ساکنہ اور اس کا استعمال

مصنفؒ یہاں سے تاء تانیث ساکنہ کو بیان فرمارہے ہیں اور وہ ماضی کے آخر میں آتی ہے تاکہ وہ اس بات پر دلالت کرے کہ فعل کا مسند الیہ مؤنث ہے خواہ مسند الیہ فاعل ہو یا نائب فاعل۔

فاعل کی مثال: ضَرَبَتْ هِنْدٌ، نائب فاعل کی مثال: ضُرِبَتْ هِنْدٌ اور یہ تاء ماضی کے ساتھ خاص ہے غیر ماضی کے ساتھ لاحق نہیں ہوتی ہے۔

تاء تانیث ساکنہ کہاں لانا واجب ہے کہاں جائز؟ اس کی بحث فاعل کی فصل میں تفصیل سے گزر چکی ہے اعادہ کی

ضرورت نہیں ہے۔

اور جب تاء تانیث ساکنہ کے بعد حرف ساکن ملا ہو تو اس وقت تاء تانیث ساکنہ کو حرف کسرہ دینا واجب ہے تاکہ التقاء ساکنین لازم نہ آئے اور تاء کو کسرہ اس لیے دینگے کہ قاعدہ ہے اَلسَّاكِنُ إِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ (ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کے ذریعے حرکت دی جاتی ہے) جیسے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ

یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال: یہ ہے کہ جب التقاء ساکنین کی وجہ سے دو ساکنوں میں سے ایک ساکن حذف ہو جاتا ہے تو تاء ساکنہ کے متحرک ہونے کی صورت میں محذوف ساکن کو لوٹ آنا چاہیے کیونکہ حذف کی علت التقاء ساکنین تھی جو زائل ہو گئی پس رَمَتِ الْمَرْأَةُ میں تاء کے متحرک ہونے کی وجہ سے الف لوٹ آنا چاہیے جب کہ دو ساکن الف اور تاء کے پائے جانے کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا حالانکہ وہ الف واپس نہیں لوٹ رہا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ تاء تانیث ساکنہ کی حرکت کی وجہ سے وہ حرف جو تاء کے ساکن ہونے کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے وہ واپس نہیں آئے گا پس اس لیے اس تاء کی حرکت عارضی ہے جو کہ التقاء ساکنین سے بچانے کے لیے لائی گئی ہے نہ کہ اصلی اور حرکت عارضی بمنزلہ سکون کے ہوتی ہے پس رَمَتِ الْمَرْأَةُ کو رَمَاتِ الْمَرْأَةُ نہیں کہیں گے۔

مصنفؒ فرمارہے ہیں کہ عرب کا قول اَلْمَرْأَتَانِ رَمَاتَا کہ جس میں الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا لوٹ آیا ہے یہ ضعیف ہے۔

یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال: یہ ہے کہ جب علامت تثنیہ اور علامت جمع بھی علامت تانیث کی طرح ہیں تو جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کے ساتھ علامت تانیث اور علامت جمع بھی لاحق کرنی چاہیے تاکہ علامت تثنیہ اور علامت جمع فاعل کے تثنیہ اور جمع ہونے پر دلالت کرے حالانکہ ایسا نہیں کیا جاتا ہے جب کہ علامت تاء تثنیہ فعل کے ساتھ لاحق کی جاتی ہے۔

جواب: مصنفؒ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ فعل کا فاعل جب اسم ظاہر تو فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور علامت جمع کا لاحق کرنا ضعیف ہے پس قَامَا الزَّيْدَانِ اور قَامُوا الزَّيْدُوْنَ اور قُمْنَ النِّسَاءُ فاعل کے تثنیہ اور جمع ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

دوسری بات: فاعل جب اسم ظاہر ہو اور فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور جمع لاحق کی جائے تو خرابیاں لازم آنے کا ذکر کیا جائے گا

فاعل جب اسم ظاہر ہو اور فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور جمع لاحق کی جائے تو اس صورت میں تین خرابیاں لازم آئیں گے۔

۱)... جب فاعل تثنیہ اور جمع پر دلالت کر رہا ہو تو فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور علامت جمع لاحق کرنا بے سود ہو گا۔
۲)... اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔
۳)... تعدد فاعل لازم آئے گا اسم ظاہر اور ضمیر کی صورت میں۔

مصنفؒ یہاں سے فعل کا فاعل اسم ظاہر ہونے کے باوجود کے ساتھ علامات ضمائر کو ذکر کرنے کی تاویل کو بیان فرمارہے ہیں کہ علامت تثنیہ اور جمع فعل کے ساتھ لاحق ہونے کی صورت میں جب کہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہی اس کا فاعل ہوگا ضمائر اس کا فاعل نہیں ہوں گی کیونکہ اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں ضمائر علامامت ہوں گی جو احوال فاعل پر دلالت کریں گی کہ فاعل مثنّٰی ہے یا جمع۔ جیسا کہ تاء تانیث ساکنہ مسندالیہ کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اگر یہ تاء تانیث ضمیر ہوتی تو فاعل کے سام ظاہر ہونے کی صورت میں اس کا حذف کرنا لازمی تھا۔

الدرس الحادی والاربعون

اَلتَّنْوِيْنُ نُوْنٌ سَاكِنَةٌ

فصل: اَلتَّنْوِيْنُ نُوْنٌ سَاكِنَةٌ تَتْبَعُ حَرَكَةَ اٰخِرِ الْكَلِمَةِ وَلَا لِتَاكِيْدِ الْفِعْلَ وَهِيَ خمسةُ أَقْسَامٍ اَلْأَوَّلُ لِلتَّمَكُّنِ وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْاِسْمَ مُتَمَكِّنٌ فِيْ مُقْتَضِى الْاِسْمِيَةِ أَيْ أَنَّهُ مُنصَرِفٌ نَحْوُ زَيْدٌ وَرَجُلٌ وَالثَّانِيْ لِلتَّنْكِيْرِ وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الاِسْمَ نَكِرَةٌ نَحْوُ صَهٍ أَيْ اُسْكُتْ سُكُوْتًامَا فِيْ وَقْتٍ مَّا وَاَمَّاصَهْ بِالسُّكُوْنِ فَمَعْنَاهُ اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الْاٰنَ وَالثَّالِثُ لِلْعِوَضِ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ عِوَضًا عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ نَحُوْ حِيْنَئِذٍوَ سَاعَتَئِذٍ وَيَوْمَئِذٍ أَيْ حِينَ إِذْ كَانَ كَذَاوَالرَّابِعُ لِلْمُقَابَلَةِ وَهُوَ التَّنْوِيْنُ الَّذِيْ يَلْحَقُ جَمْعَ الْمُؤنَّثِ السَّالِمَ نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ وَهٰذِهِ الْأَرْبَعَةُ تَخْتَصُّ بِالْاِسْمِ وَالْخَامِسُ لِلتَّرَنُّمِ وَهُوَ الَّذِيْ يَلْحَقُ بِاٰخِرِ الْأَبْيَاتِ وَالْمَصَارِيْعِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ : أَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ=وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ وَكَقَوْلِهِ يَا أَبَتَا عَلَّك أوْ عَسَاكَنْ وَقَدْ يُحْذَفُ مِنَ الْعَلَمِ إِذَا كَانَ مَوْصُوْفًا بِابْنٍ مُضَافًا إِلٰى عَلَمٍ اٰخَرَنَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو وَهِنْدُ ابْنَةُ بَكْرٍ.

اکتالیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: نون تنوین کی تعریف

دوسری بات: تنوین کی اقسام

پہلی بات: نون تنوین کی تعریف

نون تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو اور وہ فعل کی تاکید کے لیے نہ ہو۔

دوسری بات: تنوین کی اقسام

تنوین کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) تنوین تمکّن (۲) تنوین تنکیر (۳) تنوین عوض (۴) تنوین مقابلہ (۵) تنوین ترنّم

تنوین تمکّن: وہ ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اسم اسمیت کے تقاضے میں مضبوط ہے یعنی اس کے منصرف ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے زَیْدٌ، رَجُلٌ اس تنوین کو تنوین صرف بھی کہتے ہیں اس لیے کہ یہ منصرف اور غیر منصرف کے درمیان فصل کر دیتی ہے۔

تنوین تنکیر: وہ ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے پس یہ تنوین معرفہ اور نکرہ میں فرق کر دیتی ہے۔ جیسے صَہٍ اس کا معنی ہے اُسْکُتْ سُکُوْتًامَا فِیْ وَقْتٍ (توچپ رہ چپ رہنا کسی وقت) اور اس کو اگر بغیر تنوین کے پڑھیں یعنی صَہْ تو معنی ہوگا اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ (توچپ رہ خاص چپ رہنا اس وقت)

تنوین عوض: تنوین عوض وہ ہے جو مضاف الیہ عوض میں ہو جیسے حِیْنَئِذٍ یہ اصل میں حِینَ إِذْ کَانَ کَذَا تھا۔ اب جملہ کو تخفیف کی خاطر حذف کر کے ذال پر تنوین لائے جو کہ مضاف الیہ کے عوض ہے اسی طرح سَاعَتَئِذٍ اصل میں سَاعَةَ إِذْ کَانَ کَذَا تھا اور یَوْمَئِذٍا اصل میں یَوْمَ إِذْ کَانَ کَذَا تھا یہاں بھی مضاف الیہ کے عوض میں تنوین لے آئے۔

تنوین مقابلہ: وہ ہے جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں آئے۔ جیسے مُسْلِمَاتٌ کیونکہ اس کے مقابلے میں اور کوئی چیز نہیں تھا۔

اور تنوین کی یہ چاروں اقسام اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

تنوین ترنّم: وہ ہے جو ابیات اور مصرعوں کے آخر میں تحسین صوت کے لیے آئے۔ جیسے شاعر کا قول

شعر

أَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

ترجمہ: اے عاذلہ تو ملامت اور عتاب کو کم کر اگر میں کوئی صحیح کام کروں تو کہہ کہ بے شک تو نے صحیح کام کیا ہے۔

محل استشہاد: اس شعر میں تنوین ترنّم الْعِتَابَنْ اور أَصَابَنْ ہے جو اصل میں الْعِتَابَ اور أَصَابَ تھے۔

ترکیب: أَقِلِّي فعل امر ،أَنْتِ ضمیر فاعل ہوا،اللَّوْمَ معطوف علیہ ، واو عاطفہ ،الْعِتَابَنْ معطوف ،اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ أَقِلِّ کا،اب أَقِلِّي فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ معطوف علیہ ہوا، واو عاطفہ ،قُوْلِيْ فعل ،أَنْتِ ضمیر مستتر فاعل ہوا،اب فعل اپنے فاعل سے مل کر قول ہوا،لَقَدْ أَصَابَنْ مقولہ ہوا قول کے لیے ،اب قول اپنے مقولہ سے مل کر جزائے مقدم إِنْ حرف شرط أَصَبْتُ فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط مؤخر ،اب جزائے مقدم اپنی شرط مؤخر کے ساتھ مل کر معطوف ہوا،اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔ یَاعَاذِلَ اصل میں اُدْعُوْعَاذِلَةِ ،اُدْعُوْ فعل آنَا ضمیر مستتر فاعل ہوا، عَاذِلَةِ مفعول بہ ہوا اب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسرا شعر: يَا أَبَتَا عَلَّكَ أَوْ عَسَاكَنْ اس میں یا حرف نداء ہے أَبَتَا اصل میں أَبِیْ تھا اور عَلَّكَ اصل میں لَعَلَّكَ تھا عَسَاكَنْ اصل میں عَسَاكَ تھا تنوین ترنّم لا کر عَسَاكَنْ کر دیا۔

ترجمہ: اسے میرے باپ قریب ہے کہ تو رزق کو پالے گا۔

اور کبھی کبھی علم سے تنوین کو وجوبًا حذف کیا جاتا ہے جب کہ علم موصوف ہو ایسے لفظ ابن یا ابنتہ کیساتھ کہ وہ ابن اور ابنتہ مضاف ہوں ایک اور عالم کی طرف۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو اور هِنْدُ ابْنَةُ بَكْرٍ

الدرس الثانى والاربعون

نُوْنُ التَّاكِيْدِوُضِعَتْ لِتَاكِيْدِالْأَمْرِوَالْمُضَارِعِ إِذَاكَانَ فِيْهِ طَلَبٌ بِأَزَاءِقَدْ لِتَاكِيْدِ الْمَاضِيْ وَهِيَ عَلٰى ضَرْبَيْنِ خَفِيْفَةٌ اَىْ سَاكِـنَةٌ أَبَدًا نَحْوُاِضْرِبَنْ وَالثَّقِيْلَةُ اىٔ مشددة وهيمَفْتُوْحَةٌ أَبَدًا اِنْ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَمَكْسُوْرَةًاِنْ كَانَ قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ ، اِضْرِبْنَانِّ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ

بیالیسواں درس

آج کے درس میں دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

پہلی بات: نون تاکید کی تعریف

دوسری بات: نون تاکید کی اقسام

پہلی بات: نون تاکید کی تعریف

نون تاکید: وہ ہے جسے امر اور مضارع کی تاکید کے لیے وضع کیا گیا ہے جب کہ اس میں طلب کے معنی میں ہوں اس

لیے کہ نون تاکید سے اس چیز کی تاکید ہوتی ہے جس میں طلب ہوا۔

بِأَزَاءِ قَدْ: اور نون تاکید لفظ قد کے مقابلہ میں ہے جو ماضی کی تاکید کے لیے ہے اسی طرح نون تاکید مضارع کی تاکید کے لیے ہے بشرطیکہ اس میں طلب کے معنی ہوں۔

دوسری بات: نون تاکید کی اقسام

نون تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱)خفیفہ (۲) ثقیلہ

نون تاکید خفیفہ: یعنی جو ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ جیسے اِضْرِبُنْ

نون تاکید ثقیلہ: یعنی جو ہمیشہ مشدّد ہوتا ہے اور یہ نون مفتوح ہوتا ہے جب کہ اس سے پہلے الف نہ ہو۔ جیسے اِضْرِبُنَّ اور اگر اس سے پہلے الف ہوا تو وہ مکسور ہوگا جیسے اِضْرِبَانِّ ، اِضْرِبْنَانِّ

الدرس الثالث والاربعون

وَتَدْخُلُ فِى الْأَمْرِ وَالنَّهْىِ وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالتَّمَنِّىْ وَالْعَرْضِ جَوَازًا لِاَنَّ فِىْ كُلٍّ مِنْهَا طَلَبًا نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَلَا تَضْرِبَنَّ وَهَلْ تَضْرِبَنَّ وَلَيْتَ تَضْرِبَنَّ وَأَلَا تَنْزِلْ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا وَقَدْ تَدْخُلُ فِى الْقَسَمِ وُجُوْبًا لِوُقُوْعِهِ عَلٰى مَا يَكُوْنُ مَطْلُوْبًا لِلْمُتَكَلِّمِ غَالِبًافَارَادُوا اَنْ لَا يَكُوْنَ اٰخِرُ الْقَسَمِ عَنْ خالياًمَعْنَى التَّاكِيْدِ كَمَا لَا يَخْلُوْ أَوَّلُهُ مِنْهُ نَحْوُ وَاللهِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا وَاعْلَمْ يَجِبُ ضَمُّ مَا قَبْلَهَا فِي الْجَمْعِ الْمُذَكَّرِ نَحْوُ اِضْرِبُنَّ لِيَدُلَّ عَلٰى وَاوِ الْمَحْذُوْفَةِ وَ كَسْرُ مَا قَبْلَهَا فِي الْمُخاطَبَةِ نَحْوُ اِضْرِبِنَّ لِيَدُلَّ عَلَى الْيَاءِ الْمَحْذُوْفَةِ وَفَتْحُ مَاقَبْلَهَا عَدَاهُمَا أَمَّا فِي الْمُفْرَدِ فَلأَ نَّهُ لَوْ ضُمَّ لَاِلْتَبَسَ بِالْجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَلَوْ كُسِرَ لَاِلْتَبَسَ بِالْمُخَاطَبَةِ وَأَمَّا فِي الْمُثَنّٰى وَالْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَلِأَنَّ مَا قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ وَ اِضْرِبْنَانِّ وَزِيْدَتِ الْأَلِفُ قَبْلَ النُّوْنِ فِي الْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِكَرَاهَةِ اِجْتِمَاعِ ثَلَاثِ نُوْنَاتٍ نُوْنِ الضَّمِيْرِ وَنُوْنِ التَّاكِيْدِ وَنُوْنُ الْخَفِيْفَةِ لَا تدْخُلُ فِى التَّثْنِيَةِ وَلَا فِى الْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِأَ نَّهُ لَوْ حُرِّكَتِ النُّوْنُ لَمْ يَبْقَ عَلٰى خَفِيْفَةٍفَلَمْ تَكُنْ عَلَى الْاَصْلِ وَإِنْ أَبْقَيْتَهَا سَاكِنَةً يَلْزَمُ اِلْتِقَاءُ السَّاكِنَيْنِ عَلٰى غَيْرِ حَدِّهِ وَهُوَ غَيْرُ حَسَنٍ- ...{تَمَّتْ بِالْخَيْرِ}...

تریالیسواں درس

آج کے درس میں نون تاکید اور اس کا استعمال

خواہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ یہ امر، نہی، استفہام، تمنّی اور عرض پر جوازًا داخل ہوتا ہے کیونکہ ان سب میں طلب والا معنی موجود ہوتا ہے۔

نون خفیفہ کی مثال: امر: جیسے اِضْرِبَنْ، نہی: جیسے لَا تَضْرِبَنْ استفہام: جیسے هَلْ تَضْرِبَنْ،
تمنّی: جیسے لَيْتَ تَضْرِبَنْ ، عرض: جیسے أَلَا تَنْزِلَنْ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا

اور نون تاکید جواب قسم پر جب کہ جواب قسم مجبت ہو تو غالبًا داخل ہوتا ہے یہاں قسم سے مراد جواب قسم ہے ورنہ قسم پر تاکید داخل نہیں ہوتی ہے پس جواب قسم میں نون تاکید لانے کی وجہ یہ ہے کہ قسم اکثر اس چیز پر داخل ہوتی ہے جس کا وجود متکلم کا مقصود اور مطلوب ہو گویا کہ قسم میں تاکید ہوتی ہے تو نحویوں نے ارادہ کیا کہ جواب قسم میں بھی تاکید ہو تاکہ قسم کا آخر بھی تاکید سے خالی نہ ہو جس طرح اس کا اول تاکید سے خالی نہیں ہے جیسے وَاللهِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا

وضاحت: مصنفؒ یہاں سے نون تاکید کے ماقبل کا حال بیان فرما رہے ہیں۔

تفصیل: جمع مذکر غائب اور جمع مذکر حاضر میں نون تاکید ثقیلہ ہو یا خفیفہ ہو اس سے پہلے والے حرف پر ہمیشہ ضمّہ ہوگا تاکہ یہ ضمّہ واو کے حذف ہونے پر دلالت کرے جو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے جیسے اِضْرِبُنَّ

اور واجب ہے مؤنث مخاطبہ کے صیغے میں نون تاکید کے ماقبل کا مکسور ہونا تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ یا التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو چکی ہے۔ جیسے اِضْرِبِنَّ

مصنفؒ فرما رہے ہیں کہ جمع غائب و حاضر اور واحد مؤنث حاضر کے علاوہ صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو ہمیشہ فتحہ دیا جائے گا

وہ گیارہ صیغے ہیں:

(۱) واحد مذکر غائب (۲) واحد مؤنث غائب (۳) واحد مذکر حاضر (۴) واحد متکلم
(۵) جمع متکلم (۶) تثنیہ مذکر غائب (۷) تثنیہ مذکر حاضر (۸) تثنیہ مؤنث غائب
(۹) تثنیہ مؤنث حاضر (۱۰) جمع مؤنث غائب (۱۱) جمع مؤنث حاضر واحد کے صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو فتحہ دینا اس لیے واجب ہے کہ اگر ضمّہ دیں گے تو جمع مذکر کے صیغے کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی اور اگر کسرہ دیں گے تو واحد مؤنث حاضر کے صیغہ کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی اور اگر ساکن کیا جائے تو التقاء ساکنین لازم آئے گا پس فتحہ دینا لازم ہوا۔

اور چار تثنیہ کے صیغوں میں اور جمع مؤنث غائب و حاضر کے دونوں صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو

فتحہ دینا اس لیے ضروری ہے کہ ان صیغوں میں نون تاکید سے پہلے الف ہوتا ہے اور الف قائم مقام فتحہ کے ہوتا ہے۔ جیسے اِضْرِبَانِّ اور اِضْرِبْنَانِّ

اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون تاکید سے پہلے الف زیادہ کیا گیا ہے مصنفؒ یہاں سے اس کی وجہ کو ذکر فرمارہے ہیں وجہ یہ ہے کہ تین نونوں کا اجتماع لازم نہ آئے جو کہ مکروہ ہے ان تین نونوں میں سے پہلا نون ضمیر کا ہے اور دوسرے دونون تاکید ثقیلہ کے ہیں کیونکہ نون تاکید ثقیلہ مشدّد ہوتا ہے اور وہ دونونوں کے حکم میں ہوتا ہے اور الف کو اس لیے لایا گیا کہ وہ حروف میں سب سے ہلکا حرف ہے جیسے اِضْرِبْنَانِّ

اور نون تاکید خفیفہ تثنیہ کے صیغوں میں بالکل نہیں آتا ہے خواہ وہ مذکر کے ہوں یا مؤنث کے اور نہ جمع مؤنث کے صیغوں میں آتا ہے اس لیے کہ اگر نون خفیفہ کو حرکت دی جائے تو وہ خفیفہ نہیں رہے گا اور وہ اصل پر باقی نہیں رہے گا کیونکہ خفیفہ کی وضع سکون کے لیے ہے۔

اور اس کو ساکن رکھیں جو کہ اس کی اصل ہے تو اس صورت میں الف اور نون میں التقاء ساکنین عَلٰی غَیْرِ حَدِّہٖ لازم آئے گا جو کہ غیر مستحسن ہے اور ناجائز ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱: حروف جارہ کتنے اور کون کون سے ہیں لکھیں؟

سوال نمبر ۲: باء کے معانی بمع امثلہ لکھیں؟اور الصاق کی اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟اور یہ بھی بتائیں کہ باء زائدہ کبھی ہوتی ہے؟مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳: لام کے معانی بمع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۴: ربّ کا معنی اور مثال لکھیں؟اور یہ بھی بتائیں کہ ربّ جملہ پر کب داخل ہوتا ہے؟اور اس کی شرط کیا ہے؟مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسُ إِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَإِلَّا الْعِيْسُ واو ربّ کسے کہتے ہیں؟مذکورہ شعر کس غرض کے لیے ذکر کیا ہے؟اس شعر کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے اور یہ بھی بتائیں کہ واو قسم کس کے ساتھ خاص ہے؟

سوال نمبر ۶: تاء قسم کس کے ساتھ خاص ہے؟مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۷: باء قسم کس پر داخل ہوتی ہے؟مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۸: لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْاَيَّامِ ذُوْحَيَدٍ بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَّانُ وَ الْاٰسُ شعر کا بامحاورہ ترجمہ کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ شعر کس بات کو ثابت کرنے کے لیے لایا گیا ہے؟

سوال نمبر ۹: عن کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۰: علی کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۱: عن اور علی اسم کے معنی میں کب استعمال ہوتے ہیں؟مثالیں بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۲: کاف کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: مذ اور منذ کا معنی اور مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۴: حاشا اور عدا کے لیے استعمال ہوتے ہیں؟دونوں کی مثالیں بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۵: حروف مشبہ بالفعل کو ذکر کرنے کے بعد ان کا عمل ذکر کیجیے اور ان کی فعل کے ساتھ مشابہت کو بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۶: حروف عطف کتنے اور کون سے ہیں؟واو، فاء، ثم اور حتی کن معانی کے لیے استعمال ہوتے اور ان کے استعمال میں کیا فرق ہے؟

سوال نمبر ۱۷: حروف تنبیہ کون سے ہیں یہ جملہ پر داخل ہوتے ہیں یا مفرد پر تفصیل سے لکھیں؟

سوال نمبر ۱۸: حروف ایجاب کتنے ہیں اور کون سے ہیں ہر ایک کا محل استعمال اور مثالیں تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: حروف زیادہ کون سے ہیں زائد ہونے کا مطلب واضح کریں حروف زیادہ مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۰: حروف مصدر کتنے ہیں اور ان کا آپس میں فرق کیا ہے؟

سوال نمبر ۲۱: حروف تحضیض کتنے ہیں اور ان کو حروف تحضیض کیوں کہتے ہیں اور ان کی ایک ایک مثال بھی دیجیے؟

سوال نمبر ۲۲: حروف توقع کا دوسرا نام کیا ہے اور کتنے معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۳: تنوین کی تعریف کرنے کے بعد ان کی اقسام خمسہ بیان کریں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

تَسْهِيْلُ الْاِصْطِلَاحَاتِ وَالْاَمْثِلَةِ

تَعْرِيْفُ النَّحْوِ: عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ تُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّةُ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ.

غَرَضُ النَّحْوِ: صِيَانَةُ اللِّسَانِ عَنِ الْخَطَإِ اللَّفْظِيِّ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ

مَوْضُوْعُ النَّحْوِ: اَلْكَلِمَةُ وَالْكَلَامُ

تَعْرِيْفُ الْكَلِمَةِ: لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ

تَعْرِيْفُ الْاِسْمِ: كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَاغَيْرِ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ أَعْنِيْ اَلْمَاضِيَ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقبَالَ كَرَجُلٍ وَعِلْمٍ

تَعْرِيْفُ الْفِعْلِ: كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَادَلَالَةًمُقْتَرِنَةًبِزَمَانٍ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى كَضَرَبَ

تَعْرِيْفُ الْحَرْفِ: كَلِمَةٌلَاتَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا بَلْ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى غَيْرِهَا نَحْوُ مِنْ

تَعْرِيْفُ الْكَلَامِ: لَفْظٌ تَضَمَّنَ كَلِمَتَيْنِ بِالْإِسْنَادِ وَالْإِسْنَادُ نِسْبَةُ اِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ إِلَى الْأُخْرٰى بِحَيْثُ تُفِيْدُ الْمُخاطَبَ فَائِدَةً تَامَةً يَصِحُّ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَ قَامَ زَيْدٌ.

تَعْرِيْفُ الْمُعْرَبِ: وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهِ وَلَا يَشْبَهُ مَبْنِيَّ الْاَصْلِ أَعْنِيْ اَلْحَرْفَ وَ الْأَمْرَ الْحَاضِرَ وَ الْمَاضِي نَحْوُ زَيْدٌ مُعْرَبٌ فِيْ قَامَ زَيْدٌ.

حُكْمُ الْمُعْرَبِ: أَنْ يَخْتَلِفَ اٰخِرُهُ بِاخْتِلَافِ الْعَوامِلِ اِخْتِلَافًا لَفْظًا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍاَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ جَاءَنِيْ مُوْسٰى وَ رَأَيْتُ مُوْسٰى ومَرَرْتُ بِمُوْسٰى

تَعْرِيْفُ الْإِعْرَابِ: مَابِهِ يَخْتَلِفُ اٰخِرُالْمُعْرَبِ كَالضَّمَّةِوَالْفَتْحَةِوَالْكَسْرَةِوَالْوَاوِوَالْيَاءِ وَالْاَلِفِ

تَعْرِيْفُ الْعَامِلِ: مَا بِهِ رَفْعٌ وَنَصبٌ وَجَرٌّ كَقَامَ عَامِلٌ فِيْ قَامَ زَيْدٌ

مَحَلُّ الْإِعْرَابِ: هُوَ الْحَرْفُ الْاٰخِرُ كَالدَّالِ مَحَلُّ الْإِعْرَابِ فِيْ قَامَ زَيْدٌ

تَعْرِيْفُ الْمُنْصَرِفِ: هُوَ مَا لَيْسَ فِيْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا مِنْ اَسْبَابِ مَنْعِ الصَّرْفِ كَزَيْدٍ وَيُسَمَّى الْاِسْمَ الْمُتَمَكِّنَ

حُكْمُ الْمُنْصَرِفِ: أَنْ يَدْخُلَهُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ مَعَ التَّنْوِيْنِ تَقُوْلُ : جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ

تَعْرِيْفُ غَيْرِ مُنْصَرِفٍ: هُوَ مَا فِيْهِ سَبَبَانِ أَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَامِنْ اَسْبَابِ مَنْعِ الصَّرْفِ

أَسْبَابُ مَنْعِ الصَّرْفِ: اَلْعَدْلُ وَالْوَصْفُ وَالتَّأْنِيْثُ وَالْمَعْرِفَةُ وَالْعُجْمَةُ وَالْجَمْعُ وَالتَّرْكِيبُ وَالْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ وَوَزْنُ الْفِعْلِ

حُكْمُ غَيْرِ مُنْصَرِفٍ: أَنْ لَا يَدْخُلَهُ الْكَسْرَةُ وَالتَّنوِيْنُ وَيَكُوْنَ فِيْ مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوْحًا اَبَدًا تَقُوْلُ : جَاءَنِيْ أَحْمَدُ وَرَأَيْتُ أَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِأَحْمَدَ

تَعْرِيْفُ الْعَدْلِ: هُوَ تَغْيِيْرُاللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ إِلٰى صِيْغَةٍ اُخْرٰى تَحْقِيْقًا اَوْتَقْدِيْرًا كَعُمَرَ وَ زُفَرَ

تَعْرِيْفُ الْوَصْفِ: كَوْنُ الْاِسْمِ دَالًّا عَلٰى ذَاتٍ مُبْهَمَةٍ مَأْخُوْذَةٍ مَعَ بَعْضِ صِفَاتِهَا كَاَحْمَرُ

تَعْرِيْفُ الْعُجْمَةِ: هِيَ أَنْ تَكُوْنَ الْكَلِمَةُ مِنْ أَوْضَاعِ الْعَجْمِيَّةِ كَإِبْرَاهِيْمَ

تَعْرِيْفُ مُنْتَهِى الْجُمُوْعِ: هُوَ كُلُّ جَمْعٍ كَانَ بَعْدَ أَلِفِ تَكْسِيْرِهِ حَرْفَانِ أَوْ ثَلَاثَةُ أَحْرُفٍ وَسْطُهَا سَاكِنٌ كَدَرَاهِمَ كَمَسَاجِدَ

تَعْرِيْفُ التَّرْكِيْبِ: كُلُّ اسْمَيْنِ ضَمَّ أَحَدُهُمَا إِلَى الْاٰخَرِ عَلَى غَيْرِ جِهَةِ الْإِضَافَةِ كَبَعْلَبَكَ

تَعْرِيْفُ الْفَاعِلِ: كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَهُ فِعْلٌ أَوْ صِفَةٌ اُسْنِدُ إِلَيْهِ عَلٰى مَعْنًى اَنَّهُ قَامَ بِهٖ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ

تَعْرِيْفُ مَفْعُوْلِ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ: هُوَ كُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُهُ وَاُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهُ نَحْوُ : ضُرِبَ زَيْدٌ

تَعْرِيْفُ الْمُبْتَدَاوَالْخَبَرِ: هُمَا اِسْمَانِ مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ أَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيْهِ وَيُسَمَّى الْمُبْتَدأَ وَالثَّانِي مَسْنَدٌ بِهِ وَيُسَمَّى الْخَبَرَ نَحْوُزَيْدٌ قَائِمٌ

تَعْرِيْفُ قِسْمٍ اٰخَرِمِنَ الْمُبْتَدَإِ: لَيْسَ بِمُسْنَدٍ إِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَحَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُمَاقَائِمٌ زَيْدٌ

تَعْرِيْفُ خَبَرِ إِنَّ: ہُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

حُكْمُ خَبَرِ إِنَّ: فِي كَوْنِهِ مُفْرَداً أَوْ جُمْلَةً اَوْ مَعْرِفَةً أَوْ نَكِرَةً كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأِ

تَعْرِيْفُ اِسْمِ كَانَ: ہُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا

تَعْرِيْفُ اِسْمِ مَاوَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ: هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ مَا زَيْدٌ قَائِمًا

تَعْرِيْفُ خَبَرِ لَا لِلنَّفْيِ الْجِنْسِ: ہُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَدُخُوْلِهَانَحْوُ لَا رَجُلَ قَائِمٌ

تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ الْمُطْلَقِ: هُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى فِعْلٍ مَذْكُوْرٍ قَبْلَهُ وَيُذْكَرُلِلتَّاْكِيْدِ كَضَرَبْتُ ضَرْبًااَوْ لِبَيَانِ النَّوْعِ نَحْوُجَلَسْتُ جِلْسَةَالْقَارِى وَلِبَيَانِ الْعَدَدِنَحْوُجَلَسْتُ جَلْسَةً

تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ بِهِ: هُوَ اِسْمٌ مَاوَقَعُ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا

تَعْرِيْفُ التَّحْذِيْرِ: هُوَمَعْمُوْلٌ بِتَقْدِيْرِ اِتَّقِ تَحْذِيْرًا مِمَّا بَعْدَهُ نَحْوُ إِيَّاكَ وَ الْأَسَدَ

تَعْرِيْفُ مَاأُضْمِرَعَامِلُهُ عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ: هوكُلُّ اِسْمٍ بَعْدَهَافِعْلٌ اَوْشِبهُهُ مُشْتَغِلٌ عَنْ ذٰلِكَ الْإِسْمِ بِضَمِيْرِهٖ اَوْمُتَعَلَّقِه بِحَيْثُ لَوْسُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَاَوْمُناسِبُهُ لَنَصَبَهُ نَحْوُزَيْدًاضَرَبْتُهُ

تَعْرِيْفُ الْمُنَادٰى: هُوَ اِسْمٌ مَدْعُوٌّ بِحَرْفِ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ يَا عَبْدَاللّٰهِ

تَعْرِيْفُ الْمُنَادٰى الْمُرَخَّمِ: هُوَ حَذْفٌ فِيْ اٰخِرِهٖ لِلتَّخْفِيْفِ كَمَا تَقُوْلُ فِي مَالِكٍ يَامَالِ

تَعْرِيْفُ الْمُنَادٰى الْمَنْدُوْبِ: هُوَالْمُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ بِيَا أَوْ وَاكَمَايُقَالُ يَازَيْدَاهُ وَوَازَيْدَاهُ

حُكْمُ الْمُنَادٰى الْمَنْدُوْبِ: فِي الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ مِثْلُ حُكْمِ الْمُنَادٰى

تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ فِيْهِ: هُوَاِسْمٌ مَاوَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِيْهِ مِنَ الزَّمَانِ نَحْوُ صُمْتُ دَهْرًا وَ الْمَكَانِ نَحْوُ جَلَسْتُ خَلْفَكَ

تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ لَهُ: وَهُوَ اِسْمٌ مَالِاَجْلِهِ يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ قَبْلَهُ وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ نَحْوُ ضَرَبْتُهُ تَادِيْبًا

تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ مَعَهُ: هُوَمَا يُذْكَرُ بَعْدَ الْوَاوِ بِمَعْنٰى مَعَ لِمُصَاحَبَتِهٖ مَعْمُوْلَ فِعْلٍ نَحْوُجَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ

تَعْرِيْفُ الْحَالِ: لَفْظٌ يَدُلُّ عَلٰى بَيَانِ هَيْئَةِ الْفَاعِلِ أَوِالْمَفْعُوْلِ بِهِ أَوْ كِلَيْهِمَانَحْوُجَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا وَضَرَبْتُ زَيْدًامَشْدُوْدًاوَلَقِيْتُ عَمْرًوارَاكِبَيْنِ

تَعْرِيْفُ التَّمْيِيْزِ: هُوَنَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِنْ عَدَدٍ أَوْ كَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ أَوْ مَسَاحَةٍ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا فِيْهِ إِبْهَامٌ تَرْفَعَ ذٰلِكَ الْإِبْهَامَ نَحْوُ عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا

تَعْرِيْفُ الْمُسْتَثْنٰى: لَفْظٌ يُذْكَرُبَعْدَإِلَّا وَأَخَوَاتِهَا لِيُعْلَمَ أَنَّهُ لَايُنْسَبُ إِلَيْهِ مَانُسِبَ إِلٰى مَاقَبْلَهَا

تَعْرِيْفُ الْمُسْتَثْنٰى الْمُتَّصِلِ: هُوَ مَا أُخْرِجَ عَنْ مُتَعَدَّدٍ بِإِلَّا وَأَخَوَاتِهَا نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

تَعْرِيْفُ الْمُسْتَثْنٰى الْمُنْقَطِعِ: هُوَ الْمَذْكُوْرُ بَعْدَ إِلَّا وَأَخَوَاتِهَا غَيْرَ مُخْرَجٍ عَنْ مُتَعَدَّدٍ لِعَدَمِ دُخُوْلِهِ فِى الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ مِثْلُ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا

تَعْرِيْفُ كَلَامٍ مُوْجَبٍ: هوَ كُلُّ كَلَامٍ لايَكُوْنُ فِيْهِ نَفْيٌ اَو نَهْيٌ اَو اِسْتِفْهَامٌ

تَعْرِيْفُ كَلَامٍ غَيْرِمُوْجَبٍ: هوَ كُلُّ كَلَامٍ يَكُوْنُ فِيْهِ نَفْيٌ اَو نَهْيٌ او اِسْتِفْهَامٌ

تَعْرِيْفُ الْمُسْتَثْنٰى الْمُفَرَّغِ: هُوَ كُلُّ كَلَامٍ يَكُوْنُ فِيْهِ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ غَيْرَ مَذْكُوْرٍ

تَعْرِيْفُ خَبَرِ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا: هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَانَحْوُ كَانَ زَيْدٌقَائِمًا

حُكْمُ خَبَرِ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا: كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَإِ إِلَّاأَنَّهُ يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهُ عَلَى اَسْمَائِهَا مَعَ كَوْنِهٖ مَعْرِفَةً بِخِلَافِ خَبَرِ الْمُبْتَدَإِ نَحْوُ كَانَ الْقَائِمُ زَيْدٌ

تَعْرِيْفُ اِسْمِ إِنَّ وَأَخَوَاتِهَا: هُوَ الْمَسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا نَحْوُ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

تَعْرِيْفُ اِسْمِ لَا اَلَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ: هُوَ الْمُسْنَدُ إِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا وَ يَلِيْهَا نَكِرَةٌ مُضَافَةٌ نَحْوُ لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ

تَعْرِيْفُ خَبَرُ مَا وَ لَا الْمُشْبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ: هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ مَازَيْدٌ قَائِمًا

تَعْرِيْفُ الْمُضَافِ إِلَيْهِ: هُوَكُلُّ اِسْمٍ نُسِبَ إِلَيْهِ شَيْءٌبِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّلَفْظًانَحْوُمَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ

تَعْرِيْفُ التَّابِعِ: هُوَ كُلُّ ثَانٍ مُعْرَبٍ بِإِعْرَابِ سَابِقِهِ مِنْ جِهَةٍ وَاحِدَةٍ

تَعْرِيْفُ النَّعْتِ: هوَ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِي مَتْبُوْعِهِ نَحْوُ جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَوْ فِي مُتَعَلِّقِ مَتْبُوْعِهِ نَحْوُ جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ

تَعْرِيْفُ الْمَعْطُوْفِ بِالْحُرُوْفِ: هُوَ تَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلٰى مَتْبُوْعِهِ وَ كِلَاهُمَا مَقْصُوْدَانِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ

تَعْرِيْفُ التَّاكِيْدِ: هُوَ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى تَقْرِيْرِ الْمَتْبُوْعِ فِي مَا نُسِبَ أَوْ يَدُلُّ عَلٰى شُمُوْلِ الْحُكْمِ لِكُلِّ أَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ

تَعْرِيْفُ الْبَدَلِ: هُوَتَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَانُسِبَ إِلٰى مَتْبُوْعِهِ وَهُوَالْمَقْصُوْدُبِالنِّسْبَةِدُوْنَ مَتْبُوْعِهِ

تَعْرِيْفُ عَطْفِ الْبَيَانِ: هُوَتَابِعٌ غَيْرُصِفَةٍ يُوَضِّحُ مَتْبُوْعَهُ وَهُوَ أَشْهَرُ اسْمَيْ شَيْءٍ نَحْوُ قَامَ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرَ

تَعْرِيْفُ الْاِسْمِ الْمَبْنِيِّ: هُوَ اسْمٌ وَقَعَ غَيْرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَيْرِهِ

تَعْرِيْفُ الْمُضْمَرِ: اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ أَوْ مُخَاطَبٍ أَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ لَفْظاً أَوْ مَعْنًى أَوْ حُكْمًا

تَعْرِيْفُ أَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ: مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُشَارٍ إِلَيْهِ

تَعْرِيْفُ الْمَوْصُوْلِ: اِسْمٌ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُوْنَ جُزْءًا تَامًّا مِنْ جُمْلَةٍ إِلَّا بِصِلَةٍ بَعدَهُ

تَعْرِيْفُ أَسْمَاءِ الْأَفْعَالِ: هُوَ كُلُّ اسْمٍ بِمَعْنَى الْاَمْرِ وَالْمَاضِيْ نَحْوُ رُوَيْدَ زَيْدًا

تَعْرِيْفُ أَسْمَاءِالْاَصْوَاتِ: كُلُّ اسْمٍ حُكِيَ بِهِ صَوْتٌ كَغَاقِ لِصَوْتِ الْغُرَابِ أَوْصُوِّتَ بِهِ الْبَهَائِمُ كَنَخَّ لِإِنَاخَةِ الْبَعِيْرِ

تَعْرِيْفُ الْمُرَكَّبَاتِ: كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَتْ بَيْنَهُما نِسْبَةٌ

تَعْرِيْفُ الْكِنَايَاتِ: هِيَ أَسْماءٌ تَدُلُّ عَلٰى عَدَدٍ مُبْهَمٍ وَهِيَ كَمْ وَ كَذَا أَوْ حَدِيْثٍ مُبْهَمٍ وَهُوَ كَيْتَ وَذَيْتَ

تَعْرِيْفُ الْمَعْرِفَةِ: اِسْمٌ وُضِعَ لِشَيْءٍمُعَيَّنٍ كَزَيْدٍ

تَعْرِيْفُ النَّكِرَةِ: مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ غَيرِ مُعَيَّنٍ كَرَجُلٍ وَفَرَسٍ

تَعْرِيْفُ الْعَلَمِ: مَا وُضِعَ لِشَيءٍ مُعَيَّنٍ لَا يَتَنَاوَلُ غَيْرَہٗ بِوَضْعٍ وَاحِدٍ كَزَيْدٍ

تَعْرِيْفُ أَسْماءِ الْعَدَدِ: مَاوُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى كَمِّيَةِاٰحَادِ الْأَشْيَاءِ

تَعْرِيْفُ الْمُذَكَّرِ: مَالَايَكُوْنُ فِيْهِ عَلامَةُ التَّأْنِيْثُ كَرَجُلٍ

تَعْرِيْفُ الْمُؤنَّثِ: مَا فِيْهِ عَلامَةُ التَّأْنِيْثُ لَفْظاً أَوْ تَقْدِيْرًا

تَعْرِيْفُ الْمُثَنّٰى: اِسْمٌ اُلْحِقِ بِآخِرِهٖ أَلِفٌ أَوْ يَاءٌ مَفْتُوْحٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَكْسُوْرَةٌ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَهُ اٰخِرُ مِثْلَهُ نَحْوُ رَجُلانِ وَ رَجُلَيْنِ

تَعْرِيْفُ الْمَجْمُوْعِ: اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى اٰحَادٍ مَقْصُوْدَةٍ بِحُرُوْفٍ مُفْرَدَةٍ بِتَغَيُّرٍ اِمّالَفْظِيٌّ كَرِجَالٍ فِيْ رَجُلٍ اَوْتَقْدِيْرِيٌّ كَفُلْكٍ

تَعْرِيْفُ الْجَمْعِ الْمُصَحَّحِ: هُوَ لَا يَتَغَيَّرُ بِنَاءُوَاحِدِهٖ

تَعْرِيْفُ الْجَمْعِ الْمُكَسَّرِ: هُوَ مَا تَغَيَّرَ بِنَاءُ وَاحِدِهٖ

تَعْرِيْفُ الْجَمْعِ الْمُذَكَّرِالسَّالِمِ: هُوَ مَا اُلْحِقَ بِآخِرِهٖ وَاوٌمُضْمُومٌ مَاقَبْلَهَاوَنُوْنٌ مَفْتُوْحَةٌ كَمُسْلِمُوْنَ أَوْ يَاءٌ مَكْسُوْرٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَفْتُوْحَة نَحْوُ مُسْلِمِيْنَ

تَعْرِيْفُ الْجَمْعِ الْمُؤنَّثِ السَّالِمِ: هُوَ مَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِهٖ أَلِفٌ وَتَاءٌ نَحْوُ مُسْلِمَاتٌ

تَعْرِيْفُ الْمَصْدَرِ: اِسمٌ يَدُلُّ عَلَى الْحَدَثِ فَقَطْ وَيُشْتَقُّ مِنْهُ الْاَفْعَالُ كَالضَّرْبِ

تَعْرِيْفُ اِسمِ الفاعِلِ: اِسْمٌ يُشْتَقُّ مِنْ فَعْلٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ كَضَارِبٍ وَ مُدْخِلٍ

تَعْرِيْفُ اِسْمِ الْمَفْعُوْلِ: اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ مُتَعَدٍّ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ كَمَضْرُوْبٍ وَمُدْخَلٍ

تَعْرِيْفُ الصِّفَةِ الْمُشَبَّهَةِ: اِسْمٌ مَشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لَازِمٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الثُّبُوْتِ كَحَسَنٍ وَصَعْبٍ وَظَرِيْفٍ

تَعْرِيْفُ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ: اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلَى الْمَوْصُوْفِبِزِيَادَةٍ عَلٰى غَيْرِهٖ نَحْوُ زَيْدٌ أَفْضَلُ النَّاسِ

تَعْرِيْفُ الْمَاضِيْ: هُوَ فِعْلٌ دَلَّ عَلٰى زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِكَ كَضَرَبَ

تَعْرِيْفُ الْمُضَارِعِ: هُوَ فِعْلٌ يَشْبَهُ الْاِسَمَ بِاِحْدٰى حُرُوْفِ أَتَيْنَ فِيْ أَوَّلِهٖ لَفْظًا فِيْ اِتِّفَاقِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ نَحْوُ يَضْرِبُ

تَعْرِيْفُ الْأَمْرِ: هُوَ صِيْغَةٌيَطْلُبُ بِهَاالْفِعْلُ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ نَحْوُ اُنْصُرْ

تَعْرِيْفُ فِعْلٍ لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ: هُوَ فِعْلٌ حُذِفَ فَاعِلُهُ وَأُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ بِهِ مَقَامَهُ نَحْوُ ضُرِبَ

تَعْرِيْفُ الْفِعْلِ الْمُتَعَدِّى: هُوَ مَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى غَيْرِ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا

تَعْرِيْفُ الْفِعْلِ اللَّازِمِ: هُوَ مَالَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى غَيْرِ الْفَاعِلِ كَقَعَدَ زَيْدٌ

تَعْرِيْفُ الْأَفْعَالِ النَّاقِصَةِ: هِيَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيْرِ الْفَاعِلِ عَلٰى صِفَةٍ غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا

تَعْرِيْفُ أَفْعَالِ الْمُقَارَبَةِ: هِيَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى دُنُوِّ الْخَبَرِ لِفَاعِلِهَا نَحْوُ عَسٰى زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ

تَعْرِيْفُ فِعْلِ التَعَجُّبِ: مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ نَحْوُ مَا أَحْسَنَ زَيْدًا

تَعْرِيْفُ أَفْعَالِ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ: مَاوُضِعَ لِإِنْشَاءِ مَدْحٍ أَوْذَمٍّ نَحْوُ نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ وَ بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ

تَعْرِيْفُ حُرُوْفِ الْجَرِّ: حُرُوْفٌ وُضِعَتْ لِإِفْضَاءِ فِعْلٍ وَشِبْهِهِ أَوْ مَعْنَى الْفِعْلِ إِلٰى مَا تَلِيْهِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَأَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ وَ هٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوْكَ

مِنْ: هِيَ لِابْتِدَاءِ الْغَايَةِ نَحْوُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ

إِلٰى: هِيَ لِانْتِهَاءِ الْغَايَةِ نَحْوُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ

حَتّٰى: هِيَ مِثْلُ إِلٰى نَحْوُ نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّى الصَّبَاحِ

فِيْ: هِيَ لِلظَّرْفِيَّةِ نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ

اَلْبَاءُ: هِىَ لِلْإِلْصَاقِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ

اَللَّامُ: هِىَ لِلْاِخْتِصَاصِ نَحْوُ اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ

رُبَّ: هِىَ لِلتَّقْلِيْلِ رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُه

وَاوُ رُبَّ: هِىَ اَلْوَاوُ الَّتِيْ يُبْتَدَأُ بِهَا فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ

وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسُ إِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَإِلَّا الْعِيْسُ

وَاوُ الْقَسَمِ: هِىَ تَخْتَصُّ بِالظَّاهِرِ نَحْوُ وَاللهِ وَالرَّحْمٰنِ لَاَضْرِبَنَّ فَلَا يُقَالُ وَكَ

تَاءُ الْقَسَمِ: هِىَ تَخْتَصُّ بِاللهِ وَحْدَهُ فَلَايُقَالُ تَالرَّحْمٰنِ وَقَوْلُهُمْ تَرَبِّ الْكَعْبَةِ شَاذٌّ

بَاءُ الْقَسَمِ: هِىَ تَدْخُلُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْمُضْمَرِ نَحْوُ بِاللهِ وَبِالرَّحْمٰنِ وَبِكَ

عَلٰى: هِىَ لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ

الْكَافُ: هِىَ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ كَعَمْرٍو

مُذْ وَمُنْذُ: لِلزَّمَانِ اِمَّالِلإِبْتِدَاءِ فِي الْمَاضِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ شَعْبَانَ مَارَأَيْتُهُ مُذْ رَجَبٍ اَوْلِلظَّرْفِيَّةِفِي الْحَاضِرِ نَحْوُ مَا رَأَيْتُهُ مُذْشَهْرِنَاوَمُنْذُيَوْمِنَاأَيْ فِيْ شَهْرِنَا وَ فِيْ يَوْمِنَا

خَلاوَعَداوَحَاشَا: لِلْاِسْتِثْنَاءِ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ وَحَاشَا عَمْرٍو وَعَدَا بَكْرٍ

اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ: سِتَّةٌ إِنَّ وَأَنَّ وَكَأَنَّ وَلَيْتَ وَلٰكِنَّ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ تَنْصِبُ الْاِسْمَ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

حُرُوْفُ الْعَطْفِ: عَشَرَةٌ : اَلْوَاوُوَالْفَاءُ وَثُمَّ وَحَتّٰى وَ أَوْ وَإِمَّا وَأَمْ وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ

الْوَاوُ: هِيَ لِلْجَمْعِ مُطْلَقًانَحْوُجَاءَزَيْدٌوَعَمْرٌوسَوَاءٌكَانَ زَيْدٌمُقَدَّمًا فِي الْمَجِيْءِ أَمْ عَمْرٌو

الْفَاءُ: هِيَ لِلتَّرْتِيْبِ بِمُهْلَةٍ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو

ثُمَّ: هِيَ لِلتَّرْتِيْبِ بِلَا مُهْلَةٍ نَحْوُ دَخَلَ زَيدٌ ثُمَّ عَمْرٌو

حَتّٰى: هِيَ كَثُمَّ فِي التَّرْتِيبِ وَ الْمُهْلَةِ إِلَّا أَنَّ مُهْلَتَهَا أَقَلُّ مِنْ مُهْلَةِ ثُمَّ نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْاَنْبِيَاءُ

أَوْوَإِمَّا وَأَمْ: ثَلَاثَتُهَا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِاَحَدِ الْاَمْرَيْنِ مُبهَمً لَابِعَيْنِهِ نَحْوُمَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ وَإِمَّاإِنَّمَا تَكُوْنُ حَرْفَ الْعَطْفِ إِذَاتَقَدَّمَ عَلَيْهَاإِمَّاأُخْرٰى نَحْوُالْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ وَإِمَّا فَرْدٌ

أَمْ مُتَّصِلَةٌ: هِيَ مَا يُسْأَلُ بِهَا عَنْ تَعيِيْنِ أَحَدِ الْاَمْرَيْنِ وَالسَّائِلُ بِهَا يَعْلَمُ ثُبُوتَ أَحَدِهِمَا مُبْهَمًا نَحْوُ أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَم عَمْرٌ ؟

أَمْ مُنْقَطِعَةٌ: هِيَ مَا تَكُوْنُ بِمَعْنٰى بَلْ مَعَ الْهَمْزَةِ كَمَا لَوْ رَأَيْتَ شَبَحًا مِنْ بَعِيْدٍ وَقُلْتَ: إِنَّهَا لَإِبِلٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْقَطْعِ ثُمَّ حَصَلَ لَكَ الشَّكُ أَنَّهَا شَاة فَقُلْتَ : أَمْ هِيَ شَاة تَقْصُدُ الْإِعْرَاضَ عَنِ الْإِخْبَارِ الْأَوَّلِ وَاسْتِئْنَافَ بِسُوَّالٍ آخَرَ مَعْنَاهُ بَلْ هِيَ شَاةٌ ؟

لَا وَبَلْ وَلٰكِنْ: لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِاَحَدِ الْاَمْرَيْنِ مُعَيَّنً نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌ

بَلْ: هِيَ لِلْاِضْرَابِ عَنِ الْاَوَّلِ وَالْاِثْبَاتِ لِلثَّانِيْ نَحْوُجَاءَنِيْ زَيْدٌبَلْ عَمْرٌ

لٰكِنْ: هِيَ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَيَلْزَمُهَاالنَّفْيُ قَبْلَهَا نَحْوُمَاجَاءَنِيْ زَيْدٌلٰكِنْ عَمْرٌ وَ بَعْدَهَا نَحْوُقَامَ بَكْرٌ لٰكِنْ خَالِدٌ لَمْ يَقُمْ

حُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ: ثَلَاثَةٌأَلَا وَأَمَا وَ هَا وُضِعَتْ لِتَنْبِيْهِ الْمُخَاطَبِ لِئَلَّا يَفُوْتَهُ شَيْءٌ مِنَ الْكَلَامِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ

حُرُوْفُ النِّدَاءِ: خَمْسَةٌيَاوَأَيَاوَهَيَاوَأَيْ وَالْهَمْزَةُالْمَفْتُوْحَةُ فَاَيْ وَالْهَمْزَةُالْمَفْتُوحَةُ لِلْقَرِيْبِ وَ أَيَاوَهَيَا لِلْبَعِيْدِ وَ يَا لَهُمَا وَلِلْمُتَوَسِّطِ

حُرُوْفُ الْإِيْجَابِ: سِتَّةٌ : نَعَمْ وَبَلٰى وَأَجَلْ وَجَيْرِ وَإِنَّ وَإِيْ

نَعَمْ: هِيَ لِتَقْرِيْرِ كَلَامٍ سَابِقٍ مُثْبَتًا كَانَ أَوْمَنْفِيًّا نَحْوُ أَجَاءَ زَيْدٌ قُلْتَ نَعَمْ وَأَ مَاجَاءَ زَيْدٌ قُلْتَ نَعَمْ

بَلٰى: تَخْتَصُّ بِإِيْجَابِ مَانُفِيَ اِسْتِفْهَامًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى أَوْ خَبَرًا كَمَا يُقَالُ : لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ قُلْتُ بَلٰى أَيْ قَدْ قَامَ

اِيْ: هِيَ لِلْاِثْبَاتِ بَعْدَ الْاِسْتِفْهَامِ وَيَلْزَمُهَا الْقَسَمُ كَمَا إِذَا قِيْلَ هَلْ كَانَ كَذَا؟ قُلْتُ اِيْ وَاللهِ

أَجَلْ وَجَيْرِ وَإِنَّ: لِتَصْدِيْقِ الْخَبَرِ كَمَااِذَاقِيْلَ جَاءَزَيْدٌقلْتَ أَجَلْ اَوْجَيْرِاَوْإِنَّ أَيْ اُصَدِّقُكَ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ

حُرُوْفُ الزِّيَادَةِ: سَبْعَةٌ إِنْ وَأَنْ وَمَا وَلَا وَمِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ

إِنْ: تُزَادُ مَعَ مَا النَّافِيَةِ نَحْوُ مَا إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ ومَعَ مَا الْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ اِنْتَظِرْ مَا إِنْ يَجْلِسَ الْاَمِيْرُ وَ مَعَ لَمَّا نَحْوُ لَمَّا إِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ

أَنْ: تُزادُ مَعَ لَمَّا نَحْوُ قَوِلِهٖ تَعَالٰى : فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ وَبَيْنَ وَاوِ الْقَسَمِ وَ لَوْ نَحْوُ وَاللهِ أَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ

مَا: تُزادُ مَعَ إِذْ وَمَتٰى وَأَيِّ وَأَيْنَ وَإِنِ الشَّرْطِيَّةِ كَمَا تَقُوْلُ : إِذْ مَا صُمْتَ صُمْتُ وَكَذَا الْبَوَاقِيْ وَ بَعْدَ بَعْضِ حُرُوْفِ الْجَرِّ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ وَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ وَمِمَّا خَطِيئاتِهِمْ اُغْرِقُوا فَاُدْخِلُوا نَارًا وَ زَيْدٌ صَدِيْقِي كَمَا أَنَّ عَمْرٌو أَخِيْ

لَا: تُزَادُ مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْيِ نَحْوُ مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَ لَا عَمْرٌ وَبَعْدَ أَنْ الْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ وَ قَبْلَ الْقَسَمِ نَحْوُقَوْلِهٖ تَعَالٰى :لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بِمَعْنٰى اُقْسِمُ

مِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ: فَقَدْ مَرَّ ذِكْرُهَا فِيْ حُرُوْفِ الْجَرِّ فَلَا نُعِيْدُهٗ

حُرُوْفُ ا التَّفْسِيرِ : اِثْنَانِ أَيْ وَأَنْ

أَيْ: كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَاسْاَلِ الْقَرْيَةَ أَيْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ

أَنْ: إِنَّمَا يُفَسَّرُ بِهَا فعل بِمَعْنَى الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيْمُ

حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ: ثَلَاثَةٌ مَا وَأَنْ وَأَنَّ

مَا وَأَنْ: لِلْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَّةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى:وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَارَحُبَتْ أَيْ بِرَحْبِهَاوَقَوْلِ الشَّاعِرِ: يُسِرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ =وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابَاوَأَنْ نَحْوُقَوْلِهٖ تَعَالٰى:فَمَاكَانَ جَوابَ قَوْمِهٖ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَيْ قَوْلُهُمْ

أَنَّ: لِلْجُملَةِ الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ أَيْ عَلِمْتُ قِيامَكَ

حُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ: هِيَ أَرْبَعَةٌ هَلَّا وَأَلَا وَلَوْلَا وَلَوْمَا وَلَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَمَعْنَاهَا حَضٌّ عَلَى الْفِعْلِ إِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ هَلَّا تَأْكُلُ وَلَوْمٌ إِنْ دَخَلَ تْعَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا وَحِيْنَئِذٍ لَا تَكُوْنُ تَحْضِيْضًا إِلَّا بِاعْتِبَارِ مَافَاتَ

لَوْلَا: لِمَعْنًى آخَرَ وَهُوَ اِمْتِنَاعُ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ لِوُجُوْدِ الْجُمْلَةِ الْأُوْلٰى نَحْوُ لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ وَحِيْنَئِذٍ يُحْتَاجُ إِلَى الْجُمْلَتَيْنِ أُوْلَاهُمَا اِسْمِيَّةٌ أَبَدًا

حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ: هِيَ فِي الْمَاضِيْ لِتَقْرِيْبِ الْمَاضِيْ إِلَى الْحَالِ نَحْوُ قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ أَيْ قُبَيْلَ هٰذَا وَقَدْ يَجِيْءُ لِلتَّاكِيْدِ إِذَا كَانَ جَوَابًا لِمَنْ يَسْئَلُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ؟ تَقُوْلُ قَدْ قَامَ زَيْدٌ وَفِي الْمُضَارِعِ لِلتَّقْلِيْلِ نَحْوُ إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ وَإِنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَبْخَلُ وَقَدْ يَجِيْءُ لِلتَّحْقِيْقِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِيْنَ

حَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ: اَلْهَمْزَةُ وَهَلْ وَلَهُمَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَتَدْخُلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ كَانَتْ نَحْوُ أَزَيْدٌ قَائِمٌ؟ أَوِ الْفِعْلِيَّةِ نَحْوُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟

حُرُوْفُ الشَّرْطِ: ثَلَاثَةٌ: إِنْ وَلَوْ وَأَمَّا لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَيَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلٰى جُمْلَتَيْنِ اِسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا أَوْ فِعْلِيَّتَيْنِ أَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ

إِنْ: لِلْاِسْتِقْبَالِ وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ إِنْ زُرْتَنِيْ فَأُكْرِمُكَ

لَوْ: لِلْمَاضِيْ وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ لَوْ تَزُوْرُنِيْ أَكْرَمْتُكَ

أَمَّا: لِتَفْصِيْلِ مَا ذُكِرَ مُجْمَلًا نَحْوُ اَلنَّاسُ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ أَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ

حَرْفُ الرَّدْعِ كَلَّا: وُضِعَتْ لِزَجْرِ الْمُتَكَلِّمِ وَرَدْعِهِ عَمَّا تَكَلَّمَ بِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ كَلَّا أَيْ لَا تَتَكَلَّمْ بِهٰذَا فَإِنَّهُ لَيْسَ كَذَالِكَ

تَاءُ التَّأْنِيْثِ السَّاكِنَةُ: تَلْحَقُ الْمَاضِيَ لِيَدُلَّ عَلٰى تَأْنِيْثِ مَا اُسْنِدَ إِلَيْهِ الْفِعْلُ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ

اَلتَّنْوِيْنُ: نُوْنٌ سَاكِنَةٌ تَتْبَعُ حَرَكَةَ اٰخِرِ الْكَلِمَةِ لَا لِتَاكِيْدِ الْفِعْلِ

اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّمَكُّنِ: هُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْاِسْمَ مُتَمَكِّنٌ فِيْ مُقْتَضِى الْاِسْمِيَةِ أَيْ أَنَّهُ مُنْصَرِفٌ نَحْوُ زَيْدٌ وَرَجُلٌ

اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّنْكِيْرِ: هُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْاِسْمَ نَكِرَةٌ نَحْوُ صَهٍ أَيْ اُسْكُتْ سُكُوْتًا مَا فِيْ وَقْتٍ وَأَمَّا صَهْ بِالسُّكُوْنِ فَمَعْنَاهُ اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الْاٰنَ

اَلتَّنْوِيْنُ لِلْعِوَضِ: هُوَ مَا يَكُوْنُ عِوَضًا عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ نَحْوُ حِيْنَئِذٍ وَسَاعَتَئِذٍ وَيَوْمَئِذٍ أَيْ حِيْنَ إِذْ كَانَ كَذَا

اَلتَّنْوِيْنُ لِلْمُقابَلَةِ: هُوَ التَّنْوِيْنُ الَّذِيْ يَلْحَقُ جَمْعَ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمَ نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ

اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّرَنُّمِ: هُوَ الَّذِيْ يَلْحَقُ بِاٰخِرِ الْاَبْيَاتِ وَ الْمَصَارِيْعِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ:

أَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ=وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ وَكَقَوْلِهِ يَا أَبَتَا عَلَّكَ أَوْ عَسَاكَنْ

نُوْنُ التَّاكِيْدِ: وُضِعَتْ لِتَاكِيْدِالْأَمْرِوَالْمُضَارِعِ إِذَاكَانَ فِيْهِ طَلَبٌ بِأَزَاءِقَدْ لِتَاكِيْدِ الْمَاضِيْ وَهِيَ عَلٰى ضَرْبَيْنِ خَفِيْفَةٌ اَیْ سَاكِنَةٌ أَبَدًا نَحْوُاِضْرِبُنْ وَالثَّقِيْلَةُ مَفْتُوْحَةٌ أَبَدًا اِنْ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبُنَّ وَمَكْسُوْرَةًاِنْ كَانَ قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ، اِضْرِبْنَانِّ

وَاللّٰهُ الْـمُسْتَعَانُ فِى الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ

...{تَـمَّـتْ بِـالْـخَـيْـرِ}...

آج بروز جمعرات ۲، جمادی الاولیٰ، ۱۴۳۴ ہجری بمطابق ۱۴، مارچ ء بمقام جامع مسجد فاطمہ (غازی ٹاؤن فیز املیر) ہدایۃ النحو کی شرح مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ محض اللہ ہی کا احسان اور اس کا فضل ہے۔ اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے والوں سے گزارش ہے کہ بندہ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم سب کا حامی اور مددگار رہے۔

فہرست

مَعَارِفُ النَّحْو

شَرْح

هِدَايَةُ النَّحْو

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566, Cell: 0334-3432345